# دعوت اسلام

ترجمہ

## دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ سابق پروفیسر
محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڈھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی اے

سابق طالبعلم محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڈھ

نے

بایمائے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی غفرلہ
اردو زبان مین ترجمہ کیا

اور مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ء

# دعوات اسلام

ترجمہ

## دی پریچنگ آف اسلام

مصنفہ

ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ بی اے

پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور ۔ سابق پروفیسر
محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

جسکو

محمد عنایت اللہ بی۔ اے

سابق طالبعلم محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج علیگڑھ

نے

بایماے مصنف

و

حسب الارشاد سر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی عظمٰے

اردو زبان مین ترجمہ کیا

در مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی کے چھپا

سنہ ۱۸۹۸ع

ے سے ضرور لکھتا اور اوسکو دیکھنے کے لیے میرے پاس
قریباً دو ہفتے کے بعد آن جناب نے اس دار فانی سے رحلت
میں اس ارشاد کی تعمیل نہ کر سکا جسکا اس وقت مجھہ کو نہایت
صاحب کا قصد تہا کہ اس کتاب پر جب اوسکا ترجمہ ختم ہو جاوے
لکھنگی اس بیمثل تصنیف کے ترجمہ کو بہت شہرت عام و بام سے ملک
بس ہے موت نے ان سب منصوبوں کو غارت کر دیا۔
ب پر کوئی تقریظ لکھنی مجھہ جیسے کم استعداد شخص کا کام نہیں ہے
ن ہے جو قدیم علیم مگر نئے سکول کی عالم اور اسلامی تاریخ کے ماہر
باتوں کو سرسری طور پر بیان کرنے کی کوشش کرتا ہون جو اونے
العہ کرنیکے بعد میرے ذہن میں رہ گئی ہین۔
ب کا مضمون بالکل اچہوتا ہے جس پر اس سے پہلے کسی عالم نے
ایسی وضاحت و ترتیب سے قلم نہین اوٹھایا مضمون یہہ ہے
ان مواعظ حسنہ کے ذریعے سے اسلام پہیلا اوسکی تاریخ لکھی جاوے
یرپ نے دنیا کے بڑے بڑے مذہبون کا دو قسمون مین تقسیم
یک مشنری اور دوسرا نان مشنری۔ نان مشنری مذہب وہ ہین
ہب والون کو اپنے دین مین شامل نہین کر سکتے مشنری مذہب
ے غیرون کو اپنے مذہب پر لانا اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہین۔
ین اونکی اشاعت کے دو طریقے ہین۔ ایک یہ کہ مواعظ حسنہ
رین نمونے دکھا کر غیرون کو اپنے مذہب مین داخل کیا جاوے
حکومت اور قوت حاصل ہو تو تلوار کے زور سے جبر و تعدی سے
پنے مذہب کا معتقد بنایا جاوے۔ دنیا کے بڑے مذہبون

ان مین چلا آتا ہے یہہ ہے کہ غیر مذہب والو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# دیباچہ مترجم

آخر سنہ ۱۸۹۶ء مین جسوقت مسٹر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ پروفیسر مدرسۃ العلوم
کی یہ کتاب پریچنگ آف اسلام انگریزی زبان مین انگلستان سے چھپکر آئی
سرسید احمد خان بہادر مرحوم مغفور نے اوسکے اردو ترجمہ کے لیئے مجھسے
زمانہ طالب العلمی مین بہی جبکہ علیگڈہ کالج مین رہتا تہا اس کتاب کے چند حصے
کے قلمی مسودہ سے محمدن ایڈوکیشنل کانفرنس کے لیے ترجمہ کر چکا تہا۔ غالباً یہ
ہوی کہ اب پوری کتاب کا مترجم بہی مجہی کو مقرر کرنا پسند کیا گیا۔ شروع جنوری سنہ
مین مین نے اس ترجمہ کو شروع کیا اور گذشتہ ماہ نومبر مین بجز ضمیمون اور دیباچہ کے
کتاب کو ختم کر دیا۔ جسقدر ترجمہ ختم کر کے صاف کر لیتا تہا سید صاحب کی خدمت مین
کرتا جاتا تہا۔ چنانچہ اس وقت مین اس بات کو اپنی بڑی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ بجز چند اوراق
کے یہ کل ترجمہ جناب سید صاحب مرحوم مغفور کی نظر سے ایک دفعہ گذر چکا ہے۔

انگلستان اور یورپ کے بعض مشہور و معروف مصنفون اور مضمون نگارون نے
پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پر عالمانہ ریویو لکہے ہین اور خود جناب سید صاحب مرحوم و مغفور نے
اس کتاب کے مضامین کی نسبت علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے ذریعہ سے اس قسم کی اشتہار
اطلاعین ملک مین بار بار شائع کی تہین کہ اگر اسوقت مترجم اونکی طرف اشارہ کر کے خاموش
ہو رہے تو دیباچہ لکہنے کا فرض ادا ہو سکتا ہے۔ لیکن یہہ عذر کافی نہین معلوم ہوتا کیونکہ
جناب سید صاحب کا آخر والا نامہ جو میرے پاس آیا اوسمین ارشاد تہا کہ جب یہ ترجمہ ختم

فقط تین مذہب تبشیری ہین - ایک بدھ مذہب جس سے ہمکو بحث نہین - دوسرا
عیسوی مذہب تیسرا اسلام - صرف اسلام کی اشاعت کے حالات و واقعات لکھنا
آرنلڈ کی کتاب کا مقصد ہے - لیکن مقابلہ کی غرض سے اور اس لیے کہ مصنف اپنی
کتاب زیادہ تر کرسچین یورپ سے مخاطب ہے کہین کہین عیسوی مذہب کی تاریخ کا ذکر بھی چلا آیا
اسلام اور عیسوی مذہب کی تاریخون سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی اشاعت مین دونون
طریقے جو اوپر بیان ہوے برتے گئے - یعنی عیسوی مذہب اور اسلام دونون کبھی تلوار
کے زور سے اور کبھی مواعظ اور ہدایت کے ذریعہ سے دنیا مین پھیلایے گیے - مذہب
پھیلانے والے ہمیشہ انسان رہے ہین اور انسان کی طبائع مختلف ہین - ایک وہ
جنہون نے مذہب کے احکام سے سرمو تجاوز کرنا جائز نہ سمجھا اور اپنے مذہب کو
نہایت ترقی دی - دوسرے وہ ہین جنہون نے مذہب کے غلط جوش یا حکومت
کے پندار مین مذہبی احکام کا خیال نہ کیا اور ایسے کام کیے جنسے خود ان ہی پر
نہین بلکہ مذہب کے پاک چہرہ پر بھی اُنہون نے سیاہ داغ لگا دیے - مذہب کے
معاملہ مین زور و زبردستی سے کام لینا ہر مذہب کی شان سے خلاف سمجھا گیا ہے
اور اس زمانہ تہذیب مین تو وہ بالکل وحشیانہ حرکت سمجھی جاتی ہے - عیسائیون مین
یہ زبان زد خاص و عام ہے کہ اسلام صرف تلوار کے زور سے دنیا مین پھیلایا گیا
اور قرآن کی رو سے غیر مذہب والون کو بزور شمشیر مسلمان کرنا مسلمانون پر فرض
اسلام کی نسبت یہ دونون خیال بالکل غلط ہین - اگر عیسائیون کا اعتراض صرف
یہ ہوتا کہ بعض مسلمان بادشاہون یا گورنرون نے اسلام کی بجبر اشاعت کی تو یہ
چندان سخت نہ تھا کیونکہ جب فریقین پر ایک ہی سا اعتراض عائد ہو تو وہی اعتراض
ایک سے دوسرے کے حق مین زیادہ کارگر نہین ہوتا - لیکن عیسائیون کا سب سے
بڑا اعتراض جو اسلام کی نسبت ہمیشہ سے ان مین چلا آتا ہے یہ ہے کہ غیر مذہب والون کو

زبردستی مسلمان کرنا ازروی قرآن مسلمانون کا فرض ہے - پروفیسر آرنلڈ نے پہلا [illegible]
یہہ کیا ہے کہ اس سخت اعتراض پر جو واقعات کے خلاف تہا کئی پہلو سے حملہ کیا [illegible]
شریف کی متعدد آیات اور احادیث نقل کرکے اور تاریخی مثالین پیش کرکے اوسکو بالکل
غلط اور لغو ثابت کردیا چنانچہ اس مسئلہ کے بہترین مبصر سمجہہ سکتے ہین کہ مصنف ممدوح کو اس بحث
مین کسقدر اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہوئی -

پروفیسر آرنلڈ نے مذہب اسلام کی تاریخ اشاعت صرف اوس حد تک لکہی [illegible]
اسلام مواعظ و نصائح کے ذریعہ سے دنیا کے مختلف ملکون اور جزیرون مین [illegible]
اُنہون نے ایسے واقعات کے لکہنے سے پرہیز کیا ہے جن مین بعض مسلمان بادشا[illegible]
یا لڑنیوالون نے عیسائی بادشاہون یا لڑنے والون کی طرح اپنے مذہب کی [illegible]
کی ہو کیونکہ جن لوگون نے ایسا کیا یا وانکا ذاتی فعل تہا - اسلام کی تاریخ اشاعت [illegible]
اشاعت ازروی اسلام جائز طریقون سے ہوئی ہو ایسے لوگون کے ذاتی فعال [illegible]
نہین ہوسکتی مصنف ممدوح نے صرف ایسے واقعات کو قلمبند کیا ہے جنمین وعظ و نصیحت اسلا[illegible]
اخلاق اور حسن معاشرت سے تبلیغ اسلام کے لیے مسلمانون نے تمام دنیا مین جہا[illegible]
کہین اونکا قدم پہونچا کوشش کی -

یہ کہا گیا ہے کہ آغاز اسلام سے لیکر اسوقت تک جو تیرہ سو برس کا زمانہ [illegible]
پروفیسر آرنلڈ کی کتاب پریچنگ آف اسلام سے پہلے اسلامی تاریخ مین ایسی نہین لکہی گ[illegible]
بطریق مواعظ اسلام کی اشاعت کے حال ہر ملک قوم اور زمانہ کی ترتیب سے معلوم[illegible]
حال فہرست مضامین کی تفصیل و ترتیب کو دیکہکر بخوبی کہلتا ہے - مصنف [illegible]
کتاب کو تیرہ باب اور چار ضمیمون مین تقسیم کیا ہے - باب اول [illegible] تفسیری [illegible]
اور وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت ہونے اور ایسی آیات قرآنی اور احادیث [illegible]
نقل کرنے مین کہ ہمیشہ مواعظ و نصائح سے اسلام کی تبلیغ کا حکم ملا اور بجبر اسلام کر[illegible]

شیے سے مسلمانون کو مخالفت رہی اور مذہب اسلام ابتدا ہی سے کافہ انام کی ہدایت
کے لیے بہتا لکھا گیا ہے - دوسرے باب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی
جہانتک کہ انکو تبلیغ اسلام سے تعلق تھا بیان کیے گیے ہین - اسکے بعد چار باب ایسے
ہین جن مین یورپ افریقہ اور مغربی ایشیا کی صرف عیسائی قومون اور فرقون کے مسلمان
ہونیکے واقعات نہایت تلاش اور تحقیق سے لکھے گیے ہین - اسکے بعد ایران مین
زرتشتیون اور آتش پرستون وغیرہ کے اسلام لانے کا ذکر ہے - پہر ہندوستان چین
افریقہ مجمع الجزائر کی بدھ مذہب اور بت پرست قومون کے اسلام لانے کے متعلق ایک
ایک باب ہے جو نہایت بیش قیمت معلومات کا خزانہ ہے - اخیر مین خاتمہ کا باب ہے
جسمین عیسوی اور اسلامی مشن کے طریقون کا فرق اور دیگر مضامین متعلقہ پر بحث کی
گئی ہے - پہر چار ضمیمہ مین جنکی تفصیل فہرست مضامین سے معلوم ہو سکتی ہے - پروفیسر
آرنلڈ کی کتاب کے مضامین کو اسطرح مختصر لفظون مین بیان کر دینا بے انصافی ہے
کیونکہ جو چیز اس کتاب کے پڑہنے والے کو حیرت زدہ کر دیتی ہے وہ وسعت مضمون
ہے - تیرہ صدیون مین دنیا کے تین براعظمون اور متعدد جزیرون پر جو کچھ
اسلام کی ترقی اشاعت کے لیے مسلمانون نے کوششین صرف کین وہ نظر کے سامنے
لائی گئی ہین - اسوقت دنیا کا نقشہ ہمارے سامنے ہے اور تیرہ سو برس کا زمانہ ذہن
مین - دنیا کے تین براعظم اور اونکے جزیرے ہین جن پر ہم قلم دوڑا رہے ہین کہ اسلام یہان
پہیلا اور وہان پہیلا - براعظم ایشیا مین عرب - شام فلسطین - آرمینیا -
کاکیشیا - جرجان - طبرستان - ایران - خراسان - افغانستان - ہندوستان
کشمیر - تبت - ترکستان - سائبیریا - چین - اور چینی تاتار - براعظم یورپ
مین اسپین اور یوروپین روم کے ملک ترکی - البانیا - بلغاریا - سرویا - بوسنیا -
مانٹی نیگرو - اور یوروپین روس کے بعض حصے براعظم افریقہ مین مصر - نوبیا -

# پریچنگ آف اسلام

کے اصل انگریزی نسخہ کو پروفیسر آرنلڈ صاحب نے
اپنی اہلیہ مسز آرنلڈ صاحبہ کے نام حسب ذیل عربی اشعار
کے ساتھ معنون فرمایا ہے

| | |
|---|---|
| لكِ الحكمُ في أمري فما شئتِ فاصنعي | فلم يكُ إلّا فيكِ لا عنكِ رغبتي |
| مُحكّمتي لم تُخاصِمْهُ بيننا | تخيّلُ نسخٍ وهو خيرُ البيّنهْ |

توجہ کے یہ کتاب طبع نہین ہوسکتی تھی اور جو تکلیف اس بارے مین جناب سید صاحب
نے گوارا فرمائی اوسکا مین کافی شکریہ ادا نہین کرسکتا۔ مین اپنے بڑے پیارے دوست
شمس العلما۔ مولوی شبلی نعمانی کا خاص طور پر احسانمند ہون جنہون نے اپنے قدیم
اسلامی تاریخ کے خزانہ علم سے متواتر مہربانیون کے ساتھہ ہمیشہ میری مدد فرمائی۔ اگر
وہ اپنے اس وسیع علم سے فیاضی کے میری مدد نہ کرتے تو اس کتاب کے اکثر حصون
مین جو بیش قیمت واقعات درج ہین اونسے مین لاعلم رہجاتا۔ مین چاہتا ہون کہ اپنے
شاگرد سابق مولوی بہادر علی ایم اے کا بھی شکریہ ظاہر کرون جنہون نے عربی ترجمون
سے میری مدد کی۔ اس کتاب کے مترجم اور اپنے پرانے شاگرد محمد عنایت اللہ بی
اے کا بھی مین دل سے مشکور ہون کہ انہون نے نہایت شوق محنت اور احتیاط سے
اس کتاب کا ترجمہ کیا۔

اخیر مین سب سے زیادہ مجھہ کو اپنی پیاری بیوی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر
وہ نہ ہوتین تو واقعات غیر مسلسل کا یہ پریشان دفتر کبھی ترتیب پاکر کتاب کی صورت مین
ظاہر نہ ہوتا۔ اونکی ہمدردی اور اس کتاب کو اونکا پسند کرنا میری محنت کا بہترین صلہ ہے۔

ٹی ڈبلیو آرنلڈ

٦٥

١١

۵۱۰

۵۱۱

صفحہ

پروفیسر میکس مولر نے مسیحی مشنون کی ایک جلسے مین جو دسمبر سنہ ۱۸۷۳ء مین وسٹ منسٹر ایبی
مین منعقد ہوا اپنا لکچر دیا جب سے یہ ایک معمولی بات ہوگئی ہے کہ دنیا کے چھ بڑے مذہب تبلیغی
اور غیر تبلیغی مذہبون مین تقسیم کیے جاسکتے ہین قسم آخر مین یہودی - برہمنی - اور زردشتی مذہب
داخل ہین اور قسم اول مین بودھ مت - عیسائی مذہب اور اسلام شامل ہین - پروفیسر مذکور نے تبلیغی
مذہب کی تعریف کہ اس سے کیا مراد لینی چاہیے نہایت خوبی سے یہہ کی ہے کہ "تبلیغی مذہب وہ ہے
جس مین سچائی کا پھیلانا اور غیر مذہب والونکو مذہب مین لانا بانی مذہب یا اوسکے جانشینون نے
یا اوسکے قریب زمانہ مین ہوے مذہبی فرض تک پہونچا دیا ہو ...... یہہ ایمان والون کے
دل کی سچائی کا جوش ہوتا ہے جو چین سے نہین رہنے دیتا وقتیکہ وہ خیال سے کلام سے عمل سے
اپنے تئین ظاہر نہ کرے اور اوسکو اوس وقت تک چین نہین آتا جبتک کہ وہ اپنے پیغام کو ہر
انسانی روح تک نہ پہونچا دے اور جس چیز کو وہ برحق یقین کرتا ہے اوسکو بنی نوع انسان کا ہر
شخص برحق تسلیم کرنے لگے"[1]

مذہب کی سچائی کا ایسا ہی جوش ہے جسنے مسلمانون مین روح پھونک دی کہ اسلام کی خبر کو

[1] مسٹر لائل کے آرٹیکل موسومہ "مشنری ریلیجنز" پر ایک نوٹ فورٹ نائٹلی ریویو جولائی سنہ ۱۸۷۴ء

جس سرزمین مین نازل ہوا اسکے باشندون کے پاس پہونچائین اور یہی جوش ہے جسنے متحقق
کیا کہ انکا مذہب ٹہیک ٹہیک اون مذہبون مین شمار ہو جنکو ہم تبلیغی یا مشنری مذہب کہتے ہین
اسی تبلیغی سرگرمی کے پیدا ہونیکی تاریخ اور اوسکے برانگیختہ کرنیوالی طاقتون کا حال اور اوسکے عمل
کے طریقون کا بیان ہے جن سے اس کتاب کا مضمون مرتب ہوتا ہے ستر کروڑ تیس لاکہہ
مسلمان جو آج دنیا کے پردہ پر موجود ہین وہ اسی مذہبی حمیت کے کامونکی شہادت ہین جو بارہ صدیون
کے زمانہ مین سرانجام ہوے

وہ سرمدی اور حیات بخشنے والی صداقت یعنی خدائے احد کی خبر اہل عرب کو ساتوین صدی
عیسوی مین اس نبی نے پہونچائی جسکے علم کے نیچے عرب کے منتشر قبیلے جمع ہوکر ایک قوم بنگئے
اور اس نئی قومی حیات کی جنبشون سے پر ہوکر اور دینی حمیت اور گرمجوشی کے ساتہہ جسنے انکی
لشکرون کو قریب قریب وہ طاقت بخشی جو مغلوب ہونا جانتے تہے دنیا کے تین براعظمون پر
سیلاب کی طرح پہیل گئے تاکہ فتح کرین اور محکوم بنائین ـ شام ـ فلسطین ـ مصر ـ شمالی افریقہ ـ
فارس پہلے ملک تہے جنہون نے اسلامیون کے سامنے سرتسلیم جہکایا ـ مغرب مین ہسپانیہ
کی طرف بڑہ کر اور مشرق مین دریاے سندہ عبور کرکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے کیا
کہ آپ کی وفات کے سو برس بعد وہ ایسی سلطنت کی مالک ہے جو رومۃ الکبریٰ کی شہنشاہی
سے بہی جبکہ اسکی سطوت کا آفتاب نصف النہار پر تہا وسیع تر ہے ـ

اگرچہ اسکے بعد اس بڑی اسلامی سلطنت کے حصے ہوگئے اور اسلام کی پولیٹکل قوت
کم ہوگئی تاہم اسکی دینی فتوحات ویسی ہی بے روک ٹوک جاری ہین ـ جب مغل کے وحشی
گروہون نے بغداد کو تاراج کیا (۱۲۵۸ء) اور خاندان عباسیہ کی پژمردہ شوکت کو خون مین غرق
کردیا ـ جبکہ فرڈیننڈ [illegible] و قسطیلی نے مسلمانون کو قرطبہ سے نکال دیا (۱۲۳۶ء) اور غرناطہ
نے جو آخیر مستحکم جاے پناہ اسلام کے لئے ہسپانیہ مین رہ گیا تہا عیسائی بادشاہ کو خراج دیا
تو اسلام نے اوسی زمانہ مین [illegible]

ین اپنی زبردست قوت جاری کرنیوالا ہوگیا - ملکی تنزل کی ساعتون مین اسلام نے بعض
عظیم الشان کامیابیان حاصل کین - دو بڑے تاریخی موقعون پر وحشی کفار نے مسلمانونکو
پامال کیا یعنی سلجوقی ترکون نے گیارھوین صدی عیسوی مین اور مغلون نے تیرھوین صدی
عیسوی مین - لیکن دونون صورتون مین فتح کرنیوالون نے جنکو فتح کیا تھا اونہی کا مذہب
اختیار کرلیا - دنیوی طاقت سے محروم اور ملکی اغراض سے بے لگاؤ دعاۃ اسلام نے اپنے
مذہب کو وسط افریقہ اور ملک چین اور مشرقی جزائر ہند مین پہونچایا -

آج کے دن اسلام مراکو سے لیکر زنجبار تک اور سارالیون سے سائبیریا اور چین تک
اور بوسینیا سے لیکر نیوگنی تک پھیلا ہے - ایسی ملکون کی حدود سے باہر جنکو تخصیص کے
ساتھ اسلامی کہہ سکتے ہین اور ایسی سرزمینون سے باہر جیسے ممالک چین و روس ہین جہان مسلمان
کثیر تعداد مین موجود ہین مسلمانون کے چند چھوٹے چھوٹے گروہ ایسے بھی ہین جو منکرین کی کثرت
مین اسلام کے شاہد ہین - ان مین پولش زبان بولنے والے مسلمان ہین جو تاتاری النسل ہین
اور لتھوانیا مین آباد ہین اور جو کولنو - دلنو اور گروڈنو کے اضلاع مین رہتے ہین - اور
کیپ کولونی کے ڈچ بولنے والے مسلمان ہین اور ہندوستان کے قلی ہین جنہون نے
اسلام کو مغربی جزائر ہند اور برٹش گائنا اور ڈچ گائنا مین پہونچایا ہے - قریب ہی کے زمانہ مین
چند لوگ انگلستان مین (جہان نومسلمون کی تعداد ۱۸۹۳ء مین [illegible] تک بڑھ گئی ہے)
اور امریکا اور آسٹریلیا مین مسلمان ہوئے ہین -

کرۂ ارض کے اسقدر وسیع حصہ پر اسلام کی اشاعت بہت سے اسباب مثلاً سوشل -
ملکی اور مذہبی کا نتیجہ ہے مگر سب سے قوی سبب اس مہتم بالشان نتیجہ کا ان دعاۃ اسلام کی متواتر محنتین
ہین جنہون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کام مین افضل مثال مانکر منکرین کی دعوت مین اپنے آپکو
مصروف کردیا -

۱ ڈکلو - جلد ۵ صفحہ ۳۳۴

وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ وَاللّٰهُ بَصِيۡرٌ بِالۡعِبَادِ - سورۂ الم آل عمران - آیت ۱۹ - یعنی وہ جنکے پاس کتاب ہے اور جو ان پڑھ ہین یعنی عرب کے رہنے والے اون سے پوچھہ کہ کیا تم میری بات مانتے ہو - ؟ پھر اگر اونھون نے مانی تو بیشک ہدایت پر ہین اور اگر اونھون نے نہ مانی تو تیرا کام حکم کا پہنچا ہی دینا ہے اور اسد اپنے بندون کو خوب پہچانتا ہے -

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ - سورہ الم آل عمران آیت ۹۹ یعنی سیطرح اسد تمہارے لیے اپنے حکم کھولکر بیان کر دیتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ -

وَلۡتَكُنۡ مِّنۡكُمۡ اُمَّةٌ يَّدۡعُوۡنَ اِلَى الۡخَيۡرِ وَيَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ - سورۃ الم آل عمران آیت ۰۰ - یعنی اور چاہیئے کہ تم مین کچھہ لوگ ہون جو لوگون کو بھلائی کی طرف بلاوین اور اچھی باتون کے کرنے کا حکم دین اور بری باتون کے کرنے سے منع کرین اور وہی لوگ ہین فلاح پانیولے -

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا هُمۡ نَاسِكُوۡهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الۡاَمۡرِ وَادۡعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسۡتَقِيۡمٍ - سورۃ الحج - آیت ۶۶ - یعنی ہر گروہ کے لیئے ہمنے حج کرنے کا طریقہ ٹھہرا دیا ہے اور وہ اوسی طریقہ سے حج کرتے ہین پھر اس کام مین تو اونسے جھگڑا مت کر اور اونکو اپنے پروردگار کی طرف بلا بیشک تو سیدھے رستہ پر ہے -

وَاِنۡ جَادَلُوۡكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ - سورۃ الحج آیت ۶۷ یعنی اور اگر وہ تجھہ سے جھگڑا کرین تو کہدے کہ جو تم کرتے ہو اوسکو اسد جانتا ہے -

مندرجۂ ذیل آیات سورۂ توبہ سے نقل کی جاتی ہین جسکی نسبت خیال ہے کہ وہ اخیر سورۃ ہے جو نازل ہوئی ہے -

وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اسۡتَجَارَكَ فَاَجِرۡهُ حَتّٰى يَسۡمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبۡلِغۡهُ مَاۡمَنَهٗ - سورۃ التوبہ آیت ۶ - یعنی اگر کوئی مشرک لڑائی مین تجھہ سے پناہ مانگے تو اوسکو پناہ دیدے تاکہ وہ خدا کا کلام سُنے پھر اوسکو اوسکی امن کی جگہہ پہونچادے -

ان منکرون کی نسبت جنہون نے اپنے عہد توڑے تھے اور جنہون نے "اللہ کی نشانیون کے بدلے تھوڑا مول لیا اور دوسرون کو اوسکے رستہ سے روکا"، اور وہ جنہون نے "کسی مسلمان کے حق مین قرابت مندی اور عہد کی رعایت نہ کی"، انکی نسبت کہا گیا۔

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَنُفَصِّلُ الْآيٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ - سورۃ التوبہ آیت ۱۱ یعنی پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھتے رہین اور زکوۃ دیتے رہین تو وہ تمہارے دینی بھائی ہین اور ہم تفصیل سے تمام احکام اون لوگون کو بتاتے ہین جو سمجھتے ہین۔

پس اسلام اپنے آغاز ہی سے کیا اصول مین اور کیا عمل مین تبلیغی مذہب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود اسی تعلیم وتلقین کی مثال ہے اور آپ دعاۃ اسلام کے اوس طویل سلسلہ کے افسر ہین جسنے منکرون کے دلون مین اپنے دین کے لیئے رستہ کھولدیا اسکے علاوہ جابر کے ظلم کے اور متعصب کے قہر وغضب مین تبلیغ اسلام کی شہادتون کو تلاش کرنا ایسا ہی فضول کام ہے جیسے کہ ایک خیالی شخص کے کامون مین جسکی نسبت خیال ہو کہ (نعوذ باللہ) ایک اسلامی جنگجو تھا کہ ایک ہاتھ مین قرآن لیتا تھا اور دوسرے مین تلوار اس بات کو ڈھونڈھنا عبث فعل ہوگا۔ بلکہ اشاعت اسلام کی تحریک کا نشان دعاۃ اسلام اور تجار کی خاموش کوششون مین ملتا ہے۔ جنہون نے اسلام کو دنیا کے ہر گوشہ مین شائع کیا۔ وعظ اور دعوت اسلام مین یہ امن کے طریقے اوس وقت ہی نہین اختیار کیے گئے جبکہ ملکی حالات نے جبر واکراہ کو ناممکن یا خلاف مصلحت ٹھہرایا جیسا کہ بعض لوگ ہمکو یقین دلاتے ہین بلکہ قرآن کی آیات مین نہایت تاکید سے انکا حکم ہر حال مین دیا گیا ہے جیسا کہ ذیل سے معلوم ہوگا۔

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۰ یعنی جو کچھ وہ کہتے ہین یعنی تمکو جھوٹا بتاتے ہین اوسپر صبر کرو اور نیکدلی کے ساتھ اونسے الگ تھلگ ہوجا۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا - سورۃ المزمل آیت ۱۱ یعنی

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ۔ سورۃ الحج آیت ۴۹ ۔ یعنی کہدے
کہ اے لوگو مین تو تمکو علانیہ ڈرانے والا ہون۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۔ سورۃ الفتح آیت ۸ ۔ یعنی ہمنے
تجھکو بھیجا ہے خدا کو برحق بتانیوالا اور لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا۔

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا
سورۃ الفتح آیت ۹ ۔ یعنی تاکہ تم خدا پر اور اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور اوسکی مدد کرو اور اوسکی
تعظیم کرو اور صبح شام اوسکو یاد کرو۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَىٰ خَائِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ
اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۔ سورۃ المائدہ آیت ۱۶ ۔ یعنی اور تو ہمیشہ اون مین سے چند لوگون
کے سوا اون لوگونکی دغابازی کی خبر پاتا ہے۔ تو اونکو معاف کر اور اونسے درگزر کر۔ خدا
نیکی کرنیوالون کو پسند کرتا ہے۔

ذیل کے مضمون کا مقصد یہہ امر ظاہر کرنا ہے کہ تبلیغ مذہب کے اس اعلی خیال کو تاریخ
نے عملی صورت مین کس طرح دیکھا اور تبلیغ کے اصولون کو دعاۃ اسلام کیونکر عمل مین لائے
ناظرین کو پہلے ہی سے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کتاب کا مقصد یہہ نہین ہے کہ مسلمانون کے
جبر و تعدی کا حال تحریر کرے بلکہ غرض فقط یہہ ہے کہ وعظ و نصیحت سے اسلام کی اشاعت
کا حال لکھا جاوے۔ یعنی اس کتاب کا یہہ مقصد نہین ہے کہ جو مثالین جبراً تبدیل مذہب
کی ہین اور اسلامی کتب تواریخ مین جابجا بیان ہین اونکو لکھے۔ یورپ کے مصنفون
نے ایسی مثالون پر زور دینے مین وہ عرق ریزی کی ہے کہ اونکو بھول جانیکا
خوف پیدا نہین ہو سکتا۔ لیکن وہ دعوت اسلام کے تاریخی دائرہ مین نہین آتین۔ مسیحی مشنون کے
حالات مین ہم قدرتی طور پر سینٹ لڈگر اور سینٹ ولیبرڈ کی کوششون کی طرف جو اونھون
نے [illegible] کے لیے کین زیادہ [illegible] ہین بجائے اون صلیبی جنگون کے

جو بادشاہ شارلمین نے عیسائی بنانے کے لیئے تلوار کے زور سے اس قوم کو دئیے[۱]۔ ملک ڈنمارک کے سچے مشنری سینٹ انسگر اور اوسکے جانشین تھے نہ کہ بادشاہ نٹ جس نے بت پرستی کو جبر اپنے ملک سے نکالا[۲]۔ ایبٹ گوڈفرانڈ اور بشپ کرسچن۔ اگرچہ بت پرست بروشن لوگون کو عیسائی کرنے مین کم کامیاب ہوئے لیکن وہ مسیحی مشن کے کام کے بہتر ظاہر کرنیوالے بہ نسبت «برادران شمشیر» اور اور صلیبی مجاہدون کے تھے۔ جنہون نے اپنے کام کو آگ اور تلوار سے ختم کیا۔ « فرقہ سپاہ مسیح کے بہادرون نے » لوونیا کے باشندون کو زبردستی عیسائی کیا۔ لیکن جنگجو مذہب کے پھیلانے والے نہین بلکہ منک ماین ہڑ اور تھیوڈورک وہ لوگ ہین جنکی طرف ہم اشارہ کرسکتے ہین کہ وہ اپنے ملک مین مسیحی مذہب کے سچے مشنری تھے۔ فرقہ جیسویٹ کے مشنریون[۳] نے بعض دفعہ جو سخت ظلم کے طریقے اختیار کیئے او سینٹ فرنسس زیویر اور روغطین مذہب عیسوی کی عزت جسکے وہ مستحق ہین کم نہین ہوسکتی اور نہ ولن ٹائن جزیرہ امبونا مین اس وجہ سے کم درجہ کا مسیحی رسول ٹھہرسکتا ہے کہ سنہ ۱۶۹۹ء مین ایک حکم اس جزیرہ کے راجاؤن کے نام جاری ہوا تھا کہ بت پرستون کی ایک تعداد اصطباغ پانے کے لیئے اوس وقت موجود رہا کرے جبکہ پاسٹر (پادری کار) اپنے دورہ مین اونکے پاس پہونچے[۴]۔ اسیطرح سے یہ نہین ہوسکتا کہ المتوکل۔ الحاکم۔ ٹیپو سلطان کو ایسا داعی اسلام مانا جاوے جس سے مثال قائم ہو اور مولانا ابراہیم کو جو جزیرہ جاوا مین ولی ہوئے ہین اور خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کو جو ہندوستان مین بڑے ولی اللہ گزرے ہین اور بیشمار لوگون کو جنہون نے امن کے طریقون سے لوگون کو مسلمان کیا مستثنے کردیا جاوے۔

[۱] دیکھو انہار و فلہ بہ کی تاریخ ۱۸۸۷ء۔ « بہت سی لڑائیون اور قتل عام کے سکسن لوگ برباد ہوئے اور آخرکار انکو عیسائی بنایا گیا اور وہ فرنگ کی حکومت کے محکوم ہوگئے۔ » پیرلا منومت گرانیی ہسٹر کا۔ بیلہ یکم حصہ ترقی (۳۴۹) (صفحہ ۱۵۶-۱۵۹ آنگ بھی دیکھو)

[۲] مذہب کی اشاعت کے جوش سے مشتعل ہو سنے غیر ذکی سلطنت پر جہاد کیا اور معتقدو اور محکوم قومون پر عیسائی مذہب کا جوا رکھ دیا۔ مرلو یار سوم جیون ۱۹-

[۳] مارٹن وسیئیرڈن لاکرونرے ہسٹوریہ ہ بکرستینا انسم ویرا نہ صفحہ ۵۲۹-۵۳۱ (دی ہیگ ۱۸۶۳ء)

[۴] وی لسٹو یردی انجیون جلد یازدہم صفحہ ۸۹۔

ور محبت برتنے کے مقابلہ مین جن سے حضرت خدیجہؓ اپنے شوہر کے تردد ولت کو بانٹ لیتی
تھین اور اوس دلسوزی اور تقویت کے سامنے جن سے یاس و ناامیدی کی ساعت مین وہ
آپ کی معاونت کرتی تھین کچھ حقیقت نہین رکھتین۔ جبکہ ایک دفعہ ایک دیا دیکھنے پر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مضطرب اور پریشان خدیجہؓ کے پاس تسلی کے لیئے گئے تو اونھون نے
آپ کی پریشانی طبیعت کو اسطرح بحال کیا "خوف نہ کر کیونکہ تو خوشخبری لایا ہے۔ مین
اب سے تجھ کو اپنی قوم کا رسول مانونگی۔ خوش ہو۔ اللہ تجھ کو شرمندہ نہ کریگا۔ کیا تو اپنے
عزیزون سے الفت نہ رکھتا تھا۔ اپنے ہمسایون پر مہربان محتاجون پر فیاض۔ کلام کا سچا
اور ہمیشہ حق کا حامی تھا" اس طرح حضرت خدیجہؓ اپنی وفات تک جو نبوت کے پچیس برس بعد (سنہ ۶۱۹
عیسوی مین) ہوی جب کبھی رسول اللہ صلعم دشمنون کے ظلم سے ستائے گئے یا افکار سے
پریشان ہوئے ہمیشہ ہمدردی کرنے تسلی و تقویت دینے کے لیے تیار اور مستعد رہین۔
آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کا لکھنے والا لکھتا ہے "اسطرح حضرت خدیجہ اوس سچائی پر ایمان
رکھتی اور گواہی دیتی تھین جو خدا کی طرف سے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اسطرح خدا نے
پسند کیا کہ اپنے رسول کے بوجھ کو کم کردے۔ کیونکہ انھون نے کوئی بات قوم کے انکار کی جو
انکے رنج کا سبب ہوی ہو ایسی نہین سنی جسکو حضرت خدیجہؓ سے نہ کہا ہو اور حضرت خدیجہ پیغمبر خدا
صلعم کو تسلی دیتین پھر یقین دلاتین اور انکی مدد کرتین" سچ یہ ہے کہ زمانہ کامل کی حسین اور
کامل تصویرون مین سے یہ ایک تصویر ہے جو تاریخ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

ابتدائی مسلمانون مین رسول اللہ صلعم کے متبنّی زید بن حارثہ اور حضرت علی بن ابی طالب
اور آپکے رفیق دوست حضرت ابوبکر تھے جنکی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد کو اکثر فرمایا
"مین نے کسی سے اسلام کے لیئے نہین کہا جسنے تردد اور پریشانی ظاہر نہ کی ہو مگر ابوبکر
جسنے نہ توقف کیا اور نہ پریشان ہوا جب اسلام کی مین نے اسکو خبر دی" حضرت ابوبکرؓ دولتمند
سوداگر تھے جنکی متدین خصائل اور ذہانت اور لیاقت کی وجہ سے شہر کے لوگ بہت عزت کرتے

الد

کیونکہ قبائل عرب پر قریش کی برتری اور انکا دنیوی اقتدار صرف اس وجہ سے تھا کہ کعبہ کے
مقدس احاطہ مین جو قومی مجموعہ اصنام کا رہتا تھا اُسکے وہ موروثی متولی چلے آتے تھے
یثرب کا شہر مدت کے مفسدہ سے جو خزرج اور اوس مین زمانہ دراز سے چلا آتا تھا اور
جسکے سبب سے ہمیشہ خانہ جنگی رہتی تھی تباہ حالت مین تھا۔ شہر کے لوگ غیر مطمئن اور شبہہ
کی حالت مین رہتے تھے اور کوئی چیز جو ان دونون مخالف قبیلون کو کسی مشترکہ مقصد کے
لیے متحد کر دیتی وہ شہر کے حق مین نعمت تصور ہوتی۔ شمالی ملک اطلی مین زمانہ وسطی کی جمہوری
عملداریان ایک اجنبی آدمی کو اپنے شہرون مین اعلی ترین منصب کے لیے منتخب کرتی تھین
تاکہ مخالف فریقین کی قوت مین ہموزنی قائم رہے اور اگر ممکن ہو تو یہ انتظام خانہ جنگی کو روکے
جو تجارت اور امن خلائق کی بربادی کا باعث ہوتی تھی۔ اسی طرح اہل یثرب نے اپنے شہر مین
ایک غیر شخص کے آنے کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا خواہ منصب حکومت کو جو خالی پڑا تھا
وہ زبردستی لیتا یا اُنکی اجازت سے حاصل کرتا۔ آپس کے رشک نے جو شہر مین تھا ایسے
رشک کو مٹا دیا جو باہر والون کے آنے سے ہوتا۔

اوپر کے واقعات بہت کچھ ظاہر کرتے ہین کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت
کے آٹھ برس بعد دس ہزار مسلمانون کے سردار بنکر اوس شہر مین داخل ہوے جس مین دس
برس تک بہت کم نتیجہ پیدا ہوا جہان آپ نے تبلیغ اسلام مین کوشش فرمائی تھی۔
لیکن یہ بات لکھنی ابھی قبل از وقت ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے قصد فرمایا تھا کہ
خزرج کے ساتھ خود یثرب کو تشریف لیجاوین لیکن خزرج نے آپ کو اس ارادہ سے اسوقت
تک باز رکھا کہ اون مین اور اوس مین مصالحت نہ ہو جاوے۔ خزرج نے رسول اللہ صلعم
سے عرض کیا "تجھہ سے استدعا کرتے ہین کہ ہمکو اپنے لوگون مین واپس جانے دے
اگر خدا نے ہم مین امن پیدا کر دیا تو ہم تیرے پاس پھر آوینگے اور حج کے موسم کو آیندہ برس
مین مقررہ وقت پر پہونچنے دے"۔ اس طرح خزرجی اپنے گھرون کو واپس چلے گئے

کے سپرد فرمایا - یثرب پہونچکر مصعبؓ اسعد ابن زرارہ کے گہر مین ٹہہرے اور مسلمانون کو
نماز اور تلاوت قرآن کے لیئے کبہی تو اسعد اور کبہی بنی ظفر کے گہر مین جمع کیا کرتے بنی ظفر
کا گہر شہر کے ایسے محلے مین تہا جس مین ظفر کا خاندان اور عبدالاشہل کا خاندان ملکر رہتا تہا
اس زمانہ مین عبدالاشہل کے خاندان کے سردار سعد ابن معاذ اور اسید ابن حضیر تہے
ایکدن یہہ ہوا کہ مصعب اسعد کے ساتہہ بنی ظفر کے گہر مین بیٹہے چند نومسلمون کی
تعلیم مین مصروف تہے کہ سعد ابن معاذ نے انکی ٹہہرنے کی جگہہ کا نشان لیکر اسید ابن حضیر
سے کہا - "اس اعی اسلام اور اسکے ساتہی کو اپنے محلے سے نکال دے مین
تجکو اس بات کی تکلیف نہ دیتا اگر صلہ رحم جو مجہہ مین اور بنی زرارہ مین ہے اس شخص کو نقصان
پہونچانے کا مانع نہوتا (سعد ابن معاذ اسعد ابن زرارہ کا خالہ زاد تہا) - یہہ سنکر اسید نے
نیزہ اٹہایا اسعد اور مصعب کے پاس پہونچا اور چلاکر کہا - "تم کیا کرتے ہو ضعیف
راے والون کو گمراہ کرتے ہو - اگر تم کو اپنی جانین عزیز ہین تو ابہی یہان سے چلے جاؤ"
مصعب نے آہستہ سے جواب دیا - "بیٹہہ جا اور ہماری بات سن اگر تو نے ہم سے ایسی
بات سنی جو تجکو ناخوش کرے تو ہم چلے جاوینگے" اسید نیزہ زمین مین گاڑکر بیٹہہ گیا اور
مصعب نے اسلام کے ضروری عقائد بیان کیئے اور قرآن شریف کی چند آیہ کریمہ کو پڑہا
تہوڑی ہی دیر مین اسید بیتاب ہوکر بولا - "کیا کرون جو اس دین مین شامل ہون" مصعب
نے جواب دیا - "پانی سے اپنے تئین پاک کر اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کر" اسید نے فوراً
اس ہدایت پر عمل کیا اور کلمہ پڑہا اور کہا - "میرے بعد ایک اور شخص ہے جسکو تمہین ایمان
پر لانا ہوگا (سعد ابن معاذ سے مراد تہی) اگر وہ ایمان لایا تو بنی اشہل کا کل قبیلہ اسکی مثال کی
پیروی کریگا - مین اوسکو تمہارے پاس بہیجتا ہون -"
اسید ابن حضیرؓ یہ باتین کرکے چلے گئے اور تہوڑی دیر بعد سعد ابن معاذ اسعد پر غصہ
کہاتا آیا اور کہا "اگر تو میرا خالہ زاد نہوتا تو تیری جرات پر مین تجہکو نادم کرتا - کس بات سے

تیری ہمت ہوئی کہ اپنے دین کے عقائد کو جو ہمارے مذہب کے خلاف ہیں ہم میں لایا؟
مصعب نے سعد سے درخواست کی کہ اسلام کو بغیر اسکی تعلیم کے سنے برا نہ کہے۔ اسپر سعد
نے اسلام کی باتون کو سننا منظور کیا۔ اور مصعب کے کلام نے جلد سعد پر اثر کیا اور ایمان
اوسکے دل میں پیدا کیا اور اسلام قبول کرکے سعد ابن معاذ مسلمان ہو گئے سعد جوش
اسلام میں بہرے ہوئے اپنے قبیلہ کے لوگوں میں پہونچے اور اونسے کہا۔ "اے
بنی اشہل بتاؤ میں تمہارا کون ہون"؟ انہون نے کہا۔ "تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب سے
زیادہ عاقل اور عالی نسب ہے"۔ سعد نے کہا۔ "میں قسم کہاتا ہون کہ میں کبہی تم میں
سے کسی سے بات نہ کرونگا جبتک کہ تم اللہ اور اللہ کے رسول محمد پر ایمان نہ لاؤ گے"۔
اوس دن سے عبدالاشہل کی کل اولاد نے اسلام قبول کیا۔[1]

ایسے جوش اور حمیت کے ساتھہ تعلیم اسلام کو ترقی دی جاتی تہی کہ ایک سال کے
اندر مدینہ کے عربون میں کوئی گہرانا ایسا نہ رہا جس میں چند آدمیون نے مسلمان ہو کر
مسلمانون کی تعداد نہ بڑہائی ہو سوائے قبیلہ اوس کے ایک حصہ کے جو ابو قیس شاعر
کی وجہ سے اسلام سے علیحدہ رہا۔

دوسرے برس جب حج کا زمانہ آیا تو مسلمانون کا ایک گروہ جسمین تہتر شخص تہے
ہم وطن مشرکین کے ساتھہ یثرب سے مکہ میں آیا۔ یہہ مسلمان مکہ کو اس لیے بہیجے گئے
تہے کہ ایک تو رسول اللہ صلعم سے یثرب چلنے کے لیئے عرض کریں کہ دشمنون کے ضرر سے
آپ پناہ لیں اور دوسرے اس لیئے کہ آپکو اللہ کا رسول اور اپنا سردار مانکر آپ سے بیعت
کریں۔ وہ تمام لوگ بہی جو پہلے اسلام قبول کر چکے تہے اور آنحضرت صلعم سے گذشتہ
دو مجمعون میں ملے تہے اس موقع پر مکہ کو واپس آئے اور مصعب بہی جو انکے معلم دین تہے
ہمراہ تہے۔ مصعب ابن عمیر مکہ میں پہونچتے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

[1] کاسن دہ پرسوال۔ جلد سوم صفحہ ۳۰۵

چچا ہی تھے عقبہ مین تشریف لائے حضرت عباس اگرچہ ابھی تک بت پرست تھے مگر وہ اس جلسہ
مین شریک کر لیے گئے تھے۔ انہون نے اس پوشیدہ جلسے مین آغاز سخن اس طریقہ
سے کیا کہ پہلے اپنے برادرزادہ کی نسبت کہا کہ وہ اپنے قبیلے مین سب سے زیادہ شریف
خاندان کے فرزند ہین۔ اس قبیلہ نے ہمیشہ آپ کو دشمنون سے محفوظ و مصئون رکھا گو
انکی تعلیم سے انکار کیا۔ چونکہ اب آپ یثرب کے لوگون مین پناہ لینی چاہتے ہین تو تمہین
چاہیے کہ حفاظت کی ذمہ داری کو وہ اچھی طرح سوچ لین کیونکہ جب ایک دفعہ انہون نے اس
کام کو اپنے ذمہ لے لیا تو پھر اپنے عہد سے انکو نہ ہٹنا ہوگا۔ تب براء ابن معرور نے جو
قبیلہ خزرج مین سے تھے اقرار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ارادہ
مین مضبوط ہین۔ پھر انہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جو کچھ
آپ ہم سے چاہتے ہین وہ مفصل بیان فرمادین۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آیات کلام مجید کی پڑھکر انسے گفتگو شروع کی اور انکو
نصیحت فرمائی کہ وہ ہمیشہ اس دین کی تصدیق کرین جسمین خدا اور اللہ کے رسول پر ایمان لائے
ہین۔ اسکے بعد فرمایا کہ تم میری اور میرے ساتھیون کی حفاظت دشمنون سے اسی طرح
کرو جیسے تم اپنے اہل عیال کی کرتے ہو۔ تب براء ابن معرور نے رسول اللہ صلعم کا
ہاتھ پکڑکر کہا "قسم ہے اوسکی جسنے تجھکو رسول کرکے ہمارے پاس بھیجا اور تیرے ذریعے
سے دین برحق کو ہمپر ظاہر کیا کہ ہم تیری حفاظت اسطرح کرینگے جیسے اپنے جسمون کی اور
ہم تجھکو اپنا سردار مانکر تجھسے بیعت کرتے ہین۔ ہم میدان کے مرد اور ہتھیارون کے آدمی ہین
جو ہم نے لائق باپون سے لائق بیٹون کی طرح مدتہ مین پایا ہے" اس طرح سب نے
باری باری رسول اللہ صلعم کا ہاتھ پکڑکر بیعت کی۔

جسوقت قریش کو ان پوشیدہ کامون کی خبر لگی تو مسلمانون پر اور زیادہ ظلم ٹوٹنے
شروع ہوے یہانتک کہ آنحضرت نے اونکو مکہ سے ہجرت کا حکم دیا۔ "یثرب کو چلے جاؤ

کیونکہ اللہ نے تمکو اوس شہر مین بہائی دیے ہین اور گہر دیا ہے جسمین تمکو پناہ ملے گی۔ پس
مسلمان چپکے چپکے دو دو اور تین تین کرکے یثرب کو ہجرت کرنے لگے جہان انکا سچے
دل سے خیر مقدم ہوا اور یثربیون نے مہاجرین کی مدارات کی اور اس مدارات مین ایک نے
دوسرے پر فضیلت حاصل کرنی چاہی اور تمام ضروری اشیا مہاجرین کے لئے مہیا کین
دو برس کے عرصہ مین تقریبا کل مسلمانون نے سوائے انکے جنکو گرفتار کرلیا تہا اور قید مین
ڈال دیا تہا یا جو حالت اسیری سے بہاگ نہ سکتے تہے مکہ سے یثرب کو ہجرت کی۔ اونکی
تعداد ایک سو پچاس تہی۔ ان مسلمانون مین ایک شخص صہیب رض تہے جنکو رسول اللہ صلعم نے
"یونان کا پہلا ثمر" کہا تہا۔ یہہ شخص یونانی غلام تہے اور آزاد ہونے کے بعد تجارت
کرکے بہت دولت جمع کرلی تہی۔ غرض اونکا حال یہہ بیان کیا گیا ہے کہ جب صہیب مکہ سے
ہجرت کرنے کو ہوئے تو اہل مکہ نے اونسے کہا۔ "تو یہان اوسوقت آیا تہا جبکہ حاجتمند
اور مفلس تہا۔ لیکن ہمارے ساتہہ تیری دولت بڑہی یہان تک کہ تو موجودہ ثروت کو پہونچا
اور اب تو ہم سے جدا ہوتا ہے فقط اپنے ہی ساتہہ نہین بلکہ اپنے مال کے ساتہہ بہی۔
قسم ہے رب کی ایسا نہوگا"۔ اسپر صہیب رض نے کہا۔ "اگر مین اپنے مال کو چہوڑ جاؤن تو
بہی تم مجہکو جانے دوگے"۔ اہل مکہ نے اس بات کو منظور کرلیا اور صہیب رض نے اپنا سب
مال چہوڑ دیا۔ جب یہہ حال رسول اللہ صلعم سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "سچ ہے
صہیب رض نے نفع سے معاملہ کیا"۔

پیغمبر خدا صلعم نے اپنی روانگی مین توقف فرمایا (بلاشبہہ اس خیال سے کہ مسلمانون کی
طرف سے لوگون کا دہیان بٹا دین) یہانتک کہ ایک مشورت سے جو آپکی جان لینے کے
واسطے ہوئی آگاہ کیا کہ زیادہ توقف باعث ہلاکت ہوگا اور آپ نے ایک تدبیر سے یثرب
کو ہجرت فرمائی۔

یثرب یا مدینہ مین آکر جسکو اس زمانہ سے مدینۃ النبی کا لقب ملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

پہلا فکر اسکا ہوا کہ ایک مسجد تعمیر کرائی جاوے تاکہ نماز پڑہنے اور اہل اسلام کے جمع ہونے کے لئے ایک جگہہ ہو جاوے - کیونکہ اس وقت تک انصار مین سے ایک شخص کا رہنے کا گہر تہا جو ان کامون کے لیئے استعمال ہوتا تہا - پہلے نمازی بیت المقدس کی طرف مُنہ کرکے نماز پڑہتے تہے[1] اور یہہ انتظام غالباً اس امید سے ہوا تہا کہ یہود دائرۂ اسلام مین شامل کر لیے جاوینگے - اور رسول اللہ صلعم نے بہت سے طریقون سے مثلاً توریت مقدس کے حوالون سے اور دوسرے مذہب مین آزادی اور اختیارات ملکی مین مساوی حقوق دیکر یہود کو اپنی طرف لانا چاہا - لیکن انہون نے ان سب مہربانیون کا نفرت اور عداوت سے جواب دیا - جبکہ یہود سے مواصلت کی تمام امیدین لاحاصل ثابت ہوئین اور یہہ صاف ظاہر ہوگیا کہ آپ کی رسالت پر وہ ایمان نہ لاوینگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون کو حکم دیا کہ نمازمین کعبہ معظمہ کی طرف منہ رکہین (سورۃ البقرہ ۱۴۴)

نمازمین سمت قبلہ کی تبدیلی کے معنی جو بادی النظر مین معلوم ہون اونسے زیادہ عمیق تہے - یہہ بات فی الحقیقت اسلام کی قومی زندگی کی ابتدا ہوئی - اس حکم نے مکہ مین کعبہ معظمہ کو اہل اسلام کے لیئے اسلامی مرکز بنا دیا جیسا کہ مدت دراز سے وہ قبائل عرب کی زیارتگاہ چلا آتا تہا ایسا ہی قابل وقعت اہل عرب کی قدیم رسم حج کو فرائض اسلام مین شامل کرنیکا تہا جس سے ہر مسلمان پر عمر بہر مین کم سے کم ایک دفعہ حج فرض ہوا -

قرآن شریف مین بہت سی آیات ایسی ہین جو اسی قومی خیال کے آغاز کی طرف متوجہ

---

[1] یہ ثابت نہین ہے کہ حضرت ابرہیم یا انکی اولاد نے کعبہ کو سمت قبلہ قرار دیا ہو مگر یہودیان [illegible] کو سمت قبلہ ٹہہرا لیا تہا جب آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائے تب بیت المقدس ہی کو سمت قبلہ رکہا اسلیئے کہ وہ اہل کتاب کا سمت [illegible] مدینہ مین اہل اسلام کا [illegible] امتیاز ہوتا تہا چنانچہ قرآن شریف مین اسکا ذکر ہے کہ جس قبلہ پر پہلے تو تہا وہ اسلیئے تہا کہ ہم جان لین کہ کون رسول کی پیری کرتا ہے اور کون پہر جاتا ہے (سورہ بقرہ ۱۴۳) مگر جب بعض یہودی بہی ایمان لے آئے تو مسلمانون اور یہودیون مین جدا ئیہ امتیاز ہونے کے لیے تحویل قبلہ کی ضرورت ہوئی مگر اوسکے ساتھ خدا نے یہہ بہی فرما دیا ہے جس طرف منہ کرکے نماز پڑہو وہی طرف خدا کی ذات ہے" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سمت قبلہ کا قرار دینا جماعت کے انتظام کے لیئے تہا [illegible]

[2] ماہ رمضان کے روزونکا حکم (سورۃ البقرہ ۱۸۳ - آیات ۱۸۱) دوسری علامت یہود سے علحدگی اختیار کرنیکی ہے اور جسکے روزہ عاشورہ ترک کیا گیا -

کرتی ہین اور اہل عرب کو اس استحقاق کے سمجھنے پر تاکید کرتی ہین جو انکو بطرح بخشا گیا کہ انہی
کی زبان مین وحی نازل ہوی اور انہی کے ملک کے ایک آدمی کی زبان سے اوسکو ادا کیا گیا۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○ سورۃ الزخرف - ۲ یعنی ہمنے اس
کتاب کو عربی زبان مین اتارا تاکہ تم سمجھو۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا - (سورہ شوری
۵) یعنی اور اسیطرح ہم نے تیرے دل مین عربی کلام ڈالا تاکہ تو مکے والون کو اور اوس کے
آس پاس کے لوگون کو ڈراوے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ (حم
السجدہ - ۴۴) یعنی اور اگر ہم اس کتاب کو عربی زبان کے سوا دوسری زبان مین اتارتے تو وہ کہتے کہ
اوسکے احکام اچھی طرح کیون نہین سمجھائے گئے یہہ تو عربی زبان نہین ہے اور ہم عربی ہین۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○
قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ سورۃ الزمر - ۲۸-۲۹) یعنی اور ہم نے
لوگون کے لیئے اس کلام مین ہر طرح کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ وہ نصیحت پائین اور یہ کلام
عربی زبان کا بغیر ایچ پیچ کے ہے تاکہ وہ خدا سے ڈرین۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ...... بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ الشعرا
۱۹۲ - ۱۹۵) - یعنی اور بیشک قرآن دو جہان کے پروردگار کا بھیجا ہوا ہے ..... صاف صاف
عربی زبان مین۔

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ○ (سورہ مریم
۹۷ -) یعنی ہمنے قرآن کو تیری زبان مین ہونے سے آسان کر دیا ہے تاکہ تو اس سے خدا سے
ڈرنیوالون کو خوشخبری دے - اور ہٹ دہرمون کو ڈراوے۔

لیکن اسلام کا پیغام صرف ملک عرب ہی کے لیئے نہ تھا بلکہ کل دنیا کو اس سے حصہ لینا تھا

چونکہ خدا واحد تھا اس لیئے مذہب بھی واحد تھا جسمین شرکت کے لیے سب آدمی بلائے جاوین
اسلام کا یہہ استحقاق کہ وہ کل دنیا کے لیے ہے اور سب آدمیون اور قومون پر حاوی ہے
اسکی عملی مثال اُن مکتوبات مین ملتی ہے جو رسول اللہ صلعم نے سنہ ۶ ہجری (۶۲۸ عیسوی)
مین اوس زمانہ کے بڑے بڑے بادشاہون کے نام بھیجے۔ اسی سال مین شہنشاہ ہرقل،
شاہ فارس حاکم یمن حاکم مصر اور بادشاہ حبشہ کے پاس ایک ایک نامہ اسلام قبول کرنے کی
ہدایت سے بھیجا گیا۔ ہرقل قیصر روم کے نامہ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہہ تھا۔ "خدا کے
نام سے جو بڑا رحم والا ہے بڑا مہربان۔ محمد جو اللہ کا بندہ ہے اور رسول۔ ہرقل قیصر روم کے
نام اور پر سلامتی ہو جو سیدھے رستہ پر چلا۔ اسکے بعد مین کہتا ہون کہ ہان مین تجھکو اسلام پر
بلاتا ہون۔ اسلام قبول کر اور اللہ تجھکو دوگنا صلہ دیگا۔ اگر تو اسلام لینے سے پھریگا تو تجھپر
تیری قوم کے گناہ ہونگے۔ اے اہل کتاب اُس کلام کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے دونون
کے اتفاق ہو۔ اور وہ یہہ ہے کہ سوائے اللہ کے کسی کی بندگی نہ کرو اور کسی شے کو اللہ کے
ساتھہ شریک نہ کرو اور اورون کو معبود نہ پکارو۔ پس اے اہل کتاب اگر تم انکار کرتے ہو
تو خبردار رہو۔ ہم مسلمان ہین اور ہمارا دین اسلام ہے" یہہ نامہ اون لوگون کو جنکے پاس
بھیجا گیا خواہ کیسا ہی بے معنی معلوم ہوا ہو لیکن زمانہ نے آگے چلکر ثابت کر دیا کہ وہ ایسے
جوش سے نہین لکھا گیا تھا جو خالی خولی ہوتا۔ یہہ مکتوبات جو بادشاہون کے نام بھیجے گئے
اسلام کے اس استحقاق کو کہ وہ کل دنیا کی قبول کے لیے ہے اور جسکا ذکر بار بار قرآن مین ہوا ہے
کسی قدر زیادہ توضیح اور اعلان سے بیان کرتے ہین۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (سورہ ص۔
۸۷-۸۸۔) یعنی یہہ تو صرف ایک نصیحت ہے تمام دنیا کے لوگون کے لیئے اور تم ایک زمانہ
کے بعد اسکی سچائی جانوگے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ

عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ○ (سورہ یٰس - ۶۹ - ۷۰) یعنی یہ تو صرف ایک نصیحت اور صاف صاف کلام ہے تاکہ پیغمبر اون لوگون کو ڈراوے جو سمجھ رکھتے ہین اور کافرون پر حجت پوری ہو -

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا - (سورۃ السبا - ۲۷) یعنی اور ہمنے تجکو نہین بہیجا مگر اس لیئے کہ تو تمام لوگون کو خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا ہو -

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ سورۃ الصف - ۹) یعنی وہی ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دیکر بہیجا تاکہ اس دین کو تمام دینون پر غالب کردے اگرچہ مشرک برا مانین -

سب سے زیادہ مایوسی کی حالت مین جبکہ اہل مکہ پیغمبر خدا صلعم کی بات کے ماننے سے انکار کرتے تہے -

(سورۃ النحل - ۲۳ - ۱۱۴ وغیرہ وغیرہ) جبکہ اُن لوگون کو جنہین مسلمان کیا تھا ایسی اذیت دی جاتی تہی کہ وہ اسلام سے پہر جاتے تہے (سورۃ النحل - ۱۰۸) اور مجبور ہوتے تہے کہ ملک چھوڑکر بہاگین تاکہ اپنے ظالمون کے ظلم سے بچین (سورۃ النحل - ۴۳ - ۱۱۱) تو اسوقت یہہ وعدہ کیا گیا وَیَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا - ایکدن ہم اوٹھاوینگے ہر امت سے ایک گواہ (سورۃ النحل - ۸۶)[۱] -

اسلام کا یہہ استحقاق کہ کافۂ خلائق کے قبول کے لیئے ہے جسکو رسول اللہ صلعم نے وحی کے ذریعہ سے اوپر کی آیات مین ذکر کیا منصب رسالت سے بھی اسطرح ظاہر ہوا کہ آپنے بلال کو

[۱] یہہ تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود قرآن شریف کی اون آیتون کے جو اوپر نقل ہوئین بعض لوگون نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ بانی اسلام کا ابتداہی سے یہہ منشا تہا کہ اسلام کافۂ خلائق کا مذہب ہو - سر ولیم میور لکہتے ہین یہہ خیال کہ اسلام کی میراث ساری دنیا ہے بعد کا خیال ہے - اس خیال کو باوجود کثرت احادیث کے خود پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر بالکل نہین تو غیر واضح طور پر سمجہا - آنحضرت صلعم کی دنیا عرب کا ملک تہا اور اسی ملک کے لیئے یہہ جدید قانون (یعنی اسلام) نافذ ہوا تہا - اول سے اخیر تک اہل عرب ہی کی اسلام پر دعوت کی جاتی تہی کسی کی نہین ...... ایسے مذہب کا تخم جو تمام دنیا کے لیئے ہو ڈال دیا گیا تہا لیکن اُس کا جڑ پکڑنا حالات پر منحصر ہوا نہ کہ کسی ارادہ پر " (کتاب خلافت مولفہ سر ولیم میور صفحہ ۴۳ - ۴۴) -

حبشہ کا پہلا ثمر اور صہیبؓ کو یونان کا پہلا ثمر" فرمایا - فارس کا پہلا شخص جو مسلمان ہوا وہ مدینہ مین ایک عیسائی غلام تہا اور ہجرت کے پہلے برس مین اوسنے اسلام قبول کیا تہا - علاوہ اسکے ایک حدیث ہے جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک چین کو تبلیغ رسالت مین شامل فرمایا[۵۱]- غرض بہت پہلے اس سے کہ اسلام گیری کا خواب تک نظر آیا ہو رسول اللہ صلعم نے صاف ظاہر کردیا کہ اسلام قوم عرب ہی مین محدود نہ رہیگا ذیل کا بیان عادۃ اسلام کے بہیجنے کا جو اسلام کی اشاعت کے لیئے سب قومون مین بہیجے گئے اسلام کے اسی قبول عام کے استحقاق کی طرف اشارہ کرتا ہے - " رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم سب صبح کو میرے پاس آو - اور آنحضرت جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تہے تو کچہ دیر تک جای نماز پر تسبیح اور دعا مین مصروف رہتے تہے پہر آپ اصحاب کی طرف متوجہ ہوے اور آپ نے چند صحابیون کو ایک طرف بہیجا اور چند کو ایک طرف اور اونسے کہا - " کہ تم بندگان خدا کے حق مین خدا کا فرض ادا کرنے مین سچے رہو - کیونکہ جس شخص کو لوگون کا کام سپرد کیا جاتا ہے اور پہر وہ اوس فرض کو سچائی سے ادا نہین کرتا تو خدا اوس پر بہشت کو حرام کرتا ہے - جاؤ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے رسولون نے جیسا کیا ویسا مت کرو - کیونکہ وہ پاس رہنے والون تک پہونچے اور دور رہنے والون کو انہون نے چہوڑ دیا - پہر جن لوگون کی طرف بہیجے گئے تہے اونکی زبان بولنے لگے - جب اسکا ذکر آنحضرت سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا خدا کے حقوق جو بندون کے ذمہ بندون کے متعلق ہین اون مین یہ حق سب سے بڑا ہے[۵۲]"

اسلام کے عام ہونے کا ثبوت اور اوسکے اس استحقاق کا ثبوت کہ وہ کافہ خلائق کی

---

۵۱ شیفر صفحہ ۱۳ - ۵۲ ابن سعد - فقرہ - . یہ قصہ شاید غیر معتبر ہو لیکن کم از کم اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کے تبلیغی اوصاف ابتدا ہی مین سمجہ لیے گئے تہے +

+ زید ابن ثابت کو آپ نے فرمایا تہا کہ سریانی اور عبرانی زبان سیکہین - اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ جن صحابہ کو جن لوگون کے پاس بہیجنے کے لیئے تجویز کیا تہا انہون نے اون لوگون کی زبان سیکہ لی تہی -

قبول کیجئے ہے یہ ہے کہ اسلام ابتدا سے کل بنی نوع انسان کے لیے خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا اور اب از سر نو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو خاتم النبیین ہیں (سورۃ الاحزاب ۴۰) اس طرح ظاہر کیا گیا جیسے اُن سے پہلی نسلوں میں انکے پیغمبروں سے ظاہر ہوا تھا۔

وما كان الناس الا امة واحدة فاختلفوا ولولا كلمة سبقت من ربك لقضي بينهم فيما فيه يختلفون ○ (سورۃ یونس — ۲۰) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اُن میں اختلاف ہوا اور اگر پہلے سے تیرے پروردگار کا حکم نہ ہو چکا ہوتا تو جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اُسکا فیصلہ اُن میں کر دیا جاتا۔

قل ما كنت بدعا من الرسل (سورۃ الاحقاف — ۸) یعنی کہدے کہ میں پیغمبروں میں کچھ نیا نہیں ہوں۔

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتب بالحق ليحكم بين الناس فيما اختلفوا فيه وما اختلف فيه الا الذين اوتوه من بعد ما جاءتهم البينات بغيا بينهم فهدى الله الذين امنوا لما اختلفوا فيه من الحق باذنه والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم ○ (سورۃ البقرۃ — ۲۰۹) یعنی اور سب آدمی ایک ہی گروہ تھے پھر اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو خوشخبری دیتے اور ڈراتے تھے اور اُنکے ساتھ سچی کتاب اُتاری تاکہ جس میں انہوں نے اختلاف کیا اوسکا فیصلہ کر دے اور کسی نے بجز اُنکے جنکو کتاب دی گئی تھی آپس کی ضد سے بعد اسکے کہ اُنکے پاس صاف صاف حکم پہونچ گئے تھے اختلاف نہیں کیا۔ پھر اللہ نے اپنی مہربانی سے ایمان والوں کو وہ ٹھیک راہ بتا دی جسمیں وہ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدہی راہ دکھاتا ہے۔

ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين ○ (سورۃ النحل — ۱۲۴) یعنی پھر ہمنے تجکو وحی کی کہ پیروی کر ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا

ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے -

قُلْ إِنَّنِي هَدَانِي رَبِّي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا

(سورۃ الانعام - ١٦٢) یعنی کہدے اے پیغمبر کہ بیشک مجکو ہدایت کی ہے میرے پروردگار
نے سیدہے رستہ کی جو مضبوط دین ہے دین ابراہیم کا جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا -

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (سورۃ البقرہ
١٣٩) یعنی یہود اور نصاری سے کہدے کہ تم ٹھیک نہین کہتے ہو بلکہ ہم پیروی کرتے ہین
ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے

قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۗ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝

(سورۃ آل عمران ٨٩) یعنی کہدے اے پیغمبر کہ سچ کہا اللہ نے پھر پیروی کرو ابراہیم
کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور وہ نہین تھا شریک کرنیوالون مین سے -

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ
حَنِيفًا ۗ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا ۝ (سورۃ النساء - ١٢٤) یعنی اور کون اچھے دین کا
ہے اوس شخص سے جسنے جھکا دیا اپنا منہ اللہ کے لیئے اور وہ اچھے کام کرنیوالا ہے اور پیروی
کی ابراہیم کے دین کی جو ایک ہی خدا کا ہو رہا تھا اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا

هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ
هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ (سورۃ حج - ٧٧) یعنی خدا نے تمکو چنا اور تمپر دین مین کچھ دقت نہین
ڈالی پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی خدا نے تمہارا نام رکھا ہے مسلمان -

اب اون حالات کی طرف متوجہ ہونا چاہیے جبکہ رسول اللہ صلعم مدینہ طیبہ مین تشریف
رکھتے تھے ہجرت کے بعد جو درجہ آپ کو حاصل ہوا اوسکے سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے
کہ عربون کی خاص تمدنی حالت کو جو اوس وقت مین کم سے کم جزیرہ نمای عرب کے اس حصہ مین
تھی یاد کیا جاوے - کوئی باقاعدہ صیغہ نظم و نسق ملکی جسکے بغیر کسی طرح کے طرز حکومت کا آج

کل خیال تک نہین پیدا ہوسکتا موجود نہ تہا - ہر قوم اور قبیلہ ایک دوسرے سے جدا اور
بذات خود مختار رہتا اور یہہ مطلق العنانی قبیلہ ہی مین نہ تھی بلکہ قبیلہ کے ہر متنفس مین بہی موجود تہی
قبیلہ کا ہر ایک شخص اپنے سردار کے اختیارات اور افسری کو تسلیم کرتا تہا مگر فقط اس حد تک کہ سردار
ایک عام رای کا ظاہر کرنیوالا ہے جسمین یہہ بہی شریک ہو - مگر وہ آزاد تہا کہ اہل قبیلہ کی رای
سے بہی جو رای سب نے ملکر دی ہو اتفاق کرنے سے انکار کرے - علاوہ ان باتون کے
کوئی طریقہ عہدہٴ سرداری کے انتقال کا باقاعدہ نہ تھا - سرداری کے لیئے عموماً وہ شخص پسند
کرلیا جاتا تہا جو قبیلہ مین سب سے زیادہ دولتمند اور با اختیار خاندان کا سب سے زیادہ معمر
شخص ہوتا - او جو اپنی ذات مین یہہ وصف رکہتا کہ سب لوگ اسکی عزت کرنے پر مجبور ہون -
اگر کوئی قبیلہ بڑہ جاتا تو کئی حصون مین وہ تقسیم ہوتا تہا جنمین سے ہر حصہ اورون سے علحدہ
اور با اختیار زندگی بسر کرتا - ان حالات سے ہم سمجہ سکتے ہین کہ رسول اللہ صلعم کس طرح مدینہ مین
اہل اسلام کی بڑی اور بڑہنے والی جماعت کے سردار ہوگئے جسنے آپکو اپنا سردار اور ہادی مانکر
اور کسی کی حکومت کو تسلیم نہ کیا اور یہہ سب باتین اس طرح پیش آئین کہ جو لوگ با اختیار تھے اور انکے
اختیارات عام طور پر تسلیم بہی ہوتے تھے انکو کسی طرح کی مضرت کا اندیشہ یا اس بات کا خدشہ
جیسا کہ قدیم یونان کے کسی شہر مین یا کسی اور باقاعدہ حکومت رکہنے والی قوم مین پیدا ہوجاتا کہ
اونکے اختیارات چہن جائینگے پیدا نہ ہوا - رسول اللہ صلعم دنیوی اختیارات اپنے لوگون پر اسی
طرح رکہتے تہے جیسے کوئی اور خود مختار سردار رکہتا - فرق دونون صورتون مین فقط یہہ تہا
کہ خاندان اور نسلی تعلقات کی جگہہ مسلمانون مین دینی رشتہ قائم تہا -

مورخ فون کریمر لکہتا ہی کہ آنحضرت کی یہ خواہش تہی کہ ایک نیے مذہب کی بناڈالین اور اسمین وہ
کامیاب ہوے - لیکن اسکے ساتہہ ہی ایک ملکی انتظام بہی انہون نے پیدا کردیا جو بالکل جدید
اور خاص صورت رکہتا تہا - پہلے اونکی صرف یہ خواہش تہی کہ اپنے ملک والون کو ایک خدا
یعنی اللہ کے ایمان پر لائین - لیکن اسکے ساتہہ ہی انہون نے اپنے وطن کی قدیم طرز حکومت

کو بدل دیا۔ اور ایسی عملداری کی جگہ جسمین قبیلون کے امیر و سردار حکومت کا کام کرین اور با اختیار خاندان پبلک کے کامون مین حصہ لین انہون نے ایک خالص خود مختار بادشاہی کو قائم کر دیا اور خود اوسکے بادشاہ بطور زمین پر خدا کے نائب کے ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی تقریبًا کل ملک عرب نے انکی اطاعت قبول کر لی۔ عرب کا ملک جسنے کبھی پہلے ایک بادشاہ کی فرمانبرداری نہ کی تھی اب اوس نے ایک تمدنی اتحاد ظاہر کیا اور ایک حاکم مطلق کی مرضی پر بیعت کی۔ متعدد جوہونے اور بڑے اور سینکڑون مختلف اقسام کے قبیلون کو جو رات دن آپس مین لڑتے رہتے تھے آنحضرت صلعم کے کلام نے ایک قوم بنا دیا۔ ایک ہی مذہب کے خیال نے جو ایک ہی افسر کے تحت مین تھا عرب کے قبیلون کو ایک ایسے انتظام مین منسلک کر دیا جسنے عجیب و صاف تعجب خیز عجلت کے ساتھ اپنے مین پیدا کر لیئے۔ صرف ایک زبردست اصول تھا جو یہ نتیجہ پیدا کر سکتا تھا اور وہ ملک عرب مین قومی زندگی کا اصول تھا۔ قبائل کا سلسلہ اسطرح پہلی دفعہ اگر بالکل مٹ نہ سکا (کیونکہ یہ ناممکن تھا) تو اتنا ضرور ہوا کہ مذہبی اتحاد کے تحت مین آ گیا۔ اس عظیم الشان کام مین کامیابی ہوئی اور جب آنحضرت کا انتقال ہوا تو ملک عرب کے بہت بڑے حصے پر خدا کا وہ امن چھایا ہوا تھا جسکو عرب کی قومون نے جنکو لوٹنے اور انتقام لینے سے عشق تھا کبھی جانا تک نہ تھا یہ اسلام ہی تھا جسنے ایسا ملاپ پیدا کرا دیا،، (انتہٰی قولہ)

مدینہ پہونچتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فکر ہوئی کہ کس طرح اس اعلیٰ تمدنی خیال کو عملی صورت بخشین آپ نے مکہ کے مہاجرون اور مدینہ کے انصار مین رشتہ اخوت قائم کیا اور اس رشتہ سے تمام قبیلون کے اختلافات معدوم ہو گئے اور ایک مشترک مذہبی زندگی نسلی رشتون کی جگہ قائم ہو گئی۔ موت کی صورت مین بھی رشتہ داری کے حقوق علحدہ کر دیے جاتے تھے اور اسلامی بھائی میت کے کل مال کا وارث ہو جاتا تھا۔ لیکن جنگ بدر کے بعد جبکہ ایسے مصنوعی

---

۵۷ اے فون کریمر (۲) ۔ صفحہ ۳۰۹ ۔ ۳۱۰

رشتہ کی ضرورت مسلمانون کے اتفاق کے لیئے نہ رہی تو یہہ قاعدہ منسوخ کردیا گیا۔ ایسا قاعدہ صرف اوس وقت تک ضروری تہا کہ مسلمانون کی تعداد کم تہی اور اسلام کی متحدہ زندگی انکی بابت خیال کی جاتی تہی۔ اسکے علاوہ رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین آئے ہوے کم عرصہ ہوا تہا کہ اہل اسلام کی تعداد مین جلد افزونی ہوتی گئی یہانتک کہ یہہ برادرانہ سوشل انتظام ناقابل العمل ہوگیا یہہ پہلے ہی خیال ہوسکتا تہا کہ ایسی جماعت کی ترقی کا انجام جو مہاجرین سے بنی ہو اور مخالفون کے شہر مین رہتی ہو یہہ ہوگا کہ اخیر مین لڑائیان برپا ہوجائینگی۔ چنانچہ سب کو معلوم ہے کہ تمام کتب سیر جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی بیان ہین انکا بڑا حصہ دو باتون مین صرف ہوا ہے ایک تو غزوون اور خونریز لڑائیون کے ذکر مین جو قریش مکہ اور اہل اسلام کے درمیان جاری ہین اور جنکا سلسلہ سنہ ۶۳۰ء مین جبکہ رسول اللہ صلعم فتحیاب ہوکر مکہ مین داخل ہوے ختم ہوا۔ اور دوسرے اُن مخالفت کے تعلقات کو بیان کرنے مین جو آپکی وفات کے زمانہ تک آپ مین اور بہت سے قبائل عرب مین رہے۔

ان لڑائیون کا حال لکہنا اس کتاب کی حد سے باہر ہوگا۔ لیکن یہہ بات تحقیق کرنی ضروری ہے کہ تبلیغ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے یہہ لڑائیان کیا تعلق اور واسطہ رکہتی تہین یورپ کے مصنفون نے اس بات کو اکثر لکہا ہے کہ ہجرت کے وقت سے جبکہ رسول صلعم مدینہ مین پہونچے تو واقعات زندگی کے متغیر ہونے سے آپ بالکل جداگانہ صورت مین ظاہر ہوکے۔ اب آپ اسلام کے واعظ او ناصح اور آدمیون مین خدا کے بہیجے ہوے رسول جنکو آپ اپنے دین کے حق پر ترغیب دیتے جو وحی سے آپ پر نازل ہوتی تہا نہ رہے بلکہ نعوذ باللہ ایسے غیر محتاط اور متعصب شخص ثابت ہوے جو قوت کے طریقون اور مدبرانہ تدبیرون کو جہانتک میسر آئین اپنے واسطے اور اپنی راے کی ترجیح کے لیئے استعمال کرنے لگے۔ (نعوذ باللہ)

لیکن یہ فرض کرلینا بالکل جہوٹ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو آپ واعظ اور داعی اسلام نہ رہے یا یہہ کہ جب ایک بڑا لشکر آپ کی سرکردگی مین تہا تو آپ نے

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰهکم اله واحد فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا
(سورۃ الکہف ۱۱۰) یعنی ای پیغمبر کہدی کہ مین بہی تم جیسا ایک آدمی ہون مجہہ کو یہ وحی دیگئی ہے کہ تمہارا خدا
ایک ہی خدا ہے ـ پہر جو کوئی خدا سے ملنے کی توقع رکہتا ہے تو اوسکو چاہییے کہ نیک عمل کری ـ

اول خاموش حقارت اور پہر علانیہ عداوت سے لوگون نے برتاو کیا ـ ہر طرح کے تمسخر
اور گستاخیون کو برداشت کیا لیکن اس سخت برتاو کا تشدد بڑہتا گیا یہانتک کہ ایذا رسانون نے
جان لینے کا قصد کیا ـ اول صحابہ اور ادر مسلمان تہے جنپر ظلم کا زور پہلے صرف ہوا ـ دو دفعہ
مسلمان مجبور ہوے کہ حفاظت کے لیئے سمندر پار چلے جاوین ـ وہان بہی دشمنون کی
عداوت نے پیچہا کیا ـ بہت سے مسلمانون کو سخت سے سخت اذیت پہونچائی جاتی تہی یہانتک
کہ بعض مرجاتے تہے اور وہ اوس دین کے شہیدون مین شمار ہوتے تہے جسکو انہون نے کسی حالت مین
ترک نہ کیا ـ جب ظالمون کے ظلم برداشت کے قابل نہ رہے اور ایک شہر ایسا ملا جس نے
پناہ دینے کا وعدہ کیا تو مسلمانون نے مدینہ کو ہجرت کی ـ اور انکے بعد رسول اللہ صلعم ایک
تدبیر سے جان سلامت لیکر مدینہ تشریف لے گئے ـ

مدینہ مین بہی مسلمانون کی حالت خطرہ سے خالی نہ تہی ـ اہل مکہ کی خصومت سے یہان بہی
پناہ نہ ملی جنہون نے مدینہ کے نو مسلمون کے تعاقب مین تذبذب نہ کیا اور انہین سے ایک
شخص کو گرفتار کرکے بہت تکلیفین دین[1] ـ خود شہر مین یہہ نہ تہا کہ مسلمان بالکل دوستون مین
رہتے ہون ـ یہودی جو مدینہ مین کثرت سے رہتے تہے رسول اللہ صلعم سے خفیہ عداوت رکہتے
تہے اور شہر والون مین بہی بہت لوگ ایسے تہے جو اسوقت تو بے پرواہ تہے لیکن اگر غیرون
کے آنے سے انکے شہر پر قریش کے حملہ کا اور اسکی بربادی اور تباہی کا خوف پیدا ہوتا تو [illegible]
طور پر وہ مہاجرون کے دشمن ہوجاتے ـ اس لیے مہاجرین کے لئے یہ ضروری تہا کہ قریش کے حملہ سے وہ ہمیشہ خبردار
رہین ـ مہاجرین اپنے عزیزون کو جنکو مکہ مین مجبور ہوکر چہوڑنا پڑا تہا بہول نہ سکتے تہے جیسا کہ اس آیت مین ہے ـ

[1] سنہ ہجری مین ایک قریشی سردار نے جسکا نام کرز ابن جابر تہا چند اونٹ اور گلون جو مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر چرتے تہے [illegible]

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا۔ (سورۃ النساء — ۱۰۰) یعنی مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے بےبس ہین کہ کوئی تدبیر نہین کرسکتے اور نہ کوئی رستہ پاتے ہین جن کو ظالم ایذا رسانون کے رحم پر چھوڑ دیا تھا۔

رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا۔ (سورۃ النساء — ۷۷) یعنی اے ہمارے پروردگار ہمکو اس شہر سے نکال جسکے لوگ ظالم ہین اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی حمایتی بھیج۔ اور ہمارے لیے اپنے پاس سے کوئی مددگار بھیج۔

پس اکثر کتابون مین پڑھتے ہین کہ بہت سے چھوٹے فوجی گروہ جنمین بہت کم جمعیت ہوتی تھی قریش کی نقل و حرکت کی خبر لگانے کے لیے نکلتے تھے۔ ان مین سے کوئی مہم سوای ایک کے ایسی نہ تھی جسمین کشت و خون ہوا ہو اور فریقین ایک دوسرے کی مذمت اور اپنی تعریف کرکے جو عرب کی قدیم رسم تھی علیحدہ نہ ہوگئے ہون۔ لیکن ایک موقع پر ۲ ہجری مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن جحش کو آٹھ آدمیون کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا کہ قریش کی نقل و حرکت کی خبر لاوین۔ آپکا تحریری حکم یہہ تھا کہ "جب تم اس نامہ کو پڑھو تو بطن نخلہ کیطرف کوچ کرو جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور وہان پہونچکر قریش کے منتظر رہو اور انکی خبر ہمکو دو۔" ابن جحش نے رسول اللہ صلعم کے حکم کو سمجھنے مین اپنی سپاہیانہ طبیعت کی پیروی سے بھی کام لیا اور جب مدینہ کو واپس آئے تو دو قیدی اور ایک کاروان کی غنیمت بھی ساتھ تھی یہہ فعل ایسا تھا جس مین ابن جحش نے پیغمبر خدا صلعم کے حکم ہی کے خلاف نہ کیا تھا بلکہ اوس عہد کو بھی توڑا تھا جسکی پابندی حج کے مہینون مین رسم عرب کے مطابق سب لوگ کرتے تھے جب ابن جحش رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ خفگی سے ملے اور کہا "مین نے تمکو ماہ حرام مین لڑنے کا حکم نہین دیا تھا۔" آپ نے قیدیون کو رہا کیا اور رکھ کے ایک آدمی کے

لیئے جو لڑائی مین مارا گیا تہا اپنے پاس سے خونبہا دیا۔
اوپر کے واقعے سے صاف ظاہر ہے کہ عرب کے مسلمانون کی تیزی اور جنگجوئی کو روکنے مین جنکو لوٹ مار سے پیدایشی عشق تہا رسول اللہ صلعم کو کیسی دشواری ہوتی تہی۔ عربون کی قدیم اور جدید معاشرت کا مقابلہ جو آگے بیان ہوگا اس کام کی دشواری کا کافی ثبوت ہے اور قرآن مین جو احکام (سورۃ النساء - ۹۶ - سورۃ النحل - ۹۳ - ۹۶ - وغیرہ وغیرہ) اسکے متعلق ہین وہ بہی اس کام کی دشواری کے شاہد ہین۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو دقت اسمین پیدا ہوتی تہی کہ عرب کے مسلمانون کو لوٹ مار سے روکین اس دقت کو لوگ نہین سمجہ سکے اور یہی وجہ ہوئی کہ انہون نے آپ پر کاروان ابوسفیان کو قصداً لوٹنے اور قریش مکہ کو جنگ بدر پر مجبوراً آمادہ کرنے کا الزام لگایا۔ مسلمان مؤرخون نے گو خلاف شہادت دی ہے لیکن قرآن سے جسکو یورپ[1] اور ایشیا کے عالم دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مین سچی کتاب سمجہتے ہین ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین اور آپکے صحابہ مین اختلاف تہا کہ قریش کے حملے کے بارے مین کیا کرنا چاہیئے۔

(۵) كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ
(۶) يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَمَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ
(۷) وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ

(سورۃ الانفال - ۵ - ۶ - ۷) یعنی جیسا کہ تجکو تیرے پروردگار نے تیرے گہر سے سچائی پر نکالا اور بیشک مسلمانون کا ایک گروہ ناخوش تہا۔ وہ تجہ سے سچی بات پر جہگڑتے تہے بعد اسکے کہ سچی بات ظاہر ہوگئی تہی۔ گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور وہ اوسکو دیکہ رہے ہین۔ اور جبکہ خدا نے دو قافلون مین سے ایک قافلہ کا تم سے وعدہ کیا تہا کہ وہ تمہارے لیئے ہے اور تم چاہتے تہے کہ وہ قافلہ تمہارے لیئے ہو جسمین کچہہ شوکت نہین ہے اور اللہ چاہتا

[1] اسے سپرنگر - جلد دوم صفحہ ۱۵ (محمد کی سیرت کا سرچشمہ قرآن ہے) - گرگسز - محمد اینڈ کارنز پلیر - [illegible] صفحہ ۱

تھا کہ اپنے حکم سے سچی بات کو قائم کرے اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

ان دونون گروہون مین جنکا اوپر ذکر ہے ایک گروہ تو ایک کاروان تھا جو مال اسباب سے بھرا ہوا تیس یا چالیس آدمیون کی جمعیت سے ابوسفیان کی سرکردگی مین شام سے آتا تھا اور دوسرا گروہ ایک لشکر ہزار آدمیون کا تھا جسکو قریش مکہ نے اس ظاہری مقصد سے فراہم کیا تھا کہ کاروان ابوسفیان کی محافظت کریگا جسکی نسبت انکو خبر پہونچی تھی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر حملہ کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ مورخون نے عموماً اس افواہی خبر کو سچ مانا ہے لیکن قطع نظر اس سے کہ افواہین جنکو فریق مخالف دوسرے فریق کے مقصدون کی نسبت مشہور کرتا ہے سب سے ادنی قسم کے بیانات ہین جو شہادت مین داخل ہو سکتے ہین جسوقت ہم ان آیات کے معنی پر غور کرتے ہین تو اس فرضی بات کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

ا۔ پانچوین آیت کے الفاظ سے یقینی معلوم ہوتا ہے کہ جب اختلاف شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی مین تھے۔ اور اسوقت تک کاروان کو راہ مین روکنے کے لیے کوچ نہین کیا تھا۔ جیسا کہ بہت سے مورخون نے تسلیم کیا ہے۔ اور یہہ کہ بعض صحابہ راضی نہ تھے کہ حملہ قریش کے روکنے کے لیے جو کوچ کرنا تجویز ہوا تھا اسمین آنحضرت کا ساتھ دیتے۔

۲۔ رسول اللہ صلعم کے حکم سے صحابہ کو مخالفت کی وجہ یہہ تھی کہ صحابہ سمجھتے تھے کہ گویا وہ موت کی طرف ہانکے جاتے ہین اور اپنے مارے جانے کو دیکھتے ہین۔ (سورۃ الانفال آیت ۶) وہ چند لوگ جو ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھ تھے انکی وجہ سے کبھی ایسا خوف پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ پس ضرور ہے کہ آنحضرت نے لشکر قریش کے مقابلہ کا جو حملہ کرنیوالا تھا حکم دیا ہوگا۔

۳۔ اگر رسول اللہ صلعم کاروان پر حملہ کرنے کا قصد رکھتے تو ضرور مدینہ سے شمال کی سمت مین کوچ کرتے تا کہ کاروان کو شام کے رستہ مین روکین نہ کہ جنوب کی سمت مین بدر کی طرف جاتے جو مکہ اور مدینہ کے رستے پر واقع تھا اور بالکل اوسی سمت مین تھا جسمین آپ کو حملہ قریش کی مدافعت کے لیے جو آپکے محافظون کے شہر پر ہونیوالا تھا کوچ کرنا ضروری ہوا۔

۴ - اگر قریش کی غرض فقط یہی ہوتی کہ کاروان ابوسفیان کی مدد کرین تو جب اُنہون
نے رستے مین سنا تہا کہ کاروان مکہ مین سلامت پہونچ گیا تو اوسوقت قریش کو واپس چلا جانا چاہیے
تہا - مگر بجاے اسکے قریش نے مدینہ کی طرف بڑہکر اپنا اصلی مقصد ظاہر کر دیا -
مذکورۂ بالا دلائل اس بات کے ثبوت کے لیئے کافی ہین کہ مکہ مین جو خبر آنحضرت صلعم کی
نسبت مشہور ہوی تہی کہ کاروان ابوسفیان پر حملہ کرنے کے لیئے آپ تیاری کرتے ہین
وہ بالکل بے بنیاد تہی - رسول اللہ صلعم کے بعض صحابہ نے شاید ایسا خوف پیدا ہو جانے کا
موقع دیا ہو لیکن آنحضرت کو اس بات سے کہ آپ نے قریش کے ناگزیر حملہ سے مسلمانون کا
جلد مقابلہ کرا دیا بالکل بری کہنا چاہیے - اگر یہہ تسلیم بہی کر لیا جاوے کہ مکہ سے لشکر کشی کا سبب
یہہ ہی خبر ہوی تہی تو بہی لشکر قریش مین اس کثرت سے آدمیون کا ہونا صاف ظاہر کرتا تہا کہ
کاروان کی حفاظت اصلی مقصود نہ تہا بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے کی نیت تہی - پس پیغمبر خدا صلعم پر
اس بات کا الزام نہین لگایا جا سکتا کہ قریش کے مقابلہ مین آپ نے ایسے شہر کی محافظت کے
لیئے جسنے آپ کو اور مہاجرین کو پناہ دی تہی کوچ کیا اور اسکو محاصرہ کی سخت بلاؤن سے بچایا
جا یا جنمین وہ اپنے موقع اور حالت کی وجہ سے مبتلا ہو کر سخت نقصان اُٹہاتا[۱]
اگر یہہ اعتراض کیا جاوے کہ معاملات جنگ مین دخل دینا ہی شان رسالت کے
خلاف تہا تو یاد رکہنا چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کی تلقین مین یہ قول شامل نہ تہا کہ "میری بادشاہی
اس دنیا کی نہین ہے"
یہہ اس کتاب کی حد سے زائد ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کی تمام لڑائیون کا ذکر اسمین کیا جاوے
اور یہہ دکہلایا جاوے کہ کسی صورت مین جبراً مذہب تبدیل کرانا ان لڑائیون مین سے کسی لڑائی
کا مقصد نہ تہا یہہ مضمون بہت تفصیل و بسط سے اوس تصنیف مین بیان ہے جس سے مین نے

[۱] دیکہو ڈیلیوسن ۱۵ "مدینہ کا شہر کہلیانون اور گاؤون اور مکانات کا جنکے گرد فصیلین ہوتی تہین مجموعہ تہا (جنمین
سے بعض قریب قریب اور بعض دور دور واقع تہے -) اور یہہ سب موقعے کہجورون کے درختون اور باغون و کہیتون مین
واقع تہے کہ کچہہ یہان ہین اور کچہہ وہان" (سکنطن اند فورا یٹین - جلد چہارم صفحہ ۴)

گیا اور قبیلے کے سب لوگون کو مسلمان کیا۔ ایسے ہی اسلام عمر ابن مرہ تھے جو بنو جہینہ کے قبیلے سے تھے اور یہ قبیلہ بحیرۂ احمر کے ساحل اور مدینہ کے درمیان رہتا تھا۔ عمر ابن مرہ کے اسلام لانے کا زمانہ ہجرت سے پہلے تھا اور اپنے مسلمان ہونے کا حال انھون نے اس طرح بیان کیا ہے "ہمارے ہان ایک بت تھا اور ہم اوسکو پوجتے تھے اور مین اوسکا مجاور تھا۔ جب مین نے رسول خدا کی خبر سنی تو اوس بت کو مین نے توڑ ڈالا۔ اور مدینہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا او مسلمان ہوگیا اور کلمۂ شہادت پڑھا اور حلال و حرام کے جو احکام آنحضرت پر نازل ہوے تھے اُن پر ایمان لایا اور اوسوقت مین یہ اشعار پڑھتا تھا"

| | |
|---|---|
| شهدت بان الله حق واننى | لالهة الاحجار اول تارك |
| وشمرت عن ساق الازار مهاجرا | اليك اجوب الوعث بعد الدكادك |
| لاصحب خير الناس نفسا ووالدا | رسول مليك الناس فوق الحبائك |

(ترجمہ۔ مین نے گواہی دی اس بات کی کہ اللہ برحق ہے اور مین پتھر کے خداؤن کو پہلا ترک کرنیوالا ہون۔ اور مین نے اپنے وطن سے جدا ہونے پر کمر باندھی تاکہ مین پتیلی اور پتھریلی سیدانون کو طے کرکے آپ پاس پہونچون اور اوس شخص سے جا ملون جو اپنی ذات اور بزرگون کے لحاظ سے سب لوگون سے افضل ہے اور وہ اوس خدا کا رسول ہے جو تمام انسانون کا بادشاہ آسمانون پر ہے۔)

رسول اللہ صلعم نے عمر ابن مرہ کو مسلمان ہونے کے بعد اونکے قبیلہ مین دعوت اسلام کے لیئے روانہ فرمایا اور آخرکار وہ اپنی کوششون مین اسقدر کامیاب ہوے کہ صرف ایک شخص ایسا تھا جس نے عمر ابن مرہ کی تلقین کو نہ سنا۔[۵۲]

صلح حدیبیہ (سنہ ۶ ہجری) کے بعد جب اہل مکہ سے دوستانہ تعلقات ممکن ہوے تو مکہ کے بہت لوگ جنکو موقع نہ ملا تھا کہ شروع زمانۂ رسالت مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تلقین

[۵۱] سپرنگر۔ جلد سوم صفحہ ۲۰۲ - ۲۰۳ - [۵۲] ابن سعد فقرہ (۱۹)

سے بہرہ مند ہوتے اب مدینہ مین اس غرض سے آئے کہ اسلام قبول کرین اور اون مین سے
بعض لوگ بہت سوجھ والے تہے ۔

اہل مکہ سے متواتر لڑائیان رہنے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جو قبیلہ مکہ سے جنوب کی طرف رہتے
تہے وہ ابتک اسلام سے بالکل ناواقف اور اوسکے اثر سے محروم تہے ۔ لیکن صلح حدیبیہ کے بعد
جنوبی عرب سے مراسلت ممکن ہوگئی اور قبیلہ بنو دوس کے چند لوگ پہاڑون سے اترکر جو یمن
کی شمالی سرحد قائم کرتے ہین پیغمبر خدا صلعم کی خدمت مین مدینہ مین حاضر ہوے ۔ آپ سے
پہلے بنی دوس مین چند لوگ ایسے تہے جنہون نے ایک ایسے مذہب کی جہلک دیکہی تہی جو
بت پرستی کے مذہب سے جسمین وہ مبتلا تہی کسی قدر اعلی تہا اور انہون نے استدلال کیا تہا کہ دنیا ضرور کوئی
خالق رکہتی ہے ۔ گو انکو یہہ معلوم نہ تہا کہ یہہ خالق کون ہے ۔ اور جب آنحضرت صلعم اس خالق کے
رسول ہوے تو اون مین سے ایک شخص جسکا نام طفیل تہا آپ کی خدمت مین تحقیق کرنیکے
لیے آئے کہ اس دنیا کا خالق کون ہے ۔ رسول اللہ صلعم کے سامنے انہون نے اپنی تصنیف سے
چند نظمین پڑہین اور آپ نے قرآن کی تین اخیر سورتین طفیل کو سنائین ۔ اور انکو مسلمان کرلیا ۔
رسول اللہ صلعم نے یہ کام اونکے سپرد فرمایا کہ اپنے لوگون مین جاوین اور اسلام کا وعظ کرین شروع
مین طفیل کو کچہہ کامیابی نہ ہوئی اور سوائے باپ اور بیوی اور چند دوستون کے جو تحقیق حق مین
انکے ساتہی تہے کم لوگ مسلمان ہوے ۔ اشاعت کی ناکامی پر مایوس ہوکر طفیل پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا "بنی دوس سخت گردن کے لوگ
ہین اونکے حق مین بد دعا کیجیے" لیکن رسول اللہ صلعم نے دعا کی "یا رب بنو دوس کو سیدہے
راستے پر ہدایت کر" آپ نے طفیل کو واپس بہیجا کہ تبلیغ اسلام مین از سر نو کوشش شروع کرین
اس مرتبہ طفیل کے ایک دوست نے بہی انکی مدد کی اور یہہ دونون گہر گہر وعظ کرتے پہرے
اور سنہ [illegible] ہجری مین قبیلہ دوس کے بڑے حصہ کو مسلمان کرنے مین کامیاب ہوے ۔
دو برس کے بعد کل قبیلہ نے بت پرستی کے عقائد کو بالکل ترک کردیا اور سب لوگ مسلمان ہو گئے

ایک اور صحابی نے تبلیغ اسلام کے لیے یمن میں کوشش کی اور یمن میں اچھی کامیابی ہوی - اس واقعہ کا ذکر اسطرح ہوا ہے ۔ وہ رسول اللہ نے الحرث اور مسرح اور نعیم ابن عبد کلال حمیری کو لکھا کہ تم پر سلامتی ہو جبتک کہ تم خدا اور خدا کے رسول پر ایمان رکھتے ہو ۔ خدا ایک خدا ہے اور اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے موسی کو اپنی نشانیون کے ساتھ بھیجا اور عیسی کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا ۔ یہودی کہتے ہین کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہین کہ خدا تین مین سے ایک ہے ۔ اور عیسی خدا کا بیٹا ہے ۔" رسول اللہ صلعم نے عیاش ابن ربیعہ المخزومی کے ہاتھ نامہ روانہ کیا اور فرمایا کہ جب تم اونکے شہر مین پہونچو تو رات کو نہ جانا بلکہ صبح تک انتظار کرنا تب وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھنا اور اللہ سے دعا مانگنا کہ تم کو کامیابی بخشے اور تمہارا خیر مقدم ہو اور تم ضرر سے امان مین ہو ۔ تب میرا خط اپنے داہنے ہاتھ مین لینا اور اپنے داہنے ہاتھ سے انکے داہنے ہاتھ مین دینا اور وہ اوسکو لینگے اور اونکے سامنے سورۃ البینۃ

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنفَكِّينَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ○ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ○ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا أُولٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ أُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ○

ترجمہ نہ تھے وہ لوگ جو منکر ہین کتاب والے اور شرک والے باز آتے جبتک کہ پہونچے ان کو کھلی بات ایک رسول اللہ کا پڑھتا ورق پاک اون مین لکھی کتابین مضبوط اور پھوٹ نہ جو ہین جنکو ملی ہے کتاب سو جب آچکی اون کو

[illegible] اور ساون کو حکم یہی ہوا کہ عبادت کرین اللہ کی نری کر کے اوسکے واسطے بندگی [illegible]
کی [illegible] کریں نماز اور دین زکوۃ اور یہے راہ مضبوط لوگون کی وہ جو منکر
کتاب والے اور شریک والے دوزخ کی آگ مین سدا ہین اوسمین وہ لوگ ہین بدتر سب
خلق سے وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ ہین بہتر سب خلق سے بدلا
اونکا اونکے رب کے ہان باغ ہین بسنے کے نیچے بہتی اونکے نہرین سدا رہین اون مین ہمیشہ
اللہ اون سے راضی اور وہ اوس سے راضی یہ ملتا ہے اوسے جو ڈرا اپنے رب سے —
اور جب ختم کر چکو تو کہنا۔ ‏‏“محمد اسپر یقین کرتا ہے اور دین اسپر ایمان لانیوالون مین پہلا ہون”
اور جو اعتراض وہ تمہارے خلاف کرینگے تم اوسکا جواب دے سکوگے اور جو کچھ کتاب وہ تمہارے
سامنے پڑھینگے اوسکی جانچ ہوجاتی ہوگی اور جب وہ غیر زبان مین بولین تو کہنا ”ترجمہ کرو“ اور
اون سے کہو کہ ”خدا میرے لیئے کافی ہے — مین بھیجی ہوئی کتاب پر ایمان رکھتا ہون اور
مجھکو حکم ہے کہ تم مین انصاف کرون — خدا ہمارا رب ہے اور تمہارا رب — ہمارے کام ہمارے
ہین اور تمہارے کام تمہارے — کوئی جھگڑا ہم مین اور تم مین نہین — خدا ہم سب کو ملاویگا اور ہم
سب کو اوسی کے پاس جانا ہے —“ اگر اس کہنے پر وہ اسلام قبول کرین تو اونسے تین لکڑیون
کی نسبت پوچھو جنکے سامنے وہ جمع ہوکر بندگی کرتے ہین — ان لکڑیون مین سے ایک لکڑی
اثل یعنی جھاؤ کی ہے جسپر سفید اور زرد داغ ہین اور ایک بید کی طرح مڑی ہوی ہے اور دوسری
آبنوس کے مانند سیاہ ہے — ان لکڑیون کو باہر لانا اور اونکے بازار مین جلا دینا“ عیاش نے
بیان کیا — ”پس مین روانہ ہوا تا کہ رسول اللہ صلعم نے جو حکم دیا تھا اوسکی تعمیل کرون — جب مین
پہونچا تو دیکھا کہ سب لوگون نے کسی میلے کے لیئے آراستگی کی ہے — مین اونکے دیکھنے کو
آگے بڑھا اور آخرکار تین بڑے پردون کے قریب آیا جو تین دروازون پر لٹکے ہوے تھے —
مین نے پردہ اوٹھایا اور بیچ کے دروازہ سے داخل ہوا اور دیکھا کہ مکان کے صحن مین لوگ
جمع ہین — مین نے اونسے کہا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہون — اور مین نے

قبائل عرب کے مسلمان ہونیکے حال مین رسول اللہ صلعم کے اس وعدہ کا بار بار ذکر
ہوا ہے کہ اسلام قبول کرنے پر دشمنون سے انکی حفاظت کیجاوے گی۔ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کی وفات کی خبر ایک عرب نے سُنی تو چلا کر بولا "افسوس ہے مجہپر محمدؐ کی وفات کا جبتک
وہ زندہ تھا مین اپنے دشمنون سے حفاظت و امن مین تھا" اور یہی آواز تمام عرب مین گونج گئی ہوگی

یہہ بات کہ بہت سے قبائل عرب کا اسلام کے ساتھہ تعلق کیسا اوپری تھا اس بات
سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوتے ہی اُن قبیلون مین عام طور پر اسلام سے
انحراف پیدا ہوگیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان قبیلون کا اسلام قبول کرنا بجاے اسکے
کہ روحانی روشنی یا کسی جوش کا نتیجہ ہو اکثر ملکی ضرورت سے یا ظلم کے خوف سے پیش آیا۔
ان قبیلون نے اپنے تئین اس مجمدہا مین ڈال دیا جو ایک عظیم الشان قومی تحریک کا دریا ہوگیا
تھا۔ اور فتح مکہ کے بعد جو لوگ سرد دلی اور نفع کے سوچ بچار سے مسلمان ہوے اُن مین ان کا وہ
جوش اور حمیت ہم نہین دیکھتے جو ابتدائی زمانہ کے مسلمانون مین تھی۔ لیکن اُن مین بھی بہت لوگ
ایسے ضرور ہونگے جنہون نے سچے دل اور جوش اسلام سے متاثر ہوکر اور جیسا ہم نے دیکھا ہے
مستعد ہوکر کہ اگر ضرورت پڑے تو بھائیون کی تعلیم و تلقین مین جانین تک فدا کردین سچے دیندار
مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا ہوگا۔ اگر ایسے دیندار پر جوش مسلمان نہوتے تو اسلام کی
وسیع تحریک کبھی سالم نہ رہتی اور یہہ تو ہرگز نہ ہوتا کہ بانی اسلام کی وفات کے صدمہ سے نکل کر وہ
کبھی بحال ہوتے۔ کیونکہ یہہ کبھی نہ بھولنا چاہیئے کہ عرب کے بت پوجنے والے ملک مین
اسلام کس قدر صاف طور پر ایک جدید تحریک تھا اور قدیم اور جدید طرز معاشرت کے نمونے
کیسے برعکس واقع ہوے تھے[1] ۔ اور ملک عرب مین تبلیغ اسلام سے یہ مراد نہ تھی کہ چند وحشی رسوم
اور ظلم کی عادتون کو مٹا دیا جاوے بلکہ قدیم طرز معاشرت کا قطعاً قلب ماہیت کردینا مقصود تھا

[1] یہہ بات کسی کتاب مین اسقدر تفصیل اور عمدگی سے بیان نہین ہوئی ہے جیسے کہ پروفیسر اگناز گولڈزر کی
تصنیف مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ مین نے یہ مضمون اسی تصنیف سے اخذ کیا ہے (محمڈنشی ستودین۔ جلد ا۔)

جو باتین اوپر بیان کی گئین انمین کامل ثبوت اس بات کا ملتا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی
تلقین و تعلیم مین جو ملت اسلام اور اسپر عمل کرنے کی ہدایت کے لیئے ظاہر ہوئے تبلیغی تمدن
کے خالص اوصاف موجود ہین۔ اگستی کونت فلسفی نے دو باتون مین فرق بیان کیا ہے
اول تو وہ عالی طبع شخص جو ایک تحریک کو ایجاد کرتا ہے اور اپنی ہی طبیعت کی قوت سے
اس تحریک کو زندہ رکھتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اپنے وقت کے لوگون کے خیالات
اور اغراض کی محض زبان ہوتا ہے۔ یہہ فلسفی لکھتا ہے "بعض اوقات اعلی طبع شخص
پہلے پیدا ہوتا ہے اور اپنی طبیعت کو خاص مقصد پر جماتا ہے اور پہر تمام حزبی قوا کو فراہم
کرتا ہے جو [illegible] اسکو حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہون۔ سوشل تحریکون کی صورت
مین اکثر یہہ ہوتا ہے کہ بہت سی مخصوص اغراض کا باہمی میلان خود بخود شروع ہوجاتا ہے
یہانتک کہ ایک شخص ایسا پیدا ہوتا ہے جو اس باہمی میلان کے لیئے ایک مرکز قائم کر دیتا ہے
اور انکو جمع کرکے ایک کر دیتا ہے"[1] اس مسئلہ پر اکثر بحث ہوئی ہے اور کہا گیا ہے کہ حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اخیر قسم کے لوگون مین تھے۔ اور جس طرح فلسفہ پوزیٹویزم نے کوشش
کی کہ پولس رسول کو بجائے عیسی علیہ السلام کے عیسوی مذہب کا بانی قرار دے اسی طرح
بعض لوگ عمر رضی اللہ عنہ کو اسی نظر سے دیکھتے ہین کہ ابتداے تاریخ اسلام مین اسلام کو
توانائی بخشنے والی روح وہ ہی تہی۔ اور آنحضرت صرف ایک عام تحریک کی زبان تھے لیکن یہ
بات صرف ایسی حالت مین سچ ہوسکتی تہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی تمدنی حالت کو
اپنی تعلیم و تلقین قبول کرنے پر آمادہ پاتے اور انکو فقط اس آواز کا منتظر دیکھتے جو انکے دلون
کی غیر ملفوظ آرزوون کو الفاظ مین بیان کر دیتی۔ لیکن یہہ ہی شوق انتظار تھا جو عربون مین
معدوم تھا۔ خاص کر وسط عرب کے لوگون مین جہان رسول صلعم کی ابتدائی کوششین صرف
ہوئین۔ عرب کے لوگ کسی طرح تیار نہ تھے کہ نیئے واعظ کے وعظ کو سنین اور خاص کر

[1] ایڈورڈ کیرڈ۔ دی سوشل فلاسفی اوف کونت۔ صفحہ ۳۲۔۳۴ (گلاسگو ۱۸۸۵)

اس شخص کی تعلیم کو جو پیغمبر خدا ہو کر آیا ہو جسکا کوئی مفہوم ہی انکی سمجھ مین نا آتا تھا۔ علاوہ اسکے
مسلمانون کو آپس مین درجہ مساوات حاصل ہونا اور انکی عام اخوت جسنے عرب اور غیر عرب آزاد
اور غلام کا فرق اسلامیون کے لیے نہ رکھا ہو ایسی بات تھی جو عربی قبیلون کے مغرورانہ خیال کے
خلاف پڑتی تھی۔ وہ اپنی ذاتی فضیلت کے حقوق کو باپ دادا کی شہرت پر قائم کرتے تھے اور اسی
زعم مین وہ خونریز لڑائیان شروع کر دیتے تھے جو ختم ہونا ہی نہ جانتی تھین اور جو انکی روح کو خوشی دیتی
تھین۔ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مین ضروری اصول یہ ہی تھے کہ جو چیزین
عربون کو سب سے زیادہ عزیز تھین اونپر معترض ہین۔ نو مسلم کو وہ باتین نیکیان بتا کر سکھائی جاتی
تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے وہ نفرت اور حقارت کی نظر [illegible] تھا۔

بت پرست عربون کے نزدیک دوستی اور دشمنی ایک طرح کا قرضہ تھا جسکو وہ مع سود کے
ادا کرنا چاہتے تھے اور برائی کا برائی سے عوض کرنے پر فخر کرتے تھے۔ اور اوس شخص کو بہت
ذلیل سمجھا جاتا تھا جو ایسا نکرے۔ گویا کمال انسانیت اوسی شخص مین ہے جو دیر سویر ہمیشہ دوست کے
مہربانی اور دشمن کے ساتھہ برائی کی فکر مین رہے۔ ایسے آدمیون کی نسبت رسول اللہ صلعم نے
فرمایا اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ (سورۃ المومنین ۹۸) یعنی بری بات کو دور کرو
ایسی بات سے کہ وہ اچھی ہے۔

وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ
(سورۃ النور ۲۲) یعنی اور چاہیے کہ معاف کرین اور در گذر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف
کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَسَارِعُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَجَنَّۃٍ عَرۡضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ
اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِیۡنَ الَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَالۡعَافِیۡنَ
عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ - (سورۂ آل عمران ۱۲۷–۱۲۸) یعنی اور تم اپنے
پروردگار کی طرف اور ایسی بہشت کی طرف دوڑو جسکی چوڑائی آسمانون اور زمین کی برابر ہے اور

# باب سوم

## مغربی ایشیا کی عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جس لشکر کو آپ نے شام کے لیے مختص فرمایا تہا اوسکو امیرالمومنین ابوبکرؓ نے باوجود چند لوگون کی تعرض کے جو اس نظر سے تہا کہ ملک عرب کی حالت اس زمانہ مین بدنظمی کی تہی حدود شام کو روانہ کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے معترضین کی شکایتون کو ان جون سے خاموش کر دیا کہ "مین رسول اللہ صلعم کے کسی حکم کو رد نہ کرونگا۔ مدینہ چاہے درندون کا شکار ہو جاوے لیکن لشکر اسلام آنحضرت صلعم کے ارشاد کی ضرور تعمیل کریگا" یہہ پہلی لڑائی اس حیرت خیز سلسلہ محاربات کی تہی جس مین عربون نے شام۔ فارس اور شمال افریقہ کو فتح کیا اور سلطنت عجم کا قلع وقمع کر کے روما کی شہنشاہی کو اوسکے بہترین ممالک سے محروم کر دیا۔ ان مختلف لڑائیون کا حال لکہنا اس کتاب کی حد سے خارج ہے لیکن اس اعتبار سے کہ عرب کی فتوحات سے تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوی ان تمام حالات پر غور کرنا ضروری ہے جن سے ان فتوحات کا ہونا ممکن ہوا۔ ایک بڑے مورخ دلنگر[1] نے اسی مسئلہ کو جو اسوقت ہمین پیش ہے اس طرح بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ "کیا یہہ خالص دینی جوش تہا یعنی ایک جدید مذہب کی تازہ قوت تہی جس مین پہلی ہی دفعہ یہہ پاکیزہ پہول کہلا کہ سپاہ عرب کو ہر معرکہ مین فتح حاصل ہوی اور ایسے قلیل عرصہ مین جسکا یقین نہین آتا اہل عرب نے وہ عظیم الشان سلطنت قائم کر دی جسکو دنیا نے شاذ و نادر دیکہا تہا؟ لیکن اس بات کے ثبوت مین شہادت موجود نہین۔ ایسے لوگون کا شمار کم تہا جنہون نے

[1] دلنگر۔ صفحہ ۵-۶-

افرادمی اور خالص ایمان سے پیغمبر خدا کی تعلیم و اطاعت قبول کی اور اسکے برعکس ان آدمیون
کی تعداد کثیر تہی جو باوٗ یا دنیا کے نفع کی امید مین مسلمان ہوے - خالد نے جو خدا کی تلوارون
مین سے ایک تلوار تہا زور و تحریص کی ترکیب برکب کو جس سے وہ خود اور قریشی مسلمان ہوے
تہے یہہ کہکر بخوبی ظاہر کردیا کہ خدا نے انکو تسخیر کیا اس طرح کہ انکے دلون کو بہی کہا اور انکے بالون
کو بہی اور مجبور کیا کہ رسول خدا کی پیروی کرین - قومیت کے مغرورانہ خیال نے بہی بنا اثر خوب
دکہایا - یہہ خیال وہ تہا جو اس زمانہ مین (شاید) اہل عرب مین بہ نسبت دیگر اقوام کے سب سے
زیادہ قوی تہا اور یہہ ہی خیال تہا جس نے ہزارون آدمیون سے اس بات کا فیصلہ کرادیا کہ
اپنے ہی ملک والے کو اور اپنے ہی ملک والے کے دین کو غیر ملکون پر ترجیح دین گے - مگر اس
سے بہی زیادہ پرزور کشش اس یقین کی تہی کہ نئے دین کے لیے لڑنے مین کثرت سے غنیمت ہاتہہ
لگے گی - اور موقع ملیگا کہ اپنے اُجاڑ اور بتہریلے جنگلون کو جن مین گذارے کے لیے اونی پیداوار
ہوتی تہی شام و عجم اور مصر کے بہولے پہلے شاداب ملکون سے بدل لین گے " (انتہی قولہ)
لیکن تاریخ مین اور قومون کی بہی مثالین ہین (مثلاً ہن اور وندل کی) جو طمع اور قومی بنیاد
ہی کے باعث سے نہین بلکہ وطن مین قحط کے رہنے اور حوائج زندگی کی ناپیدی سے تاخت
و تاراج کے شوق مین مشرق سے اٹہکر دوسرے ملکون پر آن ٹوٹین - مگر ان مین سے کونسی قوم تہی
جسنے وہ عظیم الشان سلطنت جو دنیا کی برابری کرے عربون کی مثل قائم کی اور جسنے قومون کو
فتح کرکے انکو متفق و متحد کرنے مین عربون کی طرح کامیابی ظاہر کی ؟ کیا اسلامی فتوحات پر غور کرنے
کے بعد بہی ان فتوحات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انکی کامیابی کس بڑی حد تک اس تعجب انگیز
جوش کا نتیجہ تہی جسکی جڑ مسلمانون کے مذہب اور صرف اوس مذہب مین تہی جس مین اسکی صداقت
پر بہروسا تہا جس مین دنیا اور آخرت کے اجر پر جسکا وعدہ کیا گیا تہا انکو یقین تہا اور جس مین
اخوت المومنین کی تعلیم پاکر اوسکے عملی نتائج سے بہی وہ مستفید ہوچکے تہے - شاید ایسے لوگ بہی
بہت ہون جن مین دنیا کی غرضون نے ان بلند روشن خیالات کو سیاہ کردیا ہو لیکن سوسائٹی

[illegible]الی سرشت یا مزاج کو قائم کرنا جس پر کل کا اطلاق ہو اُن ہی جز[illegible]
تھے۔ ڈبلن کے سابق آرچ بشپ[۱] نے اپنی فصیح تقریر میں [illegible]
بلکہ درحقیقت ہر مسلمان لڑنیوالے نے اپنے تئین سیف اللہ سمجھا
کہ اب وہ کیا ہیں اور پہلے وہ کیا تھے جب مردہ بتون کو پوجتے [illegible]
فضا میں انکو کون لے آیا ہے۔ اب آخرکار وہ سمجھے کہ انسا[ن]
ہے یعنی ایک خدا کا بندہ ہونا جو سب کا خالق اور حاکم ہے۔
کام تھا خدا کی قوت کا اعلان کرنا وہ خود مطیع ہوے اور اوروں
مطیع بنین۔ یہہ کیسی سچائی تھی جسنے ہزارون کے دلون کو [illegible]
کے بل پر بیشمار قبیلے جنہون نے ہمیشہ اسکے سوا کچھہ نہ کیا [illegible]
نکل جاوے ایک قوم مین منتظم ہوگئے اور ہزارون طرح کے
ایسی سوسائٹی مین ترتیب پاگئے جو کلیسیا[۲] سا ایک طرح [illegible]

پس یہہ تحقیق ہونا محل تعجب نہین کہ بہت سے عیسائی [illegible]
نکلے اور عرب کے وہ قبیلے جو صدیون سے مسیحی مذہب کے [illegible]
قبول کرنے کے لیئے اپنا مذہب ترک کیا۔ ان قبائل [illegible]
صحرای مشرق اور جنوبی شام پر مسلط تھا اور اس قبیلہ کے لوگ [illegible]
کے وقت مین سردار تھے اور اسلام کے زمانہ مین ستارے[۳]

---

[۱] گریک کے ایک بڑے عہدہ دار کا نام ہے [۲] چرچ جسکا ترجمہ کلیسا کیا گیا [illegible]
ہین۔ (۲) جماعت کل عیسائیون کی۔ یا چند عیسائیون کی جو عیسوی مذہب [illegible]
علاحدہ فرقے ہین وہ اپنی جماعت کو خاص چرچ یا کلیسا کے نام سے تعبیر کرتے [illegible]
معنی ہوا ہے ۱۲ مترجم [۳] لکچرز آن میڈیول چرچ ہسٹری۔ [illegible]
[۴] مسعودی۔ چوتھی جلد صفحہ ۲۳۸

دیں ہم ایک خون رکھتے ہیں۔ چلو۔ میں حملہ کرتا ہوں تم بھی ساتھ دیا کرو۔" غرض وہ لوگ بھی طوفانی ریلا سے عجمیوں کو میدان سے ہٹا دیا اور اسلامی فتوحات کی پرشوکت فہرست میں یہ ایک اور فتح لکھی گئی۔ اس معرکے کے دن جو جو شجاعت کے کام ہوئے ان میں سب سے بڑھ کر ایک مسیحی نوجوان کی جسارت تھی جو صحرا کے ایک دوسرے قبیلہ کا آدمی تھا اور اپنے اسپ فروش بدوؤں کی قلیل جمعیت کو لیکر اسلامی لشکر میں اسوقت داخل ہوا تھا کہ وہ لڑائی کے لیے صف آرائی کرتا تھا۔ مسیحی بدو افواج عرب کے طرفدار ہو کر جنگ میں مصروف ہوئے اور جب گھمسان کی لڑائی جمی تو یہ مسیحی جوان جھپٹ کر عجمی سپاہ کے منجھ میں جا پہنچا اور پہونچتے ہی عجم کے سردار کو قتل کر کے اپنے زر آراستہ گھوڑے کی پیٹھ پر آیا اور گھوڑے کو تیز بھگا کر مسلمانوں کی صفوں میں یہ پکارتا ہوا داخل ہوا کہ "میں بنی تغلب کا آدمی ہوں۔ میں وہ ہوں جس نے سردار کو قتل کیا۔"[۱]

یہ نوجوان عیسائی جس قبیلے سے ہونے پر فخر کرتا تھا وہ قبیلہ اُن قبائل میں سے تھا جنہوں نے عیسائی رہنا پسند کیا تھا لیکن عراق عرب کے اور مسیحی بدوؤں نے جیسے بنو نمر اور بنی قضاعہ کے قبیلے تھے اسلام قبول کر لیا۔

جب بنو تغلب نے اپنے قدیم مذہب کو ترک کرنے کی نیت ظاہر نہ کی تو حضرت عمرؓ نے حکم دیدیا کہ انپر کسی طرح کا دباؤ نہ ڈالا جاوے اور وہ اپنے مذہب کی پیروی میں بالکل آزاد ہیں البتہ اُن میں سے اگر کسی نے اسلام قبول کرنا چاہا تو کوئی شخص مزاحمت کا مجاز نہ ہوگا۔ اور نہ وہ ایسے لوگوں کے بچوں کو جو لوگ مسلمان ہو گئے ہوں اصطباغ دے سکیں گے۔[۲] انکو حکم ہوا کہ جزیہ یعنی عیسائی رعایا پر جو محصول تھا دیا کریں۔ لیکن جزیہ دینے میں جو جان و مال کی حفاظت کے عوض میں تھا بنی تغلب نے اپنے غرور کو انکسار میں بدلتے پایا اور امیر المومنین کو عرضی دی کہ جس قسم کا محصول مسلمان دیتے ہیں اوسی طرح کا محصول ہمکو بھی ادا کرنیکی

[۱] میور کی کتاب "خلافت" صفحہ ۹۔ ۹۴ و [۲] طبری۔ پہلا سیری صفحہ ۲۴۸۲۔

اجازت ہو۔ پس بنو تغلب جزیہ کی جگہہ دوگنا صدقہ دیتے تہے جو خیراتی محصول تہا او ر سالانہ کہیتون اور مویشیون وغیرہ وغیرہ پر لگایا گیا تہا۔[1]

اسی طرح حیرہ کے لوگون نے اون تمام کوششون کو رد کیا جو خالد نے اس بارے مین صرف کین کہ انکو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت ہو۔ حیرہ کا شہر تاریخ عرب مین سب سے نامور شہرون مین تہا۔ اسلام کے بہادر ہیرو خالد ابن الولید نے یہہ سمجہا تہا کہ شہر کے باشندون کو فقط اس بات کے جتا دینے سے کہ وہ عرب کا خون اپنی رگون مین رکہتے ہین پیغمبر عرب کی اُمت مین ہونے کی تحریص ہو جاویگی۔ جب شہر کے قلعہ بند باشندون نے اسلامی سالار کے پاس سفارت بہیجی کہ شرائط تجویز ہو کر شہر اوسکے حوالہ کیا جاوے تو خالد نے سفیرون سے پوچہا "تم کون ہو۔ عرب ہو یا عجم؟" عدی نے جو سفارت کا خطیب تہا جواب دیا "نہین۔ ہم عرب العاربہ (یعنی اصلی قدیم عرب) ہین اور باقی ہم مین عرب المستعربہ (یعنی نوآباد پردیسی) ہین۔" خالد نے کہا "اگر تم وہ ہوتے جسکا دعوی کرتے ہو تو تم کبہی ہماری مخالفت اور ہمارے مقصد کی تحقیر نہ کرتے۔" عدی بولا۔ "ہماری صاف عربی زبان میرے قول کا ثبوت ہے۔" خالد نے کہا "یہہ تم سچ کہتے ہو۔ اب ان تین باتون مین سے کسی ایک بات کو پسند کر لو۔ اول ہمارا دین قبول کر و اور جو کچہہ ہمارا ہے وہ خوشی اور رنج مین تمہارا ہوگا خواہ تم دوسرے ملک مین جانا چاہو خواہ اپنے ملک مین ہو۔ دوسرے جزیہ دو تیسرے لڑو۔ کیونکہ قسم ہے خدا کی مین اُن لوگون کے ساتہہ تمہارے پاس آیا ہون جو مرنے کی ایسی آرزو رکہتے ہین کہ تم جینے کی نہین رکہتے۔" عدی بولا۔ "نہین ہم جزیہ دینگے" خالد نے کہا "تمہاری بڑی قسمت ہو۔ کفر بے رستہ کا جنگل ہے اور وہ عرب احمق ہے جسکو دو راہ بتانیوالے جنگل مین ملین ایک اُن مین عرب ہو اور دوسرا عرب نہ ہو اور وہ

[1] قبیلہ بنو تغلب کا مختصر حال جہان جہان مؤرخان عرب کی تصانیف مین ملا اسکو پیرہنری لامنس نے اپنی تصنیف مین خوبی اور اختصار سے جمع کیا ہے۔ (لے مشارق دے عمیلہ) جے۔ لے سیری ۹۔ تو م ۴ صفحہ ۹۶-۹۹ و ۲۴۰-۲۶۹

اپنے راہ بتانے والے کو چھوڑ دے اور غیر کی راہ نمائی کو قبول کرتے۔[۵۰]

نو مسلمون کی تعلیم و تربیت کے لیے مناسب انتظام کیا گیا کیونکہ تمام قبیلے جلد اسلام قبول کرتے جاتے تھے۔ اور اس بات کی احتیاط ضروری تھی کہ اصل مذہب یا فروعات مذہب کے سمجھنے میں ایسی غلطی نہ ہو جسکا اندیشہ ناقص التعلیم نو مسلمون کی حالت مین ہو سکتا تھا۔ چنانچہ دریافت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے معلمان دین ہر ملک مین مقرر کیے جنکا یہ کام تھا کہ نو مسلمون کو قرآن اور فرائض اسلام کا درس دین۔ قضات کو بھی نگرانی کا حکم تھا کہ آیا سب مسلمان خواہ جوان ہون یا بڈہے نماز کے لیے اور خاص کر نماز جمعہ اور ماہ رمضان مین حاضر ہوتے ہین۔ تعلیم دین کی بزرگی اس بات سے ثابت ہے کہ کوفہ کے شہر مین جب معزز عہدہ دار کے سپرد بیت المال تھا اسیکی نگرانی مین مسلمانون کی دینی تربیت و تعلیم بھی تھی۔[۵۱]

جو مثالین اس بات کی اوپر بیان ہوئین کہ پہلی صدی ہجری کے مسلمان فاتحون اور انکی نسلون نے عیسائی عربون کے ساتھ کیسی بے تعصبی اور دینی مسالمت برتی اُن سے یقینی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جن مسیحی قبائل نے اسلام قبول کیا انہون نے اپنی مرضی اور آزاد ارادہ سے ایسا کیا۔ آج کل کے عیسائی عرب جو مسلمانون مین رہتے ہین اسی مذہبی آزادی اور صلح کل طریق اسلام کی زندہ شہادت ہین۔ لیرڈ نے لکھا ہے کہ کرک کے قریب بحیرہ مردہ کے مشرق مین ایک خیمہ گاہ سے اُسکا گذر ہوا جو عیسائی عربون کا تھا اور یہ مسیحی عرب لباس اور آداب معاشرت مین مسلمان عربون سے کسی بات کا فرق نہ رکھتے تھے۔[۵۲] برخارت کو کوہ سینا کے راہبون نے بتایا کہ اخیر صدی تک مسیحی بدوون کے کئی خاندان جنہون نے اسلام قبول نہ کیا تھا باقی تھے اور ان مین سے اخیر خاندان کی ایک بڑہیا ۱۷۵۰ء مین مری اور مسیحی خانقاہ کے باغ مین دفن کی گئی۔[۵۳] قریتین کے گاؤن مین جو صحرا مین واقع اور پلمائرا سے جنوب مغرب مین چوبیس

---

[۵۰] طبری پہلا سیری صفحہ ۱۴۰۰ [۵۱] مسعودی – توم ۴ صفحہ ۲۵۶ [۵۲] مرھتی لیئرڈ دو ابتدائی سیر سیاٹک فارس – ساسان اور بابیلو نیا مین "پہلی جلد صفحہ ۱۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۷ء) [۵۳] برخارت (۲) صفحہ ۵۶۴ –

لمنٹے کی پیادہ مسافت پر ہے۔ اُس مین بارہ سو آدمی رہتے ہین جنمین سے نصف شامی
عیسائی ہین جو اپنے مسلمان ہمسایون کے ساتھہ غایت درجہ کے ملاپ سے رہتے ہین اور
مسلمانون کی شکل و وہی لباس ایسا پہنتے ہین کہ عیسائی اور مسلمان مین کوئی ظاہر تمیز نہین ہوسکتی
مشہور قبیلہ بنو غسان کے بہت سے آدمی جنمین عرب کا خالص خون ہے اور جنھون نے مسیحی
دین چوتھی صدی عیسوی کے قریب ختم اختیار کیا تھا اب تک مسیحی المذہب ہین۔ اور دو صدیون
کا زمانہ ہوا جبسے اُنھون نے روما کے کلیسہ کی اطاعت قبول کی ہے عبادات مین عربی زبان
استعمال کرتے ہین۔

اگر اب ہم بدوؤن کا حال چھوڑ کر اسلام کے متعلق اُن لوگون کی حالت کا اندازہ کرین
جو شہرون اور قصبون مین مستقل طور پر رہتے تھے تو دریافت ہوتا ہے کہ فتوحات عرب کے
بعد ہی لوگون نے جلد جلد اسلام قبول نہین کر لیا۔ (بائزنتائن) رومی سلطنت کے
مشرقی صوبجات کے بڑے شہرون مین جو عیسائی رہتے تھے اون مین سے اکثر لوگ اپنے
آبائی مذہب کے ساتھہ وفادار رہے اور اب تک اُن مین کے بہت عیسائی مذہب کے پیرو
چلے جاتے ہین۔

ان عیسائیون کی حالت کو سمجھنے کے لیے کہ اسلامی عملداری مین انکا کیا حال رہا اور ایسے
حالات کی تحقیق کے لیئے جو کبھی کبھی انکے تبدیل مذہب کا سبب ہوے مختصر طریق پر یہ امر
بیان کرنا مناسب ہوگا کہ سلطنت روم (بائزنتیم) کے عیسوی دور حکومت مین جو افواج عرب سے
مغلوب ہوی ان عیسائیون کی کیا کیفیت تھی۔

سو برس پہلے جستینین قیصر روم اس بات مین کامیاب ہوا تھا کہ سلطنت روما مین ظاہری
اتفاق و اتحاد پیدا کر دے۔ لیکن اوسکی موت کے بعد ہی سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے اور اب
پایہ تخت اور صوبجات مین کوی مشترکہ قومی خیال باقی نہ رہا۔ جب قیصر ہرقل کا زمانہ آیا تو اوسنے

لہ فون کریمر (۴) صفحہ ۱۰ - ۵۲ پالگریو - دو مشرقی سوالات پر چاپ مضمون ۱۱ صفحہ ۲۰۶ - ۲۰۸ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۲ء)

حاصل کیئے تو باقی شام کے باقی شہر شمال کی پیروی مین سست قدم نہ رہے ۔ حمص ۔ شیزر ۔ منبج کے شہرون نے بہی عہد نامے لکہوالیئے اور عربون کے ماتحت ہن گیئے ۔ اسی طرح کی شرائط حفظ و امن کے ساتہہ بطریق بیت المقدس نے بہی شہر کو مسلمانون کے حوالے کیا ۔ بے دین قیصر کے خوف سے کہ مذہب مین جبر و اکراہ استعمال کریگا اور مسلمانون کے اس وعدہ سے کہ دین کی بابون مین سلامتی اور صلح کل کا طریق برتا جاویگا عیسائیون کو بہ نسبت رومائی مسیحی حکومت کے اہل اسلام کی طرف زیادہ کشش محسوس ہوی ۔ علاوہ اسکے لڑائیون کے زمانہ مین اسلامی فاتحون کا ضبط طبیعت اور رحم ایسا تہا جسنے لوگون مین اہل اسلام کا نہایت وقار پیدا کیا ہوگا اور انہیں قرض کر دیا ہوگا کہ لشکر اسلام کے استقبال کے لیئے بڑہین ۔ یہ لشکر ان انصاف و اعتدال کے اصولون کا پابند تہا جنکو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اول معرکہ شام مین پابندی کے لیئے اسطرح ہدایت فرمایا تہا کہ " انصاف کرنا ۔ جو وعدہ کرو اسکو نہ توڑنا ۔ کسی کے اعضا نہ کاٹنا ۔ بچون بڈہون اور عورتون کو نہ قتل کرنا ۔ کہجور کے درختون کو نقصان نہ پہونچانا اور نہ آگ سے انکو جلانا ۔ جن درختون مین پہل لگتے ہون اون کو نہ کاٹنا ۔ ریوڑون گلون اور اونٹون کو کہانے کی ضرورت سے سوا نہ مارنا ۔ اگر اتفاق سے اون لوگون پر گذر ہو جو کنیسون مین گوشہ نشین ہین تو انسے اور انکے کامون سے پرہیز کرنا ۔ زمین کے رہنے والے جو کہانا اپنے برتنون مین لائین خدا کا نام اوسپر لیکر اوسمین سے کہانا ۔ اور تمہارا گذر ان لوگون پر ہوگا جنکے سر منڈے ہونگے اور تم انکو چہوٹا تلوار کے چپیٹے رنج سے ۔ خدا کے نام سے اب جاؤ اور لڑائی اور وبا مین خدا تمہارا محافظ ہوے " روم کی عیسائی سلطنت کے صوبجات مین جنکو مسلمانون کی قوت نے جلد محکوم کر لیا عیسائیون کو اس نظر سے کہ وہ نسطوری اور مونوفیزائٹ عقائد کے پابند تہے اسلامی حکومت مین

خلیفۂ اول کی ہدایت فوج اسلام کو

ف ۔ اسکے بازنطینی سلطنت کے سپاہیون نے کیا دوسیا مین قسطانس دوم کے عہد حکومت (٦٤١-٦٦٨ء) مین اپنے ہم مذہب عیسائیون پر سخت جور و ظلم کیا ۔ دیکہو مِلمن کی گرینڈ صفحہ ٢٢٣ ۔ فاخفقوہم بالسیف خفقا کے لفظی معنی ہین کہ جیسے انکو ایک چہوٹا تلوار سے ۔ اس عبارت کا غلط ترجمہ اکثر یہ بیان ہوا کہ " انکو مار ڈالو " لیکن لفظ خفق کے لغوی معنی ہین " اسطرح مارنا کہ ہلکی ادا ہو " صاحب کے ساتہہ یہ لفظ آئے تو اسکے معنی ہوتے ہین چپیٹے رخ سے تلوار مارنا ۔ اور یہہ اسبات کی علامت تہی کہ اسکے بعد مسلمان ان پر حکومت کرینگے (مترجم) جو نوٹ کہ مصنف نے لکہا ہی ہم اوسپر کچہہ اور زیادہ کرنا چاہتے ہین ۔ طبری و کامل ابن اثیر مین یہ الفاظ ہین " فاخفقوہم بالسیف خفقا "

(فائدہ مترجم)

ایسی مذہبی آزادی ہوئی کہ جسکا تجربہ پہلے اُن کو صدیون مین بہی نہ ہوا تہا۔ اونکو اجازت تہی کہ قطعی آزادی کے ساتہہ اور بغیر کسیکی مزاحمت کے اپنے مذہب کی پیروی کرین۔ صرف چند قیدین البتہ اونپر لگائی گئی تہین جنکا منشا فقط یہ تہا کہ ادیانِ مقابل کے معتقدون مین اگر کوئی نزاع اُٹھ کھڑا ہو تو اسکا انسداد ہو سکے یا مذہبی نشانات کی عام نمایش سے جو مسلمانون کو سخت ناگوار تہی کوئی تعصب کا ہنگامہ نہ برپا ہو سکے۔ مسلمانون کی بے تعصبی اور مذہبی آزادی کی وسعت جو ساتوین صدی عیسوی کی تاریخ مین بنہایت بین ہے اُن شرائط سے پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے جنکو اہل اسلام نے بلا دمحروسہ کے حق مین منظور کیا۔ اور جس مین جان و مال کی حفاظت اور عقائد مذہب کی پیروی مین آزادی کو صرف اطاعت اور جزیہ قبول کرنے کے عوض مین دیا۔[۱]

دمشق کی نسبت لکہا ہے کہ اُسکا ایک حصہ اوسکا حملہ کرکے فتح ہوا اور دوسرے حصہ نے خود اپنے تئین مسلمانون کے حوالہ کر دیا یعنی ایک اسلامی سردار تو شہر کے شرقی دروازہ سے بزور شمشیر داخل ہوا اور دوسرا سردار مغربی دروازہ سے شہر مین گیا کہ حاکم دمشق اوسکے سامنے اقبال اطاعت کرے۔ چونکہ دمشق پر ان دو طریقون سے قبضہ ہوا اسلئے جسقدر گرجا شہر مین تہے وہ عیسائیون اور مسلمانون مین برابر تقسیم ہو گئے۔ سینٹ یوحنا کا کلیسہ بہی آدہا آدہا تقسیم [illegible] تہی برس تک عیسائیون اور مسلمانون نے ایک چہت کے نیچے خدا کی عبادت کی۔ خلیفہ عبد الملک نے

(بقیہ صفحہ ۶۹) - جیسا مصنف نے انگریزی مین جو ترجمہ کیا ہے اوسکے معنی یہہ ہین کہ تمام اونکو چہوٹا تلوار کے چیتڑے برخے ۔ ۔ ۔ اگر فتوح الشام ازدی مین فاخفقوہم کی جگہہ فاضربوہم یا فحصدوہن وصہم بالسیف کا لفظ ہے جسکے معنی ہین کہ تم تلوار اونکے منڈے ہوسے سرون کو تلوار سے۔ اور فتوح الشام واقدی مین یہ الفاظ ہین فاعلوا بسیوفکم او ساطہم وسہم۔ یعنی تم اونچی کرو اپنی تلوارین اونکی چندیا پر۔
اسکے بعد فتوح الشام ازدی مین یہ فقرہ بہی ہے حتی ینیبوا الی الاسلام ویودوا الجزیۃ عن یدہم صاغرون یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کیطرف رجوع کرین یا عاجز ہوکر جزیہ دینا قبول کرین۔ اور فتوح الشام واقدی مین الفاظ ہین حتی یرجعوا الی الاسلام او یودوا الجزیۃ عن یدہم صاغرون۔ یعنی یہانتک کہ وہ اسلام کیطرف رجوع کرین یا عاجز ہوکر جزیہ دینا قبول کرین۔ مگر طبری اور ابن اثیر مین یہ اخیر فقرہ جو فتوح الشام ازدی و واقدی مین ہے نہین ہے۔ پس اس اختلاف الفاظ کی سبب جو طبری اور ابن اثیر مین فاخفقوہم ہے اور فتوح الشام ازدی مین فاضربوہم بالسیف کا لفظ ہے اور فتوح الشام واقدی مین فاعلوا بسیوفکم او ساطہم وسہم ہے انگریزی مؤرخون نے فاخفقوہم کے معنی فاقتلوہم یعنی اونکو مار ڈالو لئے ہین مگر ان تینون لفظون مین سے کسی لفظ کو اختیار کرو وس سے فاقتلوہم کے معنی یعنی اونکو قتل کر ڈالو نہین نکلتی۔ بلکہ اسکا مطلب یہی نکلتا ہے کہ اگر وہ لڑین تو تم بہی اونکو مارو اور ان سے لڑو۔ اور فتوح الشام واقدی و ازدی مین جو یہ الفاظ ہین کہ جبتک کہ وہ مسلمان ہون یا جزیہ دین صاف اسپر دلالت کرتے ہین کہ اونکو قتل کرنی نہ۔ انگریزی مؤرخ جو فاخفقوہم یا فاضربوہم یا فاعلوا بسیوفکم کا ترجمہ اس [illegible] کرتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکو قتل کرنیکا حکم تہا یہہ ترجمہ صحیح نہین ہے۔ [۱] بلاذری۔ صفحہ ۱۲۳-۱۲۴۔

نیا کلیسا گرجا ـ صومعہ یا خانقاہ تعمیر نہ کرینگے[51] اور ایسے مکانات مین سے اگر کوئی گرجا بگڑیگا تو
اوسکی مرمت نہ کرینگے اور اُن کو جو مسلمانون کے محلون مین ہونگے نہ تعمیر کرینگے ـ ہم مسلمانون
کو دن کے وقت یا رات کے وقت اپنے گرجاؤن مین داخل ہونے سے منع نہین کرین گے
اور ہم گرجاؤن کے دروازون کو غریبون اور مسافرون کے لیئے چوپٹ کھلا رکھین گے ـ ہم
مسلمان مسافر کو خواہ وہ کوئی ہو اپنے گھرون مین آنے دینگے اور تین راتون تک اوسکو روٹی اور
ٹھکانا دین گے ـ ہم کسی مخبر کو اپنے گرجاؤن یا گھرون مین نہین رہنے دینگے اور نہ مسلمانون
کے کسی دشمن کو چھپا رکھین گے ـ ہم اپنے بچون کو قرآن نہین پڑھوائین گے[52] ہم عیسائی مذہب
کی نمایش نہ کرینگے اور نہ کسی کو اپنا مذہب قبول کرنے پر بلائینگے ـ ہم اپنے کسی عزیز کو اگر وہ
خواہش کریگا اسلام قبول کرنے سے نہ روکین گے ـ ہم مسلمانون کی عزت کرینگے اور جب
کبھی وہ ہمارے جلسون مین بیٹھنا چاہینگے تو اُنکے لیے کھڑے ہو جایا کرینگے ـ ہم اپنے
لباس مین اُنکی نقل نہین کرینگے ـ نہ ٹوپی مین نہ عمامہ مین نہ جوتی مین اور نہ مانگ نکالنے مین
ہم اُنکی زبان کے جملون کو استعمال نکرینگے[53] اور نہ انکا لقب اختیار کرینگے ہم زین پر سوار نہونگے اور نہ تلوارین کمر مین باندھینگے
اور نہ ہتیار رکھینگے اور نہ اُنکو لگائینگے اور نہ اپنی انگوٹھیون پر عربی عبارت کندہ کرینگے ہم شراب نہ بیچینگے ہم اپنے
سرون کے سامنے کا حصہ مونڈا کرینگے ہم اپنا ہی طرز لباس قرار رکھینگے جہان کہین ہم ہون ہم زنّار اپنی کمر مین

---

[51] بعض مستند فقہاء اسلام نے لکھا ہے کہ قدیم گاؤن اور دیہات مین یہ شرط نہین جاری تھی کیونکہ وہان گرجاؤن کی تعمیر کی ممانعت کا اثر نہ تھا (ہدایہ دوسری جلد صفحہ ۲۱۹)

[52] "(منکرون کی)" تعلیم قرآن کے مسئلہ مین علماء مین اختلاف ہے ـ فرقہ مالکیہ نے اسکو ممنوع رکھا ہے لیکن فرقہ حنفیہ نے اسکی اجازت دی ہے اور امام شافعی نے اس مسئلہ کے متعلق دو رائین ظاہر کین ہین ـ پہلی راے مین تعلیم قرآن کے وہ موافق ہین کہ اس سے اسلام کی طرف میلان ظاہر ہوتا ہے ـ دوسری راے مین تعلیم قرآن کو انہون نے ممنوع قرار دیا ہے اس غرض سے کہ منکر جو قرآن پڑھتا ہے ابھی تک ناپاک ہوتا ہے اور شاید اُسکا مقصد قرآن پڑھنے سے صرف مضحکہ ہو کیونکہ وہ اللہ اور رسول کا جسنے کتاب اتاری ہے دشمن ہے چونکہ یہ دونون رائین متناقض ہین پس امام شافعی نے کوئی قطعی راے اس مسئلہ پر قائم نہین کی" (ہیلین صفحہ ۵۰)
چونکہ ان بزرگ اماموں کا جو تین بڑے فرقون کے مجتہد ہین اس مسئلہ مین اتفاق نہین ہے تو اسی عدم اتفاق سے شبہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ دا امان کی شرائط ایسے قدیم زمانہ کی نہین ہین جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا ـ

[53] جیسے سلام وغیرہ کے جملے ہوتے ہین جو صرف اہل اسلام کے لیے مخصوص ہین ـ

لٹکائینگے ہم اپنے گرجاؤن پر صلیب ظاہر نہ کرین گے اور نہ اپنی صلیبون اور مقدس صحیفون کو مسلمانون کے محلون یا بازارون مین دکہائینگے[۵۱] - ہم اپنے گرجاؤن کے ناقوس[۵۲] ہلکے ہلکے بجائین گے جب کوئی مسلمان موجود ہوگا تو ہم بلند آواز سے اپنی نماز نہ پڑہین گے ہم کہجور کے پتون اور مورتون کو قطار سے بازارون مین نہ نکالینگے - اپنے مُردون کی تدفین کے وقت ہم زور سے نہ گائین گے اور نہ روشن شمعین مسلمانون کے محلون اور بازارون سے لیکر گذرین گے - ہم ایسے غلامون کو نہ لین گے جو مسلمانون کے قبضہ مین ہونگے اور نہ اُنکے گہرون مین مخبری کرینگے ہم کسی مسلمان کو نہ مارین گے - ان سب باتون کی پابندی کا ہم اپنی طرف سے اور اپنے ہم مذہبون کی طرف سے اقرار کرتے ہین اور اسکے عوض مین تم سے حفاظت حاصل کرتے ہین اور اگر ہم اس امان کی کسی شرط کو توڑین تو تم اپنی حفاظت کو ضبط کرلینا - اور پہر تمکو اختیار ہوگا کہ ہم کو دشمن اور باغی سمجہکر ہمارے ساتہہ برتاؤ کرو[۵۳]"

لباس وغیرہ کا فرق جسکو مشرق کی اقوام مختلفہ قدرتًا اور انخود اختیار کرتی ہین ایسا فرق ہے جسے ہمارے یورپین ناظرین بمقتضای عادت سمجہہ نہ سکین گے - اور مذکورہ بالا احکام کو اس نظر سے دیکہین گے کہ وہ کسی شخص کی شخصی آزادی مین ناجائز خلل ڈالتے ہین - لیکن اخوت المؤمنین جس کو آج کل کے بعض مصنف بڑے شوق سے اسلام کی فریمیسنری[۵۴] کہتے ہین اگر فی الواقع کوئی اخوت ہونیوالی تہی تو اسکو خارج مین بہی ایک ظاہر طرز کی ضرورت ہوئی اور یہہ لازم آیا کہ جن لوگون نے حلقۂ اسلام مین شامل ہونے سے انکار کیا انکو عربون کی وضع اور لباس اور زبان کی تقلید سے جسکی طرف نومسلمون کو بہت میلان خاطر تہا باز رکہا جاتا[۵۵] - جو قیود مذہبی نشانات یا رسوم کی عام

[۵۱] ابو یوسف لکہتے ہین کہ شہر کے اندر جہان مساجد ہوتی تہین وہان تو نہین لیکن شہر کے باہر سال بہر مین ایک دفعہ عیسائیون کو اجازت تہی کہ صلیبون کو قطار مین نکالا کرین لیکن علم نکالنے کی اجازت نہ تہی - [۵۲] ناقوس لکڑی کا ایک مستطیل ٹکڑا ہوتا تہا جسکو ڈنڈے سے بجاتے تہے - [۵۳] ماکرائکر تی او کتورس لیبر دی لکسیو گناتیو ذمیدیل پیالکساندی صفحہ ۲۴۱-۲۴۵ (الکیتی بائو دسم ۱۸۵۲ء) فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۰۲-۱۰۴ - جورنال ایسیاتیق سیری ۴ - توم ۱۸ صفحہ ۴۹۳-۴۹۹ - [۵۴] فریمیسنری کے معنی ہین فریمیسن کی جماعت - فریمیسن وہی لفظ ہے جسکو محاورہ عام مین فراماسن کہتے ہین - مترجم [۵۵] گولڈزیہر پہلی جلد صفحہ ۱۰۹-۱۳۲ -

نمایش کے بارے مین تہین وہ انتظام اور امن خلائق کے لیئے ضروری اور ایسے تعصبی فتنون کے انسداد کے لیے ضروری تہین جو اسلامی عایا مین برپا ہو جاتے کیونکہ کوئی بات جس مین بت پرستی کی بو تک آتی تہو مسلمانون کو خاصکر شاق گذرتی تہی۔ اگر ان احکام کی ہمیشہ پابندی ہوتی جاتی تو بہت سے ایسے فتنے اور ہنگامے بند رہتے جن مین عیسائیونکی جان و مال کا نقصان ہوا۔ فی الواقع پابندی کے ساتہ انکی تعمیل نہین ہوی بلکہ انکا اعادہ کے لیے ہمیشہ اسکی ضرورت ہوتی تہی کہ تعصب کا کوئی نیا فساد اُٹھے۔

یہہ بات کافی طور پر بیان کر دی گئی کہ اسلامی فتوحات کے ابتدائی زمانہ مین عیسائیون کو اس بات کی شکایت کا موقع نہ تہا کہ مذہب مین آزادی اُنہین حاصل نہ تہی۔ یہہ سچ ہے کہ اپنے قدیم مذہب سے وابستہ رہنے کی حالت مین جزیہ دینا انکو سخت ناگوار تہا لیکن اس محصول کی رقم ایسی قلیل تہی کہ اسکو بار نہین تصور کیا جا سکتا۔ خاص کر ایسی صورت مین جبکہ جزیہ دینا عیسائیون کو فوجی خدمات سے جو اہل اسلام پر لازمی تہین بری کر دیتا تہا۔ اسلام قبول کرنے مین کسی قدر نقد کا فائدہ یقینی ہوتا تہا۔ لیکن اگر کسی عیسائی نے صرف جزیہ سے بچنے کے لیئے اپنا دین چہوڑا تو دین کا بہت ہی کم قابو اُس پر ہوگا۔ خاص خاص صورتون مین خراج یعنی محصول اراضی کے عوض مین پیداوار مین سے دسوان حصہ دینے کی ایسے عیسائی کو جو مسلمان ہو جاتا اجازت مل جاتی تہی لیکن باقی صورتون مین اسلام قبول کرنے کے بعد بہی خراج لگایا جاتا تہا[۵۱]۔ مگر جزیہ کی جگہہ جو مسلم کو زکوٰۃ ادا کرنی ہوتی تہی جو ہشت قسم کے مال منقولہ و غیر منقولہ پر سالانہ شرح سے لگائی جاتی تہی جزیہ کی شرحین جو قدیم فاتحون نے مقرر کین وہ یکسان نہ رہین۔ چنانچہ اسلام کے بڑے فقیہہ

---

[۵۱] فون کریمر۔ پہلی جلد صفحہ ۴۳۔ ۴۳۸ و ۱۷۷۔ ۱۷۸ وہ اسلام قبول کرنیکے بعد چاہیئے تہا کہ جزیہ کی موقوفی کا حکم ہو جاتا لیکن چونکہ سلطنت کی آمدنی کا دارمدار خراج اور جزیہ پر تہا جنکو منکر ادا کرتے تہے اس لیے مسلمان ہو جانیکی حالت مین بہی نیز یہہ محصول جاری رہا۔ آخرکار جب یہہ پرانا قاعدہ متروک ہوا کہ کوئی مسلمان اراضی یا اور طرح کی جایداد غیر منقولہ پیدا نہین کر سکتا تو صحیح النسل عرب اولادون لوگون مین جو مسلمان نہ تہی تمیز قائم کیگئی اور جو لوگ مسلمان نہ تہے وہ اگر اسلام قبول بہی کر لیتے تہے تو بہی خراج اور ایک حد تک جزیہ انکو ادا کرنا ہوتا تہا لیکن عرب انکو صرف عشر کی قلیل رقم دینی پڑتی تہی۔ [۵۲] گولڈزیہر۔ پہلی جلد صفحہ ۵۰۔ ۵۲ و ۴۲۷ و ۴۳۸۔

امام ابو حنیفہ اور امام مالک مضمون جزیہ کی فروعات[1] میں متفق نہیں ہیں۔ ذیل کی شرحیں کتاب الخراج سے نقل کی جاتی ہیں جسکو قاضی ابو یوسف نے خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کی درخواست پر تیار کیا۔ اس کتاب کی نسبت خیال ہے کہ دور خلافت میں محصولات کے متعلق وہ اسلامی ضابطہ ہوگا۔ دولتمندوں کو ۴۸ درہم[2] سالانہ اور متوسط الحال لوگوں کو ۲۴ درہم سالانہ ادا کرنے ہوتے تھے۔ لیکن مفلسوں سے جیسے کھیتوں کے مزدور اور دستکار ہوتے ہیں ۱۲ درہم سالانہ لیے جاتے تھے۔ یہہ محصول یعنی جزیہ اگر خواہش کی جاتی تھی تو جنس میں بھی ادا ہو سکتا تھا۔ مویشی تجارت کا مال۔ گھر کا اسباب یہانتک کہ سوئیاں بھی روپیہ کے عوض میں قبول ہو سکتی تھیں لیکن سور شراب اور مردہ جانور نہیں لیے جاتے تھے۔ جزیہ فقط صحیح الجثہ مردوں پر جاری تھا نہ کہ عورتوں اور بچوں پر۔ ایسے تنگدست جنکی روزی خیرات پر تھی اور ایسے مفلس جو زیادہ عمر کے ہوتے اور کام نہ کر سکتے خاص طور پر جزیہ سے مستثنی تھے۔ اسی طرح اندھے۔ لنگڑے لولے لا علاج مریض اور دیوانے اگر وہ دولتمند نہ ہوتے تو وہ بھی اس محصول سے بری رہتے۔ یہہ ہی شرط قسیسوں اور عیسائی عالموں کے ساتھ تھی کہ اگر امیروں کی خیرات پر اونکا گذر ہوا تو جزیہ سے مستثنی رہے لیکن اگر مقدور والے ہوے تو اونسے جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ عمال جو جزیہ وصول کرتے تھے اونکو خاص ہدایت تھی کہ رعایت کریں اور وصول نہونے کی حالت میں سختی یا جسمانی سزا سے بالکل پرہیز کریں[3]۔

بعض لوگ ہمارے ملک میں یہ خیال پیدا کرتے ہیں کہ جزیہ عیسائیوں پر اس جرم کی سزا میں تھا کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ جہاں اور ذمی اپنے مذہب کے باعث فوجی خدمات سے مستثنی ہوکر جزیہ دیتے تھے اسیطرح عیسائیوں کو بھی اپنی حفاظت کے معاوضہ میں جو اسلامی سایہ کرتی تھی جزیہ دینا ہوتا تھا۔ جب حیرہ کے باشندوں سے جزیہ کی رقم قرار داد ادا کی تو خاص طور پر بیان کر دیا کہ جزیہ کی یہ رقم ہمنے اس شرط سے

[1] دیکھو سیل کا ترجمہ قرآن مجید۔ سورۃ التوبہ۔ آیت ۲۹۔ نوٹ اور دیکھو فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۶۰ و ۱۳۵ [2] ایک درہم تقریب پانچ پینس کے ہوتا ہے یعنی تین آنے چار پائی کے برابر۔ [3] ابو یوسف صفحہ ۶۹-۷۱۔

[illegible] بسر کی - خلفاء کے دربار مین اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے - چنانچہ ایک
مسیحی عرب جسکا نام اخطل تھا دربار کا شاعر تھا - اور سینٹ یوحنا دمشقی کا باپ خلیفہ عبدالملک
(۶۵–۸۶ھ) کا مشیر گذرا ہے - خلیفہ معتصم (۲۱۸–۲۲۷ھ) کی خدمت مین دو عیسائی بھائی
رہتے تھے جو خلیفہ کے سب سے زیادہ معتمد تھے - ان مین سے ایک کا نام سلمویہ تھا - دریافت
ہوتا ہے کہ اسکو تقریباً وہی منصب حاصل تھا جو آج کل سکریٹری آف سٹیٹ کا ہوتا ہے - کوئی
شاہی مکتوب اُس وقت تک مستند تصور نہ ہوتا تھا جبتک کہ سلمویہ کے بھی دستخط اسپر نہ ہوتے -
دوسرے بھائی ابراہیم کے سپرد مہر خلافت تھی اور صیغہ بیت المال بھی اُسی کی نگرانی مین تھا -
یہہ عہدہ بیت المال کے روپیہ اور صرف کے لحاظ سے ایسا تھا جسکی نسبت توقع ہوسکتی تھی
کہ ہمیشہ مسلمان مقرر ہوتا (لیکن ایسا نہ تھا) معتصم کو ابراہیم کے ساتھہ ایسا اُنس تھا کہ جب
ابراہیم بیمار پڑا تو خلیفہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی موت پر سخت رنج کیا - ابراہیم کی تدفین کے
دن حکم دیا کہ جنازہ قصر شاہی مین لایا جاوے اور تمام مسیحی رسوم میت نہایت ادب سے وہان
ادا کی گئین[۵۱] - نصر ابن ہارون جو عضد الدولہ بویہ خاندان عجم کے بادشاہ کا وزیر اعظم تھا عیسائی
مذہب رکھتا تھا اور بہت کلیسا اور خانقاہین تعمیر کر چکا تھا[۵۲] - مدت تک سلطنت کے عہدے
خاص کر صیغہ بیت المال کے عیسائیون اور مجوسیون سے معمور ہوتے رہتے[۵۳] - اور اس زمانہ کے
بعد مصر مین بھی یہہ ہی حال ہوا کہ بعض اوقات ان ممتاز عہدون پر عیسائی کلیتاً متصرف ہوگئے[۵۴]
خاصکر پیشہ طبابت مین عیسائیون نے اکثر دولت جمع کر لی اور امیرون رئیسون کے گھر مین انکی
عزت ہونے لگی - خلیفہ ہارون الرشید کا طبیب خاص جسکا نام جبرئیل تھا نسطوری عیسائی
تھا اور علاوہ ذاتی جایداد کے جسکی آمدنی آٹھ لاکھ درہم سالانہ تھی دو لاکھ اسی ہزار درہم سالانہ
خلیفہ کی ملازمت کے صلہ مین ملتے تھے - دوسرا عیسائی طبیب بھی بائیس ہزار درہم سالانہ

۵۱ ابن ابی اصیبعہ - طبقات الاطباء - پہلی جلد صفحہ ۱۶۴ (مطبوعہ قاہرہ ۱۲۹۹ ہجری) ۵۲ ابن الاثیر
جلد ہشتم صفحہ ۱۸۰ ۵۳ فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۶۷–۱۶۸ ۵۴ ایضاً دوسرا صفحہ ۱۴۳–۱۴۵ -

خواہ پاتا تہا — تجارت اور سوداگری سے بہی عیسائیون سے [illegible] شروع کی
اور فی الواقع یہی دولت اکثر اس بات کا سبب ہوئی کہ عام لوگون کی طمع زرکو [illegible]
سے اشتعال ہوئی اور موقع متعصب لوگون کو ملا کہ عیسائیون پر ظلم کرین
اور ان کو گزند پہونچائین — علاوہ اس کے جو قومین مسلمان نہتین وہ
اپنے انتظام مین خود مختار تہین جس کی وجہ یہ تہی کہ جو معاملات ان کے
باہمی ہوتے انکے انصرام کا قطعی اختیار سلطنت بالا کی طرف سے انکو حاصل تہا — اور انکے مذہبی
پیشوا ایسی صورت مین جبکہ کسی معاملہ مین فریقین انکے ہم مذہب ہون مالی مقدمات کے فیصلہ
کرنے مین پورے اختیارات رکہتے تہے — انکے گرجاؤن اور خانقاہون مین کسی کو دخل
نہ تہا — البتہ ایسے گرجا اور خانقاہین جو بڑے شہرون مین تہین انہین سے بعض کو مسجد
بنا لیا تہا — مگر یہ انتظام ایسا تہا جس پر اعتراض اس خیال سے نہین ہو سکتا کہ جس قدر مسلمانون
کی تعداد مین ترقی ہوئی تہی اوسی قدر عیسائیون کے شمار مین کمی ہوئی تہی — عیسائیون کو نئے
کلیسا اور خانقاہین بنانے کی اجازت نہ تہی — پہلی صدی ہجری کے ختم پر اگر خلیفہ عمر ثانی
(۱۰۰ — ۷۲۰ء) کو نو تعمیر گرجاؤن کی مسماری کا حکم دینا پڑا اور ایک صدی بعد متعصب خلیفہ
متوکل نے (۲۳۶ — ۸۵۰ء) اس حکم کا اعادہ کیا تو ان ہی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نئے
گرجاؤن کی تعمیر کے امتناعی حکم کی کسقدر کم پابندی ہوتی تہی — متعدد واقعات عیسائی اور مسلمان
مؤرخون سے دریافت ہوتے ہین کہ نئے گرجا تعمیر ہوے — چنانچہ خلیفہ عبدالملک (۸۵ھ
کے عہد خلافت مین الرہا کے شہر مین ایک نیا گرجا بنا اور دو اور گرجا مصر کے شہر الفسطاط
مین تعمیر ہوے — ایک گرجا جو سینٹ جارج کے نام سے بنایا گیا حلوان مین جو الفسطاط کے قریب
گاؤن ہے تعمیر ہوا — سنہ ۸۱ھ مین ایک یعقوبی کلیسا انطاکیہ مین خلیفہ ولید (۸۶ — ۷۰۵ء) کے حکم

---

۵۱ فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۸۰ — ۱۸۱ — ۵۲ فون کریمر پہلی جلد صفحہ ۱۸۲ — ۵۳ جورنال ایشیاتیق سیری ۴
توم ۱۷ (۱۸۵۱) صفحہ ۴۳۳ — ۴۵۰ — ۵۴ میکل لے گرینڈ صفحہ ۴۲ — رینودو صفحہ ۱۸۹ — ۵۵ اوکلیس توم ۲ صفحہ ۳۶۹ —

نے تعمیر ہوا۔ اس زمانہ کے بعد خالد القسری نے جو عیسائی تھا اور ۷۲۴ء سے ۷۳۸ء تک عراق عرب عراق عجم کا حاکم رہا تھا اپنی ماں کے لیئے ایک کلیسا تیار کیا۔ ۷۵۹ء میں نصیبین میں ایک گرجا کی تعمیر ختم ہوئی جس پر مطران نے چھپن ہزار دینار کی رقم صرف کی تھی۔ آٹھویں صدی عیسوی ہی میں ابوسرجہ کے کلیسہ کی تعمیر کو شمار کرنا چاہیے جو قدیم بابلیون کے رومی قلعہ میں بنایا گیا۔ خلیفہ مہدی (۷۷۵-۷۸۵ء) کے عہد حکومت میں ایک گرجا عیسائی قیدیوں کے لیے بغداد میں تعمیر ہوا۔ یہ قیدی اس وقت میں قید ہوئے تھے کہ اہل اسلام کی لڑائیاں روم کی عیسائی سلطنت سے ہو رہی تھیں۔ بغداد میں دو سرا کلیسہ خلیفہ ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کے زمانہ خلافت میں تعمیر ہوا۔ اور اوسکو سما لو کے باشندوں نے بنایا جنھوں نے خلیفہ کی اطاعت اور خلیفہ نے انکی سرپرستی منظور کی تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بڑا عالیشان گرجا بابل میں تیار ہوا جسمیں دانیال رسول اور حزقیل رسول کے تابوت رکھے گئے۔ جب خلیفہ مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) مصر میں تھا تو اپنے دو معززین دربار کو اجازت دی کہ مقطم کی پہاڑی پر جو قاہرہ کے قریب تھی گرجا بنائیں اور اسی خلیفہ کی اجازت سے ایک دولتمند عیسائی نے جسکا نام بکام تھا کئی خوبصورت گرجا بورہ میں تعمیر کرائے۔ قسطنطین بطریق موتیس نے جو ۸۲۰ء میں مرا ایک گرجا تکریت میں اور ایک خانقاہ بغداد میں تعمیر کی۔ دسویں صدی عیسوی میں ابوسیفین کا خوشنما قبطی گرجا الفسطاط میں تعمیر ہوا۔ اور اسی صدی میں جبکہ عضد الدولہ بویہ (۹۴۹-۹۸۲ء) جنوبی فارس اور عراق پر مسلط تھا تو اسکے مسیحی المذہب وزیر اعظم نصر ابن ہارون نے متعدد گرجا اور خانقاہیں تعمیر کیں۔ فاطمی خاندان مصر کے ساتویں خلیفہ الظاہر (۱۰۲۰-۱۰۳۵ء) کے عہد میں ایک نیا گرجا تیار ہوا۔ نیے گرجا

---

۹۰ فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ [illegible] ابن خلکان- پہلی جلد صفحہ ۵۰۸ [illegible] الیاس نصیبی صفحہ ۱۱ [illegible] بٹلر- مصر کے قدیم مصری کلیسا" پہلی جلد صفحہ ۱۸۱ (مطبوعہ اکسفورڈ ۱۸۸۴) [illegible] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۶۶۲ [illegible] یاقوت دوسری جلد صفحہ ۷۰ [illegible] کرونیق دے بیگل لے گرینڈ صفحہ ۲۲۶ [illegible] اوتکیوس صفحہ ۴۳۳-۴۳۲ [illegible] فون کریمر (۱) دوسری جلد صفحہ ۱۷۵-۱۷۶ [illegible] بٹلر "مصر کے قدیم قبطی گرجا" پہلی جلد صفحہ ۷۶ [illegible] ابن الاثیر جلد ہشتم صفحہ ۴۸۱ [illegible] رنودو صفحہ ۳۹۹

نشپ تہا مجوسی بادشاہ فارس کے سامنے یہہ ظاہر کرکے کہ نسطورس کے عقائد جو فرقہ یعقوبی کا بانی تہا مجوسیون کے دین سے قریب کا واسطہ رکہتے ہین بادشاہ کو ترغیب دی کہ ارتہودوکس کلیسہ کے عیسائیون پر سخت ہنگامہ کیا جاوے - چنانچہ نتیجہ یہہ ہوا کہ ساتہہ ہزار آٹہہ سو تیس اور اونکے ساتہہ متعدد عیسائی اس ہنگامہ مین قتل ہوئے - اس واقعہ کے ایک سو پچاس برس بعد اسی طرح کا ایک ظلم فارس کے مجوسی بادشاہ نے ارتہودوکس عیسائیون پر اپنے عیسائی طبیب کے اشارے سے کیا - یہہ طبیب یعقوبی مسیحی تہا اور بادشاہ کو اُسنے بہکا دیا تہا کہ ارتہودوکس فرقہ ہمیشہ رومی عیسائیون کی طرفداری کریگا - لیکن اہل اسلام مین جو اصول مذہبی آزادی کے تہے وہ ایسی بے انصافیون کو روا نہ رکہہ سکتے تہے - بلکہ دریافت ہوتا ہے کہ مسلمانون کی یہہ ہی کوشش رہی کہ اپنی تمام عیسائی رعایا کے ساتہہ ایمانداری سے پیش آئین - چنانچہ اسکی مثال موجود ہے - فتح مصر کے بعد یعقوبی فرقہ کے عیسائیون نے رومی حکام کی برطرفی کے وقت موقع پایا کہ ارتہودوکس عیسائیون کے گرجاؤن پر قبضہ کرلین - لیکن کچہہ عرصے کے بعد جب ان گرجاؤن کے حقدار پیدا ہوئے اور انہون نے اپنا حق ثابت کردیا تو مسلمانون نے یہہ گرجا انکو دلوا دئے

جب اس طرح کی مذہبی آزادی عیسائیون کو مسلمانون سے انکے ابتدائی دور حکومت مین ملی تو یہہ عام دعوی کہ تلوار تبدیل مذہب کا باعث ہوئی مشکل سے قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ جبر و اکراہ نہین بلکہ اور اسباب کو جو تبدیل مذہب کا موجب ہوئے تلاش کرین - لیکن بدقسمتی سے یہہ مضمون بہ تفصیل کہین دیکہنے مین نہین آتا - اور ہم مجبور ہوتے ہین کہ قیاس سے کام لین - بہت سے مسیحی علما نے فرض کیا ہے کہ زمانہ عروج اسلام مین مشرقی

(بقیہ صفحہ ۸۲) دریافت کیا کہ نسطوری محمد کے دوست تہے اور وہ محمد کا ساتہہ دیتے تہے اور خود محمد صلعم نے اپنے خلفاء کو حکم دیا کہ نسطوریون کی سب سے زیادہ توقیر کرین اور اس حکم کی آج کے دن تک سارا سین بہت پابندی کرتے ہین (لارنٹ صفحہ ۱۰۸)

۵۰ میکل لے گرینڈ صفحہ ۳۴۳ - ۳۴۴ - ۵۱ الکین صفحہ ۱۲ - ۵۲ رنودو صفحہ ۱۹۹ - ۵۳ فون کریمر نے خوب لکہا ہے کہ دو ہزار برس کی محنت شاقہ کے مشکور ہین کہ انہون نے قدیم زمانہ اسلام کی ملکی اور جنگی معلومات کے ذخیرے ہمارے علم کے لیے جمع کردیے جو با وجود ان کے گذرنے کے بعد بہی ایسے مکمل ہین جیسا ممکن ہونا ممکن تہا لیکن اس حیرت خیز زمانہ کی اندرونی تاریخ یا اس بات کا حال کہ ایک نیا اور سخت مذہب کا دوسرے قدیم شائستہ بلکہ حد سے زیادہ شائستہ دین سے کیونکر مقابلہ ہوا اتنا بہی دریافت نہین ہوتا کہ اسکا سرسری نقشہ ہی کہینچ سکین

کلیسہ کی اخلاقی اور روحانی ذلیل حالت نے بہت لوگون کے دلون کو مسیحی مذہب سے اُچاٹ کر دیا اور انکو بانگ دیا کہ ایسے دین کی زیادہ صحت آور روحانی آب وہوا کو تلاش کریں جو اپنے تو عمر جوش اور طاقت سے ان تک پہونچا ہتا[۵۰]۔ چنانچہ ڈین ملین[۵۱] نے سوال کیا ہے کہ ”ان ملکون مین مسیحی دنیا کی کیا حالت تہی جنکو اسلام کے پہلے حملون کا سامنا ہوا؟ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مخالفت مین اور ایک مسیحی عالم دوسرے عالم سے دینی مسائل کے دق فلسفی نکات پر مباحثہ اور مناظرہ مین مصروف ہتا۔ ارتہودوکس۔ نسطوری۔ ملکئوی۔ اور یعقوبی فرقے ایک دوسرے پر انتہا کی دشمنی سے ظلم کرتے تہے۔ مذہبی مناظرون کی نسبت یہہ فیصلہ کرنا زیادہ قبیح تصور نہین ہوسکتا کہ بہت لوگون نے اس بات کی جگہہ کہ کل مسیحی دین کو سب کے لیے مقصود واحد قرار دیکر اوسکی حمایت کرتے حریف مقابل کی تذلیل کو جب وہ کافرون کے جوے کے نیچے آگیا ہوگا خوشی کی نظر سے دیکہا ہوگا۔ کسقدر لوگون مین ان متواتر مباحثون نے دین کی بنیاد کو ہلا ڈالا ہوگا! تعجب تو اس بات پر ہوتا اگر ان ہمیشہ کے مناظرون اور پریشان رکہنے والے جہگڑون سے بیزار اور پریشان ہوکر ہزارون آدمی توحید کے سیدہے اور صاف سمجہہ مین آنیوالے کلمہ برحق کی پناہ نہ ڈہونڈتے گو اس چیز کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرکے خریدنا ہوتا تہا“۔ اسی طرح کنان ٹیلر کہتا ہے[۵۲]۔ ”اس بات کا سمجہنا آسان ہے کہ کیون یہہ اصلاح شدہ یہودی مذہب (یعنی اسلام) اسقدر جلد افریقہ اور ایشیا مین شائع ہوگیا۔ افریقی اور شامی علمار نے مسیح علیہ السلام کے دین کی جگہہ دشوار فلسفی مسائل پیدا کر دیے۔ اپنے زمانہ کی بدکاری کا مقابلہ انہون نے اسطرح کیا کہ تجرد کی آسمانی خوبیون کو اور کنوار پنے کے ملکی اوصاف

---

بقیہ صفحہ ۸۳۔ (فون کریمر (۲) صفحہ ۱-۲) [۵۰] علاوہ اون عبارتون کے جو آگے بیان ہونگی مفصلہ ذیل تصانیف کی عبارتون سے بہی مقابلہ کرو۔ کلنوش اور سٹرونگ کی سائیکلوپیڈیا۔ سب آرٹ محمڈنزم۔ جلد ششم صفحہ ۴۴۳ جیمس فری مین کلارک کی کتاب ”دس بڑے مذہب“ دوسرا حصہ صفحہ ۵۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء) [۵۱] مورخ طبری نے ہرقل قیصر روم کو اسلام کی نسبت کہتے ہوے نقل کیا ہے کہ ”ان کا دین نیا دین ہے جو انکو نیا جوش دیتا ہے“ صفحہ ۲۴۴ [۵۲] ہسٹری آف لیٹن کرسچینٹی۔ دوسری جلد صفحہ ۲۱۶-۲۱۷ [۵۳] ایک مضمون جو چرچ کانگرس مقام وولورہمپٹن ۷ اکتوبر ۱۸۸۷ء کو پڑہا گیا۔

ان احکام کا اسطرح بار بار نافذ ہونا ہی ایسے غیر صلح کل انتظام کے اجرا اور مسلسل تعمیل کے عدم کی علامت
تہا۔ درحقیقت ان احکام کا سبب عموماً یہہ دریافت ہوتا ہے کہ عیسائی عہدہ دار ذمی یا دیگر
برتاؤ سے عام ناراضی پیدا کر دیتے تہے[۵۱]۔ یا تعصب کے نزاع برپا ہو جاتے جو سلطنت کو تشدد پر
مجبور کرتے لیکن چونکہ یہ تشدد اسلامی حکومت کے اصول کے خلاف تہا اسلیے جسقدر جلد ممکن ہوتا
اسپر عملدرآمد بہی بند ہو جاتا۔

ویسی عیسائیون کے ساتہہ سخت برتاؤ کا ہونا ہارون الرشید (۷۸۶-۸۰۹ء) کے عہد خلافت
سے شروع ہوتا ہے۔ اس خلیفہ نے عیسائیون کو حکم دیا کہ خاص لباس پہنا کریں اور جن ملکی عہدون پر
وہ مامور ہون مسلمانون کے لیے خالی کر دین۔ پہلے حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ امان حضرت عمر کے
احکام مین سے کم از کم ایک حکم کی کسقدر کم پابندی ہوی۔ ہارون الرشید کے احکام محض مذہبی خیال کا
اسقدر نتیجہ نہ تہے جسقدر کہ ملکی حالات کا نتیجہ تہے۔ اسلامی حکومت مین عیسائیون نے سو سب سے
اکثر نقصان اُٹہایا کہ غیر ملکون کی عیسائی عملداریان اسلامی سلاطین سے تعلقات مین بد دیانتی
کرتی تہین۔ اور اس موقع پر قیصر روم نیکفورس کی دغابازی تہی جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ عیسائی کے
نام تک سے ہارون الرشید مکدر ہو جاتا تہا[۵۲]۔ اکثر ظلم جو عیسائیون پر اسلامی ملکون مین ہوے انکا سبب
یہی دریافت ہوتا ہے کہ غیر ملکون کے عیسائی اور اسلام کے دشمن بنے ڈالکر اور سازشین پہیلا کر
یا تو عیسائیون کی خیر خواہی کی طرف سے بے اعتباری پیدا کرا دیتے یا مسلمانون کے ساتہہ دغابازی
کر کے اور اپنی جلاوطنی کہا کر عیسائیون کی طرف سے مسلمانون کے دل مین دشمنی ڈال دیتے تہے
لیکن مذہبی تعصب بہی ان ظلمون مین سے اکثر کا ذمہ دار ہے جیسے خلیفہ متوکل (۸۴۷-۸۶۱ء) کے
دور خلافت مین ہوے جن مین عیسائیون پر سختی اختیار کی گئی۔ متوکل کے عہد خلافت مین مذہب
مین آزاد خیالی اور اعتزال سے جو خلفای سابقہ کے زمانہ مین اسلام مین خوب ابہر ہو گئے تہے مسلمانون
کو نفرت پیدا ہوی۔ اور خلیفہ وقت نے موقع حاصل کیا کہ فرقہ سنت و جماعت کا حامی بنکر

---

[۵۱] آسانی توم ۳ فقرہ ۲ پالی سی۔ رنود صفحہ ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۷۰۶-۷۰۷ [۵۲] سر ولیم میور دی خلافت ۴۷۵ صفحہ

سرزنش کے لیے تیار کریں وہ ہمیشہ ایسے نہیں ہوتے کہ سول گورنمنٹ میں عمل درآمد کے لیئے انکو معیار قرار دیا جاوے اور یہہ ہی بات ہے جسکو لوگ سمجھ نہ سکے اور اسلامی حکومت میں عیسائیون پر ظلم ہونیکی شوخ رنگ تصویرین اُن مصوّرون نے تیار کردین جنہون نے فرض کرلیا کہ دو چار ملاؤن نے جو قانون گھڑ دیا وہ گویا عمل درآمد کیلیے دوامی ضابطہ ہوگیا بعض دفعہ اِن ظلمون کے ہنگامونکی اس وجہ سے اشتعالک ہوتی تہی کہ سلطنت اسلامیہ مین جو عیسائی جلیل القدر مناصب پر ممتاز ہوتے تہے وہ جیسا کہ دعوی کیا جاتا تھا اپنے اختیارات کا ناروا استعمال کرتے تہے اور مسلمانون پر ظلم کرکے سخت مخاصمانہ خیالات اپنی طرف پیدا کر لیتے تہے۔ اور یہہ کہا گیا ہے کہ بڑے عہدون پر ماموری کی حالت مین مسلمانون کو لوٹکر اور آزار پہونچا کر اور انکے ساتھہ سخت اور وحشیانہ برتاؤ کرکے اور انکی زمینون اور دولت کو برباد کرکے یہہ عیسائی ایذا دہی نفع مرتب کرتے تہے۔ خلیفہ منصور (۷۵۴-۷۷۵ء) - خلیفہ مہدی (۷۷۵-۷۸۵ء) مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) المتوکل (۸۴۷-[illegible]ء) اور مقتدر (۹۰۸-۹۳۲ء) اور دیگر خلفاء کے سامنے جو انکے بعد سریر خلافت پر بیٹہے عیسائیون کی ایسی ہی شکایتیں پیش ہوئین[۵۱]۔ عیسائیون نے اس وجہ سے اور مسلمانون کو اپنی طرف سے بدظن کرلیا کہ وہ خلفاے عباسیہ کے مخبر تہے اور خاندان اُمیہ کے طرفدارون کو ڈہونڈ ڈہونڈکر گرفتار کرتے تہے۔ اس زمانہ کے بعد یہہ ہوا کہ جنگہاے صلیب کے زمانہ مین صلیبی مجاہدون[۵۲] سے باغیانہ خط و کتابت رکہنے کے الزام مین عیسائی مبتلا ہوے اور اونکے خلاف ایسی سخت قیود جاری ہوئین جن کو مذہب کی وجہ سے کسی طرح کا ظلم نہین کہا جا سکتا۔

محکوم رعایا کی زندگی جس نسبت سے شوار ہوتی گئی اسی نسبت سے یہہ شوق بہی بڑہتا گیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑہ کر سب مصیبتون سے چہٹکارا لیلین۔ جب سلطنت اسلامیہ

---

[۵۱] بیلن۔ صفحہ ۴۳۵ - ۴۳۶ و ۴۴۳ و ۴۴۸ و ۴۵۶ و ۴۵۹ - ۴۶۱ و ۴۷۹ و ۴۸۰

[۵۲] ایضاً صفحہ ۴۴۳ نوٹ ۲

[۵۳] ایضاً صفحہ ۴۷۸

کو بدو پیدا کی ضرورت ہوتی اور یہ ضرورت بڑہتی ہی جاتی تہی تو محکوم رعایا پر محصول کا بوجہ اور ترقی پکڑ جاتا تہا یہانتک کہ ذمیون کی حالت ناقابل برداشت ہوتی گئی اور اسی سبب سے تبدیل مذہب کی مثالین بہی زیادہ وقوع مین آتی گئین۔ عیسائی رعایا کی کمی کا دوسرا سبب یہہ ہوا کہ جو عورتین لڑائیون مین گرفتار ہوتی تہین وہ مسلمانون کی حرم سراؤن مین لائی جاتی تہین اور جو اولاد اون سے پیدا ہوتی تہی وہ اپنے باپ کے مذہب پر اُٹہائی جاتی تہی۔ ایک اور سبب یہہ تہا کہ عیسائی غلامون کو انکے مہربان آقاون سے ہمیشہ اس بات کی ترغیب ہوتی تہی کہ اسلام قبول کر کے آزاد ہو جاوین۔ مگر کوئی باقاعدہ کوشش اس بات کی کہ لوگون کو بجبر مسلمان کیا جاوے یا کوئی ظلم و تعدی کا ایسا مستقل محکمہ دریافت نہین ہوتا جو عیسوی مذہب کے استیصال کے لیے ہوتا۔ اگر ان دونون باتون مین سے ایک بات کو بہی خلفای اسلام جی مین ٹہان لیتے تو اپنی قلمرو سے مسیحی دین کو اسطرح سے ملیامیٹ کر دیتے جیسے بادشاہ فرڈننڈ اور ملکہ ازابلہ نے اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تہا یا لوئی چہاردہم بادشاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ مذہب کو اپنے ملک مین قانونی جرم قرار دیا تہا یا جسطرح ساڑہے تین سو برس تک سلطنت انگلستان نے یہودیون کو اپنے ملک مین داخل نہین ہونے دیا تہا۔ مشرقی کلیسا جسقدر ایشیا مین تہے انکو باقی مسیحی دنیا سے بالکل قطع تعلق ہو گیا تہا اور اس مین کوئی شخص ایسا نہ ملتا جو اونکی طرفداری مین اُنگلی تک اُٹہاتا کیونکہ مشرقی کلیساؤن کو اصل دین سے منحرف سمجہا جاتا تہا۔ پس ان کلیساؤن کا آج کے دن تک زندہ رہنا ہی پکا ثبوت اس بات کا ہے کہ اسلامی حکومتون نے عموماً مذہبی آزادی کا طریق اپنے برتا ہے[1]

---

[1] الحاکم خلیفہ مصر ([illegible]ء) نے درحقیقت تمام یہودیون اور عیسائیون کو حکم دیدیا تہا کہ مصر سے نکل کر روم کی عیسائی سلطنت مین چلے جاوین۔ لیکن جب عیسائیون نے منت سماجت کی تو خلیفہ نے یہ حکم منسوخ کر دیا۔ (مقریزی (ا) صفحہ [illegible]) خلیفہ الحاکم کے نزدیک بالکل ممکن تہا کہ اس حکم کو سلیم اول کی طرح چلاتا۔ سلطان سلیم ([illegible]ء) نے یہ تجویز کی کہ اپنی قلمرو سے مذہبی تفرقات کو قطعاً نیست و نابود کر دیا جاوے۔ چنانچہ اس خیال سے چالیس ہزار شیعون کو اسنے اپنی سلطنت مین قتل کیا۔ اگر یہ خلیفہ اپنی تجویز کی بالکل ہی تکمیل چاہتا تو سب عیسائیون کو بہی کالعدم کر سکتا تہا لیکن ایسے فعل سے باز رہنے مین سلیم نے فی الواقع اس عام اصول کی پابندی کی جسکو مسلمان سلاطین نے رعیت عیسائی رعایا کیلیے اختیار کیا تہا (فنلی [illegible] جلد صفحہ ۱۴۲-۱۴۷)

سنہ ۱۸۹۸ عیسوی مین انطاکیہ کی بطریقی مین اسّی ہزار عیسائی او فلسطین کی بطریقی مین پچاس ہزار اور مغربی شام کے یعقوبی کلیسہ مین چار لاکہ اور مشرقی شام کے اسیرین کلیسہ مین دو لاکہ عیسائی موجود ہین۔ انکے علاوہ مارونی کلیسہ لبنان کا ہے اور یونیٹ کلیسہ مشرق مین ہین جنہون نے روما کے کلیسہ کی عبادت قبول کر لی ہے۔ بڑا تعجب اس بات کا ہے کہ لڑائیون اور وباؤن اور قحطون کے غارتگر حملون کے بعد اور ایسے ملک کی بود و باش مین جو صدیون تک میدان کارزار بنا رہا ہو جسپر ترک مغل اور صلیبی مجاہد مسلط رہ چکے ہون یہ علیحدہ علیحدہ منتشر مسیحی گروہ کیونکر ابھی تک زندہ و سلامت ہین۔ ماسوا ان امور کے یہ بہی یاد رکہنا ہے کہ اسلامی قانون کی رو سے عیسائیون کو ممانعت تہی کہ اپنی کم تعداد کو ترویج مذہب سے پورا نہ کرسکین۔ لیکن عیسائیون کو اس بات کی پرواہ ہی نہ ہوی ہوگی کیونکہ دریافت ہوتا ہے کہ اسلامی فتوحات سے پہلے ہی سوا (نسطوریون) کے مشرقی عیسائیون مین سے اشاعت مذہب کا جوش مفقود ہو چکا تہا۔ جیسکے بغیر تواریخ سے ثابت ہے کہ کوئی کلیسہ صحت کی زندگی نہین جی سکتا۔ یہ خیال بہی ظاہر کیا گیا ہے کہ ترک دنیا کا رہبانی خیال جو مشرق مین بہت شائع تہا اور عیسائیون مین ایک بیوی کرنے کا دستور اور بے حفاظتی اور محکومی کی حالت کا خیال ایسے اسباب تہے جنہون نے عیسائی رعایا کی تعداد کو بڑہنے نہ دیا۔

مشرق مین عیسوی مردم شماری کا انحطاط ایسے ہی کچہ اسباب سے تہا جو اوپر بیان ہوے اور جنمین ایک سبب یہ بہی شمار ہونا چاہیے کہ عیسائی برابر اسلام قبول کرتے رہتے تہے لیکن مذہب کی وجہ سے ظلم جو مسلمان فرمانرواؤن کیطرف سے ہوتا اس کی کا موجب تہا۔

تبدیل مذہب کے واقعات جنکے سبب سے اسلام قبول کیا گیا ہو اور جنکو تفصیل بیان ہون نہین

---

ا؎ استلسٹن۔ رلی۔ "دسائکوپیس آف ورنطل چرچز" (دی گارڈین۔ ۲۷ جون ۱۸۹۸ء) ۲؎ دیکہو سے فون کریمر (اہم کی) جلد صفحہ ۴۹۹–۴۰۲ و ۳؎ جو برتاو روس کیتہولک مذہب والے مشرقی عیسائیون کے ساتہہ کرتی تہی اسکی مثال ۱۲۰۴ء کی واقعہ سے معلوم ہوتی ہے جبکہ صلیبی مجاہدون نے قسطنطنیہ کو تاراج کیا۔ ابوالفرج نے شکایت کی ہے کہ ہنٹ گوسکیلین نے جو الرہا کا سردار تہا دیرجدان پر اسطرح حملہ کیا اور اسکو لوٹا کہ گویا یہ سردار سارا سین یا ترک تہا۔ ابوالفرج (۱) جلد دوم صفحہ ۵۰۶–۵۰۰ تک طبع دوسری جلد صفحہ ۴۱

دریافت ہوسکتے جسوقت پہلی ہی دفعہ عربون کا تسلط عیسائیون کے ملک پر ہوا تو معلوم ہوتا ہے
کہ بہت عیسائیون نے اسلام قبول کیا۔[۵۱] ملک عراق مین جو لوگ مسلمان ہوے اونکی تعداد کا کسی
قدر اندازہ اسطرح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین جزیہ کی آمدنی دس کروڑ سے لیکر بارہ
کروڑ درہم کی تہی۔ اور تقریبًا پچاس برس بعد خلیفہ عبدالملک کے زمانہ مین صرف چار کروڑ رہ گئی
حاصل ملک مین یہہ کمی گو زیادہ تر اس سبب سے ہوی کہ لڑائیون اور بغاوتون سے بربادی ہوی
تہی لیکن خاص وجہ یہہ تہی کہ بہنایت کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا اور اونپر جزیہ واجب
الادا نہ رہا اسی زمانہ مین ملک خراسان مین عیسائیون کا کثرت سے مسلمان ہونا یعقوبی بطریق یسوعیب
سوم کی تحریر سے جو سائمن کے نام اوسی زمانہ مین لکھی گئی دریافت ہوتا ہے۔ سائمن فارس کا
پرائمیٹ[۵۲] اور روو شہر کا مطران تہا۔ چونکہ پہلی صدی ہجری کے مسیحی مکتوبات بہت کم موجود ہین
اور یسوعیب کی تحریر سے واضح شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ اسلام ن کے طریقون سے نہین
مین شائع ہوا اور چونکہ زمانہ حال کے مورخون نے اس تحریر کی طرف کم توجہ کی ہے اس لیئے
اوسکو یہان تمامتر نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یسوعیب لکہتا ہے ”کہان ہین تیرے
بیٹے اے باپ“ ”جو بیٹون سے محروم ہوگیا۔ کہان ہین مرو کے برگزیدہ باشندے جنہون
نے تلوار اور آگ اور اذیت کو نہ دیکہا“ ”مگر نصف مال کی محبت مین احمقون کی طرح سچے
رستے سے بہٹک کر بے دینی کے غار مین جہان ہمیشہ کا عذاب ہے وہ سر کے بل جا کودے
اور بالکل نیست کردیے گئے۔ صرف دو قسیس (جو نام کو قسیس کہلاتے تہے) کفر کے غار کے
شعلون سے اس طرح بہاگ سکے جیسے جلتی آگ سے دو جلتی لکڑیان نکالی جاوین۔ حیف
حیف اتنے ہزارون مین سے جو مسیحی کا نام رکہتے تہے ایک گنہگار بہی سچے دین کے لیے
اپنا خون بہا کر خدا کی راہ مین پاک نہ بنا۔ کہان ہین کرمان اور تمام فارس کے عبادتخانے

---

[۵۱] جے۔ بی۔ بری۔ ”سلطنت روما کے اخیر عہد کی تاریخ“۔ دوسری جلد صفحہ ۲۶۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۹ء)

[۵۲] اے فون کریمر (۱) پہلی جلد صفحہ ۱۷۱۔ [۵۳] کلیسہ کا بڑا عہدہ ہے۔ مترجم

یہہ شیطان کا دنیا مین آنا نہ تہا۔ یہہ زمین کے بادشاہون کے ایلچیون کا آنا نہ تہا۔ یہہ صوبون
کے حاکمون کے فرامین کا آنا نہ تہا جسنے انکو برباد کیا اور کہنڈر بنا دیا یہہ کمزور سانس ایک
حقیر جہوٹے بہوت کا (نعوذ باللہ) آنا تہا جسکو بہوت بے کی عزت کے قابل بہی اُن بہوتون
نے نہ سمجہا (نعوذ باللہ) جنہون نے اوسکو اُسکے پیغام کے ساتہہ بہیجا جسکو شیطان
بہکانیوالے نے اپنا شیطانی فریب بہی نہ دیا (نعوذ باللہ) لیکن اوسنے اپنے حکم کے اشارے
سے تمہارے فارس کے تمام کلیساؤن کو ڈہا دیا ...... اور عرب جنکو خدا نے اس وقت
دنیا کی سلطنت دے رکہی ہے۔ دیکہو وہ تم مین ہین جیسا کہ تم بہی جانتے ہو لیکن
وہ مسیحی دین پر حملہ نہین کرتے بلکہ وہ ہمارے مذہب پر مہربانی کرتے ہین اور گرجاؤن اور خانقاہون
کو فائدہ پہونچاتے ہین۔ پہر کیون تمہارے مرو کے باشندون نے ان عربون کی خاطر اپنا
مذہب چہوڑ دیا؟ اور مذہب بہی ایسی حالت مین چہوڑتے ہین اور مرو کے باشندے خود بہی
اس بات کو کہتے ہین کہ عربون نے انکو اپنا دین چہوڑنے پر مجبور نہین کیا۔ اگر اپنے مال کا
نصف حصہ وہ عربون کو دیدین تو عرب انکو اجازت دیتے ہین کہ اپنے دین کو امن سے اور
بغیر ناپاک ہوے رہنے دین۔ لیکن مرو کے لوگ اپنے دین کو چہوڑکر جو انکو ہمیشہ کی
نجات دیتا ہے اپنے مال کے ادہواڑے سے چمٹے رہتے ہین جو گذرنیوالی دنیا کا مال ہے
وہ دین جسکو تمام قومون نے اپنا خون بہاکر خریدا اور جسکو آج کے دن تک اپنا خون بہاکر
خریدا جاتا ہے اور حیات جاوید اس سے حاصل کی جاتی ہے تمہارے مرو کے باشندے
راضی ہوگئے کہ اسکو مال کی ادہواڑیا اس سے کم مول پر بیچ ڈالین۔[۱]

خلیفہ عمر ثانی یعنی خلیفہ عمر ابن عبد العزیز ([illegible]) کا زمانہ خلافت تبلیغ اسلام کی وسعت
کے اعتبار سے بالخصوص ممتاز تہا۔ خلیفہ وقت نے اشاعت اسلام کیلیے باقاعدہ تحریک
شروع کی۔ اور اقوام محکومہ کو ہر طرح کی ترغیب دی کہ اسلام قبول کرین۔ سنہ [illegible] عیسوی مین

---

(۱) آسمانی۔ قوم ۳۔ پہلا حصہ۔ صفحہ ۱۳۰-۱۳۱

[illegible] انتظام جس نظر سے جاری ہوئے تھے کہ بیت المال میں روپیہ کی قلت نہ ہونے پاوے
اور جنکے بموجب نومسلم جزیہ سے بری نہ ہوتا تھا بلکہ بدستور واگزار رہتا تھا ان احکام کو خلیفہ
نے منسوخ کیا۔ جو مالکان اراضی مسلمان ہوتے تھے اُن سے خراج لینا بند کر دیا اور اُنپر عشر
لگا دیا جو خفیف محصول تھا۔ یہ انتظام مالی اعتبار سے گو نہایت مضر تھا لیکن جس نیت سے
نیک نفس خلیفہ نے اسکو جاری کیا اسمین کامیابی ہوئی اور کثرت سے لوگ مسلمان ہو گئے[۵۱]
بہرکیف یہ فرض نہ کر لینا چاہیئے کہ فقط دنیا کا نفع اُس اثر کو مرتب کرتا تھا جس سے
عیسائیون نے اسلام قبول کیا۔ پہلی صدی ہجری میں سینٹ یوحنا دمشقی کی مناظرانہ تصنیف
سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جوش مسلمان دلائل پیش کرکے مسیحی دین کی بیخکنی میں کیسے ساعی تھے
مکالمات کی صورت میں ان تصانیف کے لکھے جانے سے اور ایسے جملوں کی تکرار سے
کہ اگر ساراسین پوچھے۔ اگر ساراسین کہے۔۔۔۔ تو بتانا“ ظاہر ہوتا ہے کہ گویا وہ
[illegible] تھے اور انکا مقصد یہ تھا کہ عیسائی ایسی کتابوں سے مہیا رہیں جنمیں عیسوی
مذہب پر مسلمانوں کے اعتراضات کا جواب فوراً مل سکے[۵۲]۔ ان مکالمات میں اسلامی حریف
مقابل کو ایسا دکھایا ہے جو بحث میں پہلے اعتراض اُٹھاتا ہے۔ اور یہہ ہی بات ہونی
قرین قیاس بھی تھی۔ کیونکہ مسیحی عالم یوحنا کا مقصد یہ نہ تھا کہ اسلام سے مغذرت کرے
اور اس معذرت کو اپنی تصانیف میں محفوظ کر جاوے۔ یوحنا دمشقی کے شاگرد بشپ
تھیوڈور ابو قرہ نے بھی اکثر مکالمے اہل اسلام کے ساتھ لکھے ہیں[۵۳] اور ان میں بھی دونوں مذہبوں
کی بحث طلب باتوں پر مناظرہ کے لیے مخالف فریق قائم کیے ہیں۔ اور مسلمان بجائے
ان میں بھی حملے اور اعتراض کے لیے پہلے عصا اُٹھاتے ہیں۔ ان باتوں سے کسقدر اندازہ ہوتا ہے
کہ اس زمانہ میں اسلام کی برتری کے لیے کیسے جوش اور صرف ہمت سے کام لیا جاتا تھا۔

[۵۱] وگست مولر۔ پہلی جلد صفحہ ۴۴۴۔ [۵۲] میں یوم ۹۶۔ صفحہ ۱۳۳۶۔ ۱۳۴۸۔ [۵۳] میں
توم ۹۷۔ صفحہ ۱۵۲۸۔ ۱۵۲۹ و ۱۵۴۸۔ ۱۵۶۱۔

جشپ البوقرہ لکھتا ہے ۔ دو ہاجرین کے خیالات اور جوش اس طرف رجوع ہین کہ کلمۃ اللہ
یعنی حضرت عیسیٰ کی الوہیت سے انکار کرین اور وہ اپنی تمام ہمتین اسی مقصد مین صرف کرتے ہین
مذکورہ بالا واقعات جو ہجرت کی پہلی دو صدیون سے بیان ہوے بہت قلیل ہین ۔ انسے
فقط اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ اسلام مین کوشش کی جاتی تھی لیکن کوئی معین واقعہ تبلیغ
اسلام کے بارے مین انسے تحقیق نہین ہوتا ۔ ایسے واقعہ کی پہلی دستاویز جو بطور تبلیغی
حیثیت رکھتی ہے اسکا زمانہ مامون الرشید (۸۱۳-۸۳۳ء) کے عہد خلافت مین پایا جاتا
ہے ۔ یہہ دستاویز خط کی شکل مین ہے [۱] جسکو مامون کے ایک عزیز (الہاشمی) نے اپنے
عیسائی دوست کے نام لکھا جو شریف النسب عرب تھا اور دربار مامونی مین بڑا اعزاز رکھتا
تھا اور خود خلیفہ اسکی بہی توقیر کرتا تھا ۔ اس خط مین الہاشمی نے نہایت محبت سے اور
ایسے الفاظ مین جو شاہد ہین کہ مسلمانون کا مسیحی کلیسہ کے ساتھہ کیسا مذہبی آزادی کا طریق
تھا اپنے دوست سے درخواست کی کہ اسلام قبول کرے ۔ اشاعت اسلام کی ابتدائی تاریخ مین
اس خط کو بہت رتبہ حاصل ہے اور اس لیے اس کتاب کے ضمیمہ مین اسکو تمام تر نقل کیا گیا ہے [۲]
اسی نامہ مین ایک تقریر نقل ہے جو خلیفہ مامون الرشید نے اہل دربار کے سامنے کی اور جس
مین ان لوگون کا سخت تحقیر سے ذکر کیا جنہون نے دنیا کی نفع اور خودغرضی سے اسلام قبول کیا اور انکی
مثال ان منافقین سے قائم کی جنہون نے یہہ ظاہر کرکے کہ پیغمبر خدا صلعم کے دوست ہین انکی
ہلاکت کے لیے سازش کی لیکن جس طرح خدا کے رسول نے برائی کا بدلا نیکی سے کیا اسی طرح
خلیفہ نے بھی ارادہ کر لیا ہے کہ ان لوگون کے ساتھہ خلق و تحمل سے پیش آئیگا جبتک کہ خدا
ان مین انصاف کرے [۳] ۔ خلیفہ وقت کی زبان سے ایسی شکایت کا بیان ہونا قابل توجہ ہے
کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نومسلمونکی نسبت یہہ خیال تھا اور جستجو تھی کہ بے لوث اور

[۱] مین ۔ جلد ۴ ، صفحہ ۱۵۰۷ [۲] رسالہ عبداللہ بن اسماعیل الہاشمی الی عبدالمسیح بن اسحاق الکندی صفحہ ۱ ۔ ۳۸ مطبوعہ
لندن ۱۸۸۵ء [۳] ضمیمہ نمبر ۳ ۔ مسلمانونکی مناظرانہ تحریرونکو دیکھنا ہو تو ضمیمہ نمبر ۳ دیکھو ۔ [۴] الکندی صفحہ ۱۱۱ ۔ ۱۱۲ ۔

خالص ایمان سے اسلام قبول کرین۔ اگر یہ دریافت ہوجاتا تھا کہ جب نیا یا نام نہاد اغراض سے
وہ مسلمان ہوے ہین تو انپر سخت ملامت ہوتی تھی۔

مامون الرشید خود اسلام کی اشاعت مین بہت سرگرم تھا اور قلمرو خلافت کے دور دراز
صوبجات ماوراء النہر و فرغانہ مین ان لوگون کو جو مسلمان نہ تھے مراحم خسروانہ سے اسلام پر مائل
کیا۔[52] لیکن اپنی شاہانہ سطوت کا ناجائز استعمال اس طرح نہین کیا کہ لوگون کو بزور مسلمان کرتا
جبکہ یزدان بخت فرقہ مانویہ کا سردار بغداد مین آیا[53] اور علماء سے مناظرہ قرار دیا جس مین وہ بالکل
خاموش کردیا گیا تو مامون نے کوشش کی کہ یزدان بخت مسلمان ہوجاوے۔ مگر یزدان بخت
نے یہ کہکر انکار کیا کہ "اے امیر المومنین تمہاری نصیحت گوش گذار ہوی اور تمہاری بات سنی
لیکن تم ان مین نہین ہو جو لوگون کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کرتے ہین" خلیفہ مامون نے
بجاے اسکے کہ اپنی ناکامی پر غصہ کرتا یزدان بخت کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھ کردی تاکہ
رعایا مین جو لوگ متعصب ہون انکی گزند سے سر از محفوظ رہے[54] تیرہوین صدی ہجری کے اوائل
حصہ مین بیت جارمی کے نسطوری بشپ تھیوڈور نے اسلام قبول کیا اور اسکے لیے کسی طرح کا
جبر و تشدد واسپر نہوا تہا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عیسائی مورخ جسنے بشپ کے مسلمان ہونیکا حال
لکھا ہے جبر و اکراہ کا ذکر بھی ضرور کرتا اس واقعہ کے سو برس بعد سنہ ۱۲۰۰ عیسوی مین اگناٹیس[55]
تکریت کا یعقوبی المذہب مطران جو اس عہدہ پر پچیس برس تک مامور رہا تہا بغداد کو روانہ
ہوا۔ اور خلیفہ قادر باللہ کے سامنے اسلام قبول کیا اور ابو مسلم[56] اپنا نام رکہا۔ فی الواقع یہ بڑی

[51] البلاذری صفحہ ۴۳۰-۴۳۱۔ [52] بغداد مین یزدان بخت کے آنیکا محل غالباً مفصلہ ذیل تہا جب خلیفہ مامون نے سنا
کہ دشمنان اسلام کہتے ہین کہ اسلام کو دلیل سے نہین بلکہ تلوار سے کامیابی ہوی تو جس قدر مذہبی فرقے اس زمانہ مین موجود تھے انکے سرگروہ
خلیفہ نے طلب کیا اور ایک مجلس مناظرہ قائم کی جسمین علماے اسلام نے اپنے مذہب پر سے اس اتہام کو دور کیا اور کہا جاتا ہے کہ
جو غیر مذہب والے وہان موجود تھے انہون نے تسلیم کیا کہ اہل اسلام نے اپنے دعوی کو اچھی طرح ثابت کردیا (المرتضی۔ المامون) [53] کتاب
الفہرست۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۳۳۸ [54] ابو الفرج (۱) جلد سوم صفحہ ۴۰۲ [55] تمام یعقوبی بطریق اگناٹیس کا لقب اختیار کرتے تھے
مسلمان ہونے سے پہلے اس بطریق کا نام مارک بن قیقی تہا۔ [56] ابو الفرج (۱) تیسری جلد صفحہ ۴۰۸-۴۰۹۔ ایاس نصیبی صفحہ ۱۵۰-۱۵۱
ملک بن قیقی (ابو مسلم) مرنے سے چوبیس برس پہلے پھر عیسائی ہوگیا تھا کیونکہ یعقوبی بطریقون کی تاریخ مین وہ ایسے ہی نادر واقعہ بھی مندرج

(پچھلے صفحہ کا حاشیہ)

[a] مانویہ مذہب فارس کے ایک شخص مانی نامی نے نکالا تہا نور و ظلمت کو وہ اصل مانتا تہا۔ مترجم [b] شخص عیسائی ہوگیا دیکھو نوٹ نمبر ۴۷ ۔ مترجم

عجیب بات ہوتی اگر ان لوگون کی کوئی تحریر جسمین وہ اپنی زندگی کا تذکرہ لکہہ جاتے ہم تک
باقی ہوتی اور اوس سے ہمکو دریافت ہوتا کہ ان دونون شخصون کی طبیعت مین اسلام کا نشو و نما
کس طرح ہوا عیسائی مؤرخ نے ان دونون صورتون مین بدکاری کو تبدیل مذہب کا سبب
قرار دیا ہے لیکن یہ الزام جسکے ثبوت مین کوئی اور شہادت موجود نہین ہے مشتبہ ہے[۵۱] اور اوسپر
اشتباہ یہی اسطرح کا ہوسکتا ہے جیسے کوئی رومن کیتھولک اپنے ہم مذہب پادری کا حال لکہے
کہ اوسنے پروٹسٹنٹ دین قبول کیا اور پہر اوسپر بہتان بندی کرے۔ اسمین شبہ نہین کہ ان
دونون بڑے عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ذکر جو دو مخالف کلیساؤن مین معزز منصب
رکہتے تہے ہم تک اسوجہ سے پہونچا کہ وہ بڑے عہدہ دار تہے۔ لیکن جو لوگ کم درجے کے
تہے انکا حال لکہا ہی نہ گیا۔ مگر تبدیل مذہب کی ایسی مثالین شاذ نہ تہین کیونکہ جاق دی ویٹری
سے جو عکا کا بشپ (۱۲۱۶-۲۵ء) تہا اس امر کے متعلق قیمتی شہادت پہونچتی ہے —
اس بشپ نے ایلیا مین بود و باش کے بعد ذاتی تجربہ سے مشرقی کلیسا کا حال لکہا ہے —
وہ لکہتا ہے "جہوٹے نعوذ باللہ پیغمبر کی جہوٹی نعوذ باللہ ترغیب سے کمزور ہوکر اور
بری طرح دام مین گرفتار بلکہ زخمی ہوکر اور نفسانی لذتون کی طمع سے مشرقی کلیسا غرق ہوگیا اور
وہ جسنے سرخ لباس مین پرورش پائی تہی نجاست کے تودے سے گلے ملا (نعوذ باللہ)"[۵۲]
مسیحی کلیسا جاتبک بیان ہوئے اور جن پر اسلام کا اثر پڑا ان مین مشرق کا ارتہو دوکس
کلیسا تہا اور دیگر منحرف فرقے تہے جو اوس سے پیدا ہوئے تہے۔ لیکن گیارہوین صدی
عیسوی کے اخیر مین شام اور فلسطین کی مسیحی رعایا مین صلیبی مجاہدون کے گروہ کے گروہ جو رومن

(بقیہ صفحہ ۹۹) مین ایک ان مین سے یہ ہے کہ ایک شخص جسکا نام حنا تہا ۱۲۱۵ء مین مسلمان ہوگیا لیکن عرصہ کے بعد اسلام ترک کرکے
قبرص کو بہاگ گیا (جو اس زمانہ مین عیسائیون کے قبضہ مین تہا) یہان یہ شخص توبہ کی لیے اپنی تذلیل مین گرجا کے دروازہ کے سامنے اوندہا لیٹ
گیا اور سب لوگ اسپر سے چلکر گرجا کے اندر اور باہر آتے جاتے تہے۔ دوسرا شخص نعمت اسد تہا (۱۵۹۶ء) مین جسنے عیسائی مذہب
کو ترک کرکے اسلام قبول کیا تہا۔ لیکن اسنے بہی روم کے شہر مین جاکر پاپا گریگری سیزدہم کے سامنے توبہ چاہی (اور عیسائی ہوگیا) —
ابو الفرج (۱) دوسری جلد صفحہ ۴۸۴-۴۸۶) [۵۱] فی الواقع الیاس نصیبی نے جو ہمعصر مؤرخ تہا یعقوبی بطریق سے اسطرح کی کوئی غلطی
منسوب نہین کی ہے۔ [۵۲] ہسٹوریا اورینٹالس — باب ۵ (صفحہ ۳۵)

کیتھولک مذہب رکھتے تھے شامل ہوگئے۔ یہہ لوگ بیت المقدس کی [illegible] اور عیسائیون
مین جنکو انہون نے خود قائم کیا تھا اور جنکی نسلین دو صدیون تک تذبذب کی حالت مین ہی تھی
آباد ہوگئے۔ اس دوسو برس مین ان نوآباد عیسائیون مین سے کبھی کبھی کچھہ لوگ اسلام قبول
کرتے رہتے۔ مثلاً جرمن اور لمبارڈیون کا ایک گروہ جو مسیحی سردار ریناڈ کی سرکردگی مین
تھا اصل لشکر سے علحدہ ہوگیا اور سلجوقی سلطان ارسلان نے اسکو ایک قلعہ مین محصور کردیا
ریناڈ اور اسکے ملازمون نے یہہ دھوکا دیکر کہ ہم فصیل سے نکلکر غنیم پر حملہ کرتے ہین باقی گروہ کو
چھوڑدیا اور ترکون سے جا ملے اور اون مین پہونچکر اسلام قبول کیا[1]۔

دوسری جنگ صلیب کی بدقسمت تاریخ مین ایک واقعہ اسی طرح کا اور پیش آیا۔ اودو دیل
نے جو سینٹ ڈینس کا منک اور بادشاہ لوی ہفتم کا چیپلین تھا اس واقعہ کو لکھا ہے۔ اودو دیاؤ
لوی کے ساتھہ اس صلیبی لڑائی مین گیا تھا اور اس قصہ کو اس طرح عمدہ عبارت مین اسنے لکھا ہے

جب صلیبی مجاہدون کا لشکر بری راستہ سے ایشیا کوچک مین ہوتا ہوا بیت المقدس کو جانے
کی کوشش کرتا تھا تو فرجیا کے پہاڑی درون مین ترکون کے ہاتھہ سے اسکو سخت شکست پہنچی
(۱۱۴۸ء) شکستہ لشکر اطالیہ کے شہر تک جو بندرگاہ بھی تھا مشکل سے پہونچ سکا۔ یہان
جنکے پاس اتنا روپیہ تھا کہ یونانی تاجرون کو منہہ مانگی قیمت دیسکے وہ تو جہاز پر سوار ہوکر انطاکیہ کو
چلے گئے۔ لیکن بیمار اور زخمی آدمی اور زائرون کا انبوہ کثیر اطالیہ مین رہ گیا۔ اور یہہ سب یونانیون
کے رحم اور ترس پر جو انکے دغاباز دوست تھے چھوڑ دیے گئے۔ چلتے وقت بادشاہ لوی نے
پانچ سو[2] مارک یونانیون کو اس شرط پر دئے تھے کہ زائرین کی حفاظت کے لیے سپاہ ساتھہ کردین
اور بیمارون کی اوس وقت تک نگرانی کرین کہ وہ روانگی کے قابل ہون۔ لیکن جسوقت لشکر
روانہ ہوا تو یونانیون نے زائرون کی بیکس حالت سے ترکون کو خبر کردی اور خود چپ بیٹھکر
انکی مصیبتون کا تماشا دیکھنے لگے۔ قحط اور وبا اور دشمنون کے تیرون نے ان غریبون کی

[1] دسنگوین۔ توم ۲۔ (دوسرا حصہ) صفحہ ۱۵۔ [2] ایک قدیم چاندی کا سکہ تھا جو ساڑھے چودہ روپیہ کی قیمت [illegible]

یہ پیدا ہوا کہ بہت سے عیسائی باشندون کے دل مین بھی اسلام کی طرف صلح کل کا خیال پیدا ہوا
اور یہ خیال وہ تھا جس پر کلیسہ نے شدت سے جرو توبیخ کی جس وقت ابن منقذ جو بارھوین صدی
عیسوی مین شام کا ایک امیر گذرا ہے زمانہ صلح مین بیت المقدس مین آیا تو صلیبی مجاہدین جنکو
ٹمپلرز [۱] کہتے تھے وہ مسجد اقصی مین رہتے تھے انھون نے شامی میر کو مسجد کے قریب ہی گرجا کا
ایک حصہ نماز پڑھنے کے لیئے دیدیا۔ اسی اثنا مین ایک نو وارد صلیبی نے اسطرح کی مذہبی آزادی
کو خلاف مشرب سمجھ کر نہایت قبیح فعل تصور کیا لیکن جب ابن منقذ کی نماز مین اسے مخل
ہونا چاہا تو باقی مجاہدون نے نہایت غصہ سے اسکو روکا کہ مہمان کی عبادت مین خلل ڈالے [۲]
صلح کے زمانہ مین جو اکثر آتا رہتا تھا صلیبی مجاہد اور مسلمان دوستانہ طریق سے ملتے تھے اور کیا عجب
ہے اگر ان موقعون پر مذہبی سوالات تقریر کا موضوع قرار پاتے ہون کیونکہ مذہب ہی وہ شئے تھا
جو صلیبیون کو ایلیا مین لایا اور جسنے انکو متواتر لڑائیون مین مصروف کیا۔ جب خود مسیحی
عالمون کا یہ حال تھا کہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اپنے دین کا بہتر اندازہ کرنیکے
قابل ہوتے تھے اور نیے طرز خیال نے لوگون کی طبیعتون کو ڈگمگا دیا تھا جس سے طرح
طرح کے مذہبی شوشے پیدا ہو چلے تھے تو یہہ تعجب کی بات نہین کہ اکثر عیسائی مسلمان
ہوگئے ہون [۳]۔ بارھوین صدی عیسوی مین جو صلیبی عیسائی مسلمان ہوے اونکی تعداد
صلیبیون کی کتب آئین مین جنکو بیت المقدس کا ضابطہ قوانین کہا جاتا تھا درج ہے ۔
(اس ضابطہ کے بموجب خاص صورتون مین ضمانت نہ لی جاتی تھی [۴])۔

اگر اون مسلمانون کا حال دریافت ہوتا جنھون نے ان عیسائیون کے مسلمان کرنے مین
صرف ہمت کی تو خالی از لطف نہ تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے اپنے کارنامون
کی کوئی یادگار نہ چھوڑی۔ البتہ صرف اس قدر ہم جانتے ہین کہ سلطان صلاح الدین اعظم کو یہہ

---

[۱] یہ فوجی خصائل کے لوگ تھے جنکی جماعت بارھوین صدی عیسوی کے شروع مین اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ زائرین ایلیا آمد و رفت مین اونکی حفاظت کرین ۱۲ مترجم [۲] ابن منقذ پہلا حصہ صفحہ ۱۸۷-۱۸۸ ۔ [۳] پرٹز صفحہ ۲۲۶-۲۴۰ [۴] اسٹیر [illegible]
[illegible] دستورین دسے کر دیسا د ۔ توم ۲ صفحہ ۳۲۵ ۔

مسلمان اپنا افسر کہتے تہے جس مصنف نے اس سلطان کا تذکرہ لکہا ہے وہ لکہتا ہے
کہ سلطان اپنے مسیحی مہمانون کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرتا تہا اور انکو اسلام قبول
کرنے کی ترغیب دیتا تہا۔

سلطان صلاح الدین کی ناموز زندگی اور دلیرانہ خصائل نے اوسکے ہمعصر عیسائیون کے
دلون پر عجب افسون کیا تہا بعض مسیحی نائٹون کو بہی سلطان کی طرف ایسا میلان خاطر ہوا کہ اپنی
ملت اور قوم کو چہوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ اس طرح کی مثال ایک انگریزی ٹمپلر کی ہے جسکا نام
رابرٹ آف سینٹ البنز تہا۔ اس مسیحی نائٹ نے ۱۱۸۵ء مین مسیحی دین ترک کیا اور شاہی
خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ ۱۱۸۷ عیسوی مین صلاح الدین اعظم نے فلسطین
پر چڑہائی کر کے مسیحی لشکر کو معرکہ ہوتین مین فاش شکست دی۔ جو لوگ قید ہوے ان مین مسیحی
گئی بیت المقدس کا بادشاہ بہی تہا۔ لڑائی سے ایک رات پہلے چہہ مسیحی نائٹ دد چونکہ ابر
شیطانی روح سوار ہوی العوذ باللہ" اپنے بادشاہ کو چہوڑ کر سلطان کے لشکر مین بہاگ
آئے اور یہان اپنی مرضی سے وہ سار سین (مسلمان) ہو گئے"۔ سلطان صلاح الدین اور ریمنڈ
سوم امیر طرابلس مین یہہ صلاح ہو گئی تہی کہ ریمنڈ اپنے ماتحتون کو مسیحی دین چہوڑنا ور اسلام
قبول کرنے کی ترغیب دے لیکن ریمنڈ کی دفعتاً موت نے اس تجویز پر عمل نہ ہونے دیا۔

بیت المقدس کی ہزیمت اور ایلیا مین سلطان صلاح الدین کی فتوحات نے یورپ کو برانگیختہ
کیا کہ تیسری جنگ صلیب برپا کی جاوے جسمین عکا کا حصار سب سے بڑا واقعہ ہے (۱۱۸۹-۱۱۹۱ء)
مسیحی فوج نے اس لڑائی مین قحط اور وبا سے وہ دردناک مصیبتین اٹہائین کہ بہت عیسائی اپنا لشکر
چہوڑ کر فاقے توڑنے کے لیے مسلمانون کے لشکرگاہ مین چلے آئے کچہہ عرصہ کے بعد ان مفرور
عیسائیون مین سے بہت لوگ تو مسیحی لشکر مین واپس آ گئے اور بہت نے اپنی قسمت کا پانسا

۵۱ بہاء الدین۔ صفحہ ۲۵۔ ۵۲ روجر ہوودن۔ جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۷۔ ۵۳ بینیڈکٹ آف پیٹر بارو۔ دوسری جلد
صفحہ ۱۱-۱۲ ۵۴ بینیڈکٹ آف پیٹر بارو۔ دوسری جلد صفحہ ۲۱-۲۲ اور روجر ہوودن جلد ۳ صفحہ ۲۱-۲۲-۲۳

مسلمانوں کے ساتھ پہینکا۔ ان عیسائیوں میں سے بعض نے اپنے مذہب پر قائم رہکر ان لوگوں کی خدمت اختیار کی جو پہلے دشمن تھے اور کہا جاتا ہے کہ اپنے نئے آقاؤں یعنی مسلمانوں سے یہہ عیسائی خوش تہے اور باقی مفرور عیسائی اسلام قبول کرکے پیدایش مسلمان بن گئے[1]۔ ان مفرور عیسائیوں کے تبدیل مذہب کا حال ایک مؤرخ نے لکھا ہے جو رچرڈ اول بادشاہ انگلستان کے ساتھ تیسری جنگ صلیب میں گیا تھا۔ یہ مؤرخ لکھتا ہے "ہمارے بعض آدمی (جنکے مقسوم کا حال بغیر تاسف کے نہ کہا جاسکتا ہے اور نہ سنا جاسکتا ہے) قحط کی سختی سے تنگ آگئے اور انہوں نے جسم کی نجات میں اپنی روح پر عذاب لیا۔ کیونکہ جب قحط کی مصیبت کا بڑا حصہ ختم ہوگیا تو وہ ہمکو چھوڑکر ترکوں میں بھاگ گئے۔ اور دین سے برگشتہ ہونے میں انہوں نے تذبذب نہ کیا۔ دنیا کی زندگی کچھہ دن اور آرام سے بسر کرنے کے لیئے کفر کے سخت کلبے لیکر ہمیشہ کی موت کو خریدا۔ او! غارتگر تجارت! او! شرمناک فعل جو عذاب کی حد سے بھی بڑھ گیا۔ او! احمق آدمی مثل بیوقوف حیوان کے تو اوس موت سے بھاگا جسکا آنا ناگزیر ہے۔ اور اوس موت سے نہ بچا جو کبھی ختم نہ ہوگی[2]۔"

اس زمانہ سے لیکر آیندہ زمانہ تک جو عیسائی اپنا دین چھوڑکر مسلمان ہوئے انکا ذکر سیاحوں کی تحریروں میں جنہوں نے لیلانٹ اور مشرقی ملکوں میں سفر کیا ملتا ہے۔ جن مسلمانوں نے بادشاہ سینٹ لوئی کو گرفتار کیا تھا جب انہوں نے رہائی کے لیے بادشاہ کو حلف دیا (سنہ ۱۲۵۰ع) تو شرائط حلف کے مجوزہ وہ لوگ تھے جو پہلے قسیسوں کا رتبہ رکھتے تھے لیکن اب وہ مسلمان تھے[3]۔ جسوقت اس بادشاہ کی رہائی کے لیئے روپیہ پایا جاتا تھا تو ایک اور نومسلم جو پہلے عیسائی تھا بادشاہ کے لیئے ایک تحفہ لیکر آیا۔ یہ شخص فرانس کا باشندہ تھا اور پروونس میں پیدا ہوا تھا۔ سنہ ۱۲۱۹ عیسوی میں بادشاہ جان برینلی کے ساتھہ دمیاط کی مہم میں وہ آیا تھا۔ لیکن مصر میں وہ رہ پڑا اور ایک مسلمان عورت سے شادی کرکے مصر میں بڑا آدمی بن گیا[4]۔

[1] ابوشامہ صفحہ ۱۵۔ [2] بادشاہ رچرڈ اول کی سفر اور بادشاہ رچرڈ اول کی کارنامے (مؤلفہ ولیم سٹبز) (مطبوعہ لندن ۱۸۶۴) صفحہ ۲۴۲۔ [3] جوئنول صفحہ ۔ [4] جوئنول صفحہ ۲۴۲۔

ایلیا مین کر مسیحی انزین کے مسلمان ہوجانے کا خوف اسقدر بڑھ گیا تھا اور یہہ بات ایسی
ظاہر ہو گئی تھی کہ سنہ ۱۲۶۶ عیسوی کے قریب اموری دے لاردش نے جو فرانس کے
نائٹ ٹمپلرون کا سردار تھا ایک "یادداشت" لکھی اور روما کے پوپ اور فرانس اور جزیرہ
سسلی کے شہران کلیسہ (الگیٹ) سے درخواست کی کہ محتاجون اور ضعیفون اور ایسے
لوگون کو جو ہتھیار لگانے کے قابل نہون ممانعت کیجاوے کہ سمندر پار کرکے فلسطین
مین داخل نہون کیونکہ ایسے لوگ یا تو قتل ہوجاتے ہین یا سارسین اُن کو قید کر لیتے ہین
یا وہ مسیحی دین چھوڑ کر مسلمان ہوجاتے ہین[۵۱]۔ سنہ ۱۳۰۵ عیسوی مین جب لودلف دی سوخم نے
ایلیا مین سفر کیا تو لکھا ہے کہ تین نومسلم جو پہلے عیسائی تھے حبرون مین اسکو ملے۔ یہ لوگ
مسلمان ہونے سے پہلے مندن کے کلیسہ سے آئے تھے اور نائٹ وسٹفالن کے ملازم
تھے جسکی توقیر سلطان صلاح الدین اور اور اسلامی بادشاہ کرتے تھے[۵۲]۔ سرجان مانڈویل[۵۳] جسنے
چودھوین صدی عیسوی کے وسط مین فلسطین مین اپنا سفر کرنا لکھا ہے اُن عیسائیون کا
حال لکھتا ہے جو مسلمان ہوگئے تھے۔ مگر یہہ صاف نہین بیان کرتا کہ جو خیال اسنے ظاہر
کیا ہے وہ شرقی کلیسہ کی نسبت ہے یا مغربی کلیسہ کی۔ وہ لکھتا ہے "نیز بعض دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ عیسائی مذہب کے لوگ یا تو افلاس کی وجہ سے یا حمق سے یا محض شرارت
سے سارسین (مسلمان) ہوجاتے ہین" مانڈویل نے یہہ بھی لکھا ہے کہ سلطان مصر
نے جسکی خدمت مین کئی برس تک حاضر رہا تھا اس بات کی کوشش کی کہ مانڈویل اپنا "آئین
و اعتقاد" ترک کرکے مسلمان ہوجاوے[۵۴]۔

بلاشبہہ ان منتشر واقعات سے جنکو ارباب تصانیف نے لکھا ہے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ زیادہ
کثرت سے عیسائیون نے اسلام قبول کیا ہوگا جسکی کوئی تاریخ ہم تک نہ پہونچی مثلاً لکھا گیا ہے

۵۱ ماس لاٹری (۱) دوسری جلد صفحہ ۷۰ ۵۲ لودلف دی سوخم۔ صفحہ ۱۷ ۵۳ مانڈویل۔ صفحہ ۱۴۱ —

۵۴ مانڈویل۔ صفحہ ۳۵۔

ملتی ہے بلکہ تعداد کا پتہ بھی اتنا ہی کم ملتا ہے جتنا تبلیغی کوششون کا حال نہین کھلتا جو تبدیل مذہب مین انکی تحریص کا باعث ہوئین - منک بورکارڈ نے ۱۲۸۳ع کے قریب لکھا ہے کہ صلیبی مجاہد اپنے قلعون سے نکالے گئے اور یورپ کی قوت کا مشرق مین خاتمہ ہوا تو ان مین سے چند سال پیشتر عیسائیون کا شمار کل اسلامی دنیا مین مسلمانون کی تعداد سے بہت زیادہ تھا کل رعایا مین (سوائے مصر و عرب کے) مسلمانون کی تعداد تین یا چار فیصدی سے زیادہ نہ تھی - یہ عبارت بلا شبہہ مبالغہ آمیز ہے اور نیک نفس بورکارڈ نے جلدی سے نتیجہ نکال لیا کہ جو حال صلیبی مجاہدون کے شہرون اور آرمینیا کو چک مین تھا ایسا ہی مشرق مین اور مقامات پر ہوگا - مگر اسکی عبارت سے تنا ضرور ترشح ہوتا ہے کہ جنگہائے صلیب کے زمانہ مین کثرت سے لوگ مسلمان نہین ہوے - اور یہ کہ جب ایلیا پر مسلمانون کی حکومت دوبارہ ہوی تو انہون نے عیسائیون کو مذہب مین ایسی ہی آزادی دی جیسے پہلے انکو حاصل تھی - صرف جزیہ دیکر انہون نے "امن و عافیت" کو خریدا - اس بیان مین فرض یہ کیا گیا ہے کہ تبدیل مذہب کی مثالین جو وقوع مین آئین وہ خاص خاص لوگون کی تھین جنکو مسلمان ہونے سے پہلے اسلام کا خیال ہوا اور مسلمان ہونے کیلیے انپر جبر نہ ہوا - ایسی مثالین بیان کردی گئی ہین کہ عیسائیون نے مسلمانون کی خدمت اختیار کی اور اپنے دین پر قائم اور اوسکی پیروی مین آزاد رہے - چنانچہ بیت المقدس کی عدالتون نے دو طرح کے لوگون مین تمیز قائم کی تھی - ایک وہ "جنہون نے

---

ملک بورکارڈ لکھتا ہے "لیکن فی الواقع یہ امر غور طلب ہے اگر بعض لوگ جو کسی بات کو بیان کیے بیان کرتے ہین اس رائے کے خلاف ہین کہ مشرق کا تمام ملک جو سمندر پار ہے مسیح کا نام لیوا ہے اور اسی کی نام کا وعظ کرتا ہے - البتہ سارا سین (مسلمان) اور بعض کمان جو کیپادوسیا مین رہتے ہین اس کی مستثنیٰ ہین بس مین اسکو سچی بات سمجھتا ہون (جیسا کہ مین نے خود دیکھا ہے) اور جو لوگ جانتے ہین انسے سنا ہے کہ ہر ایک مقام و ہر علداری مین (سوائے مصر و عرب کی) یہان کثرت سے سارا سین اور دیگر پیروان محمد صلی اللہ علیہ وسلم آباد ہین انکو ہر ایک مین تیس یا اس سے زیادہ عیسائی ملینگے - چونکہ تمام عیسائی جو سمندر پار ہے ہین مشرقی ہین (گو وہ عیسائی ہون) اور چونکہ وہ ہتیار نہین استعمال کرتے کیونکہ سارا سین اور تاتاریون کی حملون سی پرجوکر انکی رعایا بنگئے ہین امن و عافیت کو خراج دیکر خریدتے ہین اور سارا سین یا اور لوگ جنکا یہ فرمانروا ہین اپنے عمال و محصول جمع کرنیوالون کو انکی ملکون مین مقرر کرتے ہین ایسلیے یہ ہوتا ہے کہ علداری کو سارا سین کی علداری کہا جاتا ہے حالانکہ درحقیقت عمال و محصول جمع کرنیوالون اور انکے کنبون کی سوی باقی تمام لوگ عیسائی ہین اور یہی مین نے اپنی آنکھون سے سلیسیا اور آرمینیا کو چک مین دیکھا ہے جو تاتاریون کی حکومت مین ہین" (بورکارڈ دی ماؤنٹ سیون ڈیسکرپشیو ٹیرے سانکٹے صفحہ ۹)

[illegible] دوسرے قانون کی پیروی کی" اور دوسرے وہ "جنہوں نے عیسائیوں کیخلاف ساسین کی امداد کافرون کی فوجی خدمات ایک برس اور برس پر ایک دن سے زیادہ کیں"

ویسے عیسائی مسلمانوں کی حکومت کو صلیبی مجاہدوں[۵۱] کی حکومت پر یقینی ترجیح دیتے تھے۔ اور جب بیت المقدس اوسوقت (۱۲۴۴ء) اور ہمیشہ کے لیئے مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تو معلوم ہوتا ہے کہ فلسطین کی عیسائی رعایا نے اپنے آقاؤں یعنی مسلمانوں کا خیر مقدم کیا اور امن و رضامندی سے انکی حکومت کے مطیع ہوگئے[۵۲]۔

حکومت اسلامیہ میں عیسائیوں کو جو مذہبی آزادی میسر آئی تو ایشیاے کوچک کے عیسائیوں کو بھی وسی زمانہ میں اسکا خیال پیدا ہوا اور سلجوقی ترکوں کے آنے کو یہہ سمجھکر عیسائیوں نے اپنے حق میں مفید جانا کہ عیسائی حکومت سے ہمکو رہا کرینگے یعنی محصول ہی کی سختیوں سے نہیں بلکہ کلیسۂ یونان کی عقوبت پسند خصلتوں سے بھی نجات ملیگی جسنے منحرف فرقہ پالیسین اور ائیکانوکلاسٹ پر سخت ظلم کیے تھے۔ چنانچہ میکائیل ہشتم (۱۲۶۱ء) کے زمانہ میں وسط ایشیاے کوچک کے باشندوں نے ترکوں سے درخواست کی کہ چھوٹے شہروں پر قبضہ کرلیں تاکہ رعایا کو عیسائی سلطنت کے ظلم سے نجات ملے۔ اکثر امیر غریب وطن ترک کر کے ترکون کی عملداری میں چلے آتے تھے[۵۳]

اب صرف مغربی ایشیا کے دو کلیساؤں کا یعنی ارمنی اور جرجانی کلیسا کا ذکر کرنا باقی رہ گیا ہے۔ ارمنی کلیسہ کی نسبت یہہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام شرقی کلیسہ جو حکومت اسلامیہ کے فرمان پذیر ہوے

---

[۵۱] اسپیرو ے جرو سلم۔ توم ۲۔ صفحہ ۳۲۵ [۵۲] پرظ۔ صفحہ ۱۴۶ - ۱۴۷ و ۱۵۰۔

[۵۳] ۱۲۱۱ عیسوی میں [illegible] کے پریلیتون نے ذیل کا مضمون خوارزمیوں کے حملے کی بابت میں لکھا "سلطان [illegible] نے خوارزمیوں کو ملک کیلیے بلایا تہا تاکہ ملک سے صلیبیوں کا استیصال ہو" پریلیتون نے لکھا ہے کہ "وہ (خوارزمی) تمام ملک میں [illegible] [illegible] تک [illegible] کوئی [illegible] نہیں وہ ملک پر قبضہ کرتے ہیں اور اسکو تقسیم کرتے ہیں گویا کہ ملک انہی کا ہے اور اپنے حاکموں و عمال کو شہر [illegible] عیسائیوں کے شہروں اور قصبوں میں مقرر کرتے ہیں اور عیسائی زمیندار دنسی ایلیلی کا محصول و خراج لیتے ہیں جیسا کہ دستور کی [illegible] [illegible] شرقی عیسائی جابجا صلیبیوں کے دشمن ہوگئے ہیں اور انسے باغی ہیں خوارزمیوں سے ملے ہیں" میتہے پارسی لیفس کرانک۔ [illegible] لندن ۱۸۷۲ء [illegible] فنلے جلد تیسری صفحہ ۳۵۸ - ۳۵۹ اکروسو دی بنرنٹیز دیس [illegible] صفحہ [illegible]

ہوسکا نہین یہہ ہی کلیسہ ایسا تہا جسنے (تعدادی نسبت کے اعتبار سے) اپنے معتقدین کو
نومسلمون کے ازدیاد شمار کے لیے سب سے کم پیش کیا۔ بہادر قوم ارمنی کے حالات عجیب
ہین کہ مخالفون کے مقابلہ مین جسکی تعداد ہی مغلوب کرنیوالی تہی وہ کسطرح کشمکش مین رہی اور صدیون
کی جنگ و پیکار ظلم و ستم اور جلاوطنی کے بعد کس حسن عقیدت سے وہ اپنے مسیحی دین سے وابستہ
رہی مگر باوجود اس دلچسپی کے ہماری کتاب مین گنجایش نہین کہ سوای مختصر حال کے کہ اسکو اسلامی
تاریخ سے کیا واسطہ ہا کچہہ زیادہ لکہا جاوے ۔ آرمینیا کی عملداری حملۂ عرب کے بعد بہی [illegible]
رہی اور نوین صدی عیسوی مین عروج پاکر قابل وقعت عملداری ہوگئی خلافت بغداد کے زمانۂ انحطاط
مین اسکو ترقی رہی لیکن گیارہوین صدی عیسوی مین ترکان سلجوق نے اسکو غارت کیا۔ کچہہ لوگ
بہاگ گئے اور آرمینیا کوچک کی ریاست قائم کی لیکن چودہوین صدی مین یہہ بہی مٹ گئی ۔
آرمینیا کے لوگون کی قومی زندگی باوجود اسکے کہ خودمختاری انکے ہاتہہ سے جاچکی تہی برقرار رہی
اور جیسا کہ ترکونکی حکومت مین یونان والون کا حال تہا ارمینیون کا مذہب اور قومی کلیسہ بہی
انکی حمیت اور آرزوؤن کا مرجع عام بن گیا۔ چنانچہ ٹاؤزنیر نے گو اوسکے قول مین غمخواری نہین
پائی جاتی آرمینیون کی نسبت لکہا ہے کہ ۔ "وہ شاید بہت کم ارمنی ایسے ہون جو نفع دنیا کے
خیال سے اسلام قبول کرتے ہون۔ لیکن عموماً وہ دنیا کے سب سے زیادہ ہٹیلے اور سرکش لوگون
مین ہین اور تعصب کے اصولون مین سب سے بڑہکر مضبوط ہین"

جرجانی کلیسہ (جو چوتہی صدی عیسوی کے شروع مین قائم ہوا) یونان کے کلیسہ کی شاخ تہا
چھٹی صدی عیسوی کے وسط سے جرجان کے بطریق نے خودمختاری حاصل کی لیکن جرجانی
اور یونانی کلیسہ مین ہمیشہ تعلق رہا۔

خانہ جنگیون سے برباد ہوکر اور یونانیون۔ عجمیون عربون اور ترک مغل کی متواتر یورشون کو
سہکر جرجان کے بہادر باشندون کی تاریخ ایسی ہے جسمین بیرونی دشمنون سے معرکون کا تانتا

---

سلہ ٹاؤزنیر (۱) صفحہ ۱۷۳۔

اسنے عیسائی مذہب ترک کرکے اسلام اس شرط پر قبول کیا کہ کارتلی کا تخت اسکو مل جاوے۔ اہل عجم نے اسکو شاہانہ اختیارات دیے لیکن جرجانیون نے اسکو اپنا حاکم ماننے سے انکار کیا اور غداری سے اسکو باہر نکال دیا[۵۱]

اٹھارہوین صدی کے ختم کے قریب جرجان کے بادشاہ نے اپنی رعایا کو سلطنت روس کی حفاظت مین دیدیا جس وقت تک جرجانیون پر مسلمان حملہ اور یورش کرتے تھے اسوقت تک اہل جرجان کے جوش حمیت نے مسیحی دین کو اپنے مین زندہ و سلامت رکھا لیکن اب چونکہ بیرونی سلطنت جسنے انکی آزادی کو چھینا چاہا عیسائی مذہب رکھتی تھی تو کوہ قاف کے بعض شمالی اضلاع مین یہہ ہی جوش اس طرح صرف ہوا جس سے اسلام کا نفع مرتب ہوگیا۔ داغستان مین ایک درویش منصور نامی نے کوشش کی کہ قاف کی مختلف قومون کو روسیون کے مقابلہ کے لیے متحد کر دے۔ منصور نے اسلام کا وعظ شروع کیا اور بوچیستان اور داغستان کے عیسائی شہزادون اور رئیسون کو مسلمان کر لیا جو آجتک مسلمان ہین۔ سرکیشیا کے بہت سے لوگون نے بھی منصور کا وعظ سنکر اسلام قبول کیا اور عیسائیونکی ماتحتی سے جلاوطنی کو بہتر جانا[۵۲] لیکن ۱۷۹۱ء مین منصور قید کیا گیا اور ۱۸۰۱ء مین آخرکار جرجان سلطنت روس مین شامل کر لیا گیا۔

[۵۱] اصلی دستاویزات متعلق امور پلوٹیک مابین جرجان و فرانس۔ بادشاہ لوئی چہاردہم کے عہد سلطنت کے ختم کے قریب جنکو مسٹر بروسے خرد نے جمع کیا۔ قسم ۹ صفحہ ۱۹۷-۱۵۱۔۳

[۵۲] کنزی صفحہ ۷۔ گارنے صفحہ ۱۹۳ سنہ ۱۸۶۴ء مین تقریباً بچاس لاکھ سرکیشی مسلمان سلطنت عثمانیہ مین چلے آئے۔

جزیہ دیہ یا تو عمرو ابن العاص نے گرجاؤں پر قطعاً مالک رہنے کی ان کو اجازت دی اور مو یعقوبیہ
میں انکو خود مختار کر دیا۔ اور اسطرح عمرو نے یعقوبی عیسائیوں کو حکومت سابقہ کی دست اندازی سے
جو ان پر سخت بار تھا نجات دی۔ اسلامی سالار لشکر نے کسی گرجا کے مال پر ہاتھ نہ ڈالا اور نہ کوئی
کام غارتگری یا لوٹ کا کیا[۱۱]۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی حکومت کے ابتدائی زمانہ میں قبطیوں کی حالت
خاصی امن کی تھی[۱۲]۔ اور کوئی شہادت اس بات کی نہیں ملتی کہ مسیحی دین سے برگشتہ ہو کر قبطیوں
کا کثرت سے مسلمان ہو جانا اسلامی حاکموں کے جور و عقوبت کا نتیجہ تھا۔ مسلمانوں کی فتح ابھی تکمیل
کو نہ پہونچی تھی اور دار الحکومت اسکندریہ ابھی تک مقابلہ پر تھا کہ اکثر قبطیوں نے اسلام قبول کر لیا[۱۳]۔
اور جو مثال ان لوگوں نے قائم کی چند سال کے بعد دوسروں نے اسکی تقلید کی[۱۴]۔ حضرت عثمان رض
(۶۴۴–۶۵۵ع) کے دور خلافت میں جو محصول آتا تھا اسکی رقم ایک کروڑ بیس لاکھ کی تھی۔ چند
سال کے بعد یہ آمدنی بچاس لاکھ کی رہ گئی جسکا سبب یہ ہوا کہ کثرت سے عیسائی مسلمان ہو گئے
تھے۔ عمر ثانی یعنی عمر ابن عبد العزیز (۷۱۷–۷۲۰ع) کے زمانہ میں اس آمدنی میں اور تخفیف ہوئی۔
یہانتک کہ گورنر مصر نے تجویز کی کہ آئندہ جو لوگ مسلمان ہوں وہ جزیہ سے مستثنیٰ نہ کیے جاویں
لیکن صاحبدل خلیفہ نے اس تجویز کی منظوری سے انکار کیا اور کہا "اگر کل عیسائی مسلمان
ہو جاویں تو بھی میں خوش ہونگا۔ کیونکہ خدا نے اپنے نبی کو آدمیوں میں رسول کر کے بھیجا تھا نہ
محصولوں کا جمع کرنیوالا[۱۵]"۔ پس فی الحقیقت مصر کے بہت عیسائیوں نے مسیحی دین کو ایسی ہی بے پروائی
اور عجلت سے ترک کیا جیسے چوتھی صدی عیسوی میں اسکو اختیار کیا تھا۔ چوتھی صدی عیسوی سے

[۱۱] بیمین تکیو کا یعقوبی بطریق (زمانہ۔ ساتویں صدی عیسوی کا اخیر نصف حصہ) صفحہ ۵۸۴۔ [۱۲] علامہ مقریزی نے
کے مطابق فتح مصر کے تقریباً ستر برس بعد جو سختیاں اور مالی نقصان قبطیوں کو اٹھانے پڑے وہ ایسے ہیں کہ مذکورہ بالا زمانہ امن
کو مورخ فون رانکے کی طرح زیادہ مدت دینے کے ہم مجاز نہیں۔ فون انکے لکھتا ہے "مصر کی نسبت ہمکو صاف شہادت ملتی ہے
کہ حکومت عرب کے زمانہ میں صدیوں تک جو فتح مصر کے بعد گذریں مصر کے باشندے بہت امن کی حالت میں تھے۔" (ویلتگیشیتے پانچوین
جلد صفحہ ۱۵۳۔ چوتھی ایڈیشن) [۱۳] بیمین تکیو صفحہ ۵۶۰ [۱۴] بیمین تکیو صفحہ ۵۶۰ "اب بہت سے مصریوں نے جو جھوٹے عیسائی تھے پاک
عیسوی کلام زندگی بخش مصلح کو ترک کیا اور مسلمانوں کا مذہب جو خدا کا دشمن ہے اختیار کیا۔ اور .... محمد کے قابل نفرین دین کو قبول کیا۔
انہوں نے ان بت پرستوں (یعنی مسلمانوں) کی خطیوں میں حصہ لیا اور عیسائیوں کے خلاف ہتیار اٹھائے۔" [۱۵] خود مسی رم [illegible] صفحہ [illegible]

بیچے فوحن قبیل کی آبادی کا مختصر حصہ مسیحی المذہب تھا لیکن قیصر روم ہیرکلیس کے ظلم سے مسیحی شہداؤ
پڑگیا۔ سبب یہ تھا اور انکے معجزات کے قصّون کا چرچا ہوا اور قومی حمیت جو حکومت غیر کے احکام سے مخالفت کا
نتیجہ تھی پیدا ہوئی اور انکو یقین ہوا کہ عیش و انبساط کی جنت اُن شیدائیان مذہب کے لیے کھلی ہے جنہون نے
رومیون کے ہاتھون کے نیچے اپنی جانین کھوئین تو ایسا جوش پیدا ہوا کہ عیسائی مذہب بہت جلد
ان مین رواج پا گیا۔ ایک مورخ لکھتا ہے "دبجائے اسکے کہ وعظ و ہدایت سے جیسا کہ شرق کے
اور ملکون مین ہوا تھا مصر کے لوگ عیسائی کیے جاتے انہون نے عیسائی مذہب کو بیتابانہ جوش
و خروش کی حالت مین بغیر وعظ سنے اور بغیر عیسوی دین مین تعلیم پائے اختیار کر لیا۔ نئے مذہب کا سوا
اسکے انکو کچھ علم نہ تھا کہ یسوع مسیح کا نام جانتے تھے جو ہمیشہ کی خوشی اپنے معتقدین کو بخشتا ہے[۵۱]"
عیسائی مذہب کی نسبت خیال ہے کہ ساتوین صدی عیسوی مین وہ مصر کی عامہ خلائق پر کم قدرت
رکھتا تھا۔ دینیات کی اصطلاحین جنکو عیسائیان مصر کے سرگروہ حکومت روم کے خلاف نفرت عناد
کے ہیجان کے لیے استعمال کرتے تھے انکا مفہوم چند ہی لوگون کو معلوم تھا۔ اور احتمال ہے کہ اہل
عرب کے شروع زمانہ تسلط مین اسلام کے جلد شائع ہونے کی وجہ مسلمانون کی جانب سے ایسی مخصوص
کوششین نہ تھین جو مصر کے عیسائیون کو اس طرف متوجہ کرتین کہ انکے مذہب مین زیادہ موثر رہنے
کی قدرت باقی نہین ہے۔ مذہباً جس بنا پر یعقوبی عیسائی علحدہ فرقہ کی حیثیت رکھتے تھے یعنی
انکے مسائل دین جن پر ثابت قدمی کے لیے اسقدر مدت تک اور نقصان کے ساتھ انہون نے
جد و جہد کی تھی ایسے مسائل پر مشتمل تھے جن مین علم حکمت کے دشوار خواص موجود تھے۔ اور کچھ شبہہ
نہین کہ ان ناختتم مباحثون سے جو اُن کے چارون طرف برپا تھے حیران اور پریشان ہو کر عیسائیون
نے ایسا مذہب اختیار کر لیا ہو جسکو توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے سادے [illegible]
کلمہ جس مین مختصراً بیان کر دیا گیا تھا۔ زمانہ مابعد مین خود قبطی کلیسہ مین ایسی تحریک کے آثار [illegible]

[۵۱] کچھ شک نہین کہ شہیدون کی کثرت سے کل قوم کا حکومت غیر کے خلاف ایک طرح کے مقابلہ مین مصروف ہونا
ظاہر ہوتا تھا۔ ایملینو صفحہ ۵۸ ـ [۵۲] ایملینو صفحہ ۸۰ ـ ۸۱ ـ

بیشک سوادی کلکوئین مصر کو سب سے زیادہ صلح کل ملک کہا جاتا ہے ہزارہا قبطیین مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین[۵۱]۔ مگر اسمین شبہہ نہین کہ قبطی عیسائیون کی تعداد کو کم کرنے مین ظلم اور سختیون نے بڑا حصہ لیا۔ اور یعقوبی کلیسہ مصر کی داستانِ الم کہ خود عیسائیون[۵۲] اور مسلمانون نے اونپر کیا کیا ظلم کیے بہت دردناک ہے۔ اکثر عیسائیون نے بھاری محصولون اور ناقابل برداشت ذلتون سے بچنے کے لیئے اپنا مذہب چھوڑا۔ ان مصائب کے لحاظ سے جو فرق قبطیون اور شام اور فلسطین و اندلس کے ہمعصر عیسائیون مین تھا اسکی تصریح خود قبطیون کی قوم کے سرکش خصائل سے ہوتی ہے سلطنت روم کی خود مختاری اور امور دینیہ مین اسکی مطلق العنانی نے قبطیون کے حامیون کو مضبوط فریق بنا دیا تھا جسکو اہل عرب کی غیر حکومت کا مطیع بننا بھی ویسا ہی عیسائیون کی اطاعت کی طرح ناگوار تھا۔ سنہ ۶۶۴ عیسوی مین قبطیون نے اسلامی حکومت سے بغاوت کی اور کچھ عرصہ کے بعد عربون کو اسکندریہ سے نکال دیا۔ اور شہر کے دروازے رومی عیسائی سپاہ کے لیے کھول دیے مگر اس حال مین بھی ان رومیون نے بدقسمت قبطیون کو اپنا دشمن تصور کیا۔ کیونکہ وہ اس بات کو نہین بھولے تھے کہ پہلے قبطیون نے مسلمان لشکر کشون کا خیر مقدم کیا تھا۔ غرض یہہ پہلی بغاوت اُن مفسدون اور ہنگامون کے سلسلہ کی تھی جو قبطیون نے برپا کیئے[۵۳]۔ ان ہنگامون کو محصول کی سختی سے اکثر اشتعال ہوا جنکی پاداش مین خوفناک سزائین انکو اُٹھانی پڑین اور مصر کے یعقوبی عیسائیون کی حالت ایسی دشوار بسر ہوگئی کہ قلمرو اسلامیہ کے کسی ملک مین کسی مسیحی قوم کی نہ تھی۔ لیکن ایسے واقعات کا بیان مسلمانون کے ظلم و تعصب کی تاریخ سے واسطہ رکھتا ہے نہ کہ اس کتاب سے۔ بہرنہج یہہ فرض نہین کرنا چاہیئے کہ قبطیون

---

[۵۱] لونکے (۱) پہلی جلد صفحہ ۳-۵ [۵۲] قبطیون کو محصول کی زیادتی کی شکایت پہلی دفعہ اُسوقت ہوئی جبکہ شمالی مصر کے عیسائی حاکم میناس نے شہر سکندریہ سے بجای بائیس ہزار طلائی سکون کے جنکو عمرو ابن العاص نے محصول قرار دیا تھا تینتیس ہزار بیچیتر طلائی سکے وصول کیے (دیکھو نکیوی صفحہ ۵۸۰) رینودو صفحہ ۱۶۰ لکھتا ہے کہ ارتھوڈوکس فرقہ کے قسوس کا جب پہر دور دورہ ہوا تو اسلامی فتوحات مصر کے تہتر برس بعد قبطیون نے ان عیسائیون کے ہاتھون بھی ویسی ہی ظلم اُٹھائے جو مسلمانون نے کیئے [۵۳] مقریزی نے قبطیون کے پانچ اور ہنگامون کا ذکر کیا ہے جو سپاہ کی مدد سے فرو ہو سکے اور حکومت عرب کی پہلی صدی مین گنے ہے مقریزی (۲) صفحہ ۷۹-۸۲۔

الی قوم کی حیثیت ہمیشہ مظلوم قوم کی ہی- بلکہ اسکے خلاف اسپینے ملنے لتے ہے کہ انکو شروت
ہوی اور سلطنت کے مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوے سرکاری فترون[۵۱] مین معتمد او رمحرر مقرر ہو
ملک کے محصول کا ٹھیکہ انکو دیا گیا[۵۲] اور بعض صورتون مین انہون نے دولت خوب جمع
کرلی[۵۳] قبطی کلیسہ کی تاریخ سے اکثر مثالین مسیحی علما کی دریافت ہوتی ہین جنپر سلاطین مصر نے
اپنے وقت مین بہت التفات ظاہر کیا- اوران سلاطین مین سے اکثر کے دور حکومت مین عیسائیون
کو نہایت درجہ امن میسر ہا[۵۴]- مصر کے کلیسہ کا یہہ زمانہ امن تہا کہ ایک واقعہ جس سے بہت عیسائی
مسلمان ہو گئے پیش آیا-

سلطان صلاح الدین (۱۱۶۹-۹۳ء) کے عہد حکومت مصر مین اس صلح کل بادشاہ کے ظل حمایت مین
عیسائی بہت خوش حال تہے- اُن پر جو محصول جاری ہوے تہے وہ کم کردیے گئے- اور
بعض بالکل موقوف ہوے- سرکاری فترون مین عیسائی بجوم کرآئے اور معتمد- محاسب وزرخزانہ
کے عہدون پر کثرت سے مقرر ہوے- تقریبا ایک صدی تک سلطان صلاح الدین کے
جانشینون کے زمانہ مین عیسائیون کو مذہبی آزادی اور سلاطین کا لطف ایسا میسر ہا کہ خدام کلیسہ
کی خواری اور رشوت ستانی کے سوای انکو کسی بات کی شکایت نہتھی- کلیسہ مین منصب فروشی کو بہت
بہت ترقی ہوگیا تہا- اور قسیس کا عہدہ جاہل اور شریر لوگون کے ہاتہہ بیچا جاتا تہا- اس منصب کے
امید وار باوجود لیاقت اور قابلیت کے اس وجہ سے علحدہ رکہے جاتے تہے کہ قسیس کو اپنی
تقرری کے وقت جو روپیہ دینا ہوتا تہا اسکو وہ ادا نہ کرسکتے تہے- نتیجہ یہہ ہوا کہ عیسائیون کی
دینی اور اخلاقی تعلیم کیطرف سے بالکل غفلت ہونے لگی- اور مسیحی زندگی مین قابل افسوس تنزل ہوا[۵۵]
کلیسہ کی تخریب اس درجہ ہوی کہ جب یحیی ایعقوبیون کا چہتروان بطریق مرا اور ۱۲۱۶ عیسوی
مین اسکی جگہہ دوسرے آدمی کو منتخب کرنے کی ضرورت ہوی تو اس موقع پر فریقان مقابل نے اپنے

---

[۵۱] رنودو صفحہ ۸۹ و ۴۸۷ و ۳۲ و ۴۳۰ و ۴۴۵ - [۵۲] رنودو صفحہ ۶-۳ - [۵۳] رنودو صفحہ ۳۴۳ و ۶۰۷ - سفرنامۂ ناصر خسرو چارلس شیفر صفحہ ۱۵۵-۱۵۶ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۱ء) [۵۴] رنودو صفحہ ۱۲ و ۲۵ و ۳۱ و ۳۴۳ و ۴۴۵ [۵۵] رنودو صفحہ [illegible]

صحیح تاریخی شہادت ملتی ہے کہ جس زمانہ مین بطریق کا منصب خالی پڑا تھا تو عیسائیون کو اپنے
مذہب کی علانیہ پیروی مین تمام و کمال آزادی تھی۔ اور انکو اجازت تھی کہ گرجاؤن کی مرمت کرین
بلکہ نئے گرجا بھی تعمیر کرین۔ جو قیدین اُنپر ایسی تھین کہ گھوڑون اور خچرون پر سوار ہون اُن سے
بھی اُن کو آزاد کر دیا تھا۔ رہبان و قسیس جزیہ سے بری ہوے اور خاص اختیارات بھی انکو ملے[1]
یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ مذکورۂ بالا واقعہ (جس مین منصب بطریق خالی رہا) کس حد تک
قبطی عیسائیون کے مسلمان ہونیکا باعث ہوا مسیحی دین کیطرف سے ایسی غفلت کی مثال
دو کیاپچی مشنریون نے بیان کی ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی مین دریای نیل کے
کنارے ملک تک سفر کیا۔ ان مشنریون کو دریافت ہوا کہ ملک قبطیون مین کوئی قسیس موجود
نہین ہے اور اُن مین سے بعض لوگون کو پچاس برس ہونے آئے ہین کہ انھون نے رسم قربان
نہین ادا کی اور مسیحی عشاء مین شریک نہین ہوے[2]۔ پس ایسی حالت مین قبطی عیسائیونکی تعداد مین
کمی کا پیدا ہونا آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے۔

اسی طرح کی غفلت سے ملک نوبیہ کا کلیسۂ مسیحی مذہب مین نہ رہا۔ یہہ کلیسہ اسکندریہ کے
بطریق کو اپنا افسر کہتا تھا جیسا کہ حبش کے باشندے آج تک اس بطریق کو اپنا سردار مانتے
ہین۔ چھٹی صدی عیسوی کے وسط مین نوبیہ کے لوگون نے عیسائی مذہب اختیار
کیا تھا۔ جب عربون نے مصر فتح کیا تو یہہ ملک خود مختار رہا۔ نوبیہ کے لوگون اور عربون مین
ایک عہدنامہ ہو گیا تھا جسکے بموجب ہر سال تین سو کالے غلام دس بندر اور ایک زرافہ نوبیہ
کے لوگ عربون کو بھیجتے تھے اور عرب اسکے معاوضہ مین غلہ و روغن اور کپڑے روانہ کرتے
تھے۔ خلیفہ معتصم (۸۳۳–۸۴۲ء) نے اپنے عہد حکومت مین نوبیہ کو سفارت روانہ کی تاکہ
اس عہدنامہ کی تجدید ہو۔ نوبیہ کا بادشاہ دار الخلافہ مصر مین آیا۔ بہت تزک و احتشام سے

---

[1] نوو، صفحہ ۵۷۵ — [2] لاسیون دو ویل دو سعید فیت این ۱۶۶۸ یا یروتے اسے چال فرانسوی
دور لیان صفحہ ۳ (تیونو۔ دوسری جلد)

ہوتی رہی۔ (پندرہوین صدی عیسوی کے شروع زمانہ مین) علامہ مقریزی نے اشاعتِ اسلام کے
لطیف واقعات مین سے جنکو مصنفین عرب شاذ لکہتے ہین ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اس واقعہ
کا راوی ابن سلیم الاسوانی ہے اور واقعہ دلچسپ ہے کیونکہ وسمین ایک امی اسلام کا نقشہ
جبکہ وہ تبلیغ مین مصروف تہا ہو بہو دکہایا گیا ہے۔ جس نومسلم کا ذکر اس قصہ مین ہے اگرچہ
پہلے وہ عیسائی نہ تہا اور نہ نوبیا کا رہنے والا تہا تاہم اوس سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ
پندرہوین صدی مین اسلام قبول کرنیکا واقعہ نوبیہ مین پیش آیا۔ ابن سلیم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ
نوبی سردار مقرہ سے اسنے ملاقات کی۔ مقرہ نے کہا کہ وہ ایک ایسے ملک سے آتا ہے
جو دریای نیل سے تین مہینے کی مسافت پر ہے جب اسکے مذہب کی نسبت سوال کیا گیا تو
اوسنے جواب دیا کہ میرا خالق اور تیرا خالق خدا ہے۔ موجودات عالم کا اور انسان کا پیدا کرنیوالا
ایک ہے اور اوسکے رہنے کی جگہ آسمان پر ہے۔ جب کبہی مینہ نہین برستا یا ہم مین یا
ہمارے مویشیون مین وبا پہیلتی ہے تو ہمارے ملک والے ایک اونچے پہاڑ پر چڑہ جاتے
ہین اور وہان خدا سے دعا مانگتے ہین۔ خدا ہماری دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور ہم پہاڑ سے اترنے
نہین پاتے کہ ہماری ضروریات مہیا ہو جاتی ہین۔ جب مقرہ نے تسلیم کیا کہ خدا نے کبہی کوئی
نبی ان پاس نہین بہیجا تو ابن سلیم نے اسکے سامنے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا کہ کس طرح خدا کی مدد سے وہ معجزات کے قابل ہوے
مقرہ نے جواب دیا۔ "انہون نے جب یہ معجزت کیے تو ضرور سچائی انکے ساتھ تہی۔ اگر
انہون ایسا کیا تو ان پر مین یقین کرتا ہون[۵۱]"

نوبیہ کے لوگ بہت عرصہ مین اور بتدریج عیسائی مذہب سے اسلام کی طرف آسے۔
انکے کلیسہ کی روحانی زندگی نہایت ادنیٰ ہو گئی تہی اور چونکہ اصلاح مذہب کی کوئی تحریک
ان مین پیدا نہین ہوی اور اپنے ملک کی حدود سے باہر تمام کلیساؤن سے انکا تعلق قطع ہو گیا

۵۱؎ مقریزی کی کتاب الخطط پہلی جلد صفحہ ۱۹۳۔

بھی جو صدیون پہلے سے اس ملک مین سیر و سفر کیا کرتے تھے اس نتیجہ کو زیادہ ترپیا گیا۔ نوبیہ کے شمال مین مصر تھا جہان سے اہل عرب نے منبع نیل کیطرف بڑہ کر دریا کے کنارون پر حکومت قائم کی تھی[1]۔ جنوب مین بلیو قوم کی اسلامی عملداری تھی جو نوبیہ کو حبش کے ملک سے جدا کرتی تھی ــ سولہوین صدی کے شروع مین بلیو کی قوم باوجود مسلمان ہونے کے حبش کے عیسائی بادشاہ کی معاون و باجگزار تھی[2]۔ اور اگر یہ قوم وہی ہے جسکو بلیون لکہا گیا ہے اور جسکا حال بارہوین صدی عیسوی مین مؤرخ ادریسی نے لکہا ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ قوم باجا کے ساتھ (جسکو جزیرہ میرو کا باشندہ کہا گیا ہے) یعقوبی مذہب رکہتی تھی[3] تو احتمال ہے کہ قوم بلیون باجا کی قوم سے صرف چند سال پہلے مسلمان ہوی۔ باجا کے لوگ فنج کی اسلامی عملداری مین اسوقت شامل کر لیے گئے جب ۱۴۹۹ء اور ۱۵۳۰ء عیسوی مین اس عملدار نے جنوب سے لیکر نوبیہ اور حبشہ کی سرحد تک اپنی فتوحات کو ترقی دی اور سنار کی زبردست ریاست قائم کی۔ جسوقت احمد گرانی کے لشکر نے حبشہ پر چڑہائی کی اور جنوب سے شمال کی طرف ملک کے بیچ سے رستہ کرتا ہوا نکلا تو سنہ ۱۵۳۴ء مین احمد کا لشکر اور سلطان ماسیگا یا مازاگا کی سپاہ ایک جگہہ مل گئی۔ مازاگا کے ملک مین بھی جو حبشہ اور سنار کے وسط مین واقع تھا اسلامی عملداری تھی لیکن وہ حبشہ کی باجگزار تھی سلطان مازاگا کے لشکر مین پندرہ ہزار نوبی سپاہی تھے اور جو کیفیت انکی بیان کی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مسلمان تھے[4]۔ نوبیون کے تبدیل مذہب کا حال جو اوپر بیان ہوا جستہ جستہ ہے اور کافی نہین لیکن جسقدر حالات انکی خود مختارانہ خصلت و جبلت اور استحکام مذہب کے متعلق تحقیق ہوتے ہین کہ جبتک عیسوی مذہب اُن مین زندہ رہا وہ اوسکے کیسے پابند رہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انکا مذہب تبدیل کرنا اپنی رضا و رغبت سے عمل مین آیا۔ جبر و اکراہ سے وہ کبھی اسلام قبول نہ کرتے۔

اب ہم حبش کے باشندون مین اسلام کی تاریخ بیان کرتے ہین۔ حبش کے لوگون نے نوبیون سے دو صدی پہلے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ اور نوبیون کی طرح یعقوبی کلیسہ کے

[1] برکہارٹ (۱) صفحہ ۳۰۹ [2] الوارز، صفحہ ۴ [3] ادریسی صفحہ ۲۱ [4] زیکینی۔ صفحہ ۱۴۰ اور غیرہ وغیرہ۔

بحیرۂ احمر کی سمت سے جسکے مغربی سواحل حبش کی سلطنت مین شامل تھے اہل عرب کے گروہ
وطن چھوڑکر حبشہ مین داخل نہین ہوے بلکہ جب تک عرب مین اسلام شائع ہوگیا تو صدیون کے
بعد یہ واقعہ پیش آیا دسوین صدی عیسوی تک صرف چند اسلامی خاندان تھے جو حبش کے
ساحلی شہرون مین آباد ہوے ـ لیکن بارہوین صدی عیسوی کے خاتمے پر ایک مسلمانی
خاندان کے قائم ہونے سے سلطنت حبش کے چند حصہ جو ساحل بحر احمر پر تھے اسکے قبضہ
سے نکل گئے ـ سنہ ۱۳۰۰ عیسوی مین ایک داعی اسلام جسکا نام ابو عبداللہ محمد تھا حبشہ مین پہنچا
اور لوگون کو اسلام قبول کرنے کی ہدایت کی ـ دوسرے برس وہ لاکھ آدمیون کی سپاہ سے
حاکم امہرہ پر کئی دفعہ حملہ کیا[۵۱] چودہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر خانہ جنگیون کی وجہ سے ملک
پر آشوب ہوا ـ چنانچہ عربون کی بستیان جو بحیرۂ احمر کے مغربی کنارون پر تھین کل ساحل کی مالک
بن گئین اور حبش والون کو ملک کے وسط مین ہٹا دیا ـ سولہوین صدی کے شروع زمانہ مین عدل
کی زبردست اسلامی عملداری جو حبش کی حدود اور بحیرۂ احمر کی جنوبی حد کے درمیان واقع تھی
اور اَور کئی ریاستین عیسوی سلطنت حبشہ کی سخت دشمن تھین لیکن ایسی صلح پسند ریاستین بھی
موجود تھین جو بر سر یحیی الحبش حبش کے بادشاہ کی معاون اور باجگزار تھین ـ مثلاً ماسوہ مین
ایسے عرب تھے جو حبشی سردارون کے گلون کو چراتے تھے ـ یہہ حبشی سردار تیس تیس چالیس
چالیس کے غول مین مع اہل وعیال کے خانہ بدوش رہتے تھے ـ اور ہر غول کا ایک
عیسائی ”سالار“ ہوتا تھا[۵۲] بعض مسلمانون کا ذکر ہوا ہے کہ بادشاہ حبش کی ملازمت مین تھے
اور بادشاہ نے انکو بڑے عہدون پر مقرر کیا تھا[۵۳] ان مسلمانون مین سے بعض تو اسلام پر
ثابت قدم رہے اور بعض نے ملک کے دین مروجہ (یعنی عیسائی مذہب) کو اختیار کرلیا ـ یہ
بات معلوم کرنی دشوار ہے کہ یہہ اسلامی گروہ کس مرادسے سلطنت حبش کے باجگزار تھے ـ

[۵۱] مقریزی ـ (۲) قوم ۲ ـ دوسرا حصہ صفحہ ۱۸۲ [۵۲] الوارز (ریوسنو) ـ قوم ۲ صفحہ ۲۱۴ و ۲۴۳ و ۲۴۹ [۵۳] زطینی صفحہ ۳۰۳ و [illegible]

اور یا کے مسلمان علاوہ خراج کے بادشاہ حبش کو ہر سال ایک بن بیاہی جوان عورت بھیجتے تھے جو عیسائی کر لی جاتی تہی - یہہ رسم ایک قدیم عہدنامہ کے بموجب جاری تہی اور بادشاہ نے ہمیشہ خیال کیا کہ مسلمان اس رسم کے پابند رہین کیونکہ بادشاہ اُن سے زبردست تہا۔ علاوہ اسکے مسلمانون کو ہتیار رکہنے اور لباس جنگ پہننے کی ممانعت تہی اور حکم تہا کہ اگر گہوڑون پر سوار ہون تو زین نہ لگائین - مسلمان کہتے تہے کہ ان احکام کی ہمنے ہمیشہ پابندی کی ہے تاکہ بادشاہ ہمکو قتل نہ کرے اور ہماری مسجدون کو جلا نہ دے - ہر برس حبشہ کا بادشاہ جوان عورت کے لیے اپنے آدمی بہیجتا ہے - ہم اس عورت کو لیجاتے ہین اور غسل دیتے ہین اور بستر پر لٹا کر اسکو چادر سے ڈہک دیتے ہین - تب ہم دعائین پڑہتے ہین جو حدیث کی کتابون مین ہین اسکو گہر کی دہلیز تک لیجاتے ہین اور پہر بادشاہ کے آدمیون کے حوالے کر دیتے ہین اور یہی کیا ہمارے آبا نے اور ہمارے اجداد نے ہم سے پہلے[51]-

## مسلمانون کی باجگذار ریاستین ناصلہ نشیبی ملک مین تہین اور یہہ نشیبی ملک سلطنت حبش

کی شمالی سرحد بحیرۂ احمر سے مغرب کی سمت مین سنار تک قائم کرتا تہا[52] اور جنوبی سمت مین حبش کے جنوب مشرق تک پہیلا ہوا تہا[53] - اس بات کا فیصلہ قیاس پر مبنی ہے کہ ان پاستون کے مسلمانون نے جو عیسائیون سے ملاپ رکہتے تہے عیسائیون پر کیا اثر پہونچایا اور اوس زمانہ مین بہی موجودہ صدی کی طرح انہون نے عیسائیون کو مسلمان کیا یا نہین مگر یہہ بات یقینی ہے کہ جب سنہ ۵۲۸ء سے سنہ ۱۵۴۳ء تک اول کے خود مختار بادشاہ احمد گرانگی نے (جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ آنجہو کے قسیس کا بیٹا تہا اور اس قسیس نے ترک وطن کر کے ادیون کے ملک مین اسلام قبول کیا[54]) ملک حبش پر چڑہائیان کین تو اکثر حبشی سردار اپنے متعلقین سمیت احمد کے فتحمند لشکر کے ساتہہ ہو کر مسلمان ہو گئے - اور گو بعض اضلاع کے عیسائیون نے

---

۵۱ ترطینی - صفحہ ۱۲۷ - ۵۲ ترطینی صفحہ ۱۵۴-۱۵۵ - ۵۳ ترطینی - صفحہ ۱۱ و ۱۴ و ۵۲ و ۱۲۷ -

۵۴ پلاؤڈن - صفحہ ۳۶ -

جنیہ دینا مناسب سمجھا۔ مگر اور عیسائیون نے فاتحون کا دین قبول کرلیا[1]۔ ایک ہمعصر مؤرخ لکھتا ہے کہ بعض صورتون مین یہ تبدیل مذہب خوف کا نتیجہ تہا۔ اور اونکی طرف سے شبہ تہا کہ وہ سچے دل سے مسلمان ہوے ہین یا نہین[2]۔ لیکن ظاہرا کیفیت عام نہ تہی بلکہ اکثر اضلاع مین عیسائی اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ اسلام قبول کرنا ملک مین عام تحریک نظر آتی۔ مسیحی سردار جو مسلمان ہوے انہون نے بلاشبہہ اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ [illegible] اس غرض سے کہ انکے ماتحتین بہی انکی تقلید کرین انہون نے صرف اپنے ذاتی رسوخ اور ترغیب کی تدبیرون سے کام لیا ہوگا۔ یہہ کہا گیا ہے کہ بعض مسیحی سردار اپنے مذہب سے بہت ناواقف تہے[3] اور اس لیے تبدیل مذہب انکے لیئے زیادہ دشوار کام نہ تہا۔ اس طرح کے تبدیل مذہب مین وہ مسلمان سردار زیادہ مدد و معاون ہوے جو بادشاہ حبش کی ملازمت مین داخل ہوچکے تہے اور ایسے عیسائیون نے بہی جو سابق مین مسلمان تہے اس کام مین مدد دی اور مسلمانون کی لشکرکشی کے وقت موقع پایا کہ عیسائی مذہب اور عیسائی بادشاہ کی اطاعت کو فورا ترک کرکے پہر مسلمان ہوجاوین[4]۔

اس قسم کے لوگون مین سے ایک سردار نے ۱۵۳۱ عیسوی مین احمد گرانی کے نام مفصلہ ذیل خط لکہا ((مین پہلے مسلمان تہا۔ لوگ مجہہ کو قید کرکے لیگیئے اور زبردستی عیسائی کرلیا۔ لیکن ہمیشہ مین دل سے اسلام کا پیرو رہا اور اب مین تیرے اور دین محمدی کے قدمون مین اپنے تئین ڈالتا ہون۔ میرے اقرار کو تسلیم کر اور جو کچہہ گذرا اسکو فراموش کر کیونکہ اب مین تجہپر اور اپنے خدا پر لوٹتا ہون۔ جو سپاہی میرے تحت مین ہین وہ بادشاہ حبش کے ہین لیکن مین احتیاط سے اور رفتہ رفتہ انکو مسلمان ہونے کی ترغیب دونگا)) غرض جو سپاہ اس سردار کی ماتحت تہی اُسکے بڑے حصہ نے اسلام قبول کرلیا۔ اور کہا گیا ہے کہ یہہ لوگ

[1] زطینی صفحہ ۱۵۵-۱۲۶ و ۱۷۲ [2] زطینی - باسم [3] زطینی صفحہ ۴۷ و ۴۸ و ۸۵ و ۱۱۳ [4] زطینی صفحہ ۴۲ ۔ [5] زطینی صفحہ ۱۰ و ۲۹ و ۷۷ و ۱۱۱ و ۱۹۹

عورتون اور بچون سمیت بیس ہزار تھے [ل]

حبش کے لوگون نے پرتگیزون کی مدد سے اسلامی فاتحون کے جوئے کو اتار پھینکا اور ۱۵۴۳ عیسوی مین احمد گرانگی بھی مارا گیا - بہرحال ملک حبش مین اسلام کے قدم جم گئے تھے اور سولھوین صدی کے باقی حصہ اور سترھوین صدی مین ملکی معاملات کی برہم حالت نے ثابت کر دیا کہ اسلام ملک مین قائم رہے - مسیحی کلیسہ آپس کی لڑائیون مین مصروف تھے اور اپنے مذہب کی طرف جو دونون کا دشمن تھا توجہ نہ کر سکے - فرقہ یسوعی اور جابلین کے مشنریون کی کامیابی نے جو حبش والون کو اپنے مذہب مین شامل کرتے جاتے تھے اور معاملات نظم و نسق ملکی مین پرتگیزون کے دخل نے حبش کے عیسائیون مین ان لوگونکی مخالفت کا سخت جوش پیدا کر دیا - اور فی الواقع باہمی عناد کو اسقدر ترقی ہوی کہ بعض حبشی سردارون نے صاف کہدیا کہ پرتگیزون سے اتحاد رکھنے کی جگہہ وہ کسی مسلمان بادشاہ کی اطاعت قبول کرلین گے [لله] مذہب کے بچاؤ اور ملک کی حمایت مین یہ تحریک پیدا ہو کر ایسی عالمگیر ہوی کہ ۱۶۳۲ء کے قریب حبش کے لوگون نے پرتگیزون اور غیر ملک کے عیسائیون کو اپنے ملک سے خارج کیا - اس واقعہ کے بعد حبش کی حالت بہت جلد ایسی خطرناک برہمی اور بدنظمی کی ہوگئی کہ قوم گالا کے چند گروہون نے اوس سے نفع اٹھایا اور حبش کے بالکل وسط مین پہونچ گئے جہان انکی بستیان ابتک موجود ہین -

مذکورہ بالا زمانہ مین جو ترقی اسلام کو ہوی اسکا اندازہ سترھوین صدی کے ایک سیاح کی تحریر سے ہوتا ہے - یہہ شخص لکھتا ہے کہ اوسکے وقت مین پیروان اسلام حبش کے کل ملک مین موجود تھے اور انکی تعداد کل آبادی کا تہائی حصہ تھی [له] - اٹھارھوین صدی مین دریافت ہوتا ہے کہ اسلام نے اس طریقہ سے برابر ترقی کی کہ خاص خاص لوگون نے جابجا اسلام

[ل] ترمینی صفحہ ۷۵ و ۷۷ - [لله] لوبی لودلفی او سنہ الاتھیوپیکا صفحہ ۴ و ۴ (مطبوعہ فرینکفرٹ سنہ ۱۶۹۱ع) ۵۳ ...

[له] ادورت ایتھوپیے پار مانور ل والیئرا صفحہ ۷ - (تیونو - دوسری جلد)

ہو گیا۔ چونکہ ملک مین مضبوط ملکی نظم باقی نہ رہا تھا اس لیے چھوٹے چھوٹے خود مختار سرداروں کو قوت ہو گئی اور باوجود اس امر کے کہ والیان حبش کو (آئین سلطنت کی رو سے) عیسائی مذہب کا پیرو ہونا لازم تھا ان سرداروں مین سے اکثر کو مسلمانوں کے ساتھ بہت ہمدردی تھی مسلمانوں نے بھی اس شوق مین کہ خود مختاری کا درجہ حاصل کرین اپنے مذہب کو جسمین پیدا ہوے تھے ترک کیا اور ظاہر کیا کہ وہ عیسائی ہو گئے ہین تاکہ اعیان ملک کے طبقہ مین شمار ہون اور حبش کے صوبجات پر حاکم مقرر ہو کر انہوں نے اپنا رسوخ تبلیغ اسلام مین صرف کیا لیکن اسلام کی اشاعت مین کامیابی کا خاص سبب یہہ تھا کہ حبشی عیسائیوں کے مقابلہ مین مسلمان اخلاقی برتری رکھتے تھے۔ روپل لکھتا ہے کہ حبش کے سفر مین اسنے اکثر یہ بات دیکھی کہ جب کوئی منصب ایسا خالی ہوا کہ جسکے لیے معتمد و متدین شخص کے انتخاب کی ضرورت ہوئی تو ہمیشہ مسلمان منتخب ہو کر مقرر ہوا۔ عیسائیوں کے مقابلہ مین مسلمان زیادہ چست اور محنتی تھے ہر ایک مسلمان اپنے بیٹوں کو پڑھنا لکھنا سکھاتا تھا لیکن عیسائیوں کے بچے اُسی وقت تعلیم پاتے تھے جبکہ ان کو قسیس بنانے کی خواہش ہوتی تھی۔[۵۵] مسلمانان حبش کا اخلاقی حیثیت سے عیسائی رعایا پر فوق رکھنا اس امر کی توجیہ کرتا ہے کہ کس طرح سلسل لیکن دیر مین موجودہ اور گذشتہ صدی مین اسلام نے حبش کے ملک مین ترقی کی۔ حبش کے شیسوں کی خرابی وجہالت نے اور سرداران ملک کے دائمی فسادوں نے اسلامی آثار کو بلا مزاحمت ملک مین اپنا کام کرنے دیا۔ مسٹر پلاؤڈن نے جو ۱۸۴۳ء سے ۱۸۶۰ء تک حبش مین انگلش سفیر رہے ہین جہان قوم ہبب کا ذکر کیا ہے جو کاشتکار قوم ہے اور ۱۶ ویہ

[۵۴] ماسایا۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۲۰۵–۲۰۶۔ ۵۵ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب مسیحی دین قبول کرنے مین ان لوگون کی غرض حکومت کا حاصل کرنا تھا تو وہ اس مذہب کے صرف ظاہر مین پابند ہونگے۔ تو مسلم البتہ دل سے اور در پردہ مین پکے مسلمان تھے۔ اس وجہ سے ہوا کہ جب ایسے بڑے لوگ جنہوں نے حکومت کی غرض سے عیسائی مذہب اختیار کیا رسوخ کے مرتبہ کو پہنچے تو انہوں نے مسلمانوں کو اپنے گرد و پیش رکھا اور ملکی عہدون مین سے زیادہ تر عہدے مسلمانوں کو دیے اور انکو خطاب دیے اور انعام اکرام سے مالا مال کر دیا۔ اس طرح حبش کی عیسوی ملک پر تھوڑے دنون مین سے اس ترین قوم مرد جلد ہا اور ملک مین آباد ہو گئے اور کچھ زمانہ کے بعد یہ ملک اسلام کی جڑ پکڑ گیا۔ ماسایا

[۵۵] روپل پہلی جلد صفحہ ۳۲۳ و ۳۶۶

اور ۷ درجہ ۳۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان ماسوواہ سے شمال و مغرب کی طرف آباد ہے وہان
لکہا ہے کہ یہہ قوم گذشتہ سو برس کے اندر مسلمان ہوی ہے - اور سب آدمی سوای چند
کے لوگون کے عیسائی نام رکہتے ہین - ہبب کی قوم مسلمانون سے تجارت کرتی ہے
اور انکے اثر صحبت سے مسلمان ہوی - دوسری وجہ اسکی مسلمان ہونے کی یہ ہوی کہ حبش
سردارون نے ہمسایہ قومون سے متواتر لڑائیون مین اکثر مصروف رہکر اپنا ملک قطعی چہوڑدیا
تہا [۵۱] - ان ہی سو برس کے اندر شمالی اضلاع کی آبادی مین سے بعض گروہون نے مذکورہ
بالا وجوہ سے اور اس باعث سے کہ قسیسون نے انہین رہنا ترک کردیا تہا اور گرجا بوسیدہ
ہوکر گر پڑے تہے اسلام اختیار کیا - ان باتون کا ظاہر سبب صرف قسیسون کی غفلت تہا
کیونکہ ان اضلاع کے مسلمان ہرگز متعصب نہ تہے اور کوئی خاص خصومت انکو عیسویون سے
نہ تہی [۵۲] - ترقی اسلام کے متعلق اسی قسم کی شہادت موجودہ صدی کے شروع زمانہ مین اور
سیاحون [۵۳] کی تحریر سے ملتی ہے جنہون نے دیکہا کہ حبش کے اکثر عیسائی اپنا مذہب چہوڑکر
مسلمان ہوجاتے ہین - حبش کے نائبان سلطنت مین سے ایک نائب رس الائی نے
جو بادشاہ تہیوڈور کی تخت نشینی (۱۸۵۳ء) سے پہلے کل ملک کا عملاً مالک تہا مسلمانون
پر بہت التفات کیا اگرچہ وہ عیسائی مذہب رکہتا تہا لیکن اُسنے ملکی عہدے یہانتک کہ
گرجاؤن کا مال مسلمانون مین تقسیم کیا اور اُسکے زمانہ نیابت مین حبش کے اضلاع متوسطہ
کی نصف آبادی مسلمان ہوگئی تہی [۵۴] - حبش مین مسلمانون نے ایسی گہری جڑ پکڑی ہے کہ غیر ملکون
کی تجارت اور خاص دیس کی تجارت انکے قبضے مین ہے - بڑی بڑی جایدادین رکہتے
ہین اور بڑے شہرون اور منڈیون کے مالک ہین - اور ملک کی رعایا پر قدرت رکہتے ہین
ایک عیسائی مشنری جو بتیس برس تک حبش مین مقیم رہا اُسنے دعاۃ اسلام کی کامیابی اور جوش تبلیغ

[۵۱] پلاوڈن - صفحہ ۵ ۔ [۵۲] پلاوڈن صفحہ ۸ و ۹ ۔ [۵۳] بیک صفحہ ۱۵ - ۵۲ ۔ الیسمبرگ صفحہ ۲۳ ۔ [۵۴] رکلو دستون
جلد صفحہ ۴۲ - ۱۰ سایا گیارہوین جلد - ۱۲۵ -

نہایت اعلیٰ قسم کا اندازہ کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ اگر ایک احمد گراگنی اور پیدا ہو جاوے اور
اسلام کا جھنڈا بلند کرے تو حبش کا تمام ملک مسلمان ہو جاوے [1] ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۲ء تک
سلطنت مصر حبش کی حکومت کے ساتھ لڑائی میں مصروف ہی۔ اس جنگ و جدال نے ملک
حبش میں مسلمانوں کی طرف سے بری بری خیالات پیدا کر دیے۔ جب غیر ملک کی اسلامی سلطنت دشمن
ہو گئی اور آپس میں منافرت ہوی تو اسکا اثر حبش کے مسلمانوں پر پڑا ۱۸۷۸ء میں اس ملک
کے بادشاہ یحییٰ ثانی نے حبشی قسیسوں کی ایک مجلس منعقد کی اور اس مجلس نے بادشاہ کو امور
دینیہ میں سرپنچ مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ کل سلطنت میں صرف ایک مذہب پر عمل درآمد رہیگا تمام
مسیحی فرقوں کو سوای فرقہ یعقوبی کے دو برس کی مہلت دی گئی کہ اس زمانہ میں وہ قومی کلیسے
میں شامل ہو جاوین۔ مسلمانوں کو تین برس اور بت پرستوں کو پانچ برس دیے گئے کہ اس
عرصہ میں وہ عیسائی ہو جاوین۔ کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ یحییٰ نے فرمان جاری کیا جس سے
ظاہر ہے کہ تین برس کی مہلت کو مسلمانوں نے کیسا بے وقعت سمجھا۔ اس فرمان کے بموجب
بادشاہ نے مسلمانوں کو یہی حکم نہیں دیا کہ جہاں ضرورت ہو مسلمان اپنے روپیہ سے گرجا بنوائین
اور آمدنی کا دسواں حصہ پادریوں کو جو اُنکے علاقہ میں رہتے ہوں دیں بلکہ یہ اشتہار بھی جاری کیا
کہ تین مہینے کے اندر تمام مسلمان عہدہ دار یا تو اصطباغ لین نہیں تو استعفا داخل کریں اسطرح
زبردستی عیسائی بنانا (جسمین فقط اصطباغ کی رسم اور عشر ادا کرنا ہوتا تھا) قدرتی طور پر بے تاثیر
ثابت ہوا۔ کیونکہ ظاہرا اس حکم کی تعمیل کر کے مسلمان اپنے مذہب کو دل سے پابند رہے۔ ماساہا
نے چشم دید لکھا ہے کہ مسلمان گرجا سے نکلکر جس میں انکو اصطباغ ملا سیدھے مسجد میں گئے
اور کسی با خدا مسلمان سے اس جبریہ اصطباغ کے اثر کو دور کرا دیا [2] عیسائی بنانے کا یہ طریقہ
اس وجہ سے اور فضول ثابت ہوا کہ فقط مردوں کے لیے اسکا حکم جاری ہوا تھا اور عورتوں
کے مذہب سے کسی طرح کا تعرض نہ تھا۔ یہ بات ایسی تھی جو حبش کی آیندہ تاریخ اسلام

[1] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۱۲۳۔ [2] ماسایا گیارہوین جلد صفحہ ۲۲۔

مین غالبًا اپنے تئین قابل وقعت ثابت کریگی کیونکہ ماسایا نے قومی شہادت پیش کی ہے کہ حبش
کے ملک مین مسلمان عورتون نے تبلیغ اسلام مین مہتم بالشان کوششین صرف کین ہین۔ بادشاہ
یحیی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ۱۸۸۰ء مین اسنے پچاس ہزار مسلمانون کو اور بت پرستون
مین سے ایک قوم کے بیس ہزار آدمیون کو اور گالا کی قوم سے پانچ لاکہ لوگون کو اصطباغ
دیا۔ غرض جب ان لوگون کا عیسائی مذہب اختیار کرنا اصطباغ اور عشرکی رسمون سے آگے
نہ بڑہ سکا تو ان سختیون کا نتیجہ یہہ ہوا کہ مسلمانون اور بت پرست حبشیون کو عیسائی مذہب سے
خصومت اور زیادہ ہوگئی ہے۔ ۱۸۸۹ء مین شوا کا بادشاہ منیلک یحیی کی موت پر کل حبش کا
فرمانروا ہوا۔ منیلک کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ یحیی کی طرح متعصب عیسائی نہین ہے بلکہ دوسرے
مذہب کی توقیر کرتا ہے اور انکو امان دیتا ہے اور ایماندار سچے لوگون پر بلا امتیاز دین و ملت مہربانی
کرتا ہے۔ اس لیے احتمال ہے کہ حبش مین اسلام کی ترقی کو خفیف صدمہ پہنچا ہے۔

اب افریقہ کی تاریخ کی طرف جو ساتوین صدی عیسوی مین گذری ہم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اس زمانہ
مین اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر شرق سے مغرب کی سمت مین اپنی فتوحات کو ترقی دے رہے
تھے۔ جس طرح اہل مصر کی مدد سے جو سلطنت روما کا خاتمہ چاہتے تھے عربون کو مصر مین آسانی
سے فتح حاصل ہوگئی تہی شمالی ساحل افریقہ پر ایسی سہولیت سے کامیابی نہین ہوئی۔ یہان خونریز
لڑائیون اور مدت دراز کے مقابلون نے انکی ترقی کو کچہہ زمانہ تک مسدود رکہا۔ اور جبتک نصف
صدی ان محاربات مین نہ گذرلی اہل عرب شمالی ساحل افریقہ پر مصر سے بحیرہ اطلانطک تک مسلط
نہ ہوسکے۔ ۶۹۸ء عیسوی مین کارتیج کی ہزیمت سے افریقہ مین حکومت روما کا خاتمہ ہوا اور
جب قوم بربر مطیع ہوگئی تو اہل عرب شمالی ممالک افریقہ کے قطعی مالک بن گئے۔

ان لڑائیون کا مفصل حال لکہنا ہمارا کام نہین ہے۔ ہماری کوشش فقط ان مراتب کو تحقیق

(۵۱) ماسایا صفحہ ۱۲۴، ۱۲۵ — (۵۲) اوپل صفحہ ۳۰ — رکلو۔ تقم ۱۔ صفحہ ۴۴ — (۵۳) ماسایا گیارہوین جلد صفحہ
۷۹، ۸۱ — (۵۴) ماسایا نوین جلد صفحہ ۶۰، ۶۱ — دسوین جلد صفحہ ۱۲ — گیارہوین جلد صفحہ ۸۴ —

گزند پہنچے عیسائی قومون مین اسلام کی اشاعت ہوئی لیکن اس تحقیق کے لیے جو ذخیرہ معلومات
دستیاب ہوتا ہے وہ قلیل اور ناکافی ہے - افریقہ کا کلیسہ جس سے بڑے بڑے سینٹ (اولیا)
اور عالم دنیا مین پیدا ہوے وہ کیا ہوا؟ ترتلیان اور سینٹ سپریان اور اوگستین کے کلیسا جو سختی
ظلم وستم کے بعد بھی فتح نصیب رہے تھے اور جنہون نے ارتھوڈوکس مسیحی دین کی حمایت نہایت
اولوالعزمی سے کی تھی معلوم ہوتا ہے یہہ سب کلیسا غبار کی طرح مضمحل ہوکر غائب ہو گئے -

لوگون کا یہہ معمول رہا ہے کہ جب کوئی سبب دریافت نہوا تو عیسائی رعایا کے الوپ ہوجانے
کو مسلمانون کے تعصب اور ظلم پر محمول کیا - اور اس بات کا نتیجہ سمجھا کہ مسلمان فاتحون نے
جبر سے انکو مسلمان کر ڈالا - لیکن بہت سی غور طلب باتین ایسی ہوتی ہین جو اس مسئلہ کو ایسے سرسری
اور ناملائم طریق پر فیصلہ کرنے کے خلاف پیدا ہوجاتی ہین - سب سے اول یہہ کہ اس دعوے
کے ثبوت مین کوئی خاص شہادت موجود نہین قتل و غارت اور مدت کی خونریز محاربات کے اور
علائق شد و مد سے موجود تھے لیکن اختلاف مذہب کی بنا پر ظلم کا ذکر نہین ہے - اور عربون
کی فتوحات کے بعد خاص افریقہ کے مسیحی کلیسہ کا آٹھہ صدیون سے زیادہ سلامت رہنا اہل
اسلام کیطرف سے مذہبی آزادی دینے کا ثبوت ہے جسکے بغیر کلیسہ کی سلامتی ناممکن تھی -

شمالی افریقہ مین جن اسباب سے عیسائی مذہب کا زوال ہوا انکو اسلامی فرمانرواؤن کے
تعصب مین نہین بلکہ کہین اور تلاش کرنا چاہیے - لیکن ان اسباب کو بیان کرنے سے پہلے یہہ سمجھ
لینا بہتر ہوگا کہ ساتوین عیسوی صدی کے اخیر مین عیسائیون کی تعداد شمالی افریقہ مین کم تھی -
ان تھوڑے سے عیسائیون کا اسلامی عہد حکومت مین برقرار رہنا مذہبی جبر کے نہونے پر
دلالت کرتا ہے - ہان - اگر کوئی کثیر الآباد کلیسہ عربون کو شمالی افریقہ مین ملتا تو پھر اس دعوے کا
ثابت کرنا دشوار رہتا کہ انہون نے عیسائیون کو بجبر مسلمان نہین کیا -

افریقہ کے صرف وہی صوبجات مین عیسائی آباد تھے اور یہ صوبے جنوب کی سمت مین جہان
صحرای اعظم سے انکی حد قائم ہوتی تھی زیادہ وسیع نہ تھے - پس ساحل کا عرض اسی یا نوے میل سے

زیادہ شاذ تہا۔ اگرچہ قوم واندل کی فتح سے پہلے اُسافقف کے پانچ سو علاقے اس ساحل پر تھے لیکن یہہ تعداد عیسائیون کے شمار کے لیے معیار نہین ہوسکتی۔ وجہ یہہ ہے کہ افریقی کلیسہ مین دستور تہا کہ کم آباد شہرون اور اکثر گمنام دیہات مین اُسقف (بیشپ) مقرر کر دیے جاتے تھے[۱]۔ اور یہہ بات مشتبہ ہے کہ عیسائی مذہب جنوب مین قوم بربر کے گروہون مین کبھی شائع ہوا تہا[۲]۔ پانچوین عیسوی صدی مین جب سلطنت روما کی قوت کو زوال ہوا تو وسیع قوم بربر کے مختلف گروہ جنکو روما کے لوگ مور۔ نمدین لبیان وغیرہ کے نامون سے پکارتے تھے قتل و غارت کی غرض سے ساحل کے دولتمند شہرون پر اُمنڈ آئے۔ یہہ فاتح گروہ یعنی بت پرست تھے لبیان کے گروہ نے جسکی غارتگری کو سیرینی کا سائنیسیس بہت رویا ہے گرجاؤن کو لوٹا اور پہونک دیا۔ اور گرجا کے متبرک ظروف اپنی بت پرستی کی رسمون کے لیے لے گئے[۳] اور صوبہ سیرینیکا گروہ لبیان کی تاخت و تاراج سے پہر نہ پنپا۔ اور غلب یہہ ہے کہ عیسوی مذہب مسلمانون کی لشکرکشی سے پہلے ہی اس صوبہ سے مفقود ہوچکا تہا۔ قوم مور کا ایک سردار طرابلس کے قریب بستا تہا واندل کے بادشاہ ہونرِک (۴۷۷-۴۸۴ء) سے وہ برسرجنگ تہا۔ لیکن فرقہ ارتہودوکس کے گرجاؤن کی قعت اور تیس کی توقیر کرتا تہا جنکے ساتہہ واندلون نے سخت برتاو کیا تہا۔ اس سردار نے اس قول سے اپنی بت پرستی ظاہر کردی کہ "مین نہین جانتا عیسائیون کا خدا کون ہے۔ اگر وہ ایسا قوی ہے جیسا کہ اسکو ظاہر کیا جاتا ہے تو وہ اُن لوگون سے انتقام لیگا جو اوسکی توہین کرتے ہین اور اونکی مدد کریگا جو اوسکی عزت کرتے ہین[۴]"۔ کسی قدر احتمال ہے کہ مورتانیا کے لوگ بھی اکثر بت پرست تھے۔ بہرحال مسیحی کلیسا کی کچھہ ہی وسعت ہو مگر قوم واندل کے ظلم سے اسکو ایسا صدمہ پہونچا کہ جانبر نہو سکا۔ تقریبًا ایک صدی تک قوم واندل کے ایک حصہ نے جو آرین[۶] مذہب رکھتا تہا

---

[۱] گبن پہلی جلد صفحہ ۱۲۱ [۲] گبن دوسری صفحہ ۲۱۲ [۳] کاستیلیونی۔ میشن گوکلے۔ بیبیر انتانیق صفحہ ۹۶-۹۷ (مطبوعہ میلان ۱۸۲۶ء) [۴] سنیسیس کتاستیس (دین۔ قوم ۶۶ صفحہ ۱۶۹ حا) [۵] نیاندر (۲) صفحہ ۱۰۳ [۶] یہ مذہب عیسوی مذہب کی شاخ تہا اسکا بانی آریوس نامی ایک شخص تہا اور مذہب یہہ تہا کہ مسیح علیہ السلام خدا کے ہم جوہر نہین ہین اور روح القدس [illegible] ہی [illegible]۔ ۱۲ مترجم

یہ جھگڑے یہاں پر نہایت سنگدلی سے ظاہر کیے۔ اُنکے جتھون کو جلاوطن کیا اور مذہب کی علانیہ پیروی کی مخالفت کردی اور جن لوگون نے آرین مذہب میں شامل ہونے سے انکار کیا اُنکو بڑی بیرحمی سے اذیت پہونچائی۔ سنہ ۵۳۳ عیسوی مین جب سلطنت روما کے سالار بلی ساریوس نے وندلون کی طاقت کو کچل ڈالا اور شمالی افریقہ کو پھر روما کے قبضہ مین شامل کر دیا تو صرف (۲۱۷) اسقف کارتھیج کی مجلس مین جمع ہوے تاکہ کلیسا کا انتظام پھر شروع کرین۔ یہ سخت و متواتر مصیبتین جو عیسائیون کو اُٹھانی پڑین اُنھون نے انکی تعداد کو بہت کم کر دیا ہوگا۔ عربون کے حملے سے ایک صدی پہلے موری وحشیون نے عیسائیون کو شہرون مین مقید کر کے پہاڑون و صحراون اور کشادہ ملکون پر قبضہ کیا اور یورشین شروع کردین۔ آشوب اور بدنظمی ہر طرف تھی اور ان سب سے بڑھکر سخت وبائین آئین جنھون نے چھٹی عیسوی صدی کو اپنی یادگار بنایا۔ غرض ان سب آفتون نے ملکر شمالی افریقہ کی تباہی کو پورا کیا۔ کہا گیا ہے کہ پچاس لاکھ افریقی قیصر روم جسٹینین کی حکومت اور لڑائیون سے ضائع ہوے۔ دولتمند لوگون نے ایسے ملک کا رہنا چھوڑ دیا جسکی زراعت و تجارت کسی زمانہ مین ایسے عروج پر تھی ہمیشہ کو غارت ہوئی۔ غرض افریقہ کی بربادی اس درجہ ہوئی کہ ملک کے اکثر حصون مین آدمی دن دن بھر پھرے اور نہ کسی دشمن کی صورت نظر آئی نہ کسی دوست کی۔ واندل کی قوم بھی غائب ہوگئی۔ ایک زمانہ مین عورتون بچون اور غلامون کو چھوڑ کر اس قوم کی ایک لاکھ ساٹھ ہزار تعداد تھی۔ اور اس تعداد سے کہین زیادہ موری خاندانون کا شمار تھا جو لڑائیون مین مر کھپ گئے۔ اسی طرح روما کے عیسائیون اور اونکے معاونون پر بھی موسم کی سختی اور آپس کی لڑائیون اور وحشیون کے قہر سے تباہی آئی۔،،

سنہ ۶۴۷ عیسوی مین جبکہ ایک برس عربون کا فتحیاب لشکر مصر سے اوٹھکر مغربی ممالک

---

؎ گبن جلد ۴ - صفحہ ۳۱ لغایت ۳۴ ؎ گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۵۱ ؎ التیجانی - صفحہ ۱۰ ؎ گبن پانچوین جلد صفحہ ۱۴۲

؎ گبن پانچوین جلد صفحہ ۳۱۰

افریقہ کو مطیع کرنے کے لیے بڑھا تو افریقہ کا کلیسہ جو متعدد موقعون پر مسیحی عقائد کی پاکیزگی کا حامی
بنا تہا مسئلہ مونوتھیلیٹزم کے مناظرون سے تہ و بالا ہو رہا تہا۔ لیکن جسوقت کارتہج کی قلمرو
مطرن کے چار علاقجات دینیہ (یعنی موری طانیہ۔ نومدیا بیزکینا اور افریقہ پروکنسولارس)
کے اسقف نے مسئلہ مونوتھیلیٹزم کی تردید مین مجلسین قرار دین اور قیصر روم اور پوپ کو
ان مجالس کیطرف سے خطوط روانہ کیے تو اسوقت صرف ارسٹھ اسقف علاقہ افریقہ
پروکنسولارس سے اور بیالیس اسقف بیزکینا کے علاقہ سے وکیل ہو کر کارتہج مین جمع
ہوے۔ علاقجات موریتانیا اور نومدیا کے اسقفون کی تعداد بیان نہین ہے۔ بلاشبہہ
مسیحی آبادی کو ان دو علاقون مین بہ نسبت باقی علاقجات کے جو دار الحکومت کے قریب تہے
سخت نقصان پہونچا تہا۔ یہہ بات نہایت درجہ خلاف قیاس ہے کہ کوئی اسقف ان
مجالس مین غیر حاضر ہوا ہو کیونکہ بہت جوش پہیلا ہوا تہا اور مسیحی عقائد کی حمایت اور ملکی
معاملات مین دربار بازنتیم (روم) سے رعایا کی خصومت نے اس تحریک کو اور قوت
دے رکہی تہی۔ مخالفت کے اشتعال مین سب سے زیادہ حصہ افریقہ نے لیا تہا جسکا
نتیجہ آخرکار ۶۴۸ عیسوی مین مسیحی مجلس لاتیران کا انعقاد ہوا۔ ان افریقی اسقفون کی تخفیف
تعداد یقینی اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مسیحی رعایا کے شمار مین شدت سے کمی واقع
ہوی۔ عیسائیون کی قلت تعداد کے اسباب پر غور کرتے وقت اسقفون کے شمار پر زیادہ
زور بہی نہ ڈالنا چاہیے کیونکہ علاقہ اسقف کے بے حقیقت ہو جانے کے بعد بہی اسقف
بدستور مقرر ہوتے تہے۔

مذکورۂ بالا دلائل سے فی الواقع یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مسلمانون کے حملہ کے وقت عیسائیون[ملہ]
کی تعداد کسی طرح زیادہ نہ تہی۔ پچاس برس کی لڑائیون مین جنکے بعد اہل عرب کو اپنی فتح

---

ملہ نیاندر (۱) پانچوین جلد صفحہ ۱۵۴-۱۵۵ ۔ ولتش کلیسہ کے جغرافیہ اور کیفیات کی کتاب (مطبوعہ لندن ۱۸[illegible])

پہلی جلد صفحہ ۲۴۳ تا ۲۴۴ [illegible] مسلمان این افریق۔ صفحہ ۲۳-۳۰ (تورس [illegible])

[illegible] عیسائی رعایا اور تباہ و برباد ہو گئی - افریقی طرابلس کا شہر جو [illegible] کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا اور شہر کے لوگ قتل کیے گیے - جو لوگ باقی رہے انکو قید کر کے مصر روانہ کیا[illegible] - ایک شہر کو جو بندیا کے صحرا کے کنارے پر واقع تھا رو ما کے ایک [illegible] سے کیٹر سیاہ کی مدد سے جو شہر کے اندر تھی بچا لیا - اس محصور سپاہ نے سال بھر کا محاصرہ بڑی جوانمردی سے برداشت کیا - لیکن اسکے بعد شہر فتح ہو گیا اور تمام مرد قتل کیے گیے - عورتون اور بچون کو قید کیا - جو لوگ اسطرح قید ہوے انکی تعداد کی نسبت لکھا گیا ہے کہ کئی لاکھ کی تھی[illegible] - اکثر عیسائی پناہ کے لیے بھاگے - کچھ اٹلی مین کچھ ہسپانیہ مین چلے گیے - پوپ گرگوری ثانی کے خط سے جو علاقہ سینٹ بونیفیس کو روانہ ہوا دریافت ہوتا ہے کہ بعض عیسائی بھاگتے بھاگتے جرمنی تک پہونچے - رومی صوبجات افریقہ کے بعض شہر فی الحقیقت آدمیون سے خالی ہو کر مدت تک غیر آباد رہنے کی وجہ سے کھنڈر ہو گئے[illegible] - بعض صورتون مین مسلمان فاتحون نے بالکل نیے موقعے اپنے خاص شہرون کی تعمیر کیلیے منتخب کیے[illegible] کلیسا افریقہ کے منتشر حصے جو ملک مین ساتوین صدی عیسوی تک باقی رہے تو آخر الامر انکے نابود ہو جانے کی نسبت یہ فرض نہین کیا جا سکتا کہ مسلمانون کا ظلم انکے مٹ جانیکا ذمہ وار ہے خاص کر ایسی صورت مین جبکہ سولھوین صدی تک ایک مسیحی گروہ کا جو افریقہ کا متوطن تھا پتہ چلتا ہے - ادریس جو موراکو کے سلطے خاندان ادریسی کا بانی ہوا اسکی نسبت کہا گیا ہے[illegible]

[illegible] لیوافریکانوس - (رامو سیو - توم ا - صفحہ ۷) D [illegible] یہ شہر دیسین نامی تھا جو روما کی باشندون کا بنایا ہوا قدیم شہر تھا اور ریاست بگیا اور نمودی صحرا کی حدود پر واقع تھا (راموسیو - صفحہ ۷) [illegible] بادی - پہلی جلد - [illegible] جن لوگون نے اسلام قبول نہین کیا اور اپنے مذہب پر قائم رہکر اجزیہ دینا بھی نہین چاہا تو انکو اسلامی سپاہ کے خوف سے بھاگنا پڑا - التجانی - صفحہ ۲ - [illegible] لیوافریکانوس - (راموسیو - توم ا صفحہ ۷) [illegible] دد بونیفیس کو نہین چاہیے کہ کسی صورت مین ان افریقیون کا جو دینی مراتب کا اپنے تئین مستحق جانتے ہین استقبال کرے - کیونکہ ان افریقیون مین سے بعض مینیکی مذہب رکھتے ہین اور بعض ایسے ہین جنہون نے دوبارہ اصطباغ پایا ہے" چوتھا خط - (مین - توم ۹ صفحہ ۵۷) [illegible] لیوافریکانس - راموسیو صفحہ ۶۵ - ۶۶ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۶) [illegible] قیروان - سنہ [illegible] ہجری - فز سنہ ۱۸۵ ہجری - المہدیہ - سنہ [illegible] ہجری - سجلماسہ سنہ [illegible] ہجری - موراکو سنہ ۴۲۴ (ابوالفدا - توم ۲ صفحہ ۱۹۸ و ۱۸۶ - ۱۹۱ و ۱۸۷ ام)

کہ تمہاری حمیت اور تہذیب کو حرکت دون ـ پس ان پہاڑون کے بسنے والون کو جاہئیے ین کہ رشتہ
سے اب زیادہ لاعلم نہ رہنے دو ـ جاؤ اور اونکے مذہب کی بجھتی آگ کو سینو کو اور اسکی بجھی چنگاریون کو پھر سلگاؤ
عیسائی مذہب رکھنے کی وجہ سے جو غلطیان اُن مین پہلے سے ابتک چلی آتی ہین انکو رفع کرو اور انکو سمجھاؤ
کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مین بھی کہیل کو خدا کی نظرون مین وہ نہین کہا جاتا ہے مین
تم سے یہ بات پوشیدہ نہ رکھونگا کہ تمہارے کام مین سخت دشواریان پیش آئینگی لیکن تمہاری حمیت اور تمہارا
شوق مذہب خدا کے لطف کے ساتھ شامل ہو کر کل مشکلات پر غالب آئیگا میرے بچو جاؤ اور خدا اور رسول
پر پھیر لاؤ ان لوگون کو جو جہالت اور الکار کی ظلمت مین آلودہ ہین میرے بچو نجات کا پیغام اُن مین لیجاؤ
اور خدا تمہارے ساتھ ہو اور تمہاری مدد کرے"
غرض یہ اندلسی مسلمان پانچ پانچ چھ چھ کی جمعیت سے مختلف سمتون مین روانہ ہوگئے ـ پھٹے
پرانے کپڑے پہن عصا ہاتھ مین لے یہ دعاۃ اسلام کوہستان مین چل گئے غیر آباد اور پریشان
منظر موقع تلاش کرکے پہاڑون کے غارون اور کھوؤن مین رہنے لگے ـ انکی پرہیزگاری
اور کثرت زہد سے کبل کے لوگون کو شوق پیدا ہوا کہ انکو چلکر دیکھیں ـ زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ انہون
نے مسلمانون سے رسم دوستی پیدا کی ـ علم طب فنون صناعت اور دیگر فوائد تمدن کی مدد سے
کبل کی قوم پر ان دعاۃ نے حسب مراد اثر پہونچایا ـ انکے حجرے اسلامی تعلیم گاہ بن گئے ـ
اور طالب علم انکے علم کا شہرہ سنکر جمع ہوگئے ـ آخر الامر یہ طلبا اپنی قوم کے لئے داعی اسلام
بنے اور کبل کے تمام ملک مین اور الجزائر کے صحرائی دیہات مین اسلام شائع ہوگیا۔[۱]
مذکورہ بالا واقعہ بلاشبہ اس بات کی مثال ہے کہ اندرونی ملک کی خود مختار اقوام کے ایسے
حصون مین اسلام کی ابتدا کیونکر ہوئی جنکو کسی زمانہ مین عیسائی مذہب کی تعلیم ملی تھی لیکن یہ مذہب

---

[۱] مادرد (دار الحکومت اسپین مین) جو مجلس ۱۵۶۶ء مین مورسکی لوگون کی اصلاح کے لیے قائم ہوئی اسکے مقاصد
کا اوپر کی عبارت سے مقابلہ کرو منجملہ اون کے ایک مضمون حسب ذیل ہے ـ "یہ کہ وہ اونکو اور نیز اونکی عورتون کو اور
کسی آدمی کو گھر یا گھر سے باہر کہین نہانے اور دھونے کی اجازت ہوگی اور یہ کہ اونکے کل حمام یا غسل خانے کہ تاکر منہدم کردیے جائیں
(پیچورگان ـ دوسری جلد صفحہ ۲۵۶) [۲] ترمے ـ سے اسپین دے اسلام صفحہ ۲۰۲ ـ ۳۰۶ ـ

صرف چند وہی سمو کی شکل مین باقی رہ گیا تہا۔ چونکہ ان مسیحی اقوام کا تعلق عیسوی دنیا سے
قطع ہوگیا تہا اور مسیحی دین کے معلم ان مین موجود نہ تھے اس لیے ایسے مسلم الثبوت عیسوی
مسائل سے وہ واقف نہ تھے جن سے وہ اعیان اسلام کی تعلیم کا جواب دے سکتے۔[1]

شمالی افریقہ مین کلیسہ کے تنزل کی نسبت جو منتشر واقعات بیان ہوے ان مین اب کچہہ
اضافہ کرنا باقی نہین ہے۔ چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین ایک مسلمان سیاح[2] نے تونس
کے ضلع الجرید کا سفر کیا۔ اس سیاح نے لکہا ہے کہ مسیحی کلیسہ اگرچہ برباد پڑے ہین لیکن ابتک
موجود ہین۔ عرب فاتحون نے انکو برباد نہین کیا کیونکہ انہون صرف یہ کافی سمجہا کہ ہر گرجا کے
سامنے ایک مسجد بنا دین۔ پندرہوین صدی کے خاتمہ تک تونس مین افریقی عیسائیون کا
ایک گروہ موجود تہا جو حوالی شہر مین ایک جگہہ آباد تہا اور یہہ جگہہ غیر ملک کے عیسائی تاجرون
کی آبادی سے علحدہ تہی۔ جبر اور ظلم کا تو کیا ذکر ہے یہ عیسائی گروہ سلطان تونس کا باڈی گارڈ تہا[3]
اور یہ وہی عیسائی تہے جنکو ۱۵۳۵ء مین فتح تونس کے بعد بادشاہ چارلس پنجم نے عیسائی مذہب قائم
رہنے کی مبارکباد دی تہی۔[4]

یہہ اخیر واقعہ تہا جو شمالی افریقہ کے دیسی کلیسہ کی نسبت سنا گیا۔ شمالی افریقہ مین جو اسلامی سلطنتین
تہین انکا عربی سلاطین کے طریق صلح کل کی نسبت اگرچہ متعدد شہادتین موجود نہین ہوتین کہ کسطرح عیسائیونکو
انہون نے سپاہ مین مقرر کیا[5] اور متعدد عہدنامہ جنسے نو آباد عیسائیون[6] اور عیسائی تاجرونکو پوری مذہبی آزادی [illegible]
[illegible] کی پوپ افریقہ کی عیسائی رعایا کو انکی امان مین سپرد کرتے تہے اور خود عیسائیونکو اسلامی بادشاہونکی خیر خواہی کی ہدایت
کرتی تہی تو بہی فقط یہ ثابت کرنا کہ افریقہ کا کلیسہ کسقدر مدت دراز تک قرار یا جبراً تبدیل مذہب کے فرضی ہو کا مقابلہ کر سکتا ہے

---

[1] لیو افریکانس نے لکہا ہے کہ پندرہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر تجزیرہ اور بجایہ کا سپاہی اگرچہ مسلمان تہے مگر اپنے [illegible] سیاہ صلیب نقش کرتے تہے (لیو افریکانس صفحہ ۱) اسیطرح [illegible] کی سب خارج [illegible] کی [illegible] عیسوی [illegible] (لاول صفحہ ۴۹ [illegible]) بعض [illegible] صلیب کا نشان [illegible] (صفحہ ۲) [2] التیجانی صفحہ [illegible] [3] لیو افریکانس [illegible] صفحہ ۴۷ [4] پادری [illegible] جلد صفحہ ۵ [illegible] (۲) صفحہ [illegible]
[5] [illegible] رسول کا ارادہ اہل [illegible] افریقہ [illegible] صفحہ ۹۵ [illegible] ۱۲۶۷ء [illegible] ماس لاتری (۲) صفحہ ۹۲ [illegible] [6] [illegible] پانزدہم [illegible] چہارم ۵۵ [illegible] (۲) صفحہ [illegible]

جس عوام کی سزا ملیگی - ملکی معاملات مین قسوس نے اسقفون کے لیے بہت قوت حاصل کی
تھی[51] اساقفہ اور خاص خدام کلیسہ قومی مجالس مین جو نظام سلطنت کی غرض سے تین شریک
ہوتے تھے - بادشاہ کے انتخاب کو منظور کرتے تھے اور انکو دعوی تھا کہ اگر بادشاہ سے
ہمارے احکام کی تعمیل نہ کی تو ہم اسکو تخت سے معزول کر سکتے ہین مسیحی قسوس نے ان قوانین
کے زور پر موقع پایا کہ یہودیون پر جنکی ایک کثیر جماعت ہسپانیہ مین آباد تھی ظلم کرین - اور نہایت
جابرانہ قوانین اُن یہودیون کے خلاف جاری کیے جو اصطباغ لینے سے انکار کرین[52] چنانچہ
ان سختیون کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہودیون نے عیسائیون کے جور و عقوبت سے اہل عرب کو اپنا شفیع
جانکر مسلمانون کا خیر مقدم کیا - اور جن شہرون کو اہل اسلام نے تسخیر کر لیا تھا انکی حفاظت کے
لیئے سپاہ کا کام دیا اور جن مقامات کا مسلمان محاصرہ کیے تھے اُنکے دروازے کھول دیئے[53] -

اسیطرح ہسپانیہ کے غلامون نے عربون کے آنے کو اپنے حق مین مبارک
جانا کیونکہ گاتھہ کی حکومت مین انکی حالت مظلومی کی تھی اور مسیحی دین کا علم اُن مین ایسا ادنی تھا
کہ اسلام لانے کی صورت مین جو آزادی اور اَور فائدے ان کو میسر آسکتے تھے ان کے
مقابلہ مین یہ علم کچھ وقعت نہ رکھتا تھا -

ہسپانیہ کے یہ درماندہ غلام پہلے لوگ تھے جنہون نے اسلام قبول کیا - اور ملک
کے بت پرستون نے بھی جنکے کچھ لوگون کا باقی رہنا ۶۹۳ عیسوی تک بیان کیا گیا ہے
غلامون کی مثال کا اتباع کیا[54] - اکثر عیسائی شرفا خواہ دلی اعتقاد سے خواہ کسی اور غرض سے
مسلمان ہوگئے[55] ادنی اور متوسط درجے کے عیسائیون مین سے اکثر لوگ ظاہرا طریق پر نہین
بلکہ سچے دل سے اپنے مذہب کو ترک کر کے اسلام لائے جسکے پیشواون نے علم دین سے
انکو جاہل رکھہ کر دینی باتون مین انکی غور پرداخت نہ کی تھی اور خود دنیا کمانے مین مصروف ہوکر

[51] بودیسن صفحہ ۲ - [52] الفرخ - صفحہ ۶۸ - [53] المکاری - پہلی جلد - صفحہ ۲۸۰-۲۸۲ - [54] بودیسن
صفحہ ۷ - [55] دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۴۴-۴۶ -

اپنی اُمت کو لوٹا اور ستایا تھا۔ جب یہ عیسائی مسلمان ہوئے تو اسلام کے سچے معتقد اور پر جوش حامی بنے۔ اور خود انکو اور انکی اولاد کو علمای اسلام کے اُس حلقہ سے ارادت ہوئی جو شریعت کا نہایت پابند تھا اور امرای عرب کی طرح اسپرٹ اور آزاد مشرب نہ رکھتا تھا۔ فتوحات اسلامیہ کے وقت قدیم نسل گاتھ کے عمدہ اوصاف ہسپانیہ کے عیسائیون مین باقی نہ رہے تھے۔ بلکہ انکی جگہ ایسی عیش پرستی اور بد اعمالی پیدا ہو گئی تھی کہ اسلامی حکومت کو علمای مسیحی نے گمراہ عیسائیون کے حق مین قہر خدا سمجھا۔

وقت گذرنے پر بھی عیسائیون کی حالت بہتر نہ ہوئی اور جب مسیحی اساقف مسلمان امیرون کی رنگ رلیون مین شریک ہونے لگے اور اُنکے علاقون کا نیلام ہوا اور عیسائیون کے پیشوایان مین منکرین خدا مقرر ہونے لگے اور انہون نے اپنی طرف سے قسیس کے عہدے نااہل اور ذلیل لوگون کو دینے شروع کیے تو ایسی حالت مین فرض کیا جا سکتا ہے کہ صوبہ لیوریا کے علاوہ اور صوبجات ہسپانیہ مین بھی عیسائیون نے ایسے مذہب سے کنارہ کش ہو کر جسکے معتقد اپنی بدکاریون سے اس مذہب پر حرف لائے تھے اسلام کی روح پرور فضا کو تلاش کیا ہوگا*

اگر کلیسائی مصنفین نے ان باتون کو قلمبند کرنے کا خیال کیا ہوتا تو بلا شبہہ ہسپانیہ مین

---

اے مولر دوسری جلد صفحہ ۳۶۹ [illegible] دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۴۴ - ۴۶ - [illegible] سینٹ بونیفیس نے سنہ ۷۴۵ عیسوی مین اپنے خط نمبر ۶۲ مین ایسا ہی تحریر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے "پس ایسا ہی ہوا ہسپانیا اور پرووَنس اور برگنڈی کے باشندون کے حق مین جنھون نے خدا کی اطاعت سے گردن پھیری۔ یہانتک کہ خدای قادر نے جو انکے گناہون کو دیکھتا تھا اُنپر عذاب بھیجا اور یہ عذاب آئین الٰہی سے لاعلمی کی صورت اور سارا سین کی شکل مین نازل ہوا تا کہ انکو نیست کردے" (مین توم ۸۹ صفحہ ۷۴۱) الوگیوس (پہلی کتاب۔ فقرہ ۳۰ مین) لکھتا ہے "ہماری گنہگاری کا نتیجہ ہے کہ ہسپانیہ کی حکومت سارا سین کے قبضہ مین آگئی" اسی طرح الوارس (۲ فقرہ ۱۸ مین) تحریر کیا ہے "مین یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہون کہ یہ عذاب ہم پر ہمارے ہی قصور سے نازل ہوا ہے۔ ہان بھائیو۔ ہماری ہی بد نگاری۔ ہماری ہی ناپاکی۔ ہمارا ہی تلون اور ہمارے ہی اخلاق کی خرابی ہے جسنے ہمکو ان مصیبتون تک پہونچایا ہے ... پس خدا نے جو انصاف کو عزیز رکھتا ہے اور جسکا چہرہ عدل کہلاتا ہے ہمین جانوروں کے حوالے کر دیا کہ وہ ہمکو نگل جاوے" (صفحہ ۵۱۳ - ۵۲۲) [illegible] سامسن صفحہ ۳۷۶ - ۳۸۷ و ۳۸۱ - [illegible] دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۱۰۵ [illegible] ایلیپانس جسکو آٹھوین صدی کے اخیر مین پوپ ادرین اول نے جنوبی ہسپانیہ مین اس مقصد سے روانہ کیا کہ اسلامی خیالات سے جو اثر عیسائیون مین پیدا ہو رہا تھا اُسکا انسداد کرے ہسپانیہ کے قسوس پر الزام لگایا ہی کہ وہ بیاہی عورتون سے آشنائی رکھتے ہین۔ (بلفری صفحہ ۸۳)

اکثر مثالین یہودی کی سی پائی جاتی ہوتین جو بادشاہ فرانس لوئی دسے پائیس کے عہد مین وہا کا پادری تہا اور سنہ ۱۲۸۶ مین عیسائی مذہب چھوڑ کر یہودی ہو گیا تہا تاکہ اپنے قول کے مطابق اس گنہگار زندگی کو ترک کر کے "خدا کے آئین کا پابند ہو جاوے"۔[۵۱]

یہہ بہی ممکن ہے کہ قوم گاتہہ کی آرین عیسائیت کا جو کچہہ بقیہ رہ گیا تہا اور اہل عرب کی فتح سے کچھ پہلی جسکی طرف ہسپانی کلیسہ کو پہر کسی قدر توجہ ہوئی تہی اس نے عیسائیون کو پہلے ہی اسلام لانے پر آمادہ کر رکہا ہو جس مین مسیح علیہ السلام کے حالات آرین اعتقادات سی بہت مشابہ ہین[۵۲]

زبردستی مسلمان بنانے یا تبدیل مذہب کی غرض سے سختی کرنے کا حال شروع زمانہ مین جبکہ اہل عرب نے ہسپانیہ فتح کیا کہین مذکور نہین۔ بلکہ احتمال یہہ ہے کہ عیسوی مذہب کی طرف سے مسلمانون کی بے تعصبی ہی وہ شے تہی جس نے ملک پر جلد قبضہ ہونے مین انکے لیے آسانی پیدا کر دی۔ اگر نئے حاکمون سے عیسائیون کو کوئی شکایت اس بات کی تہی کہ مسلمانون کی طرح ان سے برتاؤ نہین کیا جاتا تو وہ یہہ تہی کہ عیسائیون کو جزیہ دینا پڑتا تہا جسکی شرح امیرون سے ۴۸ درہم۔ متوسط الحال لوگون سے ۲۴ درہم اور پیشہ ورون سے ۱۲ درہم کی تہی۔ چونکہ جزیہ فوجی خدمات سے بری رہنے کی عوض مین لیا جاتا تہا اس لیے صحیح الجثہ مردون پر وہ عاید ہوا تہا عورتین اور بچے۔ رہبان اور فقیر اندہے۔ لنگڑے۔ بیمار اور غلام اس سے مستثنے تہے[۵۳] عیسائیون کو جزیے کے ادا کرنے مین اس وجہ سے اور کم سختی معلوم ہوی ہو گی کہ عیسائی حکام اوسکی تحصیل کے لیئے مقرر کیے جاتے تہے[۵۴]

بجز ایسے جرائم کے جو شریعت اسلام کے خلاف سرزد ہون عیسائیون کے کل مقدمات

---

[۵۱] الواری کورڈوبینس۔ انیسوان خط۔ "چونکہ مین ہمیشہ کے عذاب کا مستوجب تہا تو مین نے اقرار کیا کہ خدا کی آئین کا ہمیشہ پابند رہونگا"۔ [۵۲] بلفرغ صفحہ ۶۷-۸۰۔ [۵۳] اگر ہم صرف اس بات پر غور کرین کہ جرمنی مذہب آرین مین مسیح علیہ السلام کے متعلق نبوت کا خیال جو توریت کی مستحکم یادگار ہے ابتک باقی تہا اور قوم وسی گاتہہ کی عقائد مین باوجود اسکے کہ اونہون نے جا بلقی عیسائیت اختیار کر لی تہی اس حیثیت نبوت کو کیسا دخل تہا تو یہ بات سمجھنی آسان ہو جائیگی کہ مسیح علیہ السلام کی نسبت جو مشابہ خیالات اسلام کے تہی وہ عربون کے تسلط کے بعد ہی ہسپانیہ کی رعایا مین کیونکر ظاہر ہوی (بلفرغ صفحہ ۲۰۸) [۵۴] دوزی۔ (۲) توم ۲ صفحہ ۴۱ [۵۵] دوزی (۲) توم ۲ صفحہ ۳۹۔

اللہ

جن عیسائیون نے اس نقصان کو برداشت کرلیا کہ عیسوی سلطنت کے زوال سے اب انکو ملکی قوت حاصل نہین ہو سکتی تو انکو کوئی بات شکایت کی باقی نہ رہی - اور یہہ امر قابل وقعت ہے کہ آٹھوین صدی عیسوی کے کل زمانہ مین صرف ایک بغاوت کا حال دیکھا جاتا ہے جو عیسائیون کی طرف سے بیجا کے شہر مین ہوی - اور اس بغاوت مین بہی ایک عرب سردار نے اشتعال پیدا کیا تہا [۱] -

عیسائی جو فرانس کی حکومت مین اس غرض سے چلے گئے تہے کہ عیسوی حکومت کی پناہ مین رہین گے تو انکی حالت بہی اپنے ہم مذہب بہائیون سے جنکو ہسپانیہ مین چہوڑ کر وہ بیوطن ہوے تہے بہتر ثابت نہ ہوی - سنہ ۸۱۲ عیسوی مین بادشاہ شارلمین نے اہلکاران شاہی کے ظلم سے ان عیسائیون کی حمایت مین کوشش کی جو ہسپانیہ سے بادشاہ کی واپسی کے وقت بادشاہ کے ساتہہ ہو گئے تہے - تین برس کے بعد فرانس کے بادشاہ لوی دے پائیس نے ایک اور حکم ان عیسائیون کی حفاظت کے لیئے جاری کیا لیکن باوجود اسکے امرای فرانس سے انکو جلد شکایت پیدا ہوی کیونکہ جو زمینین ان غریب الوطن عیسائیون کو ملی تہین ان پر یہہ امیر قابض ہو گئے تہے - یہہ مصیبت تہوڑے دن کو بند ہوی تہی کہ پہر عود کر آئی اور کل فرامین جو دولت فرانس نے ان عیسائیونکی سرپرستی کے لئے جاری کیئے ان مین سے ایک نے بہی ان بدنصیبون کی حالت کو بہتر نہ کیا - قوم کاگٹ کے متعلق جو زمانہ مابعد مین ایک مظلوم اور افتادہ قوم ظاہر ہوی دریافت ہوتا ہے کہ یہہ قوم انہی نو آباد عیسائیون کی تہی جو ہسپانیہ کی اسلامی حکومت سے بہاگ کر فرانس مین چلے آئے تہے کہ ہم مذہب عیسائیون کو انکی حالت پر رحم آئیگا [۲] -

ہسپانیہ مین عیسوی رعایا کی طرف سے سلطنت اسلامیہ کی بے تعصبی اور مسلمانون اور عیسائیون کے ربط و اختلاط نے دونون قومون مین کسی قدر یگانگت پیدا کر دی تہی - مسلمانون اور عیسائیون مین اکثر شادیان ہونے لگین [۳] بیجا کے آئیسوڈور نے جو مسلمانون پر بہت ہر اگلتا ہے بادشاہ

---

[۱] دوزی - (۲) توم صفحہ ۲۶۸ بودین صفحہ ۹۶ - ۹۷ [۳] دیکہو لوپ ہیڈین کا خط ہسپالی اسقف کو نام " علاوہ اسکے ان ملکونکی جنکے جنوب و سینی ہیں اور وہ یہان کہ بہت لوگ جسمانی تعلق مذہب کا ایکی پابند تہلکے تےہین وہ یہودیون اور سب اہل طباعی کفار (مسلمان)

(الجزء [illegible])

اور یہان سے آپ نے اس وقت تک مسلمانون مین بود و باش کی ہے ہمکو مطلع فرماتا اگر عیسوی شریعت کے آزادی سے پابند ہین - لیکن یہہ بات ہماری قدرت مین کبہی نہین ہی کہ اپنے پاک مذہب مین کامل طریق پر تعلیم و تربیت پاتے - اور وجہ یہہ ہے کہ کافرون کے محکوم تو ہم پہلے ہی آتے ہین جنہون نے ہم پر مدت تک سختیان کین ہمکو اس بات کی بہی ہمت نہ پڑی کہ روما یا فرانس سے معلمان دین طلب کرتے اور خود یہ لوگ ہمارے پاس کفار کے ظلم سے جبکے ہم مطیع ہین آتے ہین [۱]"

جب عیسائیون کو اہل اسلام کے ساتھہ ایسا ربط تہا اور [illegible] کا علم ادب عیسائی بقدر شوق و محنت سے سیکہتے تہے کہ اسلام کے متعصب دشمن الورکو بہی قرآن کی فصیح عبارت کی نسبت یہی کہتے بن پڑا کہ عیسائی بہی اسکو بغیر پڑہے اور تعریف کیے نہین رہ سکتے تو قدرتا خیال ہوسکتا ہے کہ اسلامی آثار نے عیسائیون مین سرایت کی ہوگی - اور فی الحقیقت یہی حال تہا بہی - الپاندوس جو طلیطلہ کا اسقف تہا اور عیسائی مذہب مین مسئلہ تبنی کا بانی ہوا ہے جسکے بموجب انسان مسیح فطرتا نہین بلکہ محض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا - اس اسقف کی نسبت صاف صاف کہا گیا ہے کہ یہہ مسئلہ مسلمانون کے اثر صحبت سے اسکے ذہن مین پیدا ہوا [۲] - اور تحقیق ہوتا ہے کہ یہ مذہب ہسپانیہ کے بڑے حصہ پر جلد شائع ہوگیا اور سبطمانیہ مین جو حکومت فرانس کی حفاظت مین تہا اورگل کے اسقف فیلکس نامی کی وجہ سے کامیابی کے ساتھہ رائج ہوا - اورگل صوبہ کاتیلونیہ مین واقع تہا - پیشوایان دین عیسوی کی مجلس کے سامنے فیلکس حاضر کیا گیا جس مین شہنشاہ شارلیمین صدر انجمن تہا - فیلکس سے کہا گیا کہ اس مسئلہ کفر کو ترک کرے - لیکن فیلکس جب ہسپانیہ کو واپس آیا تو پہر اپنے مذہب کو اسنے اختیار کیا اور اسکا سبب (جیسا کہ پوپ لیو سوم نے خیال ظاہر کیا ہے) بلاشبہ یہہ تہا کہ فیلکس کا وطن

[۱] اور ورکی تالس صفحہ ۹۲ و [۲] الور فقرہ (۱۹) " ہر روز ہم اپنی آنکھون سے انکی لطافت زبان [illegible] دعائی جملون کے حسن کو بلاغت و فصاحت کی خوبیون کے لیے پڑہتے ہین اور انکی تحسین کرتے ہین [illegible] تو ہم [illegible] صفحہ [illegible] [۳] اینہو [illegible] فقرہ (۲۶) صفحہ ۳۵۲ - [۴] الفرخ صفحہ [illegible] --

موت کا اپنے کو مستوجب بنائین -

سنہ ۸۵۰ء سے لیکر سنہ ۸۶۰ء تک قسوس اور رہبان مین خصوصاً عورتین بہی شامل تہین مذہب پر سے جان قربان کرنے کا یہہ عجیب جوش قائم رہا معابد اور کنائس مین بند پڑے پڑے عیسوی دین کے زوال اور دینی حمیت کے تنزل پر دل ہی دل مین پیچ و تاب کہا کر یہہ قسیس و رہبان عالم حزن سے اوٹہے اور اسلام اور بانی اسلام پر سختی سے معترض ہوے تاکہ شہادت کا تاج حاصل کرین - جس سے مسلمانون کی بے تعصبی اونکو محروم کیے دیتی تہی - ان لوگون مین سے ایک شخص کا حال ہم بیان کرتے ہین - اسحاق نامی ایک راہب تہا جو قاضی کے پاس آیا اور دہوکا دیکر کہا کہ وہ تعلیم اسلام سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے - جسوقت قاضی نے پیغمبر خدا صلعم کی ہدایتین اسکے سامنے بیان کین تو اسحاق دفعتاً یہ کلمے زبان پر لایا "اوسنے تم سے جہوٹ کہا - خدا کی لعنت اسکو ملعت کرے وہ کفر سے بہرا تہا اور اتنے لوگون کو اوسنے عذاب کی رہنمائی کی - اور اپنے ساتہہ اونکو بہی قعر جہنم کا سزاوار کیا شیطان سے پرہو کر شیطانی شعبدے دکہا کر اوسنے مہلک شراب کا پیالہ تمکو دیا کہ تم مین مرض پیدا کر دے اور اپنے گناہ کا بدل ہمیشہ کے عذاب سے وہ کرے گا - جب تمکو سمجہہ دی گئی ہے تو کیون نہین تم ان خطرون سے اپنے تئین نجات دیتے - کیون نہین تم اسکے وبائی عقیدون کے بہوڑے کو اپنے سے علیحدہ کرتے اور دین مسیح کی انجیل سے اخروی نجات تلاش کرتے"[1] ایک اور موقع پر دو عیسائی زبردستی مسجد مین چلے گئے اور وہان اسلام کی بے ادبی کی اور کہا کہ اسلام بہت جلد اپنے معتقدون پر نار جہنم کی تباہی لائیگا[2] - اگرچہ ایسے متعصب لوگونکی تعداد زیادہ نہ تہی[3] لیکن اسلامی گورنمنٹ پریشان ہوی اور اُسنے خوف کیا کہ حکام وقت کی یہہ توہین اور آداب مذہب کے قانون سے یہ بے پروائی اسبات کی دلیل ہے کہ رعایا مین عام ناراضگی ہے اور وہ بغاوت پر آمادہ ہے -

[1] الوگیوس فقرہ (۱۲) (ڈین توم ۵ صفحہ ۳۴۷) [2] الوگیوس باب ۳ صفحہ ۲۹۷ [3] عیسائی شہیدونکی تعداد چالیس سے زیادہ نہ تہی (ریسکوٹ تاریخ عہد فرڈیننڈ و ازابلا پہلی جلد صفحہ ۳۳۳) (لندن ۱۸۴۶ء)

[illegible]سون نظر آتے ہین - اگر وہ علانیہ ہمارے مذہب کی توہین اور بے ادبی نہ کرین تو ہم انکے کانشنس کا امتحان نہین کرتے - البتہ اگر ایسا قصور اُنسے ہو تو ہم اُنکو اُنکے لائق سزا دیتے ہین کیونکہ انکا مذہب تبدیل کرنا خود اُنکی مرضی سے تہا نہ کہ جبر سے[۵۱]

مسلمانون کی یہہ بہی بے تعصبی ایک عرضداشت کا مضمون قرار پائی جسکو سنہ ۱۶۰۲ء مین بلنسیہ کے مطرن نے بادشاہ فلپ سوم کی خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ مسلمان قوم مورسکی کو ہسپانیہ سے خارج کرنیکی صلاح دے - عرضداشت کا عنوان "قوم مورسکی کا کفر اور بغاوت" تہا - اور مسلمانون کی بے تعصبی کی نسبت یہ فقرہ تہا کہ "مسلمان کسی بات کو ایسا برا نہین جانتے جیسا کہ کانشنس کی آزادی کو وہ جائز رکہتے ہین اور سب ترک اور اور مسلمان اپنی رعایا کو مذہبی آزادی دیتے ہین[۵۲] -

مسلمانان ہسپانیہ کے دلون مین اسلام کی بنیاد کا پختہ ہونا اس واقعہ سے ثابت ہے کہ سنہ ۱۶۱۰ء مین جب مورسکی قوم کے لوگ جو وطن ترک کرنے سے باقی رہ گئے تہے ہسپانیہ سے نکالے گئے تو باوجود اس بات کے کہ ایک صدی تک ان پر جبر ہوا تہا کہ ظاہر مین عیسوی مذہب کے پابند رہین وہ اپنے آبائی دین اسلام پر ثابت قدم رہے - سنہ ۱۶۱۰ء مین تقریباً دس لاکہہ مورسکی مسلمان وطن سے بیوطن کیے گئے جو مورخین کہ اس تعداد کا کم اندازہ کرتے ہین وہ بہی چہہ لاکہہ لکہتے ہین - غرض اس طرح ایک قوم کو ملک سے نکال دینا ایسے ملک کے لیئے باعث صدمہ اور نقصان کا باعث تہا جس مین پہلے ہی ملک کے اصلی باشندے زیادہ نہ تہے[۵۳] شہر کے شہر اور گانون کے گانون آدمیون سے خالی ہو گئے - گہر بوسیدہ ہو کر کہنڈر ہو گئے کیونکہ انکا کوئی بنانیوالا نہ تہا[۵۴] - یہہ مورسکی مسلمان اصلی باشندگان ہسپانیہ کی اولاد تہے جن مین عربون کا خون کم یا بالکل نہ تہا - اس دعوے کے ثبوت مین کہ اُن مین عربون کا

---

[۵۱] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۹۷ - ۲۹۸ - ۳۴۵ [۵۲] مورگن دوسری جلد صفحہ ۱۳۰ - [۵۳] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۲۳ - [۵۴] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۳۲ -

سے کم یا بالکل نہ تہا جو دلائل ہین وہ طویل ہین اور یہان انکو درج کرنے کی ضرورت نہین
صرف ایک بات بیان کرتے ہین جسکی شہادت ایک مکتوب سے ملتی ہے جو ۱۳۱۱ع
مین تحریر ہوا تہا - اُس مین لکہا ہے کہ دو لاکہہ مسلمانون مین سے جو اُس وقت غرناطہ کے
شہر مین آباد تہے پانچ سو سے زیادہ مسلمان عربی النسل نہ تہے - باقی کل مسلمان ہسپانیہ
کے خاص نومسلم باشندون کی اولاد تہے[۱] - یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ہسپانیہ مین جبکہ
اسلامی قوت کا اخیر زمانہ تہا تو ایسے وقت مین بہی عیسائی اسلام قبول کرتے رہے - اسلامی
سلطنت غرناطہ کے زوال کے سات برس بعد سنہ ۱۴۹۹ع مین جو واقعات پیش آئے -
اون کے لکہنے مین ایک مورخ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوم مور کے چند
عیسائیون نے پیغمبر عرب کا دین قبول کر لیا[۲] -

---

[۱] مورگن دوسری جلد صفحہ ۲۰۹ - [۲] سٹرلنگ مکس ول (پہلی جلد صفحہ ۱۱۵ -

صفحہ ۱۹۹ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[illegible]

[illegible]

[illegible] انتقام —

اور چونکہ ایک حیثیت سے وہ سلطانی عہدہ بھی تہا اس سبب سے اُسکے اختیار مین تہا کہ مصیبت زدہ عیسائیونکی
حالت کی اصلاح اسطرح کرے کہ نامنصف ترکی گورنرون کے کامون سے سلطان کو اطلاع کرے
یونانی اُسقف جو اضلاع مین تہے اُنکی بہی بہت عزت تہی اور عدالت کے اختیارات اُنکو سپرد کر
دیے گئے تہے کہ موجودہ زمانہ تک انہون نے اپنے علاقون مین عیسائیون پر ترکی حاکمون
کی طرح حکومت رکہی۔ گویا اُنکو وہ درجہ اور مرتبہ حاصل تہا جو عیسوی سلطنت سابقہ مین عیسائی
اُمرا کو تہا لیکن ان امرا کو ترکون نے قطعاً نیست و نابود کر دیا تہا۔ دریافت ہوتا ہے کہ طبقہ
اعلیٰ کے قسیس بجاے اسکے کہ عیسائیون کے پیشوائے مذہب ہون زیادہ تر ترکون کے اہلکار
ہوتے تہے۔ اور عیسائیون کو ہمیشہ اس بات کا سبق پڑہاتے تہے کہ سلطان کو خدا کی
طرف سے کلیسیاے یونان کی حفاظت سپرد ہوئی ہے۔ چنانچہ کچہہ زمانہ کے بعد سلطان
کی طرف سے فرمان جاری ہوا کہ کلیسیاے یونان کے معتقد عیسائی گرجاؤن کو اپنے صرف
مین لائین جنکو مساجد کے لیئے ضبط نہین کیا گیا تہا اور عیسائیون کو اختیار دیا گیا کہ مذہبی
رسوم اپنے دستور کے مطابق علی الاعلان[1] ادا کرین۔

باوجودیکہ دولت عثمانیہ کے اُن صوبجات مین جو یورپ مین واقع تہے عیسائیون کی تعداد
ترکون سے بہت زیادہ تہی لیکن مذہبی آزادی اور جان و مال کی حفاظت نے جو اُنکو بخوبی حاصل
ہوئی عیسائیون کو نیے حاکمون کا بالکل مطیع بنا دیا۔ اور اُنہون نے سلطان کی حکومت کو
ہر ایک عیسائی حکومت پر ترجیح دی۔ فی الحقیقت ملک کے بہت سے حصون مین یونانی
عیسائیون نے فرینک اور وینس کی طامع اور ظالم حکومت سے جس نے روم کی عیسائی
سلطنت سے یونان کے جنوبی ملک پلاپی نیس اور اَور حصون پر قبضہ کرنے کے لیے مدت
تک تنازع رکہا تہا ترکون کو اپنا نجات دینے والا تصور کیا۔ فرینک اور وینس والون نے
یونان مین فیوڈل سسٹم جاری کیا تہا (یعنی رعایا کو گورنمنٹ اس شرط پر زمین دیتی تہی

[1] فنلے۔ تیسری جلد صفحہ ۲۰۵۔ ایبلیپس۔ دوسرا حصہ صفحہ ۵۰۔ ایم و ہسن تیسری جلد صفحہ ۴۲-۵۴۔

قسطنطنیہ کے زوال کا حال لکھا ہے وہ بھی اسیطرح کا الزام گورنمنٹ پر عائد کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ "بغیر قانون کے خوف کے ہر ایک سلطنت ایسی ہے جیسے بے لگام گھوڑا شہنشاہ قسطنطین اور اسکے جانشینون نے اپنے امیرون کو اجازت دی کہ رعایا پر ظلم کرین آنکی عدالتون سے انصاف اٹھہ گیا اور اُنکے دلون مین ہمت باقی نہ رہی۔ جو ننگے بھوکے تھے اُن کے آنسوؤن اور خون سے خزانے جمع کر لیئے۔ یونانی سپاہی اپنے زرق برق لباس پرناز کرتے تھے۔ رعایا کو سلطنت سے بغاوت کرکے ندامت نہ ہوتی تھی اور سپاہی کو لڑائی سے بھاگنے مین غیرت نہ آتی تھی۔ آخرکار خدا نے ان نالائق حاکمون پر اپنی بجلی گرائی اور سلطان محمد فاتح کو پیدا کیا جسکے لڑنے والے لڑائی سے خوش ہوتے ہین اور جسکے جج امانت مین خیانت نہین کرتے"۔ اس تعریف[۱] کا اخیر جملہ موجودہ نسل کے کانون کو کھٹکے گا جنکو پچاس برس سے اس بات کی ضرورت پیش آئی ہے کہ ترکون کی بے انصافیون کے شاکی رہین۔ لیکن ترکون کے انصاف اور عدالت کی صاف صاف شہادت قدیم زمانہ کے متعدد مورخون سے دستیاب ہوتی ہے۔ بازنتیم کا مورخ جسنے قسطنطنیہ کی فتح کا حال لکھا ہے لکھتا ہے کہ بایزید جیسا خشمناک سلطان بھی عیسائیون کے ساتھ فیاضی اور دریا دلی سے پیش آیا عیسائیون کو اپنے دربار مین داخل کر کے اُنکے دلون کو تسخیر[۲] کیا۔ سلطان مراد ثانی کو عدالتون کے انتظام کی طرف توجہ کرنے سے نہایت شہرت حاصل ہوئی اور اُن تمام خرابیون کی اصلاح ہوگئی جو عیسائی شہنشاہان روم کے وقت کی تھین۔ ترکی حکام مین سے ایسے لوگون کو جنھون نے رعایا پر ظلم کیئے سخت سزائین دین۔ فتح قسطنطنیہ

---

[۱] کارسین پانچوین جلد صفحہ ۳۴۳ ٹرن کر وویس نے بھی ایسی ہی تعریف کی جوش مین لکھا ہے "یہ تعجب کی بات ہے کہ ان وحشی لوگون مین (یعنی ترکون مین) اور ایسے بڑے اور گنجان شہر مین قتل کے واقعات سننے مین نہین آتے اور بے انصافی کسی کے ساتھ نہین ہوتی۔ ہر شخص کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلطان نے دارالحکومت قسطنطنیہ کو تمام دنیا کا دارالامن کہتا ہے۔ کیونکہ جسقدر آفت زدہ لوگ ہین انکو اس شہر مین پناہ ملتی ہے۔ انصاف سب کے ساتھ خواہ اعلی ہو یا ادنی عیسائی ہو یا کافر یکسان ہوتا ہے (ترکو گریکیا صفحہ ۸۴) (مطبوعہ بازیل ۱۵۸۴ء) [۲] فرانطیس صفحہ ۱ [۳] فرانطیس صفحہ ۹۲ —

کے بعد ایک صدی تک نہایت لائق سلاطین نے مضبوطی اور استحکام انتظام سے تمام قلمرو مین
امن قائم رکہا اور ملکی نظم و نسق نہایت تعریف کے قابل جاری کیا۔ اگرچہ یہ انتظام ایسا نہ تہا
کہ مسلمانون اور عیسائیون کو یکسان انصاف ملتا لیکن اوسنے یونانیون کی حالت کو سابق کی
حالت سے بدرجہا بہتر کر دیا۔ اب عیسائیون پر بیگار کی مصیبتین کم ہوگئین اور غیر معمولی محصول
اُن سے شاذ لیے جاتے تہے جو محصول وہ ادا کرتے تہے وہ اُن آفتون کے مقابلہ مین کچہ
حقیقت نہ رکہتا تہا جو فرینک اور بازنتیم کے عہد حکومت مین فیوڈل انتظام کے جاری ہونے
سے عایا پر ہمیشہ نازل رہتی تہین۔ یورپ کے کل عیسائی ملکون کے مقابلہ مین ترکون کی
سلطنت گورنمنٹ کی خوبی کے لحاظ سے زیادہ عمدہ اور شایستہ تہی۔ اور سلطانی گورنمنٹ
کے زراعت پیشہ عیسائیون کو عیسائی بادشاہون کی زراعت پیشہ رعایا کے مقابلہ مین زیادہ
آزادی حاصل تہی اور اپنی محنت کا ثمرہ بیشتر ملتا تہا۔ ملک[1] کی تجارت کو بہی مسلمانون کے عہد
حکومت مین زیادہ ترقی ہوئی۔ کیونکہ زمانہ سابق کے ترکی سلاطین عایا مین تجارت کو ترقی دینے
کے ہمیشہ حامی اور سرپرست رہے۔ جب ترکون کے دور حکومت مین عیسائیون کو بازنتین
گورنمنٹ کے ظلم اور ستم سے نجات ملی تو اکثر بڑے بڑے شہرون کے لیئے ترقی اور بہبودی
کا زمانہ شروع ہوگیا۔ ان مین سے پہلا شہر نارسیا کا تہا جو سنہ ۱۳۲۶ء مین مدت کے محاصرہ
کے بعد عمدہ شرائط تجویز ہوکر سلطان ارخان کے حوالے ہوا۔ قدیم[2] باشندگان رومائی طرح ترکون
کو بہی سڑکون اور پلون کی تعمیر کا شوق تہا اور ان فریعون سے وہ اپنی قلمرو مین تجارت کو ترقی
دیتے تہے۔ غیر ملکوتین دولت عثمانیہ کے عیسائی سوداگرون کو اپنے بندرگاہون مین داخل
ہونے دیتی تہین اور عیسوی سلطنت روم کے زمانہ کی طرح انکو روکتی نہتین۔ اب عیسائی سوداگر
عثمانی نشان اپنے جہازون پر لگاکر ترکون کا لباس اور طریقہ اختیار کرتے تہے اور مغربی یورپ[3]
کی تمام قومین انکی وہ عزت اور توقیر کرتی تہین جو رومن کیتہولک عیسائیون نے کلیسای

[1] فنلے - پانچوین جلد صفحہ ۵ - ۱۲۳ - [2] ہیز طبرگ صفحہ ۲۶ ۴۳ ۴۵ ۰ ۶۰ ۵ [3] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۱۵۱

یونان کے عیسائیون کی اب تک نہ کی تہی۔

لیکن ان خوبیون کے ساتہہ کہ ترکون نے عیسائیون سے بالعموم اچہا برتاؤ کیا اور انکو مذہبی آزادی دی ایک بات مستثنیٰ بہی ہے اور وہ یہہ ہے کہ عیسائیون کے بچے خراج مین وصول کیے جاتے تہے جنکو کم عمری مین انکے ماں باپ سے چہین کر ینگچری کی مشہور و معروف فوج کے لیے تیار کیا جاتا تہا۔ سنہ ۱۳۲۸ء مین سلطان ارخان نے اس فوج کو جاری کیا تہا جو صدیون تک سلاطین روم کی قوت بازو رہی۔ یہہ فوج اسطرح قائم کی گئی کہ ہر چوتہے برس اُس کے لیے لڑکے جمع کیے جاتے تہے سلطان کے اہلکار ایسے اضلاع مین دورہ کرتے تہے جن پر بچون کا خراج لگایا گیا تہا۔ چہہ برس سے لیکر نو برس کی عمر کے لڑکے منتخب کیے جاتے تہے۔ مفتیون نے اس وحشیانہ خراج کے جائز ہونے کی تاویل یہہ کی تہی کہ یہہ لڑکے پانچوان[1] حصہ اُس مال غنیمت کا ہین جو قرآن کے بموجب بادشاہ کا حق ہے اور انہون نے یہہ بہی فتویٰ دیا تہا کہ زبردستی مسلمان کرنے کی جو ممانعت شریعت مین ہے اُسکا[2] لحاظ ان لڑکے ساتہہ بہی ہونا ضرور ہے لیکن یہہ لڑکے ایسے صغر سنی مین مسلمان معلمون سے تعلیم و تربیت پاتے تہے کہ یہہ ممانعت عملاً کوئی اثر نہ رکہتی تہی[3]۔ یورپ کے عیسائیون نے اس وحشیانہ خراج کو ہمیشہ نفرت اور غصہ کی نظر سے دیکہا اور ترکی سلطنت مین جن سیاحون نے سیر و سفر کیا انہون نے نہایت دردناک حالات اُن اجڑی ہوئی کنبون اور روتی پیٹتی ماباپون کے لکہے ہین جنکی گود ون سے یہہ بچے چہین لیے جاتے تہے۔ لیکن ینگچری فوج جب اول ہی دفعہ تیار ہوئی تو عیسائیون نے خود اپنی مرضی سے داخل ہوکر اُسکی تعداد کو بڑہا دیا۔ جن صورتون مین یہہ خراج شروع ہوا اُنکو تحقیق کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود یونانیون نے اُسکی طرف سے کیون بے پروائی ظاہر کی۔ تمام ملک لڑائیون سے ویران

---

[1] قرآن۔ سورہ ۸ آیت ۴۲ [2] قرآن سورہ ۲ آیت ۲۵۷ [3] سنہ ۱۶۸۵ع سے لیکر ہم بچون کے خراج کا ذکر نہین سنتے۔ [illegible] ۹۹۔۔۔ ۱۸۵۳ع ان نو عمر عیسائیون کو مجبور نہین کیا جاتا تہا کہ اپنا مذہب تبدیل کرین۔ کیونکہ ترکی گورنمنٹ کے اصول اور احکام قرآن کے خلاف ہے کہ غیر مذہب والون کو زبردستی مسلمان کیا جاوے۔ البتہ اگر کوئی ترکی حاکم اپنے تعصب کی وجہ سے اسکے متعلق کسی پر سختی کرتا تہا تو اُسکی حرکت گوارا کی جاتی تہی۔ مگر حکام بالا کی طرف سے ایسے اختیارات ہرگز نہین دیے گئے تہے (ایم ڈی ہوسن تیسری جلد صفحہ ۲۹۔۹۰ء ۱۸۵۰ع ہزلٹ صفحہ ۲۰۴)

پڑا تھا اور خاندان کے خاندان بہوک پیاس سے مرجانے کا خوف رکہتے تھے۔ عیسائیون کے
بچے جو فوج کے واسطے لئے جاتے تھے وہ اکثر یتیم ہوتے تھے جو بغیر اسکے ضائع ہوجاتے
علاوہ اسکے عیسائیون کو غلام بناکر فروخت کرنیکا جو دستور اس زمانہ مین ہوچلا تھا اُسکے
مقابلہ مین یہہ خراج ایسا خوفناک نہ تھا جیسا کہ ہمارا خیال ہے۔ اس دستور کی نسبت یقین کیا گیا
ہے کہ وہ قدیم تھا۔ اور عیسائی شہنشاہان روم کے زمانہ مین بھی اُسکی مثل ایک قاعدہ جاری تھا
جسکو اب ترکون نے اختیار کیا[۵۱] مورخون نے لکھا ہے کہ عیسائی لڑکون کی مقررہ تعداد جمع
کرنیمین جبر کرنیکی بہت کم ضرورت پڑتی تھی بلکہ ماباپ خود آرزو کرتے تھے کہ اُن کے بچے ایسی خدمت
پر مامور ہون جو عموماً انکی ترقی کا باعث ہوتی تہی۔ اور اسکا یقین تو والدین کو ہر صورت مین ہوتا
تھا کہ اُن کے بچون کی غور و پرداخت ایسی ہوگی کہ انکی زندگی آرام سے بسر ہوجائیگی کیونکہ ان
کم عمر قیدیون کی پرورش اور تعلیم اس طرح ہوتی تہی کہ گویا وہ سلطان کی اولاد ہین[۵۲] اگر یہہ
بات سچی ہے کہ ماباپ اپنے لڑکون کو روپیہ دیکر واپس لے سکتے تھے تو اس خراج کی صورت
کم وحشیانہ ہوجاتی ہے۔ غرض ان حالات کو دریافت کرکے جو اس خراج کے ظلم مین تخفیف
پیدا کرتے ہین اور یہہ سمجھ کر کہ جب کوئی بات رسم ہوجاتی ہے تو انسان اسکو آسانی سے برداشت
کرتا ہے (گو یہہ بات اس وحشیانہ ظلم کے جائز ہونے کی دلیل نہین ہوسکتی) ہم خیال کرسکتے
ہین کہ ترکی گورنمنٹ کے اس حکم سے جس سے یونانی عیسائیون کی حالت بہت ترقی پاگئی
تہی عیسائی کیونکر ضامند رہے۔
علاوہ اسکے ترکی سلطنت کی عیسائی رعایا کو حفاظت کے معاوضہ اور فوجی خدمات سے

[۵۱] لیکن یہہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ جس طرح روم کے عیسائی شہنشاہ کسی شہر سے عیسائی بچون کو جو ذہانت و دلیاقت
مین اور ون سے بڑہکر ہوتے تہے مالی اور فوجی عہدونکی تعلیم پانے کے واسطے لیلیتے تھے اسیطرح ترکون نے بہی جب وہ بازنتین سلطنت
کے مالک بنے اپنا حق ثابت کیا کہ عیسائیون سے انکے کم عمر لڑکے جو ذہین اور لائق ہون لے سکتے ہین"۔ (داؤد کترویس صفحہ ۱۲-۱۳)
[۵۲] کریسی صفحہ ۹۹۔ وہوسن۔ توم ۳ صفحہ ۹ ۳ [۵۳] لیکن ماباپ کو اجازت ہی کہ روپیہ دیکر اپنے لڑکون کو ان ترکی حاکمون سے واپس
لے لین جو لڑکون کو جمع کرتے ہین" (داؤد کترویس صفحہ ۱۳)۔ دی لاکوئیتر نے بیان کیا ہے کہ ۱۶۷۶ء مین یہہ اختیار کہ روپیہ دیکر بچون کو
واپس لے لیا جاوے اتہینا کے باشندونکو حاصل تھا۔ (سفر اتہینا کے حالات صفحہ ۲۰۲) (مطبوعہ لندن سنہ ۱۶۷۶ عیسوی)

بری رہنے کی عوض مین جزیہ دینا ہوتا تھا۔ ترکی قانون کے مطابق جزیہ کی شرح فی بالغ ایک پانچ اورس
غرض ہر صحیح البدن مرد کے لیئے اسکی آمدنی کے حساب سے[1] تھی۔ سترھوین اور سولھوین صدی
عیسوی کے عیسائی مورخون نے عموماً یہ لکھا ہے کہ جزیہ کی رقم فی شخص ایک ڈکٹ[2] کی تھی لیکن
مصنف[3] قمین بیان کی گئی ہین۔ تین۔ پانچ اور ساڑھے[4] ۵ کراؤن یا ڈالر یہی جزیہ کی رقم لکھی گئی ہے
اس اختلاف بیان کی وجہ غالباً یہ ہے کہ سترھوین صدی مین ترکی روپیہ کی قیمت غیر مستقل تھی
اس امر کا صحیح اندازہ کرنے مین کہ عیسائیون کو جزیہ کی رقم کا ادا کرنا کس حد تک بار تھا نہایت
طویل بحث اس بات پر کرنی پڑیگی کہ اس زمانہ مین روپیہ سے کس قدر سامان خریدا جاسکتا تھا
اور دیگر مصارف سے جزیہ کی رقم کو کیا مناسبت[5] تھی۔ لیکن جزیہ کی جو مقدار تحریر ہوئی ہے
اگر صرف اسکا لحاظ کیا جاوے تو جزیہ کا دینا مذہب تبدیل کرنے کیلئے ہرگز صحیح عذر نہین
ہوسکتا۔ چنانچہ ۱۷۰۰ء عیسوی مین تورنفور نے جہان قوم کاندیت کے مسلمان ہونے کا
ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ "اس بات کا اقرار کرنا ضروری ہے کہ یہ بدبخت (عیسائی)
اپنے ایمان کو کوڑیون کے مول بیچتے ہین اور مذہب کے عوض جو کچھ انکو ملتا ہے وہ ایک
توعبا ہوتی ہے اور دوسرے اس بات کا نفع کہ جزیہ سے وہ بری ہوگئے۔ جزیہ کی رقم
پانچ کراؤن سالانہ سے زیادہ نہین ہے[6]" مصنف شیفلر نے بھی جس نے ترکون کی سلطنت
مین عیسائیون کی حالت کو ایسا سیاہ کر کے بیان کیا ہے جسقدر سیاہ کر کے بیان کرنا ممکن

[1] جوزف فون ہامر (۲) دوسری جلد صفحہ ۱۵۱ [2] مارٹن کروسیوس صفحہ ۲۰۸ سیالسو ونو صفحہ ۶ جرجیوز صفحہ ۹-۹۹
شیفلر نمبر (۵۶) ہیزبرگ صفحہ ۲۴۳ - دی لا جونقیر صفحہ ۲۶ [3] جرجنیس صفحہ ۹ - تورنفور پہلی جلد صفحہ ۱۹ تاورنیر (۳)
صفحہ ۱۱۔ [4] ساموس کے مطران جوزف جرجنیس نے ۱۶۷۸ء مین جبکہ وہ لندن مین مقیم تھا ایک تصنیف لکھی اس کتاب مین اسنے اپنے
علاقہ مطران کی آمدنی کا حال لکھا ہے اس آمدنی کی تفصیل جو انگریزون کی اطلاع کیلیئے لکھی گئی ہے مقدار کے لحاظ سے زیادہ تصور نہین ہے جو تین
بیان کی گئی ہین انکو مقابلہ کرتے وقت یاد رکھنا ضروری ہے کہ مطران نے جزیہ کی مقدار تین کراؤن یا ڈالر لکھی ہے (صفحہ ۹) مطران لکھتا ہے
کہ "جب مین مقرر ہوا تو میری کلیسا کے ہر تیس زمیندار یا تین ڈالر ادا کیے اور کلیساؤن نے بھی اپنی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ یا پہلی برس مین
ہر ایک سیس یا چار ڈالر اور دوسرے برس مین دو ڈالر دیتا ہے جن لوگون کو کلیسا مین خدمت حاصل نہین ہے ان مین سے ہر شخص پہلے برس مین ۲۰ اور
دوسرے برس مین ۱۴ آسپر دیتا ہے۔ [5] ۱۶۷۵ء مین جو تجارت کا عہدنامہ انگلستان سے ہوا اس مین ڈالر کی قیمت ۸۰ آسپر ٹھہرائی گئی تھی فیلے —
پانچوین جلد صفحہ ۴۸۔ "ساموس کے لوگ نکاح کی سند کیلئے ایک ڈالر اور باہر العبود ڈالر ادا کرتے ہین۔ لیکن جو شخص دوسری یا تیسری دفعہ نکاح
پڑھتا ہے وہ تین یا چار ڈالر دیتا ہے" (صفحہ ۳۳-۳۴) [6] تورنفور۔ پہلی جلد صفحہ ۹۱۔

ہے لکہا ہے کہ فی شخص ایک ڈوکٹ دینا خفیف بات تہی لیکن لڑائی کے محصولون اور غیر معمولی
محصولون پر جو عیسائیون کو دینے پڑتے تہے اُسنے زیادہ زور دیا ہے[1] زمین کا محصول عیسائیون
اور مسلمانون کے لیے یکسان تہا[2]۔ کیونکہ اس قدیم فریق کو کہ مسلمان اپنی زمین کے لیے عشر
دین اور جو مسلمان نہین ہین وہ خراج ادا کرین ترکون نے تسلیم نہین کیا تہا[3]۔ عیسائیون نے جو جو
مصیبتین اُٹہائین وہ خاص خاص حاکمون کے تشدد سے پیش آئین جو منصب اور حکومت کے بل
پر اپنے ماتحت لوگون سے روپیہ وصول کرتے تہے۔ اس قسم کی زیادتیان اسلامی قوانین کے
خلاف ہی ہوتی تہین بلکہ ترکی گورنمنٹ کے زمانہ انحطاط سے پہلے وہ بہت کم نظر آتی تہین جبکہ
مقامی حکام کی رشوت ستانی اور بے انصافیون سے جنکی باداش نہ ہوسکتی تہی گورنمنٹ
خراب نہ ہوئی تہی[4]۔ یورپ مین سلطنت عثمانیہ کے قائم ہونے پر اول دو صدیون مین جو حالت
عیسائیون کی تہی اور اسکے بعد جبکہ سلطنت کا زوال شروع ہوگیا جو حالت عیسائیون
کی ہوئی اُن مین بہت فرق ہے۔ لیکن یہہ بات غور کے قابل ہے کہ ایسے وقت مین جبکہ
عیسائیون کی خراب حالت برداشت کے قابل نہ رہی تہی اشاعت اسلام کے واقعات بہت
کم پیش آئے۔ اٹہارہوین صدی مین جبکہ عیسائی ایسی سختیون مین مبتلا تہے کہ کبہی ایسی سختیان
کسی زمانہ مین اُنپر نہ ہوتی تہین عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ذکر کہین دیکہنے مین نہین آتا
بلکہ اس زمانہ مین ترکون کی نسبت یہہ تحریر ہوا کہ وہ اپنے مذہب کی ترقی سے غافل ہین اور بد اعتقادی

[1] شیفا فقرہ ۵۰ (۱) ڈوکٹ کی معافی کی نسبت شبہ ہوگا پر تصحیح ہی کہ سلطان ہر ایک عیسائی سے ایک ڈوکٹ جزیہ لیتا ہے لیکن چونکہ اور غیر معمولی محصولون
مین ترکی حکام کیا کچہہ وصول نہین کرتے لڑائیون کے کونسے محصول ہین جو دینے نہین پڑتے۔ لیکن غیر معمولی محصولون کا انحصار
تمہارے یا پہلے وقت پر منحصر ہے اور مسلمانون کو بہی یہہ محصول اسیطرح ادا کرنے ہوتے ہین جیسے عیسائیون سے وصول کیے جاتے ہین

[2] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۴ - ۲۵ [3] ہامر (۲) پہلی جلد صفحہ ۳۳۳ [4] سلطان کی عیسائی رعایا پر سختیان ہونیکا خاص
سبب یہہ تہا کہ اصلی گورنمنٹ جسکا صدر مقام قسطنطنیہ مین تہا اُسکے اختیارات بیرونجات مین اچہی طرح تسلیم نہین کیے جاتے تہے۔ حکام
اضلاع کا ظلم تہا جسنے ذاتی عداوتون سے ترقی پکڑکے وہ سختیان پیدا کردین جو سلطنت عثمانیہ کی عیسائیون کو زمانہ سابق مین پیش آئین اور
اب زیادہ پیش آتی ہین کسی قوم کے زمانہ عروج مین محکوم قوم کے ساتہہ فیاضی و انصاف ہونا ممکن ہے لیکن ایسے وقت مین جبکہ اس حکمران

ٹرکی کی سلطنت مین اسلام ہرگز تلوار کی زور سے نہین پہیلا۔ شاید انحطاط سلطنت نے زمانہ مین ٹہیک ٹہیک انصاف کی نہونے سے اور خاص خاص ترکی حاکمون کے ظلم سے بعض عیسائی مذہب تبدیل کرکے اپنی حالت کی اصلاح پر مجبور ہوئے ہون لیکن ایسے ظلم کے واقعات ترکی سلطنت کی پہلی دو صدیون مین شاذ تہے۔ مگر انہی دو صدیون کا زمانہ وہ تہا جس مین عیسائیون نے کثرت سے اسلام قبول کیا۔ اور ترکون کو تبلیغ اسلام کا بہت خیال اور جوش تہا۔ لیکن اپنے قانون کے مطابق اُنہون نے عیسائیون کو مذہبی آزادی دے رکہی تہی۔ اگر اس حالت مین ترکون نے اپنے قوانین سے تجاوز نہین کیا تو ضرور تعجب کی بات ہے۔ مگر ایک عیسائی نے جو بائیس[۵۱] برس تک ترکون مین قید رہا یہ لفظ لکہے ہین کہ ترکون نے کسی شخص کو اپنا مذہب چہوڑنے پر مجبور نہین کیا" اور عیسائیون سے بہی اس قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ ایک انگریز جس نے سترہوین صدی عیسوی کے شروع مین ٹرکی کا سفر کیا لکھتا ہے[۵۲]۔ کہ ایمان کسی شخص کے ایمان (کونشنس) پر جبر نہین ہوتا اور اگر ایسا ہو بہی تو بغیر کسی جرم کے موت کی سزا کا خوف کسی صورت مین دلایا جاتا۔ ۱۶۶۳ء مین اس تحریر کے ۳۰ برس بعد شیفلر نے لکھا کہ "ترک[۵۳] عیسائیون کو جبر سے نہین بلکہ چالاکی سے مسلمان کرتے ہین اور عیسائیون کے دل سے مسیح کو فریب دیکر چہین لیتے ہین کیونکہ یہ سچ ہے کہ اس زمانہ مین ترک کسی ملک کو مسلمان کرنے کی نیت سے جبر و اکراہ استعمال نہین کرتے لیکن اور طریقے ایسے اختیار کرتے ہین جن سے مسیح مذہب کی جڑین چپ چاپ اُکہاڑ پہینکتے ہین...... اب سوال یہ ہے کہ آخر عیسائی ان ملکون سے کہان غائب ہو گئے ملک سے وہ نکالے نہین گئے اور نہ ترکون کے مذہب مین انکو زبردستی شامل کیا گیا۔ پس ظاہر ہے کہ وہ خود اپنی مرضی سے مسلمان ہو گئے"

ترک سمجہتے ہین کہ سب سے بڑا احسان جو وہ کسی کے ساتھ کر سکتے ہین یہ ہے کہ اُنکو

[۵۱] ٹرکی سیور کینتے سگانیو صفحہ ۷۱۔ [۵۲] بلونٹ پہلی جلد صفحہ ۹۸۔ [۵۳] شیفلر۔ فقرہ ۵۱۔ ۵۲۔

[illegible] اور یہ نوفل تہا سلطان کے دربار مین ایسے عیسائیون کا ہجوم رہتا تہا جو مسلمان ہوگئے تہے۔ اوران ہی نومسلمون مین سے اکثر لوگ دولت عثمانیہ کے بانی تہے روم کے عیسائی شہزادے اکثر مسلمان ہوگئے۔ اورمسلمانون نے انکا خوشی سے استقبال کیا ان عیسائی شہزادون مین سب سے پہلا شہزادہ جو ۱۱۴۰ع مین مسلمان ہوا جان کمنینز کا بھتیجا تہا اور اسلام لانے کے بعد سلطان مسعود والی قونیہ کی بیٹی سے اوسنے شادی کی فتح قسطنطنیہ کے بعد عام عیسائیون کے مقابلہ مین اعلی درجہ کے عیسائی اسلام قبول کرنے کی طرف زیادہ رغبت رکہتے تہے۔ عیسائی امرا مین سے جن امیرون نے اسلام قبول کیا ان مین بہت لوگ وہ تہے جو شاہی خاندان پےلیولوگی کا نام رکہتے تہے طربزوند کے جارج امیروظیرنے جو بڑا عالم متبحر تہا اخیر عمر مین عیسائی مذہب ترک کیا اوراسی طرح اور بڑے درجہ کے عیسائیون کے نام دریافت ہوتے ہین جنہون نے اسلام قبول کیا اسلام مین صرف اس بات کی ضرورت تہی کہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کا اقرار کرین۔ چنانچہ ایک گمنام مصنف لکہتا ہے کہ جو کچہہ مشکل تہی وہ اسی بات مین تہی کہ اس کلمہ کا اقرار کیا جاوے۔ اگر کسی آدمی نے اسکا یقین اپنے دل مین پیدا کرلیا کہ وہ ایک خدا کا معتقد ہے تو مذہب کے بہیس مین اس غلطی کا زہر اُس مین دوڑ جاتا تہا۔ یہ وہ گناہ کا چشمہ تہا جس سے بہت لوگون نے ٹکر کہائی اوراس دام مین گرفتار ہوگئے جو انکی روحون پر عذاب لایا۔ (نعوذ باللہ) یہ ہی وہ چکی کا پاٹ ہے جو بہت لوگون کے گلے کا طوق بنا اور جسنے ان کو مایوسی کے غار مین گرادیا۔ کیونکہ جب یہ احمق سنتے ہین کہ ترک بت پرستی کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہین اور ہر تصویر اور صورت سے ایسی ہی نفرت کرتے ہین گویا وہ

(بقیہ صفحہ ۱۷۶) تو مونکا ایمون نے (باوجود یکہ عیسوی مذہب مین انکو تعلیم ملی تہی) ترکونکی محبت انکا مذہب اور انکو کام اختیار کیا اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کرکے اسکو چہینا۔ ای ناپاک لوگو جنہون نے مسیح سے انکار کیا۔ ای مسیح کے دشمنون کے ساتہیو۔ ای دوزخ کی آگ کے مستحق ہمیشہ تمہارا یہی ورد وہ رہے (ساسنو دینو صفحہ ۲۵) [illegible] کروسی ڈی بیزانٹیز دیس تیلا الترز صفحہ ۳۰ و ۳۸۴ (مطبوعہ ہالے) [illegible] میمر ظہرگ صفحہ ۱۶۱۔ فنلی پانچوین جلد صفحہ ۱۱۹۔ [illegible] رتلکے بہ کتینیے سگلا تیو صفحہ ۱۹ (الف)

کی طرف اسکو میلان خاطر ہوا بلکہ جان کالون کے مذہب کی طرف[۵۱] اسکو بہت رغبت
پیدا ہوئی - اور اسی مذہب کو اُسنے یونان کے کلیسا مین جاری کرنا چاہا - اس کوشش
مین جنیوا کے کالوینی فرقہ نے اسکی بہت مدد کی اور ایک نوجوان کالوینی کو جسکا نام لیجر
تہا اور جو دینیات کا بڑا عالم تہا قسطنطنیہ بہیجا تاکہ کالوینی دینیات کو یونانی زبان مین ترجمہ
ہونے کے وقت وہ مدد دے - قسطنطنیہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کے جو انگریزی اور
ڈچ سفیر رہتے تہے انہون نے بہی بڑی فیاضی سے روپیہ دیکر اس کام مین سرل کی مدد
کی - لیکن فرقہ یسوعی کے لوگ جنکے معاون رومن کیتہولک سفیر تہے سرل کی مخالفت
کے لیئے تدبیرین سوچنے لگے - یہانتک کہ یونانی قسیسون نے سرل کو مار ڈالنے
کی تجویز کی - سنہ ۱۶۲۹ عیسوی مین سرل نے مذہب کے اقرارات شائع کیئے تہے جسکا
مقصد ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کلیسا یونان کے عقائد کو مذہب جاثلیقی (رومن کیتہولک)
کے خلاف دکہا کر پروٹسٹنٹ مذہب سے اسکی مطابقت ثابت کرے[۵۲] - کالون
کے مذہب سے اُسنے مسئلہ تقدیر اور صرف ایمان سے نجات ملنے کا مضمون اقتباس
کیا تہا کلیسا کے معصوم ہونے کو اُسنے تسلیم نہ کیا تہا اور انجیل کی تفسیر مین کلیسا کے
اختیارات سے بہی انکار کیا تہا تصویروں کی پرستش کو بُرا کہا اور مسئلہ تقدیر کے متعلق جو کچہہ سرل
نے تحریر کیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کالون کی تعلیم بہ نسبت کلیسای یونان کے
تعلیم کے زیادہ رغبت رکہتا تہا - جب یہہ اقرارات[۵۳] شائع ہوئے جن سے ظاہر ہوتا تہا
کہ گویا کل کلیسای یونان کے جنکا سرل افسر ہے ایسے ہی عقائد ہین تو یونانی کلیسا
کے تمام قسیسون کو سرل سے سخت مخالفت پیدا ہوئی - اور سرل کی موت کے چند ہفتہ
بعد ان قسیسون کی مجلس قرار پائی جسمین سرل کے عقائد اور راے کی نسبت فیصلہ کیا
گیا کہ سب ملکر اُسپر لعنت کرین - سنہ ۱۶۴۲ عیسوی مین ایک دوسری مجلس قسطنطنیہ مین اسی

۵۱ نجلر صفحہ ۱۶۴ - ۱۶۲ - ۵۲ نجلر صفحہ ۱۴۳ ۵۳ نجلر صفحہ ۱۴۸ - ۵۴ نجلر صفحہ ۱۸۳ - ۱۸۹ -

اسکے سرل کے ماننے والون مین سے چند لوگون کے نام بہی تحریر ہوے ہین۔ ان مین سے
ایک شخص سوفرونیوس شہر اثینا کا مطران[۵۱] تہا جو پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا طرفدار تہا۔ دوسرا
شخص نیکوڈیموس میتاراس تہا جو چہاپے کی ایک کل لندن سے لایا تہا اور مذہبی رسالے شایع
کرکے مشتہر کرتا تہا۔ اس خدمت کی عوض مین سرل نے اسکو ایک علاقہ کا مطران کر دیا تہا۔[۵۲]
کوریدالیوس فلسفی نے جو سرل کا دوست تہا کالوینی مذہب کی تعلیم کے لیئے قسطنطنیہ مین
ایک مدرسہ کہولا تہا۔ ایک یونانی جرجایوس نامی نے سوال جواب کی ایک کتاب چہاپی
تہی جسکا مقصد یہہ تہا کہ کالون مذہب کو اپنے ہموطنون مین شایع کرے۔ سرل
نے ایک خط ۳۰ جولائی سنہ ۱۶۳۶ عیسوی کی تاریخ تہی جنیوا کی یونیورسٹی کو لکہا کہ ہمنے
بہت سے لوگون کو کالوینی دین مین وعظ اور تلقین[۵۳] کے ذریعہ سے شامل کر لیا ہے ایک
اور خط مین جو سرل نے لیجر کے نام بہیجا لکہا تہا کہ جزیرہ کاندیا[۵۴] مین اُس نے اپنا رسوخ کس
طرح پیدا کیا۔ سرل کے بعد جو شخص بطریق مقرر ہوا وہ جلا وطن کرکے کارتیج کو روانہ کیا
گیا جہان سرل کے معتقدون نے گلا گہونٹ کر اُسکو مار ڈالا[۵۵]۔ بارثینیوس دوم جو
مین سنہ ۱۶۴۴ع سے سنہ ۱۶۴۶ع تک قسطنطنیہ کا بطریق ہوا کالون کے مذہب کا دل سے معتقد تہا۔ اگرچہ
اُسنے علانیہ کالون کے مذہب کی تعلیم لوگون کو نہین دی لیکن اُسکو اس مذہب کے ساتہہ
ایسا حسن ظن تہا کہ آخرکار وہ بطریق کے عہدہ سے معزول ہو کر جلا وطن[۵۶] کیا گیا۔ پس اس سے
ظاہر ہے کہ کالوینی مذہب کا اثر اُس حد سے زیادہ پہیلا ہوا تہا جس حد تک سرل کے
دشمن اسکو تسلیم کرتے تہے۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہی جن عیسائیون نے مذہبی مجلسون
کے فیصلون سے انکار کیا جنکے بموجب سرل کلیسا سے خارج ہوا تہا تو اُن مین مسلمانون
کی باتین زیادہ موجود تہین اور یونانی قسیسون کا اثر بہت کم تہا۔ یہہ سچ ہی کہ کوئی مسلم الثبوت
شہادت اس امر کی موجود نہین ہے کہ ٹرکی مین کالون کے مذہبی اثر سے اسلام کی اشاعت

---

۵۱ نیجر صفحہ ۱۰۷ ۔ ۵۲ نیجر صفحہ ۱۲ و ۲۰۳ و ۲۰۳ ۔ ۵۳ نیجر صفحہ ۱۴۳ ۔ ۵۴ نیجر صفحہ ۱۰۷ ۔ ۵۵ نیل پہلی جلد صفحہ ۳۰۴ ۔
۵۶ لی قنن ۔ توم ا صفحہ ۳۰۳ ۔ ۵۶ لی قیین توم ا صفحہ ۳۰۳

خرید و فروخت کی جاوے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین جن سختیون سے روپیہ وصول کیا گیا اُسی کی مثل بیسوین صدی مین زیادتیان ہوئین۔ بوسینا کے کلیسا مین آسٹریا کے تسلط سے پہلے جو تکلیفین عیسائیون کو اُٹھانی پڑین وہ تورنفورٹ کے مذکورہ بالا قول کی بالکل تصدیق کرتے ہین سراجیو کا مطران دس ہزار پونڈ ہر سال اپنے علاقے کے عیسائیون سے لیا کرتا تھا۔ یہ رقم ترکی گورنر کی تنخواہ سے ٹھیک دوگنی تھی۔ اور اسکو وصول کرنے کے لیے بد نصیب عیسائیون پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا جاتا تھا۔ ترکی حکام کو ہدایت تھی کہ محصول وصول کرنے مین قسیسون کی مدد کرین۔ اگر عیسائیون نے روپیہ دینے سے انکار کیا یا اس قابل نہ ہوے کہ جسقدر روپیہ قسیسون[۵۲] نے طلب کیا ہے وہ دے سکین تو دیہات کی وہ کیفیت ہوتی تھی جو لڑائی کے وقت محصور شہرون کی ہوتی ہے۔ جب خود افسران کلیسا کے ظلم اس درجہ کو پہونچے جنکا فرض تھا کہ عیسائیون کی حفاظت کرین تو ان ظلمون کی وجہ سے جب کبھی عمدہ موقع ملا بغاوتین برپا ہوگئین[۵۳]۔

پس یہہ تعجب کی بات نہین ہوسکتی کہ بہت عیسائیون نے ان ظلمون سے بچنے کے لیے اسلام قبول کر لیا ہو[۵۴]۔

---

[۵۱] لزلی صفحہ ۲۰۳۔ [۵۲] ایوانس پہلی جلد صفحہ ۲۶۷۔ آیسطرح سیکرٹری اوراُبی نے لکھا ہے کہ ''قدیم ملک سائیریا کے اکثر حصون مین اسقف کے نام کے ساتھہ یہ خیال شامل ہوتا تھا کہ ترکون کی لوٹ سے جو کچھہ روپیہ بچے اسکا مالک اسقف ہوتا ہے'' صفحہ ۲۵۰۔ یونانی قسیسون کے حال مین ایک مصنف نے ''ریویو دے دُوکس مانڈیس'' (توم ۷ صفحہ ۳۳۲) مین ذیل کا قصہ لکھا ہے ''اس صدی کے شروع مین ترنوا کے مقام کا ایک پادری کے ساتھہ جسکا نام جاجم تھا اور جسکے ساتھہ اُسکے تحت عیسائی بہت محبت کرتے تھے اسقف کو عداوت پیدا ہوئی۔ ایکدن اسقف نے پادری کو حکم دیا کہ ہمارے اصطبل مین بیگار پر کام کرے۔ پادری نے انکار کیا۔ انکار کرتے ہی اسقف کے نوکرون نے لاٹھیون سے پادری کی خوب خبر لی لیکن پادری بہی مضبوط تھا۔ کچھہ دیر تک اپنے تئین بچاتا رہا۔ پہر وہ اپنا چہرہ چھپوکر قاضی کے پاس پہونچا۔ اور آفتاب غروب نہوا تھا کہ یہہ عیسائی پادری پکا مسلمان ہوگیا''۔

[۵۳] پنطیئیس۔ دوسرا حصہ صفحہ ۸۷۔ [۵۴] پنطیئیس۔ دوسرا حصہ صفحہ ۸۰۔ تجلر صفحہ ۲۹۔

ہین۔ اُن مین آپس مین کسقدر محبت اور سلوک ہے۔ اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھہ کیسا مخیر ہے۔ اُنکے شفاخانون سے جو غریبون اور مسکینون کے لیئے اُنھون نے بنائے ہین معلوم ہوتا ہے کہ غیرون کے ساتھہ بھی اُنکو کس قدر ہمدردی ہے۔ اگر اُنکے انصاف اور اُنکی پرہیزگاری اور نیکیون کا خیال کرین تو ہمکو اپنے اوپر شرم آتی ہے کہ خدا کی بندگی اور آپس کے سلوک مین ہم کیسے سست قدم ہین۔ ہمکو اپنی بے انصافیون پر اپنے ظالم ہونے اور پرہیزگار نہ ہونے پر شرم آنی چاہیئے۔ بیشک انصاف کے دن مسلمانون کا پلہ ہم سے بھاری رہیگا۔ بیشک اُنکا ایمان اُنکی نیکیان اُنکی رحمدلی وہ چیزین ہین جن سے اسلام کو فروغ ہوا۔"

زمانۂ حال کے ایک مورخ نے بھی یہہ ہی نتیجہ نکالا ہے[1]۔ وہ لکھتا ہے کہ "بہت سے لائق اور نیک بخت یونانی عیسائیون کو خیال ہے کہ مسلمان اُنسے ہر بات مین فضیلت رکھتے ہین عیسائی اگر بچپن مین خراج کے طور پر وصول ہو کر سلطان کے ہان اسلامی تربیت پانے سے بچ گئے تو زیادہ عمر مین" انھون نے خود اسلام قبول کر لیا اخلاقی حیثیت سے ترکی سوسائیٹی کی عمدگی کو بھی عیسائیون کے تبدیل مذہب کا ایسا ہی سبب قرار دینا چاہیئے جیسے خاص خاص عیسائیون کے حب جاہ کو اُسکی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔"

آجکل کے لوگ جو ترکی قوت کے روزانہ زوال اور اُسکی سلطنت سے ملکون کے نکلنے کو دیکھہ رہے ہین اور اُسکا لقب بیمار آدمی" سننے کے عادی ہو گئے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ سلطنت بہت جلد مٹ جائیگی اُنکے لیئے ایسے خیالات کو سمجھنا جو دولت عثمانیہ نے اپنے زمانۂ عروج مین یورپ کے ملکون مین پیدا کیئے تھے بہت دشوار ہے۔

اُس زمانہ مین ترکون کی متواتر اور وسیع فتوحات نے یورپ کے لوگون مین سخت خوف اور استعجاب کی حالت پیدا کردی تھی عیسائی عملداریان ترکون کے قبضہ مین آتی جاتی

[1] فنلے پانچوین جلد صفحہ ۲۹۔

بلغاریہ - سرویہ - بوسینا - ہنگری کی ریاستین عیسوی ریاستین ہونے کی حیثیت سے اپنی
آزادی ترکون کے حوالے کر بیٹھین - وینس کی نہایت مغرور سلطنت نے دیکھا کہ اُسکے
ملکون پر ترکون کا قبضہ ہوتا جاتا ہے اور وہ کچھ نہین کر سکتے - یہان تک کہ وینس کا نشان
جسپر سینٹ مارک کا شیر بنا ہوا تھا صرف بحر ایڈریاٹک کے ساحل پر اُتار دیا گیا - جب اوٹرانٹو
کو ترکون نے فتح کیا تو روما الکبریٰ کی بھی خیر نظر نہین آتی تھی - پندرھوین صدی عیسوی
کے عیسائی اپنی تصانیف مین لکھتے تھے کہ اگر ترکون کی ترقی کو نہین روکا گیا تو عیسوی یورپ
کی قسمت پھوٹ جائیگی - ترکون کی نسبت لکھا کہ وہ خدا کے ہاتھ کا کوڑا ہین تاکہ بندون نے
جو گناہ کیے ہین اُنکی سزا دی جاوے - یا یہہ ترک شیطان کی قوت ہے جو مذہب سے چھوٹ
بیٹھ ہین عیسائی دین کو غارت کرنے کے لیئے چھوٹی پھرتی ہے - لیکن جو بات سب سے
زیادہ غور کی ہے وہ یہہ ہے کہ بعض عیسائیون کے دل مین حسب ذیل سوال پیدا ہوئے
کیا یہہ ممکن ہے کہ خدا مسلمانون کو بغیر کسی معقول وجہ کے اسطرح بے شمار تعداد مین بڑھنے
دیتا - کیا یہہ لاکھون مسلمان ایک آدمی کی طرح (نعوذ باللہ) مبتلای عذاب ہونگے خدا کی
اسقدر مخلوق سچے دین کی کس طرح مخالف ہو سکتی ہے - کیونکہ حق کو ناحق سے زیادہ ثبات
ہے اور سچائی وہ چیز ہے جس سے لوگ زیادہ اُلفت رکھتے ہین اور جسکی زیادہ خواہش کرتے ہین
یہہ کسی طرح ممکن نہین کہ اسقدر آدمی حق بات کی مخالفت پر آمادہ ہون - وہ کس طرح حق بات
کے خلاف فروغ پا سکتے ہین کیونکہ خدا سچائی کا حامی اور مددگار ہے - اگر غلطی کی بکر و راہ بیہودہ
بنیاد پر مسلمانون کا مذہب قائم ہوتا تو اُسکو ایسی حیرت خیز ترقی کب ہو سکتی تھی ؟" غرض اس
قسم کے خیالات تھے جو ترک کی سلطنت مین عیسائیون کے دل پر برابر اثر ڈالے تھے - اور

۵۱ لارڈ میقلے نے اپنے کلیات مین ترکون کی فتوحات پر چند شعر انگریزی مین لکھے ہین جنکا نثر مین یہ ترجمہ ہے " اور چمکتا ہوا ہلال یورپ کی آنکھون مین آسیب کی طرح پھرنے لگا - یہانتک کہ عیسائی آخر یہ یقین رکھتے تھے کہ ہم مرنے نہ پائینگے اور ایک دن یہی ترک روما کے عالیشان محلون اور کلیساؤن کی بھی صفائی بولا دینگے " لارڈ میقلے کا کلیات پہلی جلد صفحہ ۲۴ - ۱۴۱ - ۵۲ ترک کے سپور کیتھیئے سنگا تیو - ۱۲ (ب) ۱۳ (الف)

کہ اُنکے وطن کا کوئی عیسائی جو نوکری کرکے اُنکے ساتھہ آیا ہے کہین مسلمان نہ ہوجاوے تو آسانی سے سمجھہ مین آسکتا ہے[1] کہ وہ عیسائی غلام جنکو پھر وطن پہونچنے کی قطعی اُمید جاتی رہی تھی اور اُن کے لیئے وہ سامان نہ رہے تھے جو مدت سے سیکھے ہوے مذہب کو مضبوط رکھین اور جو اُنکو نئی سوسائٹی مین شامل نہ ہونے دین وہ کس طرح اسلامی اثر سے جو ہر وقت اُنکے لیے موجود تھا متاثر ہوکر مغلوب ہوگئے اور کوئی روک ٹوک نئے مذہب اور نئی سوسائٹی مین شامل ہونیکی اُن کو محسوس نہ ہوئی - سترہوین صدی عیسوی کے ایک انگریز سیاح نے ان عیسائیون کی نسبت لکھا ہے[2] کہ "بہت کم عیسائی ایسے ہین جو اپنے وطن کو واپس جاتے ہون اور اُن سے بھی کم وہ لوگ ہین جنکو عیسائی مذہب پر جسکی اُنہون نے تعلیم پائی تھی قائم رہنے کی ہمت اور جرأت باقی ہو اُنکی دینی تعلیم ناقص تھی اور مذہب کے اصولون اور دلائل کے متعلق اُنکا علم نہایت قلیل تھا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عیسائی تو اس خیال سے کہین غلامی کی مصیبتین نہ اُٹھانی پڑین ایسے بے صبر اور خوف زدہ ہوگئے کہ اُنہون نے فوراً ترکون کا مذہب قبول کرلیا اور بعض اسطرح اپنے مذہب سے برگشتہ ہوے کہ اسلامی قانون نے جن لذائذ نفسانی کو جائز رکھا تھا اُنکی طرف اُنکو رغبت ہوئی - علاوہ اسکے سامان ایسے موجود ہی تھے کہ تبدیل مذہب سے وہ اپنی حالت کی اصلاح کرلین - پس جب اُنکو اپنی نجات کی کوئی اُمید باقی نہ رہی تو اُنہون نے اپنے نجات بخشنے والے کو اور اپنے مسیحی دین کو ترک کیا اور اپنے وطن اور ملک کو بھول گئے اور اب وہ غیر ملک والے نہین معلوم ہوتے بلکہ ٹرکی کے اصلی باشندے سمجھے جاتے ہین -

---

[1] یہ عیسائی جو ترکی یا اور اسلامی سلطنتون مین آباد ہوگئے تھے اون کے لیے کافی وجہ تھی کہ اپنے ہم مذہبون کے اکثر مسلمان ہوجانے پر افسوس کرین - اس زمانہ کے قسیسون کی تحریرین ایسی شکایت سے بھری پڑی ہین - غلامون کی حالت پر رحم آتا تھا اگرچہ اُنسے نفرت بھی ہوتی تھی لیکن آزاد عیسائیون کے حالات سخت افسوس اور رنج کے قابل تھے - عیسائی سفیرون کو کسی دن اس بات کا یقین نہین ہوتا تھا کہ اُنکے ملازم اُنکو چھوڑکر نہ چلدینگے اور ایک شام ہوتی تھی وہ یہ نہین کہتے تھے کہ دن خیریت سے گذرا (گلس صفحہ ۲۲۲) مقابلہ کرو فون ہیمر [illegible]

[2] [illegible]

کر دیے جاوینگے[1]- لیکن اگر عیسائی غلام اپنے تئین خیرخواہ نوکر ثابت کرتے تھے تو انکے مسلمان آقا انکو آزاد کر دیتے تھے گو وہ عیسائی مذہب پر قائم رہتے ہون اور ضعیفی کی عمر مین اُن غلامون کی گذر اوقات کے لیئے آقا کوئی سامان مہیا کر دیتے تھے[2]-

عیسائی غلامون کی طرح بہت سے آزاد عیسائی ایسے تھے جو اپنے قدیم سوسائٹی اور حالات سے علٰحدہ ہو کر پرانے تعلقات سے اپنے کو آزاد پاتے تھے- اور اب ایسی سوسائٹی مین اُنکی زندگی بسر ہوتی تھی جو بالکل نیے مذہبی اور سوشل خیالات سے مملو تھی

پندرہوین صدی عیسوی مین عیسائی پیشہ ورون کے گروہ مفتوحہ ملکون سے اور یورپ اور ٹرکی کے اور شہرون مین کام ڈھونڈھتے ہوے آئے اور مسلمانون کی ترغیب سے وہ ان شہرون مین آباد ہو کر مسلمان ہو گئے[3]- یہہ ہی کیفیت غالبًا اُن عیسائی خاندانون کی ہوی جنکو سلطان محمد ثانی نے یورپ کے مقبوضہ ملکون سے نکال کر ایشیا کوچک مین آباد کیا تھا[4]- یہہ خاندان بہی اسلام لا کر مسلمانون مین اسطرح مل جل گئے جس طرح آرمینیا کے عیسائیون کا حال ہوا تھا جنکو شاہ عباس اول بادشاہ فارس (سنہ ۱۵۸۷-۱۶۲۹ء) نے ایران مین آباد کر دیا تھا- ان ارمنی عیسائیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ دوسری نسل مین سب مسلمان ہو گئے[5]-

اب یہہ تجویز ہے کہ ممالک البانیا- سرویا- بوسینا اور کریٹ کے عیسائیون مین جس طرح اسلام کی اشاعت ہوی اُسکے مفصل حالات لکھے جاوین- کیونکہ ان ملکون مین سے ہر ایک ملک کی تاریخ جب سے ترکون نے اُسکو فتح کیا اشاعتِ اسلام کے متعلق خاص واقعات بیان کرتی ہے جو دلچسپ ہین-

---

[1] فون ڈی ویش صفحہ ۳۵- [2] فون ڈی ریتس صفحہ ۱۳۱-۱۳۲- [3] ترکگے سپورکیتی سگلاتیو صفحہ ۱۹- [4] ہیرطبرگ صفحہ ۶۲
[5] جب بوڑھے مرجاتے ہین توجوان آدمی اکثر اسلام قبول کر لیتے ہین- چنانچہ آج کل (سنہ ۱۶۵۵ عیسوی) ان زرخیز میدانون مین ہمکو اُن ارمنی عیسائیون مین سے دو آدمی بہی نہین مل سکتے جنکے باپ دادا ان میدانون مین کام کرنے کے لیئے آباد کیئے گئے تھے- تاورنیر (۱) صفحہ ۱۶-

البانی قوم کے لوگ سوائے اُنکے جنکی آبادیان یونان مین ہین[سلہ] اُس کوہستانی ملک مین
آباد ہین جو مانٹی نیگرو (جبل الاسود) سے خلیج ارتا تک بحر ادریاتک کے مشرقی ساحل پر
واقع ہے - یہہ قوم یورپ کی سب سے قدیم اور صحیح النسل قومون مین سے آرین قوم کے
پلاسجک شاخ سے ہے - البانیون کے ملک کو اول سلطان بایزید اول نے پندرہوین
صدی عیسوی کے شروع مین فتح کیا - جارج کاسٹریوٹ کے وقت مین جسکا مشہور اسلامی
نام سکندر بیگ ہے البانیا پہر خود مختار ہوگیا - جارج جس زمانہ مین لڑکا تہا تو اُسکے باپ نے
جو ایپرس کا خود مختار حاکم تہا جارج اور جارج کے بہائیون کو خراج کے عوض مین قسطنطنیہ بہیجدیا
تہا - یہان جارج کا ختنہ کیا گیا اور سلطان کی خاص نگرانی مین مسلمانون کی طرح تعلیم و تربیت
پاکر وہ پانچہزار ترکی سوارون کا کمانڈر مقرر ہوا - جب جارج کا باپ مرگیا تو اُسکے بہائی قتل
کر دیے گئے اور ملک البانیا سلطان کے تصرف مین آگیا - سلطان نے خیال کیا تہا
کہ سکندر بیگ کو اُسنے اپنا طرفدار اور خیرخواہ بنا لیا ہے لیکن اس نوجوان البانی نے جو
انتقام کا پیاسا تہا اسلام ترک کیا اور تئیس برس تک نہایت بُردباری اور کامیابی سے
ترکی فوجون کا مقابلہ کیا - سنہ ۱۴۶۷ عیسوی مین سکندر بیگ مرگیا اور ترکون نے پہر البانیا پر
قبضہ کرنا شروع کیا - گیارہ برس کے بعد کاسٹریوٹ خاندان کا دار الحکومت کرویہ ترکون نے
فتح کرلیا اور اس زمانہ کے بعد کوئی مقابلہ جو تمام ملک البانیا نے ملکر ترکون کا کیا ہو تحقیق نہین ہوتا
البتہ بغاوتین اکثر ہوئین اور کامل طور پر یہہ ملک کبہی ترکون کا محکوم نہین ہوا - ساحل کے
بعض شہر مدت تک ترکون کا مقابلہ کرتے رہے - سنہ ۱۵۰۱ع مین درازو کا شہر ترکون نے
فتح کیا اور انتی واری جو ملک البانیا کے ساحل کا سب سے شمالی بندرگاہ ہے سنہ ۱۵۷۱ع
سے پہلے فتح نہ ہو سکا - فتح کے بعد جو شرائط ہوئے وہ یہہ تہے کہ شہر والون کو اپنے قدیم
مجسٹریٹ اور قدیم قانون رکہنے کا اختیار ہوگا - اور یہہ کہ عیسائی مذہب کی پابندی علانیہ

---

سلہ ان آبادیون کی فہرست دیکھنی ہو تو ضمیمہ جلد ۲ صفحہ ۹۰ دیکھو۔

اور انادومی سے ہوگی۔ گرجاؤن کو کوئی نقصان نہین پہونچیگا اور اگر وہ گرجائین تو
دوبارہ تعمیر ہوسکین گے۔ شہر والے اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ مال کے مالک رہینگے
اور جو محصول وہ دیتے ہین اُس سے زائد محصول اُنپر جاری نہ ہونگے۔

ترکون کے دور حکومت مین البانیون کی نسبت دریافت ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ نیم خودمختاری
کی حالت مین رہے اور اُن کے بعض فرقہ تو ایسے ہی خودسر ہے جیسے ترکون کی فتح
سے پہلے تھے۔ اگرچہ وہ سلطان کی رعایا تھے لیکن ترکی حکام کو ملک کے اندرونی انتظام
مین دست اندازی نہ کرنے دیتے تھے۔ اور کافی وجہ اس یقین کے لیئے موجود ہے کہ ترکی
گورنمنٹ کبھی اس قابل نہوئی کہ البانیا مین کسی ایسے شخص کو جو البانیا کا باشندہ نہ ہوتا اور جسنے
قومی خدمات یا اپنی حکمت عملی اور تعلقات سے ملک مین نیکنامی پیدا نہ کی ہوتی اس ملک کی
گورنری پر مستقل کرسکتی[۱]۔ البانیا کے لوگون کا قومی غرور بہت بڑھا ہوا ہے اور اس زمانہ مین بھی
اگر کسی البانی سے پوچھا جاوے کہ وہ کون ہے تو عیسائی یا مسلمان بتانے سے پہلے
وہ کہتا ہے کہ مین سکتیپار ہون جسکے معنی پہاڑون کے رہنے والے کے ہین۔ یہ قومی
خیال کے مضبوط ہونے کی قوی دلیل ہے کیونکہ اس سے عیسائی یا مسلمان ہونے کا وہ
مذہبی فرق جو سلطنت عثمانیہ کے باقی ملکون مین ہر جگہ شدت سے پایا جاتا ہے مٹ جاتا ہے
عیسائی البانی اور مسلمان البانی جسطرح ایک زبان بولتے ہین اسی طرح اُنکی پرانی قومی باتین بھی
ایک ہی ہین اور اُنکے رسوم اور ظاہر طریقے بھی یکسان ہین۔ ایک ہی قوم سے ہونے کا
خیال اُن مین ایسا مستحکم ہے کہ اُس نے مذہبی اختلافات کی بناپر قوم مین تفرقہ ڈالکر اُسکو علیحدہ علیحدہ
جماعتون مین تقسیم نہین ہونے دیا ہے[۲]۔ مسلمان اور عیسائی البانی ساتھ ساتھ بیقاعدہ

---

[۱] ایک، صفحہ ۲۰۵ - [۲] ایک البانی عیسائی نے بلغاریہ کے عیسائیون اور مسلمانون مین عداوت کے ہونے پر لکھا ہے
لیکن البانیا مین حالت اور ہے البانیا کے مسلمان ایسے ہی البانی ہین جیسے عیسائی ہین ایک ہی زبان بولتے ہین ایک ہی قسم کی
طرح کی رسمین اور طریقے رکھتے ہین اور اُنکے قومی اعتقادات بھی ایک ہی سے ہین۔ مسلمان البانیون اور عیسائی البانیون مین
کبھی نفرت یا عداوت نہین رہی ہے۔ صدیون سے کسی طرح کی دشمنی اُن مین نہین ہے۔ مذہب کے فرق نے اُن مین

نہین حاصل ہوتا ہے[۵۱]۔ اس امر کے اعتراف کی چندان ضرورت نہین ہے کہ جسقدر تاریخین یا رپورٹین ہین اُن مین جو کچھہ اطلاعین ملتی ہین اُنپر خاص کر جہان پادری عیسائیون کے مسلمان ہونے کا سبب بیان کرتے ہین سچائی کا پورا اطلاق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اُس زمانہ کے کسی پادری کی نسبت ہرگز یقین نہین ہو سکتا کہ اُسنے کسی عیسائی کے مسلمان ہونے کو سچی نیت اور ایمان سے سمجھا ہوگا اور اگر سمجھا بھی ہو تو پادریون کو اپنے افسرون کے سامنے تحریر کے ذریعے سے اس بات کے ظاہر کرنے کی ہمت نہین پڑی ہوگی۔

سولھوین صدی عیسوی مین اسلام نے کم اشاعت پائی حالانکہ عیسائیون مین اسلام پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ سنہ ۱۶۱۰ عیسوی مین عیسائی رعایا کی تعداد مسلمانون سے دس اور ایک کی نسبت رکھتی تھی[۵۲] اور چونکہ دیہات مین اکثر عیسائی آباد تھے اور مسلمان کہین کہین تھے[۵۳] اس لیئے شہرون کے رہنے والے عیسائی زیادہ تر مسلمان ہوئے[۵۴]۔ مثلاً انتی واری کے شہر مین جب بہت سے عیسائیون نے وطن چھوڑکر قریب کے عیسوی ملکون مین رہنا اختیار کیا تو جو عیسائی شہر مین رہ گیئے اُن مین اعلیٰ و ادنیٰ سب نے اسلام قبول کیا یہانتک کہ عیسائیون کی تعداد روز بروز کم ہوتی گئی[۵۵]۔ جون جون عیسائی مسلمان ہوتے گئے گرجا مسجدون سے تبدیل ہوتے۔ یہ انتظام اگرچہ شرائط کے خلاف تھا لیکن جب عیسائی ہی باقی نرہے تو گرجاون کا مسجد بن جانا انصاف کے خلاف نہ تھا۔ سنہ ۱۶۱۰ء مین جاٹلیقی (رومن کیتھولک) عیسائیون کے پاس صرف دو گرجا رہ گئے تھے اور اُنکی ضرورت کے لیئے یہہ ہی کافی تھے[۵۶]

---

[۵۱] کولیو۔ بیزی سنہ ۱۶۱۰ء بارکو کر بیسیو سنہ ۱۶۵۱ء فرالونا و نیورادی الیوٹنیو سنہ ۱۶۵۲ء رسیئوخ سنہ ۱۶۳۰ء۔ [۵۲] بیزی صفحہ ۶۰ (ب) [۵۳] بیزی صفحہ ۳ (الف) [۵۴] فارلاتی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۴۔ [۵۵] یہی شکایت کی گئی تھی کہ مطران کے محل پر مسلمانون نے اپنا قبضہ کر لیا لیکن آٹھہ برس سے یہ محل خالی پڑا تھا (سنہ ۱۵۹۰ء سنہ ۱۵۹۸ء) کیونکہ مطران امیروسیئوس نے جلاوطنی اختیار کی تھی اور وجہ یہہ ہوئی تھی کہ اُسنے اسلام پر کم احتیاطی اور زیادہ جوش سے حملہ کیا تھا اور پیغمبر کی شان مین سخت کلامی کی تھی'' (فارلاتی۔ ساتوین جلد صفحہ ۱۰۷) [۵۶] بیزی صفحہ ۹۔ یہہ مصنف لکھتا ہے کہ ان گرجاون مین ۱۲ ایکٹرون مین نے خود مسیح کے وقت سب رومن کیتھولک عیسائیون کو نماز پڑہائی تھی'' زمیئوخ نے جو نقشے صفحہ ۲۲ پر لکھے ہین اُن سے مین قیاس کر سکتا ہون کہ اس زمانہ مین عیسائیون کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی۔

مسلمان عورت اپنے بچہ کو اصطباغ دلانا چاہتی تھی تو خوشی سے اوسکو اصطباغ دیتے تھے[۵۱] مسلمانون
اور عیسائیون کے باہمی تعلقات اس بات سے اور دریافت ہوتے[۵۲] ہین کہ مسیحی بزرگان دین
کے جو تہوار عیسائیون مین منائے جاتے تھے اُن مین مسلمان بھی شریک ہوتے تھے - مثلاً مارکو
بیزی نے لکھا ہے کہ سنٹ الیاس کی ضیافت کے دن (جسکو البانی عیسائی خاص طور پر مانتے
تھے) گرجا مین مسلمان بھی اتنے ہی موجود تھے جسقدر کہ عیسائی تھے[۵۳] - البانی مسلمانون کی
نسبت لکھا جاتا ہے کہ وہ اینک حضرت مریم اور مسیحی اولیا کو مانتے ہین اور اُنکے مزارون کی زیارت
کو جاتے ہین - اور اسیطرح عیسائی بھی منتین پوری کرنے اور امراض کے دفعیہ کے لیے
مسلمان درویشون اور فقراء کے مقابر کی زیارت کرتے ہین[۵۴] - کالیوا کے شہر مین جہان عیسائیون
کے ساٹھہ اور مسلمانون کے دس گھر ہین پادری کے گذر اوقات کیلئے مسلمان بھی چندہ دیتے
ہین کیونکہ وہان اکثر مسلمانون کی بیویان عیسائی ہین[۵۵] - ایسی حالت مین تعجب نہین کہ بعض عیسائی
ظاہر مین اسلام کے پابند ہون مگر اپنے ایمان کو انہون نے تبدیل نہ کیا ہو کہ دل مین وہ عیسائی
مذہب رکھتے ہین[۵۶] - مارکو بیزی نے اس خراب حالت کے تین سبب بیان کیے ہین - اول
دنیوی نفع کا خیال - دوسرے جزیہ سے بریت - اور تیسرے ایسے پادریون کا اُن مین موجود
نہ ہونا جو ملک کی مذہبی ضروریات کو مہیا کرسکین[۵۷] - اسلام قبول کرنے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ
عیسائیون پر محصول کا سخت بار تھا اور گاؤن کے گاؤن ایسے تھے جو ان محصولون سے
بچنے کے لیے عیسائی مذہب سے برگشتہ ہوگئے - چونکہ مفصل کیفیت ان محصولون کی نہین
بیان کی گئی اس لیئے ہم فیصلہ نہین کرسکتے کہ اس شکایت کے لیئے کافی وجوہ موجود تھی یا نہین

---

۵۱ مارکو بیزی کو انتی واری کے شہر مین آئے ہوئے چند روز ہوئے تھے کہ ایک معزز مسلمان خاتون نے یہ خواہش ظاہر کی کہ خوشطرات اُسکے بچہ کو اصطباغ دے - مطران نے لکھا ہے کہ اس خاتون نے شہر کے ایک عیسائی رئیس سے سخت شکایت کی کہ مطران نے اسکی خوشی نہین کی حالانکہ اسی مطران کے قسیس ان لوگون کی درخواست پر جو عیسائی نہین ہین بچون کو اصطباغ دیدیتے ہین (صفحہ ۱ (ب))

۵۲ ایسے عیسائیون اور مسلمانون کے باہمی تعلقات جو ایک ہی گاؤن مین رہتے تھے اگر دریافت کرنے ہون تو بیکاسی کی تصنیف تاریخ البانیا دیکھو صفحہ ۱۵۲-۱۶۲ مطبوعہ پیرس ۱۸۵۸ء ۵۳ بیزی صفحہ ۳ (الف) ۵۴ گارنٹ صفحہ ۲۶ ۵۵ بیزی صفحہ ۳۶ - ۱ (ب)

۵۶ بیزی صفحہ ۲۳ - (ب) ۲۷ - ۱ (الف) ۵۷ بیزی صفحہ ۳ (ب) صفحہ ۶ (الف) صفحہ ۲۳ (ب)

یا نہین اور عیسائیون کا یہہ عذر معقول ہی تہا یا نہین یا فقط حیلہ تہا کہ اپنے قدیم ہم مذہب لوگون
کے سامنے اپنے مسلمان ہوجانے کا کچہہ نہ کچہہ عذر بیان کرین - یا یہہ بیان افسران کلیسا کا مبالغہ
ہے جنکے نزدیک عقلا اور سچی نیت سے کسی عیسائی کا مسلمان ہونا قطعی ناممکن تہا - ایک صدی کے
بعد ۱۷۰۲ء مین جزیہ کی رقم فی شخص چند ریال سالانہ تہی اور (سواے سکیا ترا کیو کے محصول کے
جو تین ریال سالانہ کا تہا -) یہہ ہی محصول ایسا تہا جو خصوصیت کے ساتہہ عیسائیون پر جاری تہا[۱]
اگر صرف اس خفیف جرمانہ ہی کے ڈر سے عیسائیون نے اپنا مذہب چہوڑ دیا تو مذہب سے
انکو بہت ہی کم تعلق اور واسطہ ہوگا - لیکن البانیا مین ابتک کثرت سے عیسائیون کا موجود
ہونا ظاہر کرتا ہے کہ تہہ ریال سالانہ کا محصول ایسا ظالمانہ تہا جو بغیر کسی اور سبب کے عیسائیون
کو انکے دین سے پہیر کر مسلمان ہوجانے دیتا -

" ترکی ظلمون[۲] کی نسبت جو عامیانہ اور غیر واضح شکایتین کی گئی ہین اگر وہ کسی قدر صاف طریقہ
پر بیان ہوتین تو ہم دریافت کر سکتے تہے کہ جزیہ کی وجہ سے جو عیسائیون کا بکثرت مسلمان ہونا
لکہا گیا ہے وہ کس حد تک درست تہا - لیکن جسقدر حالات تحقیق ہوتے ہین ان سے یہ نتیجہ
نہین نکلتا کہ فقط جزیہ کی وجہ سے عیسائی بکثرت مسلمان ہوگئے - ترکی سلطنت مین یہہ طریقہ البتہ
نہایت بیہودہ جاری تہا کہ سرکاری عہدے نیلام کیے جاتے تہے اور جو شخص سب سے زیادہ روپیہ
دیتا تہا وہ انپر مقرر کردیا جاتا تہا - جب اسطرح عہدے ملتے تہے تو عہدہ دار لوگ رعایا پر بہروسا
نہ کرتے تہے اور نتیجہ اکثر یہہ ہوتا تہا کہ ہر طرح کے ظلم اور سختیون سے یہہ لوگ جسقدر روپیہ جمع کرنا
ممکن تہا جمع کر لیتے تہے لیکن ان مصیبتون مین عیسائی اور مسلمان دونون یکسان مبتلا تہے -
البتہ یہہ یقینی بات ہے کہ نامنصف حاکمون کو مسلمانون کی بہ نسبت عیسائیون پر ظلم کرنا آسان
معلوم ہوتا ہوگا خاص کر ایسے زمانہ مین جبکہ عیسائی اس جرم مین اکثر ماخوذ ہوتے تہے کہ دولت

---

(۱) زینکیزن - صفحہ ۵ - اٹہارہوین صدی مین وینس کا سکہ ریال ایک ترکی قرش کے برابر ہوتا تہا - (۲) سنلو
[illegible] ۱۸۹۳ء صفحہ ۵۲ بزی صفحہ ۱۱ - ۱۳ - زینکیزن صفحہ ۵ -

عثمانیہ کے خلاف بغاوت برپا کرنے کے لیئے وہ اہل وینس اور عیسوی سلطنتوں سے تعلقات رکھتے ہین۔

بہرکیف یہہ جوکچہہ حالات ہون مگر اس مین شبہہ نہین کہ مسلمانون کی مذہبی حمیت اور پاکیزہ زندگی نے مسیحی قسیسون کی جہالت اور تنزل کے مقابلہ مین اپنا اثر غالب کیا۔ اگر البانیا کے ملک مین وہان کے ایک شیخ کی مثل چند لوگ اور ہوتے جسکے حسن اخلاق کی تعریف مارکو بیزی نے بہت کی ہے اور لکہا ہے کہ مذہبی مسائل پر بحث مین اور اس مین اکثر مباحثے رہتے تو اسلام کو اس ملک مین بہت عروج ہوتا[1] مسیحی قسیسون مین سے اکثر لوگ بالکل ناخواندہ ہوتے تہے۔ اُن مین بہت لوگ ایسے تہے جو اگرچہ پڑہنا جانتے تہے تو انکو لکہنا نہ آتا تہا۔ اور اپنے منصبی کامون سے انکو اسقدر لاعلمی تہی کہ نجات کا کلمہ تک انکو زبان یاد نہ ہوتا۔ اگرچہ لیٹن زبان مین وہ نماز پڑہتے تہے[2] لیکن بہت کم لوگ ایسے تہے جو نماز کا مطلب سمجہتے ہون سوائے اپنی مادری زبان کے انکو کسی اور زبان کا علم نہ تہا اور مذہب کے حقائق سے انکو قلیل معلومات سنی سنائی باتون کی تہی[3]۔ مارکو بیزی کی راے مین ان تمام خرابیون کی جڑ قسیسون کی قلت اور انکو اپنے کامون سے لاعلمی تہی اور یہہ ہی سبب تہا کہ سیکڑون عیسائی بڈہے ہو جاتے تہے اور انکو مذہب مین پختہ نہ کیا جاتا تہا اور وہ دین سے برگشتہ ہو کر مسلمان ہو جاتے تہے چنانچہ اُسنے لکہا ہے کہ اگر ان خرابیون کا تدارک نہ کیا گیا تو مسیحی دین کو ملک مین بہت بلد زوال ہو جائیگا[4]۔ چند قسیسون پر اس بات کا الزام بہی تہا کہ بغیر نکاح کیے وہ عورتون کو اپنے تصرف مین رکہتے ہین اور کثرت سے شراب خوار ہین[5]۔

یہہ بات بہی لکہنی ضرور ہے کہ کلیساے یونان کے اُن قسیسون کی طرح جو ملک البانیا کے

---

؎۱ بیزی صفحہ ۱-۱۱ ؎۲ بیزی صفحہ ۱۳ (ب) ؎۳ بیزی صفحہ ۶ (ب) ؎۴ بیزی صفحہ ۲ (ب) اس ملک مین یہہ خرابی قسیسون کی کمی کے سبب سے اور اس وجہ سے ہے کہ قسیس اپنے منصبی فرائض کے ادا کرنے مین نہایت کم عقل ہین بہت عیسائی ایسے ہوتے تہے کہ جو بڈہے ہو کر مرجاتے تہے اور عیسوی دین مین مستحکم نہین کیے جاتے تہے اور وہ عیسائی مذہب سے بالکل منحرف ہو گئے تہے ؎۵ اگر البانیا مین مذہبی امداد زیادہ نہ پہنچیگی تو چند سال کے بعد ان لوگون سے عیسائی مذہب بالکل اٹہہ جائیگا کیونکہ لائق معقول

علاوہ دیگر ممالک عثمانیہ مین رہتے تھے اور جنہون نے باوجود جاہل ہونے کے عیسائی
مذہب کا جوش اپنے لوگون مین زندہ رکہا تہا اور یونانی عیسائیون کی قومی زندگی کا سرچشمہ
خیال کیے جاتے تہے البانیا کے قسیس اپنے ملک والون کے قومی حوصلون اور خیالات
کا مخزن اور مرکز نہین تھے[^۱] بلکہ اسکے برعکس البانیون مین قومی خیال مذہبی عقائد سے
جدا چیز تصور ہوتا تہا ترکون کو یہ لوگ فیوڈل انتظام کے موافق اپنا آقا سمجہکر یہہ جانتے
تہے کہ جسقدر اُنکے احکام ہون اُنکی پابندی ضروری ہے[^۲]۔

عیسائیون کے مسلمان ہونے کا ایک عجیب واقعہ عیسائی قسیس اور اُسکے ماتحت عیسائیون
کی باہمی رنجش کی وجہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور وہ یہہ ہے کہ بہت برس ہوے
جبکہ ملک کے کل باشندے عیسائی تھے توسقوطاری کے شہر مین حضرت مریم کا ایک
نہایت خوبصورت بت بنا ہوا تہا اور اُسکی زیارت کے لیئے ملک کے ہر گوشے سے لوگ
نذرین چڑہاتے اور دعائین مانگتے آتے تہے اور اُنکی شکایتین رفع ہوجاتی تہین۔
دو کسی کسی سبب سے عیسائیون اور اُنکے قسیس مین جہگڑا ہوا اور ایکدن بہت سے عیسائی گرجا مین جمع ہوا اور
کہا کہ اگر قسیس ہمارا کہا نہ سنیگا تو ہم اسیوقت اور اسی جگہہ عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام قبول البتہ کی قسیس خواہ حق پر
یا ناحق پر اپنے ارادہ مین مضبوط رہا عیسائیون نے اپنی گلی کی تسبیحین اور صلیبین نوچ کھسوٹ کر زمین پر پہینکدین اور پرانی سی جوتین
کہول ڈالا اور قریب ہی قریب جو مسجد ملی اوس مین چلے گئے اور مسجد کے ملا نے اُنکو مسلمان کرلیا"
قسیسون کی غفلت اور مخالفت سے بہت سی بیہودہ اور بیقاعدہ رسمین عیسائیون
مین پیدا ہوگئی تہین منجملہ اُنکے ایک رسم یہہ تہی کہ بغیر کلیسا کی اجازت اور مذہبی رسوم کے
لوگ نکاح کر لیتے تہے جس سے اسلامی شریعت کی طرح عیسائیون مین بہی نکاح ایک طرح کا مالی

بقیہ صفحہ ۲۰۴ – اور قسیسون کی تعداد بہت کم ہے" بیزی صفحہ ۱۶ (الف) [^۱] بیزی صفحہ ۴۳ (الف) صفحہ ۶۴ (ب)
[^۱] فنلے – پانچوین جلد صفحہ ۱۵۳ – ۹۰ و اکلارک صفحہ ۲۹ [^۲] اوران بدبخت لوگون نے ایسے ایمان کو
ایسا اندہا کرلیا کہ وہ اسطرح شادی کرنیکو مطلق گناہ نہ سمجھتے تہے۔ انکا خیال تہا کہ ترک جبتک ملک کے بادشاہ ہین اسلیئے
ممکن نہین ورنہ انکے لیئے کسی طرح جائز ہے کہ وہ ترکون کی کسی بات مین حکم عدولی کرین (بیزی صفحہ ۳۱ ب) [^۳] گارنٹ صفحہ ۲۴۸

معاہدہ ہو گیا تھا۔ اس خرابی کو دور کرنے کے لیے اگر بیوی اور خاوند نے مسیحی شریعت کے بموجب دوبارہ نکاح نہین پڑہا یا تو یہہ دونون کلیسا سے خارج کر دیے جاتے تھے[۵۱]۔

سترہوین صدی عیسوی مین عیسائیون کے ان حالات اور واقعات نے جو اوپر بیان ہوے اپنے نتیجے پیدا کیے اور عیسائیون کی تعداد بہت جلد کم ہونی شروع ہوئی سنہ ۱۶۲۴ عیسوی مین صرف دو ہزار جاثلیقی عیسائی انتی واری کے اسقفی علاقہ مین رہ گئے اور شہر مین صرف ایک گرجا باقی رہ گیا اور یہہ بہی عیسائیون کی عبادت کے لیے برتا نہ جاتا تہا کیونکہ آخر زمانہ مین جاثلیقی عیسائیون کے صرف دو خاندان انتی واری مین رہ گئے تہے[۵۲]۔ سنہ ۱۶۵۱ عیسوی مین عیسائی عورتون کی تعداد عیسائی مردون سے البانیا کے ملک مین بڑہ گئی کیونکہ مردون نے کثرت سے اسلام قبول کر لیا[۵۳]۔ اس صدی کے خاتمہ کے قریب عیسائیون کی حالت اور بدتر ہوئی۔ جاثلیقی عیسائی مسلمانون سے شمار مین کم رہ گئے اور دونون کی مردم شماری مین تین اور چار کی نسبت ہو گئی[۵۴]۔ حالانکہ سو برس پہلے جاثلیقی عیسائیون کی تعداد مسلمانون کے مقابلہ مین دس اور ایک کی نسبت رکھتی تہی[۵۵]۔ درازو کے مطرانی علاقہ مین بیس برس مین عیسائیون کا شمار نصف رہ گیا[۵۶]۔ ایک اور شہر مین تیس برس کے اندر اندر سب عیسائی مسلمان ہو گئے[۵۷]۔ باوجودیکہ افسران کلیسا کی طرف سے بہت سخت تاکید رہتی تہی اور قواعد جاری ہوتے تہے لیکن پادریون نے اس حرکت کو جائز رکہا کہ جو عیسائی ظاہر مین مسلمان تہے اور دل مین اپنے تئین عیسائی مانتے ہوے تہے انکو بہی مقدس سکرامنٹ مین شریک کیا۔ نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ ان عیسائیون کی اولاد کو جنکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر ہوئی مسیحی کلیسا سے کوئی تعلق نہ رہا[۵۸]۔ اسیطرح عیسائی ماباپ اپنے بیٹیون کا مسلمانون کے ساتہ نکاح پڑہا دیتے تہے اور پادری ایسے نکاحون کو جائز سمجہتے تہے۔ اعلیٰ درجہ کے

[۵۱] بیزی صفحہ ۳۰ صفحہ ۳۱ (الف) [۵۲] فارلاتی۔ قوم ۷ صفحہ ۱۴۴ و ۱۴۸۔ [۵۳] مارکو کریسیو صفحہ ۲۰۲۔ [۵۴] زمیبوغ صفحہ ۲۲۷۔

[۵۵] بیزی صفحہ ۶ (ب) [۵۶] زمیبوغ صفحہ ۱۳۔ [۵۷] زمیبوغ صفحہ ۱۵۔ [۵۸] زمیبوغ صفحہ ۱۱ و ۱۵۹۔

عیسوین کی طرف سے سخت ممانعت تھی مگر پادری بھی ان عورتون کا نکاح مسلمانون کے ساتھ
عیسوی طریقہ پر پڑہا دیتے تھے[۵۱]۔ پادریون کی ان حرکتون سے جنکے خلاف اور الزام بھی
موجود ہیں ظاہر ہوتا ہے کہ انکو عیسائیون کی مذہبی خورپرداخت کا خیال یا شوق مطلق
نہ تھا۔ ان پادریون مین اکثر لوگ نہایت بداخلاقی کی زندگی بسر کرتے تھے کبھی قرار کی
مذہبی رسم ادا نہ کرتے تھے۔ اور تیوہارون کے دن خوب شرابین پی کر اٹل ہوجاتے تھے
کلیسا کے مال بیچا کرتے تھے اور اپنے علاقون کا اکثر غیر حاضر رہتے تھے۔ اگر کوئی الزام
عائد ہوتا تھا تو ترکون کی پناہ مین آکر اپنے تئین بچا لیتے تھے[۵۲]۔ فرانسسکن اور اوبزروانٹ
مشنری جب ملک مین بھیجے گئے کہ عیسائیونکی مذہبی ضروریات مہیا کرین تو انہون نے
سوای اسکے کچھ نہ کیا کہ آپس مین فساد برپا کیے اور عدالتون مین لڑنے چلے گئے جسکی
وجہ سے عیسائیون کو اور زیادہ نقصان پہونچا اور انکے بھیجنے سے جو قصد تھا وہ فوت
ہوگیا[۵۳]۔ سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین البانیا کے اسقفی علاقون مین سے جنکی تعداد
بارہ تھی پانچ خالی پڑے تھے یعنی انپر کوئی اسقف مقرر نہ تھا۔ پلاتی کے علاقہ مین تیس برس کے
عرصہ سے کسی اسقف نے دورہ نہین کیا تھا۔ اور چھ ہزار تین سو اڑتالیس عیسائیون کی
آبادی مین صرف دو پادری تھے[۵۴]۔ بعض چھوٹے علاقے جس مین پادری مقرر ہونے
چاہیے تھے چالیس برس سے وہان کوئی پادری مقرر نہ ہوا تھا۔ مگر یہہ باتین سلطان
کے تشدد کی وجہ سے نہ تھین جسکو "ترکی ظالم" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ
فرانسسکن مشنری آخرکار ان علاقون کو روانہ کیے گئے تو انہون نے اپنی رپورٹون
مین لکھا کہ وہ تمام ملک مین اپنے مقدس کام کے لیئے دورہ کرتے رہے اور کسی قسم
کی مزاحمت ان سے نہ ہوئی[۵۵]۔ سابا کے اسقف نے جو وینس مین مدت تک مقیم رہا تھا

۵۱ زیمیوخ صفحہ ۱۳۔ ۵۲ بزی صفحہ ۳۸ (ب) فارلاتی ساتوین جلد صفحہ ۱۵۔ ۵۳ زیمیوخ ۱۳-۱۴۔ ۵۴ النفو الیسنی کیرکا لاسیونی والبانیا صفحہ ۱۹۶۔ ۵۵ کرلیسیو صفحہ ۲۰۴۔ ۵۶ فرابونا وینیوزا صفحہ ۲۰۱۔

[illegible] میں بسر ہوگی کہ پہر وہ اپنے وطن واپس نہ آئین گے ترض جب قسیسون کی بداقتی کا یہہ حال ہو اور [illegible] فرائض کے ادا کرنے مین انکو اسقدر بے پروائی تہی تو اس بات کو سنکر کیا تعجب ہوسکتا ہے کہ تمام عیسائیون کو مذہب کی ابتدائی باتون کا بہی علم نہ تہا اور اُن مین ایسی بیہودہ رسمین اور خرابیان پہیل گئی تہین جو "خداوند کے اس انگورستان پر سخت سے سخت تباہی لائین"[۵۱] اکثر عیسائیون کا یہہ حال تہا کہ عورتون کو بغیر نکاح بڑہاپے برسون تک علانیہ اپنے تصرف مین رکہتے تہے لیکن اسپر بہی وہ سکرامنٹ مین شامل کیئے جاتے تہے[۵۲] بعض عیسائیون کا کثرت ازدواج پر بہی عمل تہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیون اور مسلمانون کی عادات اور رسوم مین مطابقت ہو چلی تہی مسلمان عیسائی بچون کے اصطباغ کے وقت سپانسر بنتے تہے اور مسلمانون کے بچون کو اصطباغ دینے کا ٹولڈ پادریون نے جائز رکہا تہا۔[۵۳]

جب البانیا مین مسیحی کلیسا کی یہہ حالت سترہوین صدی عیسوی کے وسط مین تہی تو خفیف تحریک بہی اس بات کے لیئے کافی ہوسکتی تہی کہ عیسائیون کو اپنے مذہب سے عام بیگانگی پیدا ہو جاوے۔ اسکے علاوہ سترہوین صدی کے اخیر زمانہ مین رومن کیتہولک عیسائیون کو بغاوت کے جرم مین جو سزائین اسلامی گورنمنٹ سے ملین اُنہون نے اُن تمام باتون کو پورا کر دیا جو عیسائیون کو اسلام کی طرف رجوع کرتی تہین۔ اور کثرت سے عیسائی مسیحی کلیسا سے علیحدہ ہو گئے۔ اس باغیانہ تحریک کو اتنی واری کے اُنتالیسوین مطران جارج نے درازو سکودرا اور الیسیو کے اسقفون کی مدد سے پیدا کیا جس سے مراد یہہ تہی کہ عیسائیون کو دولت عثمانیہ کے خلاف بغاوت کی ترغیب دے تاکہ عیسائیون کا ملک ترکون کے قبضہ سے نکلکر وینس کی عیسوی ریاست مین شامل ہو جاوے۔ چونکہ جارج کے وقت مین وینس کی ریاست ترکون سے مصالحت رکہتی تہی اس لیئے یہہ منصوبہ پک کر تیار نہ ہوسکا لیکن ۱۶۴۵ء مین ترکون اور وینس کی ریاست مین لڑائی چہڑ گئی۔ اور وینس والون نے

[۵۱] زمیئوخ صفحہ ۳۰۔ [۵۲] کریسو صفحہ ۳۰۔ [۵۳] زمیئوخ صفحہ ۱۔ فارلاتی ساتوین جلد صفحہ ۱۵۱۔

اتی واری کے شہر پر جو ترکون کی فتح سے پہلے تین صدیون (سنہ ۱۲۶۳-۱۵۷۱ع) تک
تحت مین رہا تہا پہر قبضہ کرنا چاہا مگر کامیابی نہوئی - البانیا کے جاتلیقی عیسائیون کو بہی جنہون
نے دشمن کا ساتہہ دیا تہا اور اسکو خفیہ کمک پہونچائی تہی ترکون نے سخت سزائین دین اور
انکو تمام حقوق سے محروم کردیا - لیکن یونانی عیسائی جنکو خوف تہا کہ کہین پہر وینس کی حکومت
انپر نہوجاوے ترکون کے خیرخواہ رہے اور ترکون نے انکو انعام اکرام سے مالامال کردیا
اور انکو اپنے ملک کا بچانیوالا کہا - بہت سے رومن کیتہولک عیسائی یا تو مسلمان ہوگئے
یا یونانی کلیسا کے پیرو بنے - یہہ دوسری بات کہ جاتلیقی عیسائی یونانی کلیسا کے پیرو بنے
ظاہر کرتی ہے کہ عیسائیون پر اس خیال سے ہرگز ظلم نہین ہوا کہ وہ عیسائی تہے اور نہ
انکو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا - جو رومن کیتہولک اس موقع پر مسلمان ہوے
انکا مقصد یہہ تہا کہ بغاوت مین ناکامیابی سے جو خفت اور ذلت ہوئی ہے اسکا رفع کرین
لیکن یہی مقصد بغیر عیسائی مذہب ترک کیئے انکو اس طرح حاصل ہوسکتا تہا کہ یونانی کلیسا مین
شامل ہوجاتے جسکو ترکی گورنمنٹ سرکاری طور پر تسلیم ہی نہ کرتی تہی بلکہ انتیواری کے شہر مین
یہہ کلیسا اس زمانہ مین بہت عام پسند تہا - پس جن رومن کیتہولک عیسائیون نے یونانی کلیسا
مین شامل ہونے کی جگہہ اسلام قبول کیا انکو عیسوی مذہب سے بہت کم تعلق اور واسطہ
ہوگا - یہی راے ان متعدد عیسائیون کی نسبت قائم ہوسکتی ہے جو اس واقعہ کے بعد کئی
سال کے اندر مسلمان ہوے - زمیسیوخ نے انکے تبدیل مذہب کی وجہہ بعض صورتون مین
جزیہ سے آزادی حاصل کرنا سمجہا ہے لیکن اس امر کے متعلق جو کچہہ ہم لکہہ چکے ہین اس سے ظاہر
ہے کہ فقط جزیہ سے پیچہا چہڑانا غالبًا تبدیل مذہب کا سبب نہ تہا -

سنہ ۱۶۴۹ عیسوی مین جوزف مرایا یونالدو انتیواری کے مطران کی وجہہ سے دوبارہ
سخت بغاوت ہوئی اور خود مطران اس بغاوت کا بانی ہوا - انتیواری سکودرا اور اور
شہرون کے عیسائی روسا نے اتفاق کرلیا کہ وینس کی فوجون کے لیئے اپنے شہرون کے

دروازے کہول دیئے۔ لیکن یہہ بغاوت بہی نہ چل سکی اور اس ہنگامہ کو ترکون نے نہایت سختی سے جسمین عیسائیون کا باہمی نفاق بہی شامل ہوا فرو کیا بہت سے البانی جنکا ملک بہی مسیوخ تہا اور اُنکی نسبت گمان ہوا کہ پہر سر اُٹہائین گے وطن سے علیحدہ کر کے سلطنت کے وسط مین آباد کر دیے گئے اس واقعہ کے بعد تین ہزار البانی ترکی سرحد کو عبور کر کے وینس کی عیسائی سلطنت مین آباد ہو گئے۔ جو عیسائی باقی رہے وہ خوف کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے کیونکہ ترکون نے باغی ضلاع مین سخت قلعے فوراً تعمیر کر دیے۔ ملک مین ترکی فوجین دورہ کرنے لگین اور باغیون پر سخت جرمانے کیے گئے[١]۔

عیسائی مصنف جو ترکون کی شکایت کرتے ہین کہ "جزیہ اور سختیون سے" ترکون نے البانیون پر ظلم کیے یہانتک کہ وہ اپنا مذہب چہوڑ کر مسلمان ہو گئے[٢] ایسے لفظ استعمال کرتے ہین جنکے معنی بہت وسیع ہوتے ہین۔ وہ شکایتون کی کوئی تفصیل بیان نہین کرتے تاکہ ہم فیصلہ کر سکین کہ یہہ شکایتین اصلی واقعات کے مطابق تہین یا نہین زینیوخ نے جہان دو ہزار عیسائیون کا مسلمان ہونا بیان کیا ہے وہان شروع مین یہہ لکہہ دیا ہے کہ بہت سے محصولون اور سختیون کی وجہ سے جو عیسائیون کو اُٹہانی پڑتی تہین یہہ لوگ مسلمان ہوے لیکن اسی موقع پر اس مصنف نے یہہ بہی لکہا ہے کہ یہہ سب سختیان سواے جزیہ کے جسکی رقم چہہ یا ال سالانہ اور سواے سکیا تاریکو کے محصول کے جو تین ریال سالانہ کا تہا مسلمانون کو بہی عیسائیون کے ساتہہ یکسان اُٹہانی پڑتی تہین[٣]۔ زینیوخ نے خاتمہ پر لکہا ہے کہ "عیسائی قوم کو ان محصولون کے ادا کرنے مین ایسی جگہہ زخم پہونچتا تہا جو بہت نازک تہی یعنی اُسکی مالی حالت معرض خطر مین پڑتی تہی جسکی طرف اُسکو فطرتاً یا ضرورت کی وجہ سے بہت خیال رہتا تہا۔ پس اس قوم نے ہمکو اس بات پر افسوس اور رنج کرنے کے لیئے کہ دو ہزار

---

[١] فارلاتی۔ ساتوین جلد صفحہ ١٢٦-١٣٢۔ زینیوخ۔ صفحہ ٩٥ قول [٢] "بہت عیسائی اس غرض سے کہ بے انصافی کے محصولون اور سختیون سے بچ جاوین رفتہ رفتہ مسیحی دین چہوڑ کر مسلمان ہو گئے۔" (فارلاتی۔ قوم۔ صفحہ ١٣١) [٣] زینیوخ صفحہ ٩٥

اندیشہ رہتا ہے کیونکہ اُن میں کوئی پادری موجود نہیں ہے۔ مذہب میں وہ تنزل میں اور ضرورت ہے کہ ہوشیار اور لائق قسیسوں سے اُنکے دین کو مضبوط کیا جاوے[1]

ربیموخ نے عیسائیوں کے شریف خاندانوں میں سے ایک خاندان کا حال لکہا ہے جو انتیواری کے قریب رہتا تہا۔ اس خاندان میں دو بہائی تہے بڑے بہائی کو تو وطن کے معزز مسلمانوں نے جو اُسکے رشتہ دار ہی تہے "بہلا پہسلا کر" عیسائی مذہب سے علیحدہ کر دیا تہا لیکن چہوٹے بہائی نے قسیس بننے کے لیئے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اسکا خاندان اگرچہ مفلس تہا لیکن شرافت کی وجہ سے ہر شخص اُسکی عزت کرتا تہا ترکوں کے دل میں اُسکی نہایت وقعت تہی اس لیے اگر یہ شخص قسیس کے عہدہ پر مقرر ہوتا تو مسیحی کلیسا کو اُسکی وجہ سے بہت مدد پہونچتی[2]۔ یہہ فی الحقیقت دوسرا ثبوت ہے کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کے ساتہہ بدسلوکی اسوجہ سے نہیں کی کہ وہ عیسائی تہے بلکہ عیسائیوں پر سختیاں اُسوقت ہوئیں جبکہ ملکی معاملات میں اُنہوں نے سرکشی اور بغاوت ظاہر کی۔ ربیموخ خود البانیا کا باشندہ تہا اور اسقف کا منصب رکہتا تہا۔ انتیواری کے اور اسقفوں کی طرح وہ وینس کی ریاست میں نہیں گیا تہا بلکہ اپنے علاقہ میں بدستور حاضر رہا۔ ترکی سلطنت نے ربیموخ کو غیر معمولی اعزاز بخشا تہا[3] اور ترکی حکام ہی اسکے ساتہہ انتہا درجہ کے اخلاق سے پیش آتے تہے بلکہ البانیا کا پاشا اُسی دیوان پر اُسکو بٹہاتا تہا جسپر خود بیٹہا ہوتا تہا۔ جب ربیموخ اُسکے پاس آتا تو پاشا [illegible] دروازے تک اُسکے استقبال کو جاتا اور رخصت کے وقت دروازہ ہی تک پہونچاتا تہا[4]۔

ربیموخ لکہتا ہے کہ اس "وحشی" پاشا نے بجائے ترک کے اپنے تئیں فیاض عیسائی کی مثل اُس وقت ظاہر کیا جبکہ عیسائیوں کے ساتہہ عمدہ خیالات رکہنے کے ثبوت میں مطران کی درخواست پر چار مختلف شہروں سے محصول کی کل رقم جو سال آئندہ میں واجب الادا ہونی تہی اُسنے خود جمع کر کے مطران کو روانہ کر دی[5]۔ مسیحی قسیسوں کے ساتہہ اگر ترکوں کو کبہی برا برتاؤ کیا

[1] ربیموخ صفحہ ۱۴۲-۱۴۳۔ [2] ربیموخ صفحہ ۲۲۔ [3] فارلاتی توم ۷ صفحہ ۱۴۔ [4] ربیموخ صفحہ [illegible]۔ [5] [illegible]

تو وہ عموماً اُن ہنگامی سہوا کہ بغاوت کی غرض ترکون کو دشمنون سے عیسائی تعلقات رکہتے تہے تعصب جب تک کی سلطنت کی ابتری کو وانہ ہوتی تہے تو انکی طرف سے بغاوت کا خیال ترکون کو ضرور پیدا ہوتا تہا اور اکثر صورتونمین یہ خیال صحیح ہوتا تہا لیکن سوای ایسے موقعون کے مسلمانون کی برتاؤ سے قسیسون کو شکایت کی کوئی وجہ نہ تہی زینیوخ نے ایک پادری کا حال لکہا ہے جسکے ساتہہ معزز ترکون کو نہایت لطف تہی[۵۱]۔

ہرزگونیا کے بعض علاقے مین ایک پادری تہا جسکی نسبت اٹہارہوین صدی کے شروع مین عیسائیون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مسلمانون کی صحبت مین ہکر اسکی نیت اسلام قبول کرنے کی تہی چنانچہ اسی خیال سے اس پادری کے اسقف نے اسکو نظر بند کرکے روما کو روانہ کردیا[۵۲] اور ایسے ہی واقعات البانیا مین بہی بلاشبہہ پیش آئے۔

سرویا کی عیسائی سلطنت اول سنہ ۱۳۷۵ عیسوی مین ترکون کی باجگزار بنی اور سنہ ۱۳۸۹ع مین کسووا کی لڑائی کے بعد جسمین سرویا کا بادشاہ اور سلطان دونون میدان جنگ مین کام آئے سرویا کے ہاتہہ سے ملکی آزادی جاتی رہی۔ بادشاہ سرویا اور سلطان روم کے جانشینون مین دوستانہ تعلقات قائم ہوے اور سرویا کے نوجوان بادشاہ سٹفین نے سلطان بایزید کی اطاعت قبول کی۔ اپنی بہن کی سلطان سے شادی کردی اور اسطرح آپس مین رشتہ قائم ہوگیا۔ جنگ نکوپولس (سنہ ۱۳۹۴ع) مین جسکے بعد کل جزیرہ نمای بلقان پر سوای قسطنطنیہ اور اُسکے گرد ونواح کے ترکون کا تسلط ہوگیا سرویا کی فوجون نے جو ترکون کی طرف سے لڑتی تہین لڑائی کا رنگ پلٹ دیا اور ترکون کو فتح دلادی۔ جس وقت انگورا کے میدان مین تیمور نے سنہ ۱۴۰۲ عیسوی مین ترکون کی طاقت کو بالکل توڑ دیا اور سلطان بایزید کو قید کرلیا تو سٹیفن جو سرویا کی فوجون کو لیے موجود تہا اپنے بہنوئی کے لیئے بڑی جوانمردی سے لڑا اور بجای اسکے کہ موقع پاکر ترکون کی حکومت سے آزاد ہوجاتا وہ اپنے قول کا پابند رہا اور سلطان بایزید کے بیٹون کو اُس وقت تک برابر مدد دیتا رہا جب تک کہ اُنہون نے

---

[۵۱] زینیوخ صفحہ ۱۴۱۔ [۵۲] فارلاتی چہٹی جلد صفحہ ۳۱۷۔

جب تک کہ تخت حاصل نہ کر لیا سٹیفن کے بعد جارج برانکووچ کے زمانہ مین سرویا کو کسیقدر
خودمختاری حاصل ہوئی لیکن ۱۴۳۹ عیسوی مین جب اُسنے علم بغاوت بلند کیا تو ترکون
نے پہر اُسکے ملک پر قبضہ کر لیا اسکے بعد پہر کچہہ زمانہ تک سرویا نے ہنگری کو اپنا بالادست
حاکم تسلیم کیا۔ لیکن وارنا کے مقام پر ۱۴۴۴ عیسوی مین جان ہنی ڈے کی شکست سے
سرویا پر پہر ترکون کا قبضہ ہو گیا اور ۱۴۵۹ عیسوی مین وہ ترکی سلطنت کا صوبہ بنا لیا گیا۔
جس وقت سرویا کے عیسائیون کے سامنے یہہ دو باتین پیش ہوئین کہ یا تو حکومت ہنگری
کی وہ اطاعت قبول کرین جو رومن کیتہولک مذہب رکہتی تہی یا ترکون کی حکومت کو تسلیم
کرین جو مسلمان تہے تو سرویا کے عیسائیون نے مسلمانون کی حکومت کو ترجیح دی۔ اِس
مضمون پر جو خیالات اُس زمانہ مین سرویا والون کے تہے وہ ذیل کے واقعہ سے معلوم ہو جاوینگے
جب ترکون اور ہنگری والون مین لڑائی چہڑی ہوئی تہی تو جارج برانکووچ نے جان ہنی ڈے
سے پوچہا کہ "اگر تم جیت جاؤ گے تو کیا کرو گے؟ ہنی ڈے نے جواب دیا کہ کیتہولک مذہب کو
قائم کرونگا اسکے بعد برانکووچ سلطان کے پاس گیا اور پوچہا کہ اگر تم فتحیاب ہوے تو ہمارے
مذہب کے ساتہہ کیونکر پیش آؤ گے؟ سلطان نے جواب دیا کہ ہر مسجد کے پاس گرجا ہوگا
اور ہر شخص کو آزادی ہوگی کہ ان دو مکانون مین سے جس مکان مین چاہے خدا کی بندگی کرے[۵۱]"۔ سرویا کے
بعض تہیسون کی دغابازی سے شہر بلغراد کی محصور فوج کو ترکون کی اطاعت قبول کرنی پڑی
سمندریہ کا شہر جو دریاے ڈانیوب پر واقع تہا اُسکے عیسائی باشندون نے بہی ترکون کی فتحمندی
کو اپنے حق مین مبارک جانا اور ۱۶۰۰ عیسوی مین وہ رومن کیتہولک کی سلطنت سے
آزاد ہوگئے[۵۲]

سرویا کے باشندون مین اسلام کی اشاعت جنگ کسووہ کے بعد ہی سے شروع ہوگئی

---

۵۱ اینز یقے دو لوی دے یوم۔ لوس ایسلاوئس ای تور کیا۔ (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۲ع) صفحہ ۱۷-۱۸۔

۵۲ دے لاجونقیر صفحہ ۲۱۵۔ ۵۳ دے لاجونقیر صفحہ ۲۹۔

تھی اُس ملک کے بعض شریف خاندان کے لوگون نے جو باقی بچے تھے باہر کے عیسائی ملکون مین وطن چھوڑ کر آباد ہونا پسند نہ کیا بلکہ خوشی خوشی مسلمان ہوگئے تاکہ فیوڈل انتظام سے جو حقوق اُنکو ملے ہوے تھے اُن مین خلل نہ پڑے[۱۱] اور وہ بدستور قائم رہین سلاطین روم کو معلوم ہوا کہ یہ عیسائی شرفا مسلمان ہوکر اسلام کے نہایت پرجوش حامی ثابت ہوے تھے[۱۲] لیکن سرویا کے عام عیسائی رعایا باوجود سختیون اور مصیبتون کے عیسائی مذہب پر قائم رہی اور صرف سرویا قدیم مین جواب البانیا کا شمال مشرقی حصہ ہے عیسائیون نے کسی قدر کثرت کے ساتھ اسلام قبول کیا[۱۳] لیکن سرویا قدیم مین بھی سترھوین صدی تک اسلام کی اشاعت آہستہ آہستہ ہوئی اس زمانہ مین سرویا کو غریب دی کر بغاوت کر دی لیکن جب اس بغاوت سے سرویا کو کچھ نفع نہوا تو ۱۶۹۰ء مین اس ملک کا بطریق ارسینوس سوم چالیس ہزار عیسائی خاندانون کو لیکر ترکی سرحد سے نکلا اور ہنگری مین آباد ہوگیا ۱۷۳۹ء مین ارسینوس چہارم کے زمانہ مین پندرہ ہزار عیسائی خاندانون نے اور وطن ترک کیا اور سرویا کے اُس حصہ کو جسمین یہ لوگ آباد تھے قریب قریب خالی کر دیا[۱۴]

جب ملک خالی ہوا تو جنوب سے البانیا کے لوگ سرویا قدیم مین آکر بس گئے جسوقت یہ البانی سرویا قدیم مین داخل ہوے تو اکثر کا مذہب رومن کیتھولک تھا لیکن جب وہ آباد ہوگئے تو رفتہ رفتہ مسلمان ہونے شروع ہوے۔ آج کل جس قدر کیتھولک مذہب کے عیسائی البانی اس ملک مین موجود ہین انکی تعداد باوجودیکہ اُنکے ہم مذہب پہاڑون سے آکر وقتاً فوقتاً اُن مین شامل ہوتے رہتے ہین بہت کم ہے۔ جو عیسائی نو وارد ہوتے ہین وہ اپنے بزرگون کی تقلید کرتے ہین اور کچھ عرصہ کے بعد مسلمان ہوجاتے ہین[۱۵]

جب سرویا قدیم مین البانی آباد ہوے تو سرویا کے اصلی باشندون مین جو کچھ باقی بچے تھے اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔ سرویا کے پادری ورتیس جاہل اور ناخواندہ ہوتے تھے

---

[۱۱] کانتز صفحہ ۳۔ [۱۲] کانتز صفحہ ۳۔۸۔۳۔ [۱۳] میوخ ماکنزی اور اربی نے سرویا قدیم کا نقشہ ۳۴۲ صفحہ پر دیا ہے۔ اسمین پریزرن کا شہر جو سرویا کا دارالحکومت تھا اور ایک کا شہر جو سرویا کے مطران کا شہر تھا اور کوسووو کا مقام جہان لڑائی ہوئی تھی دیا ہوا ہے۔ [۱۴] کانتز صفحہ ۳۔ [۱۵] ماکنزی اور اربی صفحہ ۲۵۔۲۵۱۔

سے جو اُس زمانہ مین سقف کا عہدہ رکہتا تہا عیسائیون کے سب فرقون کو جمع کیا اور
اُن سے کہا کہ اپنے ملک اور مذہب کی بہتری کے لیئے اب جو کچہہ امید اُنکو باقی ہے
وہ یہہ ہے کہ جسقدر مسلمان ہم مین رہتے ہون اُن سبکو نیست و نابود کر دیا جاوے
چنانچہ بڑے دن کی شام کو جبل الاسود کے وہ تمام عیسائی جو مسلمان ہو گئے تہے نہایت
بے دردی سے قتل کیے گئے[۵۱]۔

اب ہم ملک بوسینا کا ذکر کرتے ہین۔ اس ملک کے باشندون کے جو مذہبی اور
سوشل حالات ترکون کی فتوحات سے پہلے تہے وہ خاص توجہ کے قابل ہین۔
باشندگان بوسینا مین سے اکثر لوگ بگومائل فرقہ کے تہے جو عیسوی مذہب کا ایک بدعتی
فرقہ تہا۔ رومن کیتہولک عیسائیون نے اس فرقہ پر تیرہوین صدی عیسوی سے ظلم کرنے
شروع کیے تہے اور روما کے پوپون نے کئی موقعون پر اس فرقہ پر صلیبی جہاد کا حکم
جاری کیا تہا[۵۲]۔ سنہ ۱۳۲۵ عیسوی مین روما کے پوپ جان نے بادشاہ بوسینا کو یہ لکہہ بہیجا
"ہمارے عزیز فرزند امیر سٹیفن بادشاہ بوسینا کے نام تجہکو کلیسا کا خیر خواہ جانکر ہم حکم
دیتے ہین کہ اپنی قلمرو سے بدعتی فرقہ کے لوگون کو غارت کر دے اور فابیون جسکو ہم نے
تحقیقات کے لیئے مقرر کیا ہے اُسکی مدد کرے کیونکہ بدعتی لوگ بوسینا کی ریاست مین
جمع ہو گئے ہین اور ہمکو یقین ہے کہ یہہ لوگ اپنے گناہون کا بیج وہان بوئین گے اور
امن سے آباد رہین گے۔ ان لوگون پر شیطان کے مکر و فریب کا گہرا رنگ چڑہا ہوا ہے
اور جہوٹ کا زہر اُنکے پاس ہے تاکہ ظاہر مین بہولے بنکر اور عیسائیون کا سا نام رکہکر
وہ رومن کیتہولک عیسائیون کے ایمانون کو گمراہ کرین۔ اُنکی تقریر کیکڑے کی طرح پہیلتی

[۵۱] کلارک صفحہ ۲۹۲-۲۹۳۔ [۵۲] جن پوپون نے لڑائی کا حکم دیا اُن کے نام یہہ ہین۔ ہنوریوس سوم نے
سنہ ۱۲۲۱ مین غریگوری نہم نے سنہ ۱۲۳۸ مین انوسینٹ چہارم نے سنہ ۱۲۴۶ مین بینی ڈکٹ دوازدہم نے
سنہ ۱۳۳۷ عیسوی مین مذہبی لڑائی کا حکم دیا۔ سنہ ۱۲۹۱ سے انکویزیشن یعنی مذہبی تحقیقات کا محکمہ جاری ہوا۔

چال چلتی ہے اور عاجزی ظاہر کرنے کے لیے وہ خاک پر رینگتے ہین۔ لیکن چھپ کر وہ
لوگون کو قتل کرتے ہین۔ اور وہ گرگ ہین جنہون نے گوسپند کا بہیس اختیار کیا ہے
اور انہون نے درندونکی خصلت کو چھپایا ہے تاکہ مسیح کی غریب اور بہولی بہیڑون کو دہوکا
دین" پندرہوین صدی عیسوی مین فرقہ بگومائل کی تکلیفین ناقابل برداشت ہوگئین اور
انہون نے ترکون سے درخواست کی کہ اس بری حالت سے انکو کسی طرح نجات دین۔
بوسنیا کے عیسائی بادشاہ اور اسکے متیسون نے ظلم کو اس انتہائی درجہ پر پہونچا دیا جو اس
سے پہلے کبہی اس درجہ کو نہ پہونچا تھا۔ چنانچہ چالیس ہزار بگومائل بوسنیا سے بہاگ گئے اور پاس
کے ملکون مین انہون نے پناہ لی۔ جو لوگ بہاگ نہ سکے انکو بوسنیا کے حاکمون نے پابزنجیر
کرکے روانہ کیا۔ لیکن یہ سخت طریقے بہی بگومائل کی قوت کو بوسنیا کے ملک مین نہ
توڑ سکے۔ کیونکہ لکھا گیا ہے کہ ۱۴۶۲ء مین اس ملک مین بدعتی فرقہ اُسی پرانے زور پر تھا
ایک سال کے بعد ۱۴۶۳ عیسوی مین جب سلطان محمد ثانی نے بوسنیا پر فوجکشی کی تو
بوسنیا کے بادشاہ کو جسکا مذہب رومن کیتھولک تھا رعایا نے تنہا چھوڑ دیا۔ قلعہ کی کنجیان
اور بوبوواز کا شاہی شہر بگومائل کے گورنر نے ترکون کے حوالے کر دیا۔ اور قلعون
اور شہرون مین بہی اسی مثال کی پیروی ہوتی۔ چنانچہ ایک ہفتہ کے اندر سلطان محمد کے
قبضہ مین ستر شہر آگئے اور سلطان کے مفتوحہ ملکون مین بوسنیا بہی شامل کیا گیا۔[1]

اس فتح کے بعد سے بگومائل فرقہ کا حال تاریخون مین بہت کم ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے
کہ ترکی فتح کے بعد ہی اس فرقہ کے اکثر لوگون نے اسلام قبول کیا اور جو رہ گئے وہ بعد کو
رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے۔ بوسنیا کے کیتھولک عیسائی ہنگری اور آسٹریا کے ملکون مین
جو قریب تھے جا بسے بعض مورخون نے فرض کیا ہے[2] کہ اکثر بگومائل عیسائیون نے ترکی
فتح کے ابتدائی زمانہ مین اسلام اس نیت سے اختیار کیا تھا کہ موقع پاکر پہر عیسائی ہوجاوینگے

[1] اسبوتھہ صفحہ ۱۴۳-۹۵- الوانس صفحہ ۳۶-۴۲- [2] اسبوتھہ صفحہ ۹۶-۹۷-

روتے رہے، کہہ کہ صورت زرد بنا لیتے ہین کبھی زیادہ بولتے یا آواز سے ہنستے نہین - ڈاڑہی کو
بڑہاتے ہین اور باقی صورت کی طرف سے بے پروا ہوتے ہین[1]" یہ لوگ پانچ وقت دن کو
اور پانچ وقت رات کو نماز ادا کرتے تھے اور خداوند کی دعا بار بار رکوع کر کے پڑہا کرتے تھے[2] -
پس ان نمازون کی جگہہ مسجد مین جا کر نماز پڑہنے سے اُنکو کوئی تبدیلی نہین معلوم ہوئی ہوگی -
غرض مین نے اس جگہہ بگومائل کی اُن مذہبی باتون کو جمع کر دیا ہے جو اسلام کی تعلیم سے مشابہت
رکھتی تہین لیکن بعض مسائل جو عیسوی مذہب کے ساتھہ مخصوص تھے اُن مین ایسے بہی
موجود تھے جنکو کوئی مسلمان تسلیم نہ کر سکتا تہا لیکن جب اسقدر باتین مشترک ہون تو یہہ بات
سمجھنی آسان ہے کہ کس طرح فرقہ بگومائل مین ایسے مسائل کو ترک کرنے کی ترغیب ہوئی
ہوگی جنکو اسلام گوارا نہ کرتا تہا - مذہب مانویہ کا یہہ اعتقاد کہ خدا دو ہین اُن مین موجود تہا
جو اسلامی عقائد سے کسی صورت مین مطابق نہ ہو سکتا تہا لیکن اسلام کا عموماً یہہ قاعدہ رہا ہے
کہ اُسنے اس قسم کے خیالات کی طرف صلح کل کا طریقہ برتا بشرطیکہ ان خیالات سے کوئی فرق
اصلی مذہب مین نہ آیا اور اسلام کے حقیقی اصول اور عمل کا لوگون نے ہر حال مین اقرار کیا
ترکون نے حسب عادت بوسنیا والون سے بہی مسلمان ہونے کے لیئے ہر قسم کے
نفع کا وعدہ کیا - جن عیسائیون نے اسلام قبول کیا اُنکو اجازت ہوگئی کہ اپنی زمینون اور
مال پر بدستور قابض رہین اور احتمال ہے کہ قدیم عیسائی خاندانون کے لوگون نے جنکو
رومن کیتھولک عیسائیون نے مذہبی مخالفت کی وجہ سے اُنکی جایدادون سے بے دخل
کر دیا تہا اب اُنہون نے اسلام اختیار کر کے اپنے قدیم درجہ اور منصب کو بحال کرنیکا موقع پایا -
ترکون کی ملکی فتوحات مین اخیر فتح جزیرہ کریٹ کی تہی جسکو سنہ ۱۶۶۹ عیسوی مین وینس
کی سلطنت سے ترکون نے چہین لیا - کاندیا کا شہر تین برس کے سخت محاصرہ کے بعد
فتح کیا گیا اور پچیس برس سے جو جھگڑے ان دونون مقابل کی قوتون مین اس جزیرہ پر قبضہ

[1] کوسماس منقولہ ایوانس صفحہ ۱۳ - [2] اسیو تہہ ۱۶۳ - لیفرانڈ ویلٹ دوسری جلد صفحہ ۹۷۵ -

کرنے کے لیئے چلے آتے تھے وہ آخر کار ختم ہوگئی۔

یہہ پہلا ہی موقع نہ تہا کہ جزیرہ کریٹ پر مسلمانون کا تسلط ہوا ہو۔ نوین صدی عیسوی مین اسپین کے مسلمانون کا ایک گروہ جو ادہر اودہر اترتا پہرتا تہا اس جزیرہ پر دفعتًا قابض ہوا اور تقریبًا ڈیڑہ صدی (۸۲۵ء سے ۹۶۱ء تک[51]) یہہ جزیرہ مسلمانون کے قبضہ و تصرف مین رہا۔ اس ڈیڑہ صدی مین جزیرہ کریٹ کی کل رعایا مسلمان ہوگئی تہی لیکن جب بیزنتین سلطنت کا وہان دور دورہ ہوا تو ایک ارمنی قسیس کے وعظ سے لوگون کو دوبارہ عیسائی بنایا گیا اور تمام جزیرہ مین سوای عیسائی مذہب کے اور کوئی مذہب نہ رہا۔[52] تیرہوین صدی کے شروع مین بونیفیس مونٹ سیرٹ کے ڈیوک سے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خرید لیا۔ بونیفیس کے قبضہ مین یہہ جزیرہ اسوقت آیا تہا جبکہ بیزنتین سلطنت کے حصہ ہوگئے تہے وینس کی ریاست نے اس جزیرہ کو خریدی ہوی چیز سمجھکر اپنی گورنمنٹ اور نوآبادیون کے نفع کے لیئے جس طرح چاہا برباد کیا۔ اور انکی حکومت ہسقدر سخت او ظالمانہ ثابت ہوئی کہ رعایا نے کئی دفعہ بغاوتین کین جنکو نہایت بیرحمی سے فرو کیا گیا۔ ایک موقع پر سفاکیہ اور لاسیتی کے اضلاع رعایا سے بالکل خالی ہوگئے اور سرکاری طور پر حکم ہوا کہ ان اضلاع مین اناج نہ بویا جاوے بلکہ جو ایسا کریگا اسکو موت کی سزا ملے گی۔ غرض تقریبًا ایک صدی تک یہہ اضلاع بغیر زراعت کے بنجر پڑے رہے[53]۔ سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین جزیرہ کریٹ کی اخیر بغاوت کو جس بیرحمی اور سفاکی سے وینس کی گورنمنٹ نے فرو کیا وہ سب سے بڑہکر اور اخیر مصیبت تہی جو کریٹ کے بدنصیب باشندون پر نازل ہوی۔ اسی صدی کے اخیر زمانہ مین وینس کی ملکی مجلس نے کمشنر مقرر کیے کہ جزیرہ والون کے حال سے اطلاع دین۔ ان کمشنرون نے جو حالات اپنی رپورٹون مین لکھے ان سے اصلی کیفیت

[51] امارے۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۳۔ دوسری جلد صفحہ ۲۶ [52] کارنارو۔ پہلی جلد صفحہ ۲۰۵-۲۰۸

[53] پیرو۔ صفحہ ۱۵۱۔

باشندگان کریٹ کی مظلومی اور بیکسی کی معلوم ہوتی ہے - وینس کے امیرون نے جنکو فیوڈل طریقے کے اختیارات حاصل تھے کاشتکارون پر ایسے ظلم کیے کہ وہ بالکل پامال ہو گئے تھے - اور انکی حالت غلامی کی حالت سے بھی بدتر ہو گئی تھی - اور ان مین اتنی جرأت بھی باقی نہ تھی کہ ان مصیبتون کی شکایت کرین - ہر ایک کاشتکار کو اپنے امیر کے لیے برس مین بارہ دن بغیر اجرت کے کام کرنا لازم تھا اور امیر بھی امیران کاشتکارون کو مجبور کر سکتا تھا کہ جسقدر مدت تک چاہے ایک پنی فی یوم کے حساب سے برائے نام مزدوری پر ان سے اپنا کام لے - انگور کے باغون سے جو کاشتکارون کی ملکیت ہوتے تھے تہائی نفع امیر کا ہوتا تھا کاشتکارون کے بیل اور خچر بیگار مین پکڑ لیئے جاتے تھے اور بیسیون طرح کی دھوکے اور ظلم تھے جن سے ان غریبون کو آزار دیا جاتا تھا[1] - کمشنرون نے جو کیفیت جزیرہ والون کے حالات کی لکھی ہے اُس سے وینس کی مجلس پر کچھہ اثر نہوا کہ ان مصیبت زدہ کاشتکارون کی حالت بہتر کی جاتی اور امیرون کے ظلم بند ہوتے - بلکہ مجلس نے ایک شخص فرا پو وسار پی نامی کی ہدایتون پر کاربند ہونا پسند کیا جس نے ۱۶۱۵ء مین یونانی نو آبادیون کے بارے مین وینس کی سلطنت کو یہہ لکھا تھا کہ "اگر نو آبادیون کے یونانی امرا اپنی ریاستون مین یہات کے لوگون پر ظلم کرتے ہین تو بہتر طریقہ یہی ہے کہ انکی طرف کچھہ توجہ نہ کی جاوے تاکہ اُن مین اور انکی رعایا مین آشتی نہ پیدا ہو سکے"[2]

مذکورہ بالا عبارت جس مصنف نے لکھی ہے اُسنے یہہ بھی تحریر کیا ہے کہ جزیرہ کریٹ کے باشندے اپنے حاکمون کو بدلنا چاہتے ہین - "لیکن ترکون کی اطاعت کو بھی وہ بہت دن تک قبول نہ کرینگے کیونکہ اپنی ہی قوم کے لوگون کی مثالیں انکی نظر کے سامنے موجود تھین - غرض کریٹ کے لوگ بھاگ بھاگ کر ترکون کی سلطنت مین چلے آئے تاکہ وینس کے محصولون سے بچ جاوین - اور اسمین اُنہون نے اُن بیشمار عیسائیون کی پیروی کی جو سلطنت عثمانیہ مین

[1] پاشلی - پہلی جلد صفحہ ۳ - دوسری جلد صفحہ ۲۸۴ و ۲۹۱ - ۲۹۲ - [2] پاشلی دوسری جلد صفحہ ۲۹۸ -

ملین گے تو رعایا تمتر سے اور زیادہ خوش اور رضامند ہوگی - یہہ باتین قاسم کو اسقدر معقول معلوم ہوئین کہ اُسنے فوراً انکو قسطنطنیہ لکھہ بھیجا یہان وہ بہت پسند کی گئین اور بطریق قسطنطنیہ کو سلطان سے حکم ملا کہ کسی لائق شخص کو کاندیا کا مطران فوراً مقرر کیا جاوے اور اس مطران کے ماتحت سات اسقف اور مقرر کیے جاوین [۱]۔

معلوم ہوتا ہے کہ ترکی فتح کریٹ کے بعد ہی جزیرہ کے بہت عیسائیون نے اسلام قبول کرلیا - یہہ بات قیاس کے خلاف نہین ہے کہ وہ ہی جزیرہ جسنے وینس کے زمانہ حکومت مین جو غیر کی حکومت تھی عیسائیون کو اپنے قدیم یونانی کلیسا کا معتقد رکہا تہا جبکہ وینس کے لوگ ہمیشہ انکو اپنے سے علٰحدہ رکہتے تہے اور اُن سے کسی طرح کے تعلق کو اپنی نہایت بیعزتی سمجھتے تہے [۲] تو اُسی جزیرہ نے اب عیسائیون کو مجبور کیا کہ اسلام قبول کرلین مسلمانون نے کریٹ کی عیسائی رعایا کو رعایا نہ سمجہا بلکہ گورنمنٹ کے انتظام مین اُسکو شریک کرکے اپنے برابر کا درجہ اُسکو دیا - کریٹ کے لوگون مین اسلام کی اشاعت کے کچہہ ہی اسباب ہون لیکن اسکا یقین نہین ہوسکتا کہ مسلمانون کے جبر و اکراہ نے ایک ایسی قوم کا مذہب تبدیل کردیا ہو جو صدیون تک اپنے قدیم مذہب کے ساتہہ باوجود غیر مذہب والون کے جور و ستم کے وابستہ رہی تہی - غرض کچہہ ہی اسباب ہون جس سے کریٹ کے عیسائی کثرت سے مسلمان ہوے لیکن یہہ ضرور دریافت ہوتا ہے کہ فتح کریٹ کے تین برس بعد اکثر مسلمان وہ ہی لوگ تہے جو پہلے عیسائی تہے یا اُن عیسائیون کی اولاد تہے جو مسلمان ہوچکے تہے [۳]۔ ایک صدی سے کچہہ زیادہ زمانہ کے بعد جزیرہ کریٹ کی نصف آبادی مسلمان ہوگئی - جزیرہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک شہرون ہی مین نہین بلکہ قصبات مین اور وسط کے اضلاع مین یہانتک کہ جزیرہ کے بیچ مین جو بستیان تہین اُن مین بہی مسلمان بکثرت نظر آنے لگے جو شکل لباس وضع اور زبان مین بالکل یونانی تہے - جزیرہ کریٹ کی زبان یونانی ہے اور

[۱] چارلس ایڈوارڈس - کریٹ سی خطوط [illegible] صفحہ ۹۰ - ۹۲ (مطبوعہ لندن) [۲] پاشلی دوسری جلد صفحہ [illegible] [۳] پاشلی پہلی جلد صفحہ ۹

اس زبان کے سوا اور زبان اس جزیرہ مین کبھی رائج نہین ہی۔ یہانتک جو تھوڑے سے ترک وہان آباد ہین انکو بھی ملک کی زبان سیکھنی پڑتی ہے۔ اور سلطانی فرامین اور پاشاؤن کے حکم ہمیشہ یونانی زبان مین تحریر اور شائع ہوتے ہین [۵۱]۔ اس صدی مین جو قابل افسوس اور سخت اختلاف کریٹ کے عیسائیون اور مسلمانون مین ہے وہ یونان کی بغاوت سی پہلے (جسمین یہہ ملک دولت عثمانیہ کے تحت سے آزاد کیا گیا) موجود نہ تہا۔ اور ایسے زمانہ مین جبکہ اکثر مسلمان عیسائیون کی بیٹیون سے جو اپنے مذہب پر قائم رہتی تہین نکاح کرتے تہے اور اصطباغ کے وقت اپنے عیسائی دوستون کے بچون کے گوڈفادر بنتے تہے [۵۲]۔ یہ باہمی عداوت اور خصومت ہرگز موجود نہ تہی۔ بلکہ اُس زمانہ مین ان دونون قومون کا اتحاد اس بات سے اور ظاہر ہوتا تہا کہ انکا لباس ایسا یکسان تہا کہ مسلمان اور عیسائی مین اُن لوگون کو بھی شناخت نہ ہوتی تہی جو قریب کے جزیرون مین رہتے تہے اور خود وہ لوگ بھی جو جزیرہ کریٹ مین مدت سے آباد تہے مسلمان اور عیسائی مین اکثر تمیز نہ کر سکتے تہے [۵۳]۔

[۵۱] پیروسفیہ ۱۵۹ [۵۲] پاشلی پہلی جلد صفحہ ۱۹۰۔ [۵۳] سپراٹ۔ "کریٹ کا سفر اور تحقیقات" پہلی جلد ۴۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۵ء)

# باب ہفتم

## ملک ایران اور وسط ایشیا مین اسلام کی اشاعت

ایشیا کے مغربی ملکون کو چھوڑ کر اب وسط ایشیا مین اسلام کی تاریخ اشاعت لکھنے
کے لیئے اہل عرب کی قدیم فتوحات کی طرف توجہ کرنی چاہیے - ساتوین صدی عیسوی
کے وسط مین ساسانیون کے خاندان کو زوال ہوا اور ایران کی وسیع سلطنت جس نے
چار سو برس تک روما اور بازنتیم کی طاقت کا کامیابی کے ساتھہ مقابلہ کیا تھا اب مسلمانون
کا ورثہ ہوگئی - جب ایرانی فوجون کو اہل عرب سے شکستین پہونچین تو ایران کی رعایا نے
دشمن کا مقابلہ نہ کیا - دولت ساسانیہ کے اخیر بادشاہون کے زمانہ مین سخت طائف الملوکی
پھیلی تھی اور رعایا کو اپنے بادشاہون سے اس لیئے اور علٰحدگی ہوگئی تھی کہ زردشتی مذہب
سے جو شاہی مذہب تھا لوگون کو سخت آزار پہونچائے جاتے تھے اور بادشاہ ان ظلمون
کو جائز رکھتے تھے - مذہب زردشت کے پیشواؤن کو سلطنت مین وسیع اختیارات حاصل
تھے اور شاہی مجلسون مین قریب قریب خودمختاری کا درجہ رکھتے تھے ملکی نظم ونسق کے
تمام صیغون مین انکو بڑا حصہ ملا ہوا تھا اس قسم کے فرقے ایران مین کثرت سے موجود تھے
اول تو ایران کے قدیم مذہب ہی کی بہت سی صورتین تھین جنکے ماننے والے جدا جدا
فرقے رکھتے تھے - پھر عیسائی یہودی - صابی اور بدھ مذہب کے لوگ اور بہت فرقے
جن مین نوشنک مانویہ اور بودہ مت کے خیالات نے جگہہ پائی تھی ملک مین کثرت سے موجود
تھے ظلم اور اذیت کے باعث سے ان سب فرقون مین زردشتی مذہب اور شاہی خاندان
سے جو اس مذہب کا حامی تھا سخت مخاصمت پیدا ہوگئی اس لیئے عرب کی فتوحات کو ایرانیون

نے اسے حق مین نجات کا باعث سمجھا[۱]۔ اور ان تمام مختلف مذاہب کے معتقدون کو اسی حکومت کے سایہ مین آرام و آسایش کی توقع ہوئی جو جزیہ کی خفیف رقم لیکر سب لوگون کو مذہبی آزادی اور فوجی خدمتون سے نجات دیتے تھے۔ اسلامی شریعت نے مذہبی آزادی حاصل رکھنے اور جزیہ ادا کرنے کے حقوق صرف عیسائیون اور یہودیون ہی کو نہین دیے تھے بلکہ زردشتیون اور صابیون اور اُن لوگون کو بھی دیے تھے جو مورتون اور آگ اور پتھرون کو پوجتے تھے[۲]۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ خود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف ہدایت فرمائی کہ زردشتیون کی ساتھہ بالکل ایسا ہی برتاؤ کرو جیسا "اہل کتاب" کے ساتھہ رکھتے ہو۔ اور حفاظت کے معاوضہ مین اُن سے بھی جزیہ لیا جا سکتا ہے[۳]۔

شہرون کے لوگ اور مزدور اور پیشہ ور نہایت شوق سے اسلام کی طرف بڑھے یہ لوگ اپنے پیشون اور کامون مین زردشتی مذہب کے موافق آگ یا مٹی یا پانی کو ناپاک کرتے تھے۔ اس لیے خود ناپاک تصور کیے جاتے تھے جب اسطرح مذہب کے بموجب وہ ملیچھہ خیال کیے گئے اور کسی نے اُنکے ساتھہ مہربانی یا سلوک نہ کیا تو انھون نے خوشی سے ایسے مذہب کو اختیار کر لیا جس نے انکو فوراً آزادی بخشی اور اسلامی اُخوت مین سب کے برابر درجہ دیا[۴]۔ زردشتی مذہب کے جو لوگ مسلمان ہوے اُنکا حال بھی کچھہ کم قابل وقعت نہین خاندان ساسانیہ کی تباہی قومی کے ساتھہ ہی مذہب کا عالیشان قصر جسکو بادشاہون نے اپنے سہارے سے قائم رکھا تھا کھنڈر ہو گیا۔ اب اُنکے لیئے کوئی مرجع عام نہ رہا۔ اور چونکہ اُنکے قدیم مذہب اور اسلام مین بہت سی باتین مشابہ تھین اس لیئے زردشتی مذہب کو اسلام سے تبدیل کرنا اُنکو آسان معلوم ہوا ہوگا۔ ان لوگون کو قرآن مین وہی اصول دریافت ہوے جو اُنکے مذہب مین بھی موجود تھے گو اُنکی شکل کسی قدر مختلف تھی اہرمزد اور

[۱] گونبو (۱) صفحہ ۵۵-۴۶- لاسوسے - دوسری جلد صفحہ ۴۵-۴۶۔ [۲] ابو یوسف کتاب الخراج صفحہ ۷۳

[۳] ابو یوسف کتاب الخراج صفحہ ۷۳۔ [۴] گونبو (۲) صفحہ ۳۰۹-۳۱۰۔

یہی ابتدا ہی خیال سے ہوئی[1]

غرض اسلام کی یہ وسیع اشاعت تلوار کے زور سے نہین ہوئی کیونکہ ان لوگون کو جو فتح ایران کے بعد اپنے قدیم مذہب زردشت سے وابستہ رہے مسلمانون نے مذہبی آزادی دی۔ موجودہ زمانہ مین بھی آتش پرستون کے گروہ ایران کے بعض اضلاع مین آباد ہین۔ اگرچہ ایک زمانہ مین ان لوگون پر سختیان ہوئین[2] لیکن سنہ ہجری کی ابتدائی صدیون مین انکو بالکل مذہبی آزادی حاصل رہی اور انکے آتشکدون کا بہت لحاظ کیا جاتا تہا بلکہ خلیفہ معتصم باللہ کے زمانۂ خلافت (۸۳۳ تا ۸۴۲ء مین) ایک اسلامی سالار کا حال لکہا ہے جسنے مسجد کے ایک امام اور موذن کو اس جرم پر دُرّہ لگائے تہے کہ سغد کے شہر مین اُنہون نے ایک آتشکدہ کو توڑکر اُسکی جگہہ مسجد بنادی تہی[3]۔ دسوین صدی عیسوی مین فتح ایران کے تین سو برس بعد عراق۔ فارس۔ کرمان۔ سجستان۔ خراسان۔ آذربیجان۔ اور آران یعنی ایران کے تمام حصون مین آتشکدہ اور دخمے بنے ہوئے تہے[4]۔ خاص فارس مین بہت کم ایسے شہر تہے جن مین آتشکدے اور آتش پرستون کے پیشوای مذہب موجود نہ ہون[5]۔ شہرستانی نے بہی (جسکی تحریر بارہوین صدی عیسوی کی ہے) لکہا ہے کہ خود بغداد کے قریب اسفینہ مین ایک آتشکدہ موجود تہا[6]۔

جب ایسے واقعات دریافت ہون تو زردشتی مذہب کی نسبت نہین کہہ سکتے کہ مسلمان فاتحون نے زردشتیون کو زبردستی مسلمان کرکے اس مذہب کو غارت کردیا۔ اہل عرب کی فتوحات کے شروع زمانہ مین جن آتش پرست ایرانیون نے اسلام قبول کیا انکی

---

[1] "شیعی مذہب مین نزویون کے عقائد" مؤلفہ احمد بلی اجیف۔ انٹرنیشنل کانگریس کونین طبی کی پورٹ دوسری جلد صفحہ ۵۰۵-۵۱۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء) [2] دوسا بہائی فرامجی کاراکا "پارسیون کی تاریخ" پہلی جلد صفحہ ۵۶-۵۹-۶۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۴ء) نکولا وسے خانکوف نے لکہا ہے کہ اٹھارہوین صدی عیسوی کے آخر مین بارہ ہزار خاندان آتش پرستون کے کرمان مین موجود تہے (میموئیر سر لا پارتی میر ودیونال دے لاسی سنترال صفحہ ۱۹۳) مطبوعہ پیرس ۱۸۶۱ء [3] ابن الاثیر پہلی جلد صفحہ ۲۰۰ [4] مسعودی چوتھی جلد صفحہ ۸۶ [5] دا سبوخ دیر لینڈفن شیخ ابو اسحاق الفارسی الاصطخری۔ موتمان

تعداد غالباً بہت تہی لیکن قریب کے زمانہ مین زردشتی مذہب کا پیرو ہونا اور زردشتیون مین سے کبہی کبہی لوگون کا مسلمان ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام امن کے طریقون سے پہیلا اور لوگون نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔
آٹہوین صدی عیسوی کے خاتمہ پر بلخ کے ایک امیرزادہ نے جسکا نام سامان تہا اسد بن عبد اللہ حاکم خراسان کی بدولت زردشتی مذہب ترک کیا اور مسلمان ہوکر اپنا نام اپنے معاون کے نام پر اسد رکہا اور یہی نومسلم امیرزادہ تہا جس سے دولت سامانیہ کا نام چلا۔ نوین صدی عیسوی کے شروع مین قابوس کا خاندان مین کریم ابن شہریار پہلا بادشاہ تہا جو مسلمان ہوا اور ۲۳۰ھ مین نصیر الحق ابو محمد کی تعلیم و تلقین سے طبرستان مین بہت آتش پرست مسلمان ہوگئے ۹۱۲ء مین علوی خاندان کے بادشاہ حسن ابن علی نے جو بحیرۂ خزر کے جنوبی سواحل پر فرمانروا تہا اور علم و ذکاوت کے ساتہہ مختلف فرقون کے مذاہب سے بہی واقفیت رکہتا تہا طبرستان اور دیلم کے لوگونکو جنمین کچہہ لوگ بت پرست اور کچہہ آتش پرست تہے اسلام کی دعوت دی بہت لوگ مسلمان ہوگئے اور کچہہ اپنے مذہب پر بدستور قائم رہے ۳۹۴ھ ۱۰۰۳ء مین دیلم کے مشہور شاعر ابو الحسن مہیار کو جو پہلے آتش پرست تہا شریف الرضا نے جو شاعری مین ابو الحسن کا استاد تہا مسلمان کیا۔
اس قسم کے واقعات اگرچہ بہت کم دریافت ہوتے ہین لیکن اہل عرب کی فتح کے ساڑہے تین سو برس بعد تک ان واقعات کا تحقیق ہونا اس امر کی صاف شہادت ہے کہ آتش پرست ایرانیون کو مذہبی آزادی مسلمانون سے ملی تہی اور ان مین امن کے طریقون سے اسلام کی اشاعت ہوئی بلکہ کسی قدر بتدریج اسلام ان مین شائع ہوا۔
آٹہوین صدی عیسوی کے وسط مین ایران مین ایک جدید تحریک فرقۂ اسماعیلیہ کی صورت مین ظاہر ہوئی جسکے حالات دعوت اسلام کی تاریخ مین نہایت دلچسپ ہین اس جگہہ فرقۂ اسماعیلیہ کی تاریخ اور اسکے مذہبی عقائد سے جو اسنے اختیار کیے اور ایسے سوشل اور پولیٹیکل اسباب سے جو اسکو اپنی ترقی اور قوت کے لیئے میسر آئے ہمکو بحث نہین ہے۔ البتہ تبلیغ مذہب کے جو حیرت انگیز انتظام اور سلسلہ اس فرقہ نے جاری کیا اسکی طرف توجہ کرنی ہمکو

(بقیہ صفحہ ۲۴۲) صفحہ ۲۶۲-۶۳ مطبوعہ ہامبرگ ۱۸۴۶ء [illegible] کتاب الملل والنحل کرتوال ایڈیٹر پہلا حصہ صفحہ ۹ و ۱۱ [illegible] مسعودی آٹہوین جلد صفحہ ۲۷۹۔ نوین جلد صفحہ ۴۔ ۵ [illegible] ابن خلکان تیسری جلد صفحہ ۱۷۔

ضروری ہے۔ مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کا بانی عبداللہ ابن میمون تھا۔ یہ شخص انسان
کی فطرت کو پرکھنے اور عقائد مذہب کو مختلف طبائع اور مذاہب کے موافق مزاج بنانے مین
عیسائیون کے فرقہ یسوعی کے بانی سے بھی کہین بڑھکر لیاقت رکھتا تھا۔ نوین صدی عیسوی
مین اس شخص نے فرقہ اسماعیلیہ مین نئی روح پھونکی۔ اور اس مذہب کے پھیلانے والون کو
طرح طرح کے بھیس بدلواکر جنمین اکثر صوفیون اور تاجرون کا بھیس اختیار کرتے تھے مختلف
ملکون کو روانہ کیا۔ بے علم لوگون کے گروہون کو شعبدے دکھاکر جو معجزے تصور ہوے
اور مہمل باتین بتاکر جو تصوف کے بڑے راز اور معمے خیال کیئے گئے اور جنکی طرف سننے
والون کو حیرت آمیز شوق پیدا ہوا انہون نے کثرت سے لوگون کو اپنے مذہب مین شامل کیا
خداپرستون کی صحبت مین پہونچے تو نیکی اور تقدس کی مجسم تصویرین بن گئے اور جب ایسے
لوگون سے واسطہ ہوا جو مذہب مین بھیدون اور معمون کو بہت دخل دیتے ہین تو عام عقائد
کے مخفی معنی اُنکے سامنے بیان کیے اور لوگون کو اُنکی لیاقت اور قابلیت کے موافق سحر اور
جادو کا سبق پڑہایا۔ جب دیکھا کہ لوگ نہایت شوق سے منتظر ہین کہ جلد کوئی نجات دینے والا
پیدا ہوگا جیسا کہ اُس زمانہ کے اکثر مذہبون مین یہ خیال عام تھا تو مسلمانون کو امام مہدی اور
یہودیون کو مسیح اور عیسائیون کو فارقلیط کی خبر سنائی کہ اب وہ دنیا مین آتے
ہین۔ لیکن ساتھہ ہی یہ بھی کہا کہ تم مین سے ہر ایک کی آرزو اُس وقت پوری ہوگی جبکہ آخر
مین علی سب کے نجات دینے والے دنیا مین خروج کرینگے۔ اہل تشیع مین بیٹھکر اسماعیلیہ
اپنے آپ کو شیعی مذہب کا نہایت پرجوش معتقد ظاہر کرتے ہین اور اہل سنت وجماعت کی
نسبت کہتے ہین کہ اُنہون نے حضرت علی اور آل علی پر نہایت سخت ظلم وستم کیئے اور اصحاب ثلثہ
پر تبرا کرتے ہین۔ جب اس حد تک پہونچ جاتے ہین تو اپنے خیال کے موافق شیعی مذہب
کی تکمیل کے لیئے اسماعیلیہ مذہب کے مخفی عقائد کی تعلیم شیعون کو دینی شروع کرتے ہین۔
یہودیون سے اگر انکو واسطہ ہوا تو عیسائیون اور مسلمانون کی مذمت کرکے اُن سے اس بات

ہین اتفاق کرتے ہین کہ مسیح موعود اب دنیا مین آنیوالا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی بتدریج
یہ یقین پیدا کرتے ہین کہ مسیح موعود سے سوای حضرت علی کے جو اسماعیلیہ کے مسیح موعود
ہین اور کوئی شخص مراد نہین ہوسکتا۔ اگر عیسائیون کو اپنے مذہب پر لانے کا ارادہ ہوا تو
یہودیون کی ہٹ اور مسلمانون کی جہالت کا ذکر چھیڑتے ہین۔ عیسوی مذہب کے
اصولون سے اتفاق ظاہر کرتے ہین لیکن اخیر مین بہت نرمی سے کہتے ہین کہ یہ اصول
ظاہر مین سب اشارات اور علامات ہین لیکن جو عمیق اور ادق معنی اُن مین مخفی ہین اُن کا
مطلب صرف اسماعیلیہ مذہب کی مدد سے تحقیق ہوسکتا ہے علاوہ اسکے بہت احتیاط کے
ساتھ عیسائیون سے یہ بھی کہتے ہین کہ تمنے فارقلیط کے معنی کو غلط سمجھ لیا ہے کیونکہ
سوای حضرت علی کے کوئی سچا فارقلیط نہین ہے۔ اسیطرح داعیان مت اسماعیلیہ جب
ہندوستان مین آپنے مذہب کی اشاعت کے لیئے وارد ہوے تو مذہب کی صورت
ایسی گھڑ دی کہ ہندو اسکو جلد قبول کرلین۔ حضرت علی کو بشن کا دسوان اوتار بتایا جو یورپ
دیس سے آئیگا (یورپ دیس سے مراد انکے نزدیک قلعہ الموت سے لی) ایک مہدی پران
لکھ ڈالا اور واماچاریون کے انداز پر بھجن لکھے جنمین راز و رمز کی باتین ایسی تھین کہ ہندوؤن کا
کو اسماعیلیہ مذہب قبول کرنے کی رغبت[سلہ] ہوی۔

غرض ان طریقون سے انہون نے مختلف مذہب کے لوگون کو ایسے فرقے مین
شامل کرکے جسکا اصلی مقصد چند ہی لوگون کو معلوم تھا اپنے گروہ کو ترقی دی۔ اس
تحریک مین عبداللہ ابن میمون کی اغراض صرف پولیٹکل تھین لیکن چونکہ اُسکی ترقی کے لیئے مذہبی
طریقے اختیار کیے گئے اور امام مہدی کا دنیا مین آنا دیقین ٹھہرا جس نے اس فرقے
کے لوگون کو اتفاق کی بندش مین جکڑ دیا تو مذہب اسماعیلیہ کی اشاعت کے متعلق جو کچھ اسکی

---

سلہ خوجہ ورتیانت صفحہ ۱۴۱-۱۴۰۔ اگر ہندوستان مین اعیان اسماعیلیہ کے زیادہ حالات معلوم کرنے ہون تو اس کتاب کا نوان باب دیکھو۔

تاریخ مین طلا اُسکو بیان کرنا ضروری ہوا ۔

وسط ایشیا کے اُن ملکون مین جو ایران کے شمال مین ہین اشاعت اسلام کے حالات کم تحقیق ہوتے ہین ۔ جب ابن قطیبہ سمرقند مین پہونچا تو وہان بہت سے بتخانے نظر آئے جنکے پوجاریون کو یقین تہا کہ اگر کسی شخص نے ان بتخانون کی بےادبی کی تو وہ فوڑا ہلاک ہوجاویگا ۔ اسلامی سالار قطیبہ پر یہ خوف کیا اثر کرسکتا تہا ۔ اُسنے بتخانون کو آگ لگادی ۔ بت پرست یہ دیکہہ کر ششدر رہ گئے اور آخر کو سب نے اسلام قبول کیا ۔[1] اشاعت اسلام کے حالات اُس زمانے کے جب کہ اہل اسلام کی فتوحات وسط ایشیا مین شروع ہوئین بہت کم موجود ہین ۔ وسط ایشیا کے ملکون مین لوگ کچہہ عرصے کے لیئے مسلمان ہوجاتے تہے لیکن جب اہل عرب کی فوجین اُنکے ملک سے روانہ ہوجاتی تہین تو وہ خلیفہ اسلام کی اطاعت سے پہر جاتے تہے بخارا[2] اور سمرقند مین اسلام کے ساتہہ وہان کے لوگون کو ایسی سخت مخالفت تہی کہ سوای اُن لوگون کے جو مسلمان ہوگئے تہے کسی کو ہتہیار رکہنے کی اجازت نہ تہی اور برسون تک مسلمان بغیر ہتہیار باندہے مسجدون یا اور عام موقعون پر نہ جاسکے ۔ علاوہ اِسکے مخبر مقرر کیے جاتے تہے کہ نومسلمون کے حال سے خبر رکہین اور طرح طرح کی کوششین صرف کیجاتی تہین کہ لوگ مسلمان ہون ۔ اس غرض سے کہ جمعہ کی نمازمین لوگ حاضر ہون انعام مقرر کیے گئے تہے اور قرآن کو بجاے عربی زبان مین پڑہنے کے اُسکا[3] فارسی ترجمہ پڑہنے کی بھی اجازت دیدی گئی تہی تاکہ قرآن کے معنی لوگ سمجہہ سکین ۔

افغانون مین یہ بات مشہور ہے کہ انکی قومون مین اسلام امن کے طریقون سے رائج ہوا ۔ پہلی صدی ہجری مین جب یہ لوگ غور کے ملک مین جو ہرات سے مشرق مین واقع ہے آباد تہے تو خالد ابن ولید نے وہان پہونچکر لوگون کو اسلام کی خبر دی اور سب سے کہا کہ پیغمبر خدا

---

[1] بن سلوشر ڈی ساسی ایکسپوزیری دی لا رلیجیون دی دروز ۔ قسم اول صفحہ ۱۶۰ و ۲۰۸ و ۱۶۲ ۔ [2] بلاذری صفحہ ۴۲۲ ۔ [3] ومبیری

(۲) صفحہ ۲۰ ۔ [4] ومبیری ۔ (۱) پہلی جلد صفحہ ۲۰۲ ۔ ۲۰۴ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے نیچے جمع ہوجاوین۔ خالد اسکے بعد آنحضرت کی خدمت مین واپس
آئے۔ [illegible] افغانی سردار جو اپنی قوم کے وکیل ہوئے خالد کے ساتھ ہوگئے تھے جب یہ سردار
عرب سے غور کو واپس آئے تو انہون نے اپنے وطن کے لوگون مین اسلام کی تعلیم و تلقین
شروع کی[1]۔ لیکن یہ واقعہ تاریخ سے ثابت نہین ہوتا۔ مستند کتب تواریخ مین افغانیون مین سے
بادشاہ کابل کے اسلام لانے کا اول ہی اول ذکر مامون الرشید کے زمانہ خلافت مین ہوا ہے[2]
ایران کے شمال مین اسلام نے جلد ترقی نہین کی۔ ماوراء النہر کی بعضی قومون نے
خلیفہ عمر بن عبد العزیز (۷۱۷-۷۲۰ع) کی ہدایت سے اسلام قبول کیا[3] اور خلیفہ ہشام (۷۲۴-۷۴۳ع)
کے عہد مین ابو صیدا کے وعظ سے اکثر لوگ مسلمان ہوگئے[4] لیکن معتصم باللہ (۸۳۳-۸۴۲ع) کے زمانہ
سے پہلے ماوراء النہر مین اسلام عام طور پر شائع نہ ہوسکا[5]۔ اس عام اشاعت کی وجہ غالباً یہ تھی
کہ یہان کے لوگون مین اور اسلامی دار السلطنت بغداد مین ترکون کے ذریعہ سے تعلقات
پیدا ہوگئے تھے جنکے ہزارون آدمی بغداد مین آکر خلفای اسلام کی فوجون مین بھرتی ہوتے تھے[6]
غرض ترکی قومون مین اسلام کے قدم جم گئے لیکن دسوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے
ان مین زیادہ ترقی نہ ہوسکی۔ جب یہ زمانہ آیا تو جس طرح شمالی یورپ کے بادشاہ کلووس اور اور
وحشی بادشاہون نے عیسائی مذہب اختیار کرکے اپنی قوم کے لوگون کو عیسائی کرلیا اسی طرح
ترکی سردارون نے بھی اسلام قبول کرکے اپنی قومون اور جرگون کو مسلمان کرلیا۔ ترکستان کے
خاندان ایلخانی کا بانی جس خاندان نے ایک زمانہ مین بحیرہ خزر سے لیکر سرحد چین تک تمام ترکی
قومون کو اپنا مطیع کرلیا تہا مسلمان ہوگیا اور اسکی قوم کے دو ہزار خاندانون نے اسکے ساتھ
اسلام قبول کیا۔ ان ترکون کا نام ترکمان ہوا تاکہ ان ترکون مین جو مسلمان نہ تھے اور ان مین
جو مسلمان ہوگئے تھے تمیز ہوسکے[7]۔

---

[1] حیات افغانی صفحہ ۱۶-۱۷ [2] بلاذری صفحہ ۴۰۳ [3] بلاذری صفحہ ۴۲۶ [4] طبری صفحہ ۱۵۰۷ [5] بلاذری صفحہ ۴۳۱ گسٹاو
مولر پہلی جلد صفحہ ۵۰۲ [6] ا مر(۱) پہلی جلد صفحہ [illegible]۔

ایلخانی خاندان کی لڑائیون مین جو ستکی سردار شریک ہوئے اُن مین ایک شخص سلجوق
تہا جو سنہ ۹۵۶ عیسوی مین قبر غیز کے پہاڑی میدانون سے اُتر کر اپنی قوم کو بخارا کے اضلاع مین
لایا اور وہان اُسنے اور اُسکی قوم والون نے نہایت جوش سے اسلام قبول کیا اور یہی دولت
سلجوقیہ کی ابتدا ہوئی جسکی فتوحات نے مسلمانون کی مٹتی شان و شوکت کو پہر سنبہال لیا- اور
مغربی ایشیا کی اسلامی سلطنتون کو ایک سلطنت مین شامل کردیا-

جب بارہوین صدی عیسوی کے آخر مین سلجوقی سلطنت سوای ایشیا کوچک کے سب جگہہ کمزور
ہوگئی اور محمد غوری نے خراسان سے اُٹہکر شمالی ہند اور مشرقی ملکون مین اپنی سلطنت کو وسعت
دی تو افغانون مین اسلام کو بڑی ترقی ہوئی اور اُنکے ملک مین عرب کے واعظ اور ہندوستان کے
نو مسلم کثرت سے چلے آئے جنہون نے بڑی ہمت اور کوشش سے لوگون کو مسلمان کرنا
شروع کیا[1]-

ایران اور وسط ایشیا مین اشاعت اسلام کے کسی قدر مفصل حالات اس کتاب کے آٹہوین
باب سے جو ب شروع ہوتا ہے معلوم ہونگے-

---

[1] بیلو صفحہ ۹۶-

# باب ہشتم

## مغلون اور تاتاریون مین اسلام کی اشاعت

اسلامی تاریخ مین کوئی واقعہ ایسی سفاکی اور غارتگری کا نہین ہے جسکا مقابلہ مغلون کی یورش سے کیا جاوے۔ جس طرح بلندی سے پہاڑ گرتا ہے اسطرح چنگیز خان کے وحشی لشکر اُن اسلامی ملکون پر آن ٹوٹے جو علم و شایستگی کا مرکز تھے۔ اور جب یہ لشکر کسی ملک کو برباد کر کے رخصت ہوئے تو شاہون کے قصر و ایوان اور عالیشان شہرونکی جگہہ جو خوشنما باغون اور زراعت کے سرسبز زمینون مین گھرے تھے مٹی اور پتھر کے تودے نظر آتے۔ جس وقت ہرات کے شہر سے مغلون کے لشکر نے کوچ کیا تو چالیس آدمی بدحواس اپنے چھپنے کی جگہہ سے نکلے اور پھٹی پھٹی آنکھون سے اُس باد و ویرانے کو دیکھنے لگے جو کچھہ دنون پہلے انکا خوبصورت شہر تھا اور صرف یہی چالیس آدمی تھے جو ایک لاکھہ کی آبادی مین سے بچے تھے۔ بخارا مین جو علماء اسلام کی بدولت دنیا مین مشہور تھا ان مغلون نے مسجدون کے صحن مین اپنے گھوڑے باندھے اور قرآن پھاڑ پھاڑ کر انکی بے ادبی کی۔ جن مسلمانون کو ان ظالمون نے قصائی بنکر ذبح نہین کیا انکو غلام بناکر لے گئے اور شہرون کو جلا کر راکھہ کا ڈھیر بنا دیا۔ یہہ ہی حال سمرقند۔ بلخ اور وسط ایشیا کے اور شہرون کا ہوا جن سے اسلامی تہذیب و تمدن کی شان تھی اور جو عالمون کا مسکن اور علم کا مخزن تھے۔ یہہ ہی مصیبت بغداد پر نازل ہوئی جو صدہا برس تک دولت عباسیہ کا پایہ تخت رہا تھا۔

اگر ان واقعات کے بیان ہی سے کسی مسلمان مؤرخ پر خوف طاری ہو تو کچھہ بیجا نہین۔ کامل ابن اثیر نے جہان ممالک اسلامیہ پر مغلون کے حملون کا حال لکھا ہے وہان لکھتا ہے کہ

میں نے کئی برس تک اس حادثۂ عظیم اور اسکے ذکر کو ناگوار سمجھکر اسکے بیان سے پرہیز کیا
میں اسی حالت میں ایک قدم آگے بڑہاتا تہا اور ایک قدم پیچھے ہٹاتا تہا کیونکہ ایسا
کون شخص ہوگا جو اسلام کی اور مسلمانون کی موت کی خبر لکہے اور اسکو ایسے حادثہ کا بیان
کرنا آسان ہو کاش میری مان مجہہ کو نہ جنتی اور مین اس سے پہلے ہی مرجاتا اور دنیا مجہہ کو
بالکل بہول جاتی[51]!!! مگر اسی حال مین کہ مین اس واقعہ کے بیان کرنے مین پس وپیش کرتا تہا
مجہہ کو چند دوستون نے اسکے لکہنے اور بیان کرنے پر مجبور کیا- پہر مین نے بہی خیال کیا
کہ اس واقعہ کا ذکر چہوڑ دینے مین کچہہ فائدہ نہین ہے- اب مین کہتا ہون کہ میرا کام ایسے بڑے
حادثہ اور ایسی سخت مصیبت کے بیان کرنے کا ہے جسکی نظیر لیل ونہار نہین لاسکتے- اور یہ
مصیبت عموماً تمام لوگون پر اور خاصکر مسلمانون پر نازل ہوئی- اگر کوئی کہے کہ جب سے خدا
نے آدم کو پیدا کیا اسوقت سے آج تک دنیا اس جیسے مصیبت مین مبتلا نہین ہوئی تو وہ
بالکل سچا ہے- کیونکہ تاریخ مین کوئی حادثہ اور کوئی واقعہ موجود نہین ہے جو اسکے لگ بہگ
ہو- سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ مین مذکور ہے وہ بخت نصر کا ظلم وستم ہے جسنے بنی اسرائیل
کو قتل کیا اور بیت المقدس کو برباد کیا- مگر بیت المقدس ان شہرون کے مقابلہ مین کیا حقیقت
رکہتا ہے جنکو ان ملعون تاتاریون نے برباد کیا اور جنمین ہر شہر بیت المقدس سے کئی گنا
تہا- اور بنی اسرائیل کی ان لوگون کے مقابلے مین کیا حقیقت ہے جنکو انہون نے قتل
کیا کیونکہ تاتاریون نے جن شہرون مین قتل عام کیا ان سے تنہا ایک شہر کے باشندے
شمار مین بنی اسرائیل سے زیادہ ہین[52]"- لیکن اسلام اپنی گذشتہ شان وشوکت کے ساتہ
پہر اٹہا اور وہ عظیم اسلام نے ان ہی وحشی مغلون کو جنہون نے مسلمانون پر کوئی ظلم باقی نہ رکہا تہا
مسلمان کرلیا- یہ ایسا کام تہا جس مین مسلمانون کو سخت مشکلین پیش آئین کیونکہ وہ مذہب اور
اس بات کی کوشش مین تہے کہ مغلون اور تاتاریون کو اپنا معتقد بنائین- وہ حالت بہی

۵۱ قرآن- سورۃ (۹) آیت ۳۳- ۵۲ ابن الاثیر تاریخ الکامل بارہوین جلد صفحہ ۱۴۷-۱۴۸-

گے بعد جن مہذب قوموں سے واسطہ ہوا ان میں بدھ عیسائی اور مسلمان کثرت سے موجود
تھے جو ان فاتحوں کو اپنے مذہب پر لانے کے لیے جدا جدا کوشش کرنے لگے جبتک
مغلوں کو غارتگری کا جنون سوار نہ ہوتا تھا جو انکی لڑائیوں میں لوازمات سے تھا تو اس وقت
یہ شامانی المذہب مغل غیر مذہب والوں سے صلح کل کا اصول برتتے تھے۔ اور انکے پیشواؤں
کو محصولوں سے مستثنیٰ کر کے انکو کامل آزادی دیتے تھے خود چنگیز خان کے سامنے بدھ
مذہب کے عالم شامانوں سے مذہبی مباحثہ کرتے تھے اور منگو خان اور قوبلائی خان کے
درباروں میں بدھ عیسائی اور مسلمانوں کے عالموں پر ان خاقانوں کا لطف و کرم یکساں تھا(۱)
قوبلائی خان کے عہد میں چین کے مغلوں پر بدھ مذہب کا اثر شروع ہوا جسکے پیرو اس ملک میں
کثرت سے موجود تھے اور چودہوین صدی کے شروع میں ان سب مغلوں نے بدھ مذہب اختیار
کر لیا(۲)۔ بدھ مذہب کی اشاعت میں تبت کے لاما گرو بہت سرگرم رہے۔ چنانچہ منگولیا کے
مغل ابتک یہی مذہب رکھتے ہیں اور قلماق قوم کے آدمی بھی جو سترہوین صدی عیسوی
میں اس ملک سے اٹھکر روس میں آباد ہوے اسی مذہب کے پابند ہیں۔

مشرقی بلاد مغلیہ میں اگرچہ بدھ مذہب نے اپنے تئیں قطعی کامیاب ثابت کیا لیکن
شروع شروع میں مسیحی کلیسا کا اثر بھی کچھ کم نہ تھا اور عیسائیوں کو بڑی امیدیں تھیں کہ مغل ہمارا
مذہب قبول کر لین گے۔ ساتوین صدی عیسوی میں نسطوری مشنریوں نے براعظم ایشیا پر مغربی
ملکوں سے لیکر مشرق کی سمت میں ملک چین کے شمال تک عیسائی مذہب کا چرچا کر دیا تھا۔
اور تیرہوین صدی عیسوی تک عیسائیوں کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں وہان موجود تھیں۔ پریسٹر
یحییٰ جسکے ساتھ یورپ میں عہد وسطیٰ کے اسقدر قصے منسوب ہوے تاتاری قوم کاریت کا فرمانروا
فرض کیا جاتا تھا۔ یہ تاتاری قوم جھیل بیکال کے جنوب میں آباد تھی اور عیسائی مذہب رکھتی تھی جب چنگیز خان نے اس قوم کو
فتح کیا تو سردار یعنی پریسٹر یحییٰ کی بیٹی سے اپنی شادی کی اور اوگتائی ابن چنگیز خان نے بھی اسی

(۱) روبرک کا ولیم صفحہ ۱۶۵ و ۱۹۳۔ دہوسن۔ قوم ۲ صفحہ ۲۸۰۔ (۲) دے گوین۔ قوم ۳ صفحہ ۲۰۰-۲۰۳

سُوا سکے خاندان مین شادی کی۔ اوگتائی خاقان کا بیٹا گیوک خاقان اگرچہ خود عیسائی نتہا لیکن اِس عیسائی مذہب پر وہ بہت مہربان تہا۔ گیوک کا وزیر اور اُسکا ایک معتمد بہی عیسائی مذہب رکہتا تہا اور نسطوری عالمون کو خاقان کے دربار مین بڑا رسوخ اور اعزاز حاصل تہا۔ یہانتک کہ پوپ انوسنٹ چہارم نے گیوک خاقان کے پاس سفارت بہیجی اور مشرقی اور مغربی ملکون کی عیسوی سلطنتون کو مغلون کی ذات سے توقع ہوئی کہ مسلمانون کے خلاف لڑائی کے وقت وہ عیسائیون کی مدد کرین گے۔ یہ آرمینیا کا عیسائی بادشاہ ہیتم تہا جسنے بڑی جستجو سے منگو خان کو بغداد پر چڑہائی کے لیئے آمادہ کیا اور مغلون کی فوجین ہلاکو خان کی سرکردگی مین بغداد کی تباہی کیلیئے روانہ ہوئین[1]۔ منگو خان کی بیوی عیسائی تہی اس لیئے یہ خان عیسائیون پر خاصکر نسطوریون پر نہایت مہربانی کرتا تہا۔ آرمینیا اور جرجان مین جو مغل آباد تہے اُن مین سے مغلون کو ان ملکون کے عیسائیون نے مسیحی دین مین شامل کرکے اصطباغ دیا۔ پریسٹر یحیی کی عظمت اور ہیبت کے جو قصے مشہور ہوے اور اُنہون نے عیسائیون کو ترقی مذہب کے سبز باغ دکہلائے تو اہل یورپ کو یقین ہوگیا کہ مغلون کی سب قومین عیسائی مذہب رکہتی ہین۔ یہ یقین اُن غلط خبرون سے اور پختہ ہوا جو مغل بادشاہون کے عیسائی ہونے اور عیسائی مذہب کے ساتہہ خلوص رکہنے کی نسبت یورپ کے ملکون مین شائع ہوئین اور یہی غلط خبرین تہین جنکی وجہ سے سنٹ لوئی بادشاہ فرانس نے روبرک کے ولیم کو منگو خان کے دربار مین بہیجا کہ خاقان کی طرف سے عیسائی مذہب کی اشاعت مین جو کوشش اور سرگرمی ظاہر ہوئی ہے وہ بدستور جاری رہے مگر پہر ثابت ہوا کہ یہ سب خبرین بالکل لغو تہین۔ ولیم نے البتہ لکہا کہ منگو خان کے دربار مین عیسائی مذہب کو پوری آزادی حاصل ہے اور چند مغلون کے عیسائی ہوجانے سے یہان کے پادریون کو یقین ہے کہ اَور لوگ بہی جلد عیسائی ہوجاوینگے لیکن جس حالت مین کہ رومن کیتہولک اور یونانی عیسائی نسطوری اور ارمنی قسیس اپنے مذہبی

[1] دیکہو ینگ کی تیسری جلد صفحہ ۱۰۵ انگہ وسے کوین تیسری جلد صفحہ ۱۲۵ اسکا اردو ترجمہ صفحہ ۲۰۳۔

جھگڑون کو مغلون کے لشکرین بھی جاری کہتے تھے تو مغلون مین عیسائی مذہب کی اشاعت
کی کیا امید ہوسکتی تھی۔ غالبًا عیسائی وعظین کا بھی یہی نفاق تھا جسنے مغلون کو عیسائی
بنانے مین اُنکی کوششون کو اچھی طرح کامیاب ہونے دیا۔ جس وقت پادری و قسیس آپس کے
جھگڑون مین مبتلا تھے تو بدھ مذہب اور اسلام مغلون مین اپنی بنیاد کو مستحکم کرتے تھے۔ روم
پوپ سے جو بڑھکر بڑھکر دعوے کیے تو مغلون نے جو اس وقت آدھی دنیا کو فتح کیے بیٹھے تھے پوپ
کے سفیرون کے ساتھ جسقدر مہربانی کا قصد تھا وہ بھی نہ کی۔ اسکے علاوہ اور بہت سے
اسباب ایسے پیش آئے جنھون نے پوپ کی سفارت کو بالکل ناکامیاب کیا[۵۱]۔

نسطوری عیسائی جو میدان مین پہلے ہی سے موجود تھے ایسی خراب حالت رکھتے تھے
کہ اس موقع سے کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے۔ چین کے نسطوریون کی نسبت وبروک کے ولیم نے
لکھا ہے[۵۲] کہ وہ نہایت جاہل ہوتے تھے اور نماز کی کتاب کو بھی جو شامی زبان مین تھی سمجھ
نہ سکتے تھے۔ شراب خوار اور طامع تھے اور کثرت ازدواج پر انکا عمل تھا۔ بدھ مذہب کے پیشواؤن سے
معاشرت کی خوبیون مین بھی وہ گرے ہوئے تھے اور اُن کے اُسقف اُن مین دورہ نہ کرتے تھے
بلکہ بعض موقعون پر پچاس پچاس برس مین صرف ایک دفعہ اُسقف اُنکے پاس پہونچا اور اس موقع پر
اُسنے عیسائیون کے سب لڑکون کو یہانتک کہ اُنکو جو گود کے بچے تھے قسیس کے عہدے
کی سند دیدی۔ کلیسا کے عہدون کی خرید و فروخت سے قسیس بالکل برباد ہوگئے تھے۔
مذہب کو اُنھون تجارت بنا رکھا تھا اور دین کی اشاعت کی جگہہ اُنکو روپیہ پیدا کرنے کا
زیادہ خیال رہتا تھا[۵۳]۔

---

۵۱ ڈوہسن - دوم۔ صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۷۔ ۵۲ کرنل یول نے وبروک کے ولیم کی نسبت لکھا ہے کہ اس شخص نے
نسطوریون کی علمی اور اخلاقی حالت کو برا لکھا ہے اور جسقدر تحریرین بدعتی فرقونکی نسبت لکھی ہین اُن مین ولیم کی
تحریر زیادہ قابل وقعت ہے کیونکہ اُسکے پڑھنے ہی سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایماندار اور لائق
شخص نے اسکو لکھا ہے۔ "کاتھے اینڈ دی وے دیدر" پہلی جلد صفحہ ۹۸۔ ۵۳ ولیم وبروک کا صفحہ ۱۴۶ - ۱۴۹۔

سلطنت مغلیہ کے مغربی حصہ مین بھی جہان عیسائیون نے مغلون سے یہ امید کی تھی کہ
لڑائی کے وقت مسلمانون کے مقابلہ مین وہ عیسائیون کی مدد کرینگے اور ارض مقدس پر قبضہ
کرنے مین انکو کمک پہونچائینگے ایران کے ایلخانون اور عیسائیون مین جو اتفاق تھا وہ
تھوڑی مدت کے بعد جاتا رہا۔ کیونکہ بیبرس مملوکی سلطان مصر (سنہ ۱۲۶۰–۱۲۷۷ء) کی فتوحات اور
برکہ خان سے اسکی مصاحبت نے ایلخانون کو اپنی حفاظت اور نفع کی طرف بالکل متوجہ کردیا
دمشق اور شہرون کے عیسائیون نے اُس تھوڑی مدت مین جبکہ ایران کے مغلیہ خاندان نے
اُنپر مہربانی کی تھی لوگون پر بہت زیادتیان کین اور اس لیئے مغربی ایشیا مین عیسائیون کے نام پر
اور داغ لگا۔[1]

اسلام کے لیئے ایسے وقت مین بدھ مذہب اور عیسائی مذہب کا مقابلہ کرنا اور مغلون کو
ان دونون مذہبون سے بچاکر اپنا پیرو بنانا ایسا کام تھا جسمین بظاہر کامیابی ناممکن معلوم
ہوتی تھی۔ مغلون کے طوفان ہلاکت سے مسلمانون کی برابر کسی نے نقصان نہ اُٹھایا تھا
وہ مشہور و معروف شہر جو ایک زمانہ مین اسلامی علوم و فنون کا مرکز تھے اور جہان ایشیا کے ارباب
علم و فضل آباد تھے اکثر جلاکر خاک کردیے گئے تھے۔ مسلمانون کے عالم اور فقیہ یا تو قتل کیے
گئے یا انکو غلام بنا یا گیا۔[2] خانان مغل جو اسلام کے سوای اور سب مذہبون پر مہربان تھے اسلام
کے ساتھہ مختلف درجہ کی نفرت اور عداوت رکھتے تھے۔ چنگیز خان نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ
جانورون کو شرع کے مطابق ذبح کرین ان کو قتل کردیا جاوے۔ اسی حکم کو قوبلائی خان نے
اپنے زمانہ مین از سر نو جاری کیا اور اُسکی پیروی کے لیے مخبر اور مخبرون کے لیئے انعام مقرر
کیے اور اس طرح سات برس تک مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچائے۔ مغلون نے

[1] مقریزی۔ پہلا حصہ صفحہ ۹۰۷۔ [2] مغلون نے مسلمانون پر ایسے ظلم کیے تھے کہ چینی تماشے والے جب بدھ اور برکس کی تصویر
دکھاتے ہین تو ایک تصویر مین سفید ڈاڑھی کا ایک بڈھا آدمی ہوتا ہے جسکی گردن گھوڑی کی دم سے بندھی ہوتی ہے اور گھوڑا اُسکو گھسیٹے گھسیٹے پھرتا ہے
یہ تصویر گویا ظاہر کرتی ہے کہ مغلون کے سوارون نے مسلمانون کو کیسے آزار پہونچائے (ہوورتھ پہلی جلد صفحہ ۵۰۹)

اس موقع پر دولت جمع کرلی اور غلاموں سے آزاد ہونے کے لیئے آقاؤں پر فدیہ کا الزام لگایا۔ کیونکہ خاقان کے عہد میں (سنہ ۱۲۴۶-۱۲۴۸ء) جسنے کل انتظام سلطنت عیسائی وزیروں کے سپرد کر رکہا تہا مسلمانوں کو سخت اذیتیں پہونچائیں۔[۱] ارغون خان نے بہی جو چوتہا ایلخان (سنہ ۱۲۸۴-۱۲۹۱ء) ہوا مسلمانوں پر ظلم کیئے اور عدالت اور مال کے محکموں میں جسقدر اسامیاں اُنکے پاس تہیں وہ خالی کرالیں اور اُنکا دربار میں آنا بند کر دیا۔[۲]

باوجود ان مشکلات کے مغلوں اور اور وحشی قوموں نے جو مغلوں کے بعد آئیں ان ہی مسلمانوں کا مذہب قبول کیا جنکو انہوں نے اپنے پیروں میں روندا تہا لیکن افسوس ہے کہ تاریخوں میں ایسے حالات جن سے مغلوں میں اشاعت اسلام کی ترقی دریافت ہوتی ہو نہیں ملتے۔ صرف چند واقعات تفصیل سے معلوم ہوتے ہیں جن میں سر آوردہ مغلوں نے اسلام قبول کیا۔ تمام سلطنت مغلیہ میں ہر جگہہ ایسے مسلمان موجود تہے جو منکرین کو خفیہ طور پر مسلمان کر لیتے تہے۔ اوگتائی خان (سنہ ۱۲۲۹-۱۲۴۱ء) کے عہد میں حاکم ایران کرگز نامی کا حال لکہا ہے کہ وہ اول بدھ مذہب کا پیرو تہا۔ پہر اُسنے یہ مذہب چہوڑ کر اسلام اختیار کیا۔[۳] تیمور خان کے زمانہ میں (سنہ ۱۲۹۴-۱۳۰۷ء) خان انندا نے جو قوبلائی خان کا پوتا تہا اور چین میں صوبہ کانسو کا حاکم تہا اسلام قبول کیا اور تانگوت میں اُسنے بہت لوگوں کو مسلمان کیا۔ بلکہ جو فوج اُسکے تحت میں تہی اُسکے بہی اکثر لوگ مسلمان ہوگئے۔ تیمور خان نے انندا خان کو اپنے دربار میں بلایا اور کوشش کی کہ انندا خان اسلام چہوڑ کر بدہ مذہب قبول کرے۔ لیکن اُسنے انکار کیا اور قید میں بہیج دیا گیا۔ تہوڑے عرصہ کے بعد انندا خان قید سے رہا کر دیا گیا کیونکہ تانگوت کی رعایا جسکو اپنے حاکم کے ساتہ بہت الفت تہی بغاوت پر آمادہ ہو چلی تہی۔[۴]

مغلوں کا پہلا بادشاہ جو مسلمان ہوا وہ برکہ خان تہا جو سنہ ۱۲۵۶ء سے سنہ ۱۲۶۵ء تک سیلوادا

[۱] ہوورتہ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۰۲-۲۷۳۔ جسوقت یہ دیکہا گیا کہ اس حکم سے مسلمان تاجروں کا روبار بالکل بند ہو گیا اور اسکی وجہ سے تجارت کو نقصان پہونچا تو یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ [۲] ہوورتہ پہلی جلد صفحہ ۱۶۵ [۳] دی گوین تیسری جلد صفحہ ۱۲۶ [۴] ہوورتہ تیسری جلد صفحہ ۱۲ [۵] دہوسن۔ قوم ۲ صفحہ ۳۲-۳۳۰

کا خان[1] اس بادشاہ کے مسلمان ہونے کی نسبت لکہا ہے کہ ایک دن وہ ایک کاروان میں جو
پہونچا جو بخارا سے آتا تہا۔ اُس میں دو مسلمان تاجر تہے جنکو برکہ خان الگ لے گیا اور اسلام
کے متعلق کچہ سوالات اُن سے کیئے۔ مسلمانون نے اپنے مذہب کے احکام و ارکان ایسی
خوبی سے بیان کیئے کہ خان سیرا وار دا کو مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا اور وہ اسلام لایا
اسکا حال برکہ خان نے اپنے چہوٹے بہائی سے بیان کیا اور اُسکو بہی اسلام قبول کرنے
کی ہدایت کی۔ اسکے بعد برکہ خان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا[2] اسلام
قبول کرنے کے بعد برکہ خان نے سلطان مصر رکن الدین بیبرس سے مصالحت کر لی۔
اس مصالحت کا باعث خود سلطان مصر اسطرح ہوا کہ اُسنے سیرا وار دا کے دو سو مغلون کی
نہایت خاطر و مدارات کی۔ ان مغلون کا قصہ یہ ہے کہ جب خان سیرا وار دا اور ہلاکو خان
فاتح بغداد مین عداوت زیادہ بڑہی تو یہ دو سو مغل جو ہلاکو کی فوج مین بہرتی تہے بہاگ کر شام
کے ملک مین چلے آئے اور یہان سے وہ بڑے اعزاز کے ساتہہ قاہرہ پہونچا یے گئے جہان
دربار مصر سے انکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوئی[3] سلطان رکن الدین نے ان مغلون میں سے
دو آدمیون کے ساتہہ اپنے چند سفیر کیے اور برکہ خان کو ایک خط انکی معرفت روانہ کیا۔ جب
یہ لوگ سیرا وار دا سے قاہرہ کو واپس آیے تو سلطان کو خبر دی کہ برکہ خان کے امیرون کے
ہان اور ہر ایک شہزادی کے ہان ایک ایک امام اور مؤذن مقرر ہے اور بچون کو مکتب مین قرآن
پڑہایا جاتا ہے[4] سلطان سے انہون نے یہ بہی کہا کہ جب ہم قاہرہ سے روانہ ہوے تہے
تو راستہ مین برکہ خان کے سفیر ملے[5] جو سلطان مصر کی خدمت مین اس اطلاع کے لیے حاضر
ہوتے تہے کہ برکہ خان اور اُسکی رعایا مسلمان ہو گئی ہے۔ غرض جب سلطان رکن الدین اور
برکہ خان مین رسم اتحاد پیدا ہوا تو سیرا وار دا کے بہت مغل مصر مین آیے جہان انکو اسلام قبول کرنے

سلطان ۱۲۶۰ امین نجم الدین [illegible] کے لیئے ایک کتاب لکہی جسمین رسالت کو برہان سے ثابت کیا اور مسلمانون و عیسائیون [illegible]
[illegible] صفحہ ۱۸۰
۱۸۶ و ۱۸۷ [illegible] مقریزی ۱۵ ۲ [illegible] مقریزی صفحہ ۱۸۸

کی ترغیب ہوئی [۱]

ایران مین جہان ہلاکوخان دولت ایلخانیہ کا بانی ہوا ترکون مین اسلام کی اشاعت رفتہ رفتہ ہوئی برکہ خان اور سلطان مصر کے حملون سے بچنے کے لیئے ہلاکوخان نے مشرق کے عیسائیون سے جیسے آرمینیا کا بادشاہ اور صلیبی مجاہدین تھے اتفاق کرلیا۔ ہلاکوخان کی سب سے چہیتی بیوی عیسائی تہی اور اُسنے اپنے خاوند کے خیالات عیسائیون کی طرف سے اچھے کردیے تھے۔ ہلاکوخان کے بیٹے اباقاخان نے قسطنطنیہ کے عیسائی شہنشاہ کی بیٹی سے شادی کی تہی۔ اگرچہ اباقاخان خود عیسائی نہ تہا لیکن اُسکے دربار مین عیسائی پادری کثرت سے موجود رہتے تہے۔ یورپ کے اکثر عیسائی بادشاہون کو اُسنے اپنے سفیر روانہ کیئے۔ سینٹ لوئی بادشاہ فرانس۔ چارلس بادشاہ صقلیہ جیمس بادشاہ اراغون کے پاس سفارتین اس غرض سے بہیجین کہ مسلمانون کے خلاف یہ عیسائی اُس سے اتفاق کرلین۔ اسی خیال سے ۱۲۷۴ء مین اباقاخان نے لیون کی مجلس کو ایک سفارت روانہ کی۔ جب یہ سفارت مجلس مین پہونچی تو مغلون کے سفیر خاص نے سر مجلس عیسائی مذہب قبول کیا اور اپنے ہمراہیون کے ساتھہ اصطباغ لیا۔ عیسائیون کو اباقاخان کے عیسائی ہونے کی بہت اُمیدین تہین۔ لیکن وہ سب فضول ثابت ہوئین۔

اور اُسکا بہائی تکودار جو اُسکا جانشین ہوا دولت ایلخانیہ کا پہلا بادشاہ تہا جسنے اسلام قبول کیا ایک عہد نویس عیسائی مصنف نے لکہا ہے [۲] کہ تکودار کی تعلیم و تربیت عیسوی مذہب پر ہوئی تہی۔ بچپن مین اُسکو اصطباغ ملا تہا اور نکولس اُسکا نام رکہا گیا تہا۔" لیکن تکودار جب بڑا ہوا تو اُسنے مسلمانون کے اثر صحبت سے جنکو وہ بہت عزیز رکہتا تہا عیسائی مذہب چہوڑکر اسلام اختیار کیا اور سلطان محمد (یا احمد) اپنا نام رکہا اور جسقدر ہوسکا اس بات کی کوشش کی کہ سب تاتاری اسلام قبول کرلین اور اسکے لیئے انعام واکرام اختیار اور عزت لوگون کو بخشا۔ یہانتک کہ اُسکے زمانہ مین بہت تاتاری مسلمان ہوگئے۔" اس بادشاہ نے سلطان مصر کو اپنے مسلمان

[۱] مقریزی صفحہ ۲۲۲ [۲] وصاف اس بادشاہ کو مسلمان نہیں سمجہتا [illegible] اسلمان [illegible] ہیثوم۔ (راموسیو۔ توم ۲۔ صفحہ ۶۰)

ہوسے کی خبر ذیل کے مراسلے سے ہیجی۔ خدا کی قوت اور قاآن کے اقبال سے ۔ سلطان احمد کا فرمان
بادشاہ مصر کے نام ۔ بعد تمہید کے واضح ہو کہ خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے
آغاز نوجوانی کے زمانہ مین ہمکو اپنی الوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرنے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی نبوت کی تصدیق کرنے اور اپنے دوستون اور نیک بندون کی نسبت خوش اعتقاد رہنے
کی ہدایت کی تہی وہ جس کسی کو ہدایت پر لانا چاہتا ہے اُسکے دل کو مذہب اسلام قبول کرنے
کے لیے کہول دیتا ہے[1] ہم اُس وقت سے آج تک دین کا بول بالا کرنے اور مذہب اسلام
اور مسلمانون کے معاملات کی اصلاح کرنے پر مائل رہے یہانتک کہ والد بزرگوار اور برادر
بزرگ کی طرف سے حکمرانی کی نوبت ہم تک آپہونچی اور خدا نے اپنی مہربانی سے ہماری امیدون
کو پورا کیا اور حکومت اور سلطنت ہمکو عنایت کی ۔ پھر قوریلتائی (کورلتائی) مبارک مین
جس سے وہ مجلس مراد ہے جسمین تمام بہائی بند اور شہزادے اور بڑے بڑے امیر اور فوج
کے سردار مشورہ کرنے کے لیے بیٹھتے ہین سب نے ملکر یہہ قرار دیا کہ ہمارے برادر بزرگ
کے حکم سے فوج کشی کو جاری کیا جاوے ۔ اور ہماری فوجون مین سے جنکی کثرت سے زمین
باوجود وسیع ہونے کے تنگ ہے اور جنکی صولت اور ہیبت سے سب کے دل کانپتے اور
تہراتے ہین ایک جم غفیر کو اطراف مین روانہ کیا جاوے اور یہہ فوج کشی ایسے مضبوط ارادے
کے ساتھہ ہو جسکے سامنے بلند پہاڑ جہک جاوین اور سنگ خارا کے چٹان نرم پڑ جاوین
ہمنے اس مقصد پر غور کیا جسپر ہونکے ارادے پختہ اور اُنکی رائین متفق تہین ۔ اور ان سب کا
خلاصہ جو معلوم ہوا وہ اُس عام شکی کے برخلاف تہا جسکے جاری کرنے کا ہم ارادہ رکہتے
تہے اور جس سے مراد یہہ ہے کہ شعار اسلام کو زندہ کیا جاوے اور جو احکام ہماری طرف سے
جاری ہون اُن سے خونریزی موقوف ہو اور دنیا کی مصیبت کم ہو اور دنیا کے اطراف مین
امن و امان کی ہوا چلے اور تمام شہرون کے حاکم ہماری شفقت اور مہربانی سے آرام پاوین

[1] قرآن ۔ سورہ (۶) آیت ۱۲۵ ۔

کیونکہ ہم خدا کی تعظیم کرتے ہین اور خدا کی مخلوق پر مہربان ہین - اس لیئے خدا نے ہمارے
دل مین الہام کیا کہ ہم مشتعل آگ کو بجھائین اور فتنہ و فساد کو فرو کرین اور جن لوگون نے یہہ
رای دی سب سے پہلے انکو اُس تدبیر سے مطلع کرین جس سے دنیا کی بیماریون اور تکلیفون کے دور ہونے
کی امید ہے اور جسکو سب سے پہلے عمل مین لانے اور سب سے آخری علاج سے باز رہنے
کی خدا نے ہمکو ہدایت کی ہے - اس لیے ہم بیگانون کو جنبش مین لانے اور کمانون پر
چلہ چڑہانے مین جلدی نہین کرتے ہین - اور جبتک کہ حق بات ظاہر نہو اور حجت قوی نہو
ہم اس امر کی اجازت نہین دیتے شیخ الاسلام قدوۃ العارفین کی نصیحت نے جو امور دینی
مین ہمارے سب سے بہتر مددگار ہین ہمارے اُس ارادہ کو جو فلاح و بہبودی کی خواہشون
پر مبنی ہے اور اُس راے کو جس سے کامیابی کی امید ہے پختہ اور مصمم کر دیا - چنانچہ
ہم نے یہہ فرمان جاری کیا جو ماننے والون کے لیے خدا کی رحمت اور نہ ماننے والون
کے لیئے خدا کا عذاب ہے - ہم نے اس فرمان کے نہ ماننے والون کے لیے قاضی القضاۃ
قطب الدین شیرازی اور اتابک بہاء الدین کو جو اس سلطنت کے عمائد ہین روانہ کیا ہے تاکہ
لوگون کو ہمارے طریقے سے واقف کرین اور تمام مسلمانون کے فائدہ کے لیئے جو بات
ہمارے دل مین پوشیدہ ہے سب اُس سے آگاہ ہون - نیز اُن سب لوگون کو اس
بات سے مطلع کرین کہ خدا نے ہمکو بصیرت اور ہدایت عطا کی ہے اور اسلام اُن تمام گناہون
کو معاف کرتا ہے جو مسلمان ہونے سے پہلے وقوع مین آئے ہون - اب تو خدا نے ہمکو
ہدایت کی ہے کہ ہم حق کی اور اہل حق کی پیروی کرین ........ پس اگر لوگون کے
دل ایسی دلیل کی جستجو مین ہین جن سے وہ ہمپر بھروسا کر سکین اور ایسی حجت طلب کرتے ہین
جس سے کامیابی کی امید کر سکین تو وہ ہماری اُن تمام فضیلتون پر نظر ڈالین جو دنیا مین
عام طور پر مشہور ہو چکی ہین - کیونکہ ہم خدا کی عنایت سے دین کے نشانون کو بلند کیا ہے
اور ہر ایک حکم کے جاری کرنے مین اس امر کو پیش نظر رکھا ہے - اور شرع محمدی کے قوانین

گویا ہمارا اُنکی عظمت اور بزرگی کے عین مقتضائی انصاف پر جاری کیا ہے - ہم نے تمام رعیت کے دلون کو خوش کیا ہے اور جن سے پہلے کوئی بُرائی یا خطا سرزد ہوئی تھی اُن سب کو یہہ کہکر معاف کر دیا ہے کہ خدا بھی تمہاری اگلی خطاؤن کو معاف کرے ہم نے مسلمانون کے اوقاف کی جن مین مسجدین اور مقبرے اور مدرسے شامل ہین اصلاح کی ہے اور تمام خیرات خانون اور مہمان سراؤن کو جنکے نشان مٹ گئے تھے دوبارہ آباد کیا ہے اور اوقاف کی آمدنی کو اُنکے قدیم دستور اور وقف کرنے والون کی شرائط کے موافق حقدارون تک پہونچا دیا ہے...... ہم نے حکم دیا ہے کہ ہمارے احکام حاجیون کے معاملہ کو مہتم بالشان سمجھین اور اُنکے لیئے سامان سفر مہیا کرین اور جن ستون سے وہ سفر کرتے ہین اُنکو آباد اور بے خطر رکھین - اور حاجیون کے قافلون کو بآرام تمام روانہ کرین - ہم نے تمام سوداگرون کو جو ملک مین آمد و رفت رکھتے ہین پوری آزادی عطا کی ہے کہ وہ اپنے طریقے سے جس طرح چاہین سفر کرین اور فوج اور قراغول اور شحنون کو جو ملک کے اطراف مین مقرر ہین سخت ممانعت کی ہے کہ سوداگرون کی آمد و رفت مین کسی طرح کی مزاحمت نہ کرین...... تاکہ شہر اور ملک آباد ہون - فتنے اور فساد فرو ہون - تیز تلوارین میان مین رہین اور تمام باشندے آرام و آسایش سے بسر کرین - اور مسلمانون کی گردنین ذلت اور خواری کے طوق سے نکل جائین"[1]۔

تاریخ مغلیہ کے ناظرین کو اُن صدہا ظلمون اور متواتر کشت و خون کے ہنگامون کے پڑھنے کے بعد جو مغل اور تاتاریون نے برپا کیئے اس فرمان کو مطالعہ کرنے سے بہت راحت معلوم ہوئی ہوگی اور تعجب ہوا ہوگا کہ ایک مغل فرمانروا کی زبان سے بھی سقدر فیاضی اور انسانی ہمدردی کے خیالات ادا ہوے -

مغلون نے جب دیکھا کہ اُن کا خان تکودار مسلمان ہوگیا اور وہ عیسائیون پر ظلم کرتا ہے

[1] روضۃ الصفا صفحہ ۱۴۴۲ - ۱۴۴۳ -

تفتیش کا بڑا شوق تھا اور ہر مذہب کے عالموں سے وہ مذہبی مباحثے کرتا تھا[۵۰]۔ غازان کا وزیر
اور اسکے عہد کا مؤرخ حکیم رشید الدین تھا جسکا یہ خیال غالباً صحیح معلوم ہوتا ہے کہ سلطان غازان
سچی نیت اور عقیدہ سے مسلمان ہوا اور اپنے تمام زمانہ بادشاہی میں وہ اسلام کا نہایت پابند
رہا۔ حکیم رشید الدین کے ہمعصر (اور زمانہ مابعد کے) مؤرخوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ
غازان چند امیروں اور مشائخ کے کہنے سے مسلمان ہو گیا تھا[۵۱]۔ لیکن غازان کا طرفدار مؤرخ لکھتا
ہے کہ "ایک بڑی بادشاہ کو کیا لائق ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا مذہب تبدیل کرے اور خاص کر
ایسے بادشاہ کو جسکے بت پرست بزرگوں نے دنیا کو فتح کیا ہو[۵۲]" غرض غازان کے مسلمان
ہوتے ہی ایلخانیوں کے کل بادشاہ کے قبضہ میں آگئے اور جب سلطان غازان اور بایدو خان
میں تخت ایران کے لیے لڑائیاں شروع ہوئیں تو دشمن کی سپاہ میں جو مغل مسلمان تھے
وہ بایدو خان کا ساتھ چھوڑ کر غازان کی مدد کو چلے آئے تاکہ مسلمانوں کی مدد کریں۔
اسی دور اندیشی سے امیر نوروز بیگ نے جو بایدو کے خلاف غازان کا معاون تھا غازان
پر اسلام قبول کرنے کا زور ڈالا تھا۔ چنانچہ جب یہ بادشاہ مسلمان ہو گیا تو امیر نوروز بیگ نے
مبارکباد دی کہ میری پیشین گوئی پوری ہوئی جس میں میں نے ایک بادشاہ کے پیدا ہونے
کی خبر دی تھی جو اسلام کی حفاظت کریگا اور پھر اس مذہب کو پہلے ہی سے رونق و زینت
دیگا۔ اور اگر اوسنے اسلام قبول کر لیا تو کل ایران کا وہ فرمانروا ہوگا اور اہل اسلام کافر مغلوں
کے جوے سے نکلکر اس بادشاہ کی حمایت کرینگے اور خدا اس بادشاہ کو دین برحق کا حامی
بنا کر (جسنے اسلام کو تباہی سے بچایا) لڑائی میں اسکو فتح دیگا۔ غرض کسی قدر تذبذب کے بعد
غازان نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اور افواج و شاہی ارکین دولت نے
بادشاہ کا اتباع کیا۔ سلطان غازان نے زاہدوں اور عالموں میں روپیہ تقسیم کیا۔ مساجد میں
گیا اور اولیا اور فقرا کے مزاروں کی زیارت کی۔ غرض اس مغل بادشاہ نے اپنے تئیں ہر طرح

---

[۵۰] دہوسن توم ۴ صفحہ ۱۵۵ [۵۱] دہوسن توم ۴ صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ و ۳۵۰ [۵۲] دہوسن توم ۴ صفحہ ۱۲۸ و ۱۳۲

سے نہایت باخدا مسلمان ثابت کیا۔ سنہ ۱۳۰۴ع مین غازان کا بہائی سلطان محمد خدابندہ کے نام سے تخت ایران پر بیٹہا۔ اس سلطان کی مان عیسائی تہی اور بچپن مین اُسکی تعلیم و تربیت بہی عیسوی طریقہ سے ہوئی تہی اور نکولس کے نام سے اُسنے اصطباغ پایا تہا۔ لیکن بان کے مرنے پر وہ اپنی بیوی کے کہنے سے مسلمان ہوگیا۔[۵۱] ابن بطوطہ نے لکہا ہے کہ نکولس خان یعنی سلطان خدابندہ کے مسلمان ہونے سے مغلون مین بڑا اثر پیدا ہوا۔[۵۲] غرض اُس زمانہ سے قلمرو ایلخانیہ مین اسلام سب مذہبون پر غالب آگیا۔

بلاد متوسطہ مین جو چغتائی ابن چنگیز خان اور اُسکی اولاد کے حصہ مین آئے تہے دعوت اسلام کے حالات کا پتہ کم چلتا ہے۔ اس سلسلہ مین پہلا بادشاہ جسکو نور اسلام کی برکت ملی وہ براق خان تہا جو چغتائی خان کا پڑپوتا تہا اور جسنے تخت نشین ہونے کے دو برس بعد مسلمان ہوکر سلطان غیاث الدین (سنہ ۱۲۶۶-۱۲۷۰ع) اپنا نام رکہا۔[۵۳] لیکن یہان شروع زمانہ مین اسلام کی ترقی زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکی کیونکہ براق خان کے مرنے کے بعد جو مغل مسلمان ہوئے تہے اُنہون نے پہر اپنا قدیم مذہب اختیار کرلیا تہا۔ اور چودہوین صدی عیسوی سے پہلے اس حالت کی اصلاح نہ ہوسکی۔ البتہ طرمشرین خان جسنے سنہ ۱۳۲۲ع سے

[۵۱] ہتامر پرگستال ۔ گیشخنے در ایلخانین ۔ دوسری جلد صفحہ ۱۸۲ ...... یہ خلاف قیاس نہین ہی کہ مسلمان عورتون نے جو مغلونکی باندیان ہوتی تہین مغلون کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی مغلون مین عورتون کو عزت کا رتبہ حاصل تہا اور اسطرح اکثر مثالین اسکی بیان کی گئین ہین کہ ان عورتون کو اپنے خاوندون کے مذہبی خیالات پر قدرت حاصل تہی اسطرح اسکی نظیرین بہی ملتی ہین کہ مغلونکی حکومت کے زمانہ مین اُنکو ملکی معاملات مین بہی بڑا حصہ ملا تہا روبروک کا ولیم لکہتا ہی کہ ایک دفعہ ایک مسلمان کو عیسائی کرنے مین اسکی مسلمان بیوی کی وجہہ سے بڑا خلل پڑا وہ لکہتا ہے کہ پنٹی کوسٹ کے دن ایک مسلمان ہم سے باتین کرنے آیا اور ہمنے اُسکو اپنے مذہب سے آگاہ کیا جب اسنے یہ سنا کہ خدا کا مجسم ہونا مُردونکا اُٹہنا قیامت اور اصطباغ سے گناہونکا پاک ہونا کیسا ہی اور مُنہ پر ایمان لانیسے کیا نفع ملتا ہی تو اُس مسلمان نے اصطباغ پانیکی خواہش ظاہر کی لیکن جب ہم اُسکو اصطباغ دینیکی تیاری کرنے لگی تو دفعتًا اُسکو کچہہ خیال آیا اور دوڑکر وہ گہوڑی کی پیٹہہ پر جا بیٹہا اور کہا کہ ذرا ٹہیرو مین گہر جاکر اپنی گہروالی سے تو پوچہہ آؤن دوسرے دن صبحکو وہ پہر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجہہ سے جا نہین ہوسکتا مین ہرگز ہرگز اصطباغ نہ لونگا۔ کیونکہ اگر مین عیسائی ہوگیا تو پہر گہوڑی کا دودہ پینا کبہی نصیب نہوگا۔ (روبروک کا ولیم صفحہ ۱۵۱)

[۵۲] ابن بطوطہ ۔ دوسری جلد صفحہ ۵۷ ۔

[۵۳] ابوالغازی ترجمہ صفحہ ۱۵۹ ۔

لیکن اُسنے کہا کہ "اگر اسوقت مین اپنا مسلمان ہونا ظاہر کرونگا تو میری رعایا کو راہ راست پر لا سکونگا - لیے ابھی
کچھ عرصہ کے لیئے تم سکوت کرو جب مین اپنے باپ کے تخت اور ملک کا مالک ہون تم اُسوقت
میرے پاس آنا" چغتائیہ سلطنت اب حصہ ہوکر چھوٹی چھوٹی عملداریون مین تقسیم ہوگئی تھی اور پیران کے
بعد تغلق تیمور اس قابل ہوا کہ ان سب عملداریون کو شامل کرکے پہر قلمرو چغتائیہ کی مثل ایک سلطنت قائم
کردے اس عرصہ مین شیخ جمال الدین اپنے وطن کو چلے گئے اور وہان سخت بیمار پڑے جب موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے رشید الدین
سے کہا "تیمور تغلق ایک دن بڑا بادشاہ ہوگا - تم اُسوقت اُسکے پاس جانا اور میرا سلام پہونچا کر بخوف و خطر بادشاہ کو
یاد دلانا کہ اُسنے مجھسے کچھ وعدہ کیا تھا" چند سال کے بعد جب تیمور تغلق نے باپ کا تخت حاصل کر لیا تو ایکدن رشید الدین
بادشاہ کے لشکر مین پہونچا تاکہ باپ کی وصیت پوری کرے لیکن باوجود کوشش کے اُسکو خان کے دربار مین حضوری نہوئی -
آخرکار اُسنے مجبور ہوکر یہ تدبیر کی کہ ایکدن علی الصباح تغلق کے خیمہ کے قریب اذان دینی شروع کی تغلق کی جب نیند خراب
ہوئی تو غصہ ہوکر اُسنے رشید الدین کو اپنے سامنے بلوایا رشید الدین آیا اور اپنے باپ کا پیغام تغلق کو سنایا تغلق کو بہی اپنے
اپنے وعدے کا خیال تہا کلمۂ پڑھ کر مسلمان ہوا اسکے بعد اُسنے اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی اور اُسکے زمانہ مین
ان تمام ملکون کا مذہب اسلام ہوگیا جو چغتائی ابن چنگیز خان کی اولاد کے تسلط مین رہے تھے[1]

اب ہمکو سیر اوردا مین دعوت اسلام کی تاریخ پر نظر کرنی چاہیئے مغلان سیر اوردا کی خیمہ زنی
کے لیئے وہ سرسبز قطعات ملک تھے جو دریاے ولگا سے سیراب ہوتے ہین - اس دریا کے
کنارے پر اُنھون نے سراے کا شہر جو اُنکا دار الحکومت تہا آباد کیا تہا اور یہی پایہ تخت
تہا جہان روس کے بادشاہ خان سیر اوردا کو خراج بہیجا کرتے تہے - برکہ خان کے اسلام
لانے سے اور سلطنت مصر سے اُسکے تعلقات سے جو زمانہ مابعد مین پیدا ہوے اسلام کی
بڑی ترقی کی - برکہ خان کی طرح سیر اوردا کے اُمرا اور اراکین دولت بہی جو نسل مغل سے تہے
رفتہ رفتہ مسلمان ہوگئے - لیکن بعض مغل جرگون نے مخالفت بہی کی کہ اسلام اُن مین شائع
نہ کیا جاوے - اور جب خان سیر اوردا کے مسلمان ہونے کا اعلان ہوا تو ان لوگون نے

[1] ابو الغازی - ترجمہ صفحہ ۱۶۷ - ۱۶۸ -

مغلستان کے تاج و تخت کا اہل نہ سمجہا اور ابا کا خان کو خانیت سیر اوردا پر مسلط ہونے کے
لیے لکہا۔ یہہ مخالفت ایسی بڑہی کہ جرگہ توگائی جدا فرقہ کی حیثیت سے قائم ہوگیا۔ اس جرگہ
نے اپنا نام برکہ خان کے سپہ سالار توگائی خان کے نام پر رکہا تہا۔ جب سیر اوردا کے اور
شہزادے بہی مسلمان ہوگئے تو جرگہ توگائی بدستور اپنے آبائی مذہب پر قائم رہا۔ اور جن
مغلون نے اپنا مذہب ترک نہ کرنا چاہا انہون نے جرگہ توگائی کی طرف رجوع کیا توگائی خان
کی بیٹی جسکی شادی ایک شامانی المذہب مغل سے ہوئی تہی کچہہ عرصہ کے بعد مسلمان ہوگئی
اور اُسکو اپنے خاوند کے ظلم و ستم سہنے پڑے[1]۔

ازبک خان کو جو ۱۳۱۳ء سے ۱۳۴۰ء تک سیر اوردا کا خان رہا مغلون کو مسلمان
کرنے مین بڑی شہرت ہوئی۔ لیکن مغل اس سردار سے یہ کہا کرتے تہے کہ "جو کچہہ تمکو چاہیئے
وہ ہماری اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ ہمارے مذہب سے تمہین کیا بحث۔ ہم کیون چنگیز خان
کا مذہب چہوڑکر عربون کا دین قبول کرین۔" لیکن باوجود سخت مخالفتون کے جو ازبک کو پیش
آئین اُسنے کثرت سے اُن لوگون کو اُس مذہب مین شامل کرلیا جسکا وہ خود نہایت سرگرم حامی تہا
اور یہہ صرف اُسی کی کوشش تہی کہ جس ملک کا وہ خان تہا اُس ملک مین اسلام شائع ہوگیا[2]۔
ازبک خان ہی کا اثر وسط ایشیا کے جرگہ ازبک مین پہونچا جسکا نام اس خان کے نام سے
چلا اور اُسی کے عہد مین غالباً اس قوم ازبک نے اسلام قبول کیا۔ سلطان ازبک نے اسکی
تدبیر سوچی کہ کسی طرح ملک روس مین اسلام پہیل جاوے[3] لیکن اسمین وہ کامیاب نہوا اگرچہ
روس کے ملک مین مغلون کو دو سو برس سے بہت قوت حاصل تہی لیکن ملک کے باشندون
پر انکی کسی بات کا خاصکر مذہب کا مطلق اثر نہ پڑا۔ سلطان ازبک خان کو اشاعت اسلام کا
عمدہ جذبہ خیال تہا لیکن باوجود اس خیال کے عیسائی رعایا کو اُسنے بالکل مذہبی آزادی دے
رکہی تہی اور انکی مذہبی رسوم مین کسی طرح کی دست اندازی نہ کی جاتی تہی بلکہ عیسوی مذہب کی اشاعت

[1] ہوورتہ دوسری جلد صفحہ ۱۰۶ [2] ابو الغازی ترجمہ صفحہ ۱۸۳ [3] دے لوین تیسری جلد صفحہ [illegible]

جنگی یا اہل اور جو سے کا محصول یا آدمیون کا محصول شامل ہے لیا جاوے یا جسوقت
ڈاک کے لیئے گھوڑے کسی سے طلب کیئے جاوین یا ہم فوج کے لیئے رعایا مین سے
آدمی بہرتی کرین تو بڑے کلیساؤن سے جو مطران بطرس کے تحت مین ہین کچہہ نہ لیا جاوے
اور نہ اُنکے قسیسون سے کچہہ وصول کرنا چاہیئے جو کچہہ قسیسون سے لیا جائیگا وہ تگنا کرکے
دینا پڑے گا...... اُنکے آئین و قوانین کا اُنکے گرجاؤن اور خانقاہون کا ادب کیا ہوگا
اور جو کوئی اُنکے مذہب کو ستم کریگا یا اُسکی توہین کریگا وہ کسی عذر یا حیلہ سے بے قصور تصور
نہ ہوگا بلکہ موت کی سزا اُسکو ملے گی۔ قسیسون اور اُسقفون کے بہائی اور بیٹے جو ایک ہی
دسترخوان پر کہاتے ہون اور ایک ہی چہت کے نیچے رہتے ہون اُن کو بہی یہہ سب حقوق
حاصل ہون گے"[1]

سلطان ازبک خان کے اس فرمان مین خالی لفظ ہی لفظ نہ تہے بلکہ جس مذہبی آزادی کا
وعدہ ہوا وہ فی الواقع عیسائیون کو ملی۔ اور اُسکے ثبوت مین وہ مراسلہ ہے جو ۱۳۳۸ء مین
پوپ جان بست و دوم نے سلطان ازبک کے پاس بہیجا اور خان سیراوردا کا شکریہ ادا کیا
کہ اُسنے اپنی عیسائی رعایا کے حال پر بڑی مہربانی کی[2] ازبک کے جانشینون مین اشاعت
اسلام کے لیئے وہ ہمت اور جوش نہ تہا جو خود ازبک کے دل مین موجود تہا اور جہان اس
بادشاہ کو اسلام پہیلانے مین کامیابی نہ ہوئی وہان اُسکے جانشینون کو کیا کامیابی ہوسکتی
تہی۔ جسوقت تک روس کی رعایا محصول دیئے جاتی تہی اسکو آزادی تہی کہ جس طرح
چاہے اپنے دین و آئین پر قائم رہے۔ عیسائی مذہب اُسکی زندگی کا ایسا جزو ہو گیا
تہا کہ اگر اس دین سے اسکو علیحدہ کرنے کی کوشش بہی کیجاتی تو کامیابی نہ ہوتی۔ کیونکہ دریائے
والگا کے کنارون پر مغلون کے آباد ہونے سے تین سو برس پہلے عیسوی دین باشندگان
روس کا قومی مذہب بن چکا تہا۔

[1] کارامسین۔ چوتہی جلد صفحہ ۲۹۱-۲۹۴۔ [2] ہامر پرگستال "تاریخ سیراوردا اور قبچاق" صفحہ ۲۹۰۔

مغلون سے سو برس پہلے بلغاریا کے مسلمانون نے روسیون کو مسلمان کرنا چاہا
تہا مگر وہ کامیاب نہ ہوے۔ دسوین صدی عیسوی مین دریای ولگا کے کنارون پر بلغاریہ
کے مسلمان آباد تہے اور یہ لوگ غالباً اُن مسلمان تاجرون کی ہدایت سے مسلمان ہوے
تہے جو شمالی ملکون مین پشمینہ وغیرہ کی تجارت کیا کرتے تہے۔ غالباً سنہ ۹۲۱ء مین یہ تاجر
روسیون مین بہی پہونچے کیونکہ سنہ ۹۲۱ء مین خلیفہ مقتدر باللہ نے روسیون کے پاس سفیر بہیجے
تہے تاکہ جو روسی اسلام لے آئے ہین اُنکے دین کو استحکام دیا جاوے اور علم دین کی
اُن کو تعلیم و تلقین ہو[۵]

ان بلغاری مسلمانون نے والدمیر کو جو اُسکے وقت مین روس کا بادشاہ تہا مسلمان
کرنا چاہا۔ ایک روسی مورخ نے لکہا ہے کہ اس بادشاہ کو یہ ضرورت پیش آئی کہ بت پرستی
سے بہتر کوئی مذہب اختیار کرے۔ لیکن والدمیر نے شراب کی ممانعت اور ختنہ کی رسم کو
تسلیم کرنے سے انکار کیا اور مسلمان اُسکے اس انکار کو توڑ نہ سکے۔ اس بادشاہ نے مسلمانون
سے کہہ دیا کہ روسی کبہی شراب پینی نہ چہوڑین گے کیونکہ یہی چیز اُنکی زندگی کا سب سے
زیادہ خوش کن مشغلہ ہے مسلمانون کی طرح یہودی بہی جو بحر خزر کے ساحل سے خزر
کے ملک مین آئے تہے روسیون کو اپنے دین پر نہ لا سکے۔ البتہ خزر کے بادشاہ کو
اُنہون نے موسوی دین کا معتقد کر لیا[۵]۔ والدمیر نے یہودیون کے مذہبی عقائد و دلائل کا حال سنکر
اُن سے پوچہا کہ تمہارا ملک کہان ہے۔ یہودیون نے کہا "بیت المقدس ہمارا ملک
ہے لیکن خدا کا عتاب ہمپر نازل ہوا اور ہم تمام دنیا مین منتشر کر دیے گئے"۔ بادشاہ یہ سنکر
بولا خدا کے معتوب ہو کر بہی دوسرون کو اپنا دین سکہاتے ہو۔ جاؤ ہمکو شوق نہین ہے
کہ تمہاری طرح ہم بہی بے وطن ہو جاوین"۔ لیکن یونانی کلیسا کے ایک اُسقف نے
والدمیر کی طبیعت پر اسطرح اثر ڈالا کہ عیسائی مذہب کے علاوہ جسقدر مذہب تہے
اُنپر مختصر اعتراض کر کے عیسوی دین کی تعلیم کو آفرینش عالم اور حضرت آدم کے قصے

[۵] "باشکر قوم کا بیان" مرتبہ ابن فضلان مع یاقوت۔ قوم صفحہ ۹۲۶ (سنہ ۱۸۲۲ء) ہم۔ ابوعبید البکری صفحہ ۴۰ ہم [illegible]

بلکہ کلیسائی یونان کی سات مذہبی مجلسوں کے انعقاد تک جنکے فیصلوں کو یونان کے کلیسا نے تسلیم کیا تہا بیان کرگیا - اور پہر بادشاہ کو قیامت کی تصویر دکہائی جس مین خدا کے نیک بندے بہشت مین داخل ہوتے تہے اور گناہگار دوزخ مین جہونکے جاتے تہے - اس سقف نے بادشاہ سے وعدہ کیا کہ اگر اُسنے اصطباغ لیا تو "آسمان سے اُسکو ورثہ ملیگا"۔

لیکن وال دمیر کا یہہ قصد نہ تہا کہ بے سوچے سمجہے بت پرستی چہوڑکر کوئی نیا مذہب قبول کرے - چنانچہ اُسنے اپنے سلطنت کے تمام عمائد و روسا کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کیا - ان لوگون نے عرض کیا کہ "اے بادشاہ وال دمیر - ہر شخص اپنے مذہب کی تعریف و توصیف کرتا ہے - اگر تجہکو بہترین مذہب کی تلاش ہے تو عقلمند لوگون کو مختلف ملکون مین بہیج تاکہ وہ دریافت کرین کہ قومون مین سے کون سی قوم ہے جو اپنے خدا کی اُسکی شان اور عظمت کے لائق طاعت و تعظیم کرتی ہے"۔ بادشاہ نے یہہ سنکر دس آدمیون کو جو بڑے صاحب عقل و شعور تہے اس کام کے لیئے تجویز کیا - یہہ لوگ روانہ ہوکر بلغاریہ کے سلمانون مین پہونچے لیکن دیکہا کہ مسلمانون کی مسجدین ادنی قسم کی ہین اور طریقہ عبادت مین بہی کچہہ شان و شوکت کا اظہار نہین ہے - مسلمان کی صورتین بہی اُنکو مغموم اور سنجیدہ نظر آئین - جرمنی کے رومن کیتہولک عیسائیون کی مذہبی رسوم مین بہی کچہہ آب و تاب باقی نہ رہی تہی - غرض یہہ لوگ قسطنطنیہ مین پہونچے اور قیصر روم نے اپنے لوگون سے کہا کہ "ان روسیون کو ہمارے خدا کا جلال دیکہنے دو"۔ پس یونانی عیسائی ان روسیون کو سانتا صوفیا کے کلیسا مین لے گئے جہان بطریق پرتکلف لباس پہنے ہوئے نماز پڑہاتا تہا - گرجا کی شان و شوکت - قسیسون کے قیمتی لباس - قربانگاہون کی زیب و زینت - بخور کی خوشبوئین - نمازیون کا سکوت اور ہر طرف ایسا عبرت کا عالم طاری پایا کہ ان وحشی روسیون کے دل حیرت اور تعجب سے لبریز ہو گئے - وہ سمجہے کہ بس یہی مکان ہے جو خدا کے رہنے کی جگہہ ہے اور یہہ ہی جگہہ ہے جہان وہ اپنا جمال فانی انسان پر ظاہر کرتا ہے غرض جب یہہ وسی کیف کے شہر کو واپس آئے تو بادشاہ کے

سامنے ساری سرگذشت بیان کی مسلمانون کے مذہب کا ذکر اُنہون نے حقارت سے
کیا اور رومن کیتھولک مذہب کی حمایت مین بھی کچھ نہ بولے - لیکن کلیسای یونان
کی تعریف بڑے جوش و خروش سے کی - اور یہہ کہا کہ "جس شخص نے ایک دفعہ میٹھے
شربت کو لبون سے لگایا ہو پہر وہ تلخ چیز سے ہمیشہ نفرت کریگا - پس جب ہمکو یونانی کلیسا
کے مذہب کا علم ہو گیا تو ہم اور کسی مذہب کی خواہش نہین کہہ سکتے" - والدمیر نے
ایک دفعہ اورامرای سلطنت سے اس بارے مین مشورہ کیا لیکن اُنہون نے کہا "اگر یونانی
کلیسا کا دین سب سے فائق نہ ہوتا تو والدمیر کی دادی اولگا جو عورتون مین سب سے
زیادہ دانشمند تہی کبہی اس مذہب کو قبول نہ کرتی" - اب والدمیر نے کچھہ تذبذب نہ کیا اور
سنہ ۹۸۸ع مین وہ عیسائی ہو گیا - اور جس دن یہہ مذہب اختیار کیا اسی دن اُن بتون کو توڑ ڈالا جنکی
پرستش اُسکے باپ دادا کیا کرتے تھے - اور فرمان جاری کیا کہ روس کے کل باشندے خواہ
آزاد ہون یا غلام امیر ہون یا مفلس فوراً عیسائی مذہب کا اصطباغ لین[1]
غرض اس طریقہ سے عیسائی مذہب روسیون کا قومی مذہب ہو گیا - مغلون کی فتح کے
بعد روسیون اور تاتاریون کے مختلف قومی خصلتون نے ان دونون قومون کو آج تک
علیحدہ رکہا ہے اور تاتاریون کی حکومت سے روسیون کی نفرت اور عیسوی مذہب سے
اُنکا مستحکم تعلق اور مذہبی امور مین تاتاریون کی سہل انگاری وہ چیزین تہین جنہون نے روس
کے محکوم باشندون کو اپنے فاتحون کا مذہب اختیار نہ کرنے دیا - یہہ فرض کیا گیا ہے کہ فقط
شراب پینے کی ممانعت نے روسیون کو اسلام قبول کرنے سے باز رکہا -
لیکن پہر بہی یہہ نہین کہہ سکتے کہ ملک روس مین اسلام پہیلانے کے لیے مغلون نے کچھہ
نہ کیا - کریمیا کے مسلمانون کی صورتین جنکو تاتاری نسل سے فرض کیا جاتا ہے یونانیون کے
چہرون سے بہت مشابہ ہوتی ہین - اور اس وجہ سے قیاس کیا گیا ہے کہ مسلمانون نے یونان

[1] کارمبین - توم ا صفحہ ۱۵۹ - ۱۷۱ -

[illegible] کے عیسائیون کو جو جزیرہ نما ے کریمیا مین آباد تھے مسلمان کر کے اپنی جماعت مین شامل کر لیا اور اسی جماعت مین کریمیا کے اصلی باشندون اور گیسنوئی قوم کی مسلمانون کی اولاد شامل ہے۔ سترھوین صدی عیسوی کے ایک سیاح نے لکھا ہے کہ کریمیا کے مسلمان تاتاریون نے اپنے غلامون کو ترغیب دی کہ وہ مسلمان ہو جاوین اور اکثر غلامون کو آزادی کے وعدہ پر مسلمان کر لیا۔

دریاے ولگا کی فن قوم کے لوگ بھی ان نومسلمون مین سے تھے جنکو تاتاریون نے مسلمان کیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ چرمس قوم کے لوگ براے نام عیسائی ہین۔ اب اُن مین سے بعض لوگ روسی طریقہ اختیار کرتے جاتے ہین لیکن اُنکے گاؤن کے گاؤن مسلمان ہو چکے ہین۔ چوواش کے لوگ بھی جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین اور چرمس کے ہم قوم ہین مسلمان ہو گئے ہین۔ اگر روسی گورنمنٹ کی طرف سے مسلمانون کو اشاعت اسلام مین وہی حقوق ملے ہوے ہوتے جو عیسائی مذہب کو اپنی اشاعت کے لیے حاصل ہین تو غالباً قوم فن کے کل لوگ جو کریمیا کے جنوبی حصہ مین آباد ہین اب تک مسلمان ہو گئے ہوتے۔

دعوت اسلام کی تاریخ مین سب سے عجیب غریب واقعہ وسط ایشیا کی قوم قرغیز کے اسلام لانے کا ہے۔ اٹھارہوین صدی عیسوی مین اس قوم مین اسلام لانے کی ترغیب تاتاری مسلمانون کی طرف سے ہوئی جنکو روسی گورنمنٹ نے وہان بھیجا تھا قرغیز کے لوگ ۱۷۳۱ع سے سلطنت روس کے محکوم ہونے شروع ہوے اور ایک سو بیس برس تک گورنمنٹ روس کی طرف سے تمام ملکی تحریرین تاتاری زبان مین لکھی ہوئی اُنکے پاس اس خیال سے بھیجی جاتی تھین کہ قرغیز کی قوم اُسی نسل سے ہے جس نسل سے دریاے ولگا کے تاتاری ہین۔ دوسری غلطی جو روسی گورنمنٹ سے ہوئی وہ یہ تھی کہ قرغیز کو روس کی گورنمنٹ نے مسلمان فرض کر لیا تھا حالانکہ اٹھارہوین صدی مین قرغیز کے تقریباً کل آدمی شامانی مذہب رکھتے تھے چنانچہ

---

سلہ زکلو۔ توم ۵ صفحہ ۱۰۲۔ سلہ "رلاسیون دستے تاتاریا ایجی دسے لوکا" صفحہ ۱ (تیونو۔ توم ۱) سلہ کلو توم ۵ صفحہ ۱۰۲، ۱۰۴۔

لئے بہت لوگ ابھی تک اسی دین پر قائم ہین جسوقت قرغیز کا ملک سلطنت روس مین شامل کیا گیا
تو بجز انکے چند سردارون کے کسی کو اسلام کا علم نہ تہا اور یہہ سردار بہی دین اسلام سے اچہی طرح واقف
نہ تہے۔ بلکہ اس مذہب کا بہت خلط ملط اور غیر واضح علم رکہتے تہے۔ تمام قوم مین ایک مسجد
یا ایک ملا تک موجود نہ تہا۔ غرض قرغیز مین اسلام کی اشاعت کا سبب یہہ ہوا کہ روسیون نے
انکو مسلمان سمجہکر انکے ساتہہ وہی برتاؤ کیا جو مسلمانون کے ساتہہ وہ رکہتے تہے۔ مسجدون
کی تعمیر کے لیئے بڑی بڑی رقمین انکے پاس بہیجین اور اسلامی مدارس جاری کرنے کے لیئے
ملا اور معلم روانہ کیے گئے تاکہ بچون کو دینی تعلیم ہو۔ طالبعلمون کے بسر اوقات کے لیئے وظیفہ
کچہہ روپیہ دیا جاتا اور والدین کو روپیہ سے اور اور طریقون سے ترغیب دی جاتی تہی کہ اسلامی
تعلیم و تربیت کے لیے وہ اپنے بچون کو مدرسے مین بٹہائین۔ اس بات کا ثبوت کہ انہین
قرغیز مین روسی گورنمنٹ کی طرف سے اسلام کی اشاعت ہوی یہہ ہے کہ قرغیز کی وہ قومین جو
یورپ سے متصل آباد ہین اکثر مسلمان ہوگئی ہین۔ لیکن جو مشرق مین رہتی ہین اون مین اسلام
ابہی تک کمزور ہے یہانتک کہ خیوا اور بخارا اور توقند کے قرب و جوار مین قرغیز کے جرگے خانہ
بدوش رہتے ہین۔ اُن مین شامانی مذہب ابتک چلا آتا ہے حالانکہ یہہ ملک صدہا برس سے
اسلامی ملک ہونے کی حیثیت رکہتے ہین۔ کوئی اور نظیر غالبًا ایسی نہین ہے جسمین کسی
عیسائی گورنمنٹ نے (اس طرح نادانستہ) اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی ہو اور ایسے وقت مین
جب کہ روسی گورنمنٹ خود یورپ کے مسلمانون مین عیسائی مذہب کو زور و ظلم کے وسائل
سے جاری کرنے کی کوشش کر رہی تہی۔ عیسوی مذہب کی یہ اشاعت اُسی سلسلہ مین تہی
جبکہ سترہوین صدی عیسوی مین خانیت کازان کی فتح کے بعد روسی گورنمنٹ نے تاتاریون
کو زبردستی عیسائی کرنا شروع کیا تہا۔ پادریون کو پولس اور محکمہ مال کے حاکمون سے اپنے

لے وسط ایشیا کے متعلق روسیون کی حکمت عملی" مصنفہ پروفیسر گریگوریف۔ (شولر "ترکستان" دوسری جلد
صفحہ ۴۰۵-۴۰۶- پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن ۱۸۷۶ء)

مین مدد ملتی تہی۔ تہوڑے سے تاتاری البتہ عیسائی ہوے۔ لیکن ایک عیسائی مصنف
نے لکہا ہے کہ یہ لوگ نہایت بے شرمی سے عیسائی ہوجانے پر بہی تاتاری رسوم کے پابند
رہتے ہین۔ عیسائی مذہب کا نہ انکو علم ہے اور نہ وہ اُسکو دل سے مانتے ہین۔ جسوقت
پادریون کی تعلیم و تلقین کارگر نہ ہوی تو روسی گورنمنٹ نے اپنے اہلکارون کے پاس حکم بہیجا
کہ "ایسے لوگون کو جو عیسائی ہوگئے ہین اور مطران کے احکام کو نہین مانتے اول اُنکو سمجہایا جائے
کہ تاتاری مذہب سے خائف ہوکر وہ اُسکو چہوڑدین۔ لیکن اگر اسپر بہی وہ نہ مانین تو اُنکو قید کرو
اور لوہے کی زنجیرون مین جکڑدو"۔ جب یہ سخت حکم بہی بیکار ثابت ہوا تو ۱۷۷۵ء مین ملکہ کیتہرائن
دوم نے حکم دیا کہ جسقدر تاتاری عیسائی ہوے ہین وہ اس مضمون کا ایک دستخطی اقرارنامہ داخل
کرین کہ وہ کفر کی غلطیون سے قطعی پرہیز کرینگے کافرون سے کوئی تعلق نہ رکہینگے بلکہ بغیر
تذبذب کے دل سے عیسائی دین اور اُسکے عقائد کی پابندی کرینگے"۔ مگر باوجود ان تمام
باتون کے وہ تاتاری جنکو عیسائی کہا جاتا تہا عیسوی مذہب سے ایسے ہی دور رہے جیسے
سولہوین صدی عیسوی مین تہے گو سرکاری رجسٹرون مین اُنکا نام عیسائیونکی فہرست مین لکہا تہا
لیکن وہ نہایت استقلال اور ہمت کے ساتہہ اُن تمام کوششون کا مقابلہ کرتے رہے
جو اُن کو عیسائی بنانے کے لیئے کی جاتی تہین۔ ۱۸۶۲ء عیسوی مین ایک نیم سرکاری مضمون چہپا
تہا جسمین مضمون نگار نے لکہا تہا کہ "عیسائی مذہب ترک کرنے کے واقعات اُسی وقت سے
پیش آئے جبکہ لوگون کو عیسائی مذہب مین پختہ کرنے کے لیئے طرح طرح کی کوششین کی جاتی تہین
اسلیئے کوئی قوی دلیل اس بات کی ضرور ہوگی کہ لوگون نے عیسوی مذہب ایسے وقت مین کیون
ترک کیا جبکہ اُسکے خلاف توقع ہونی لازمی تہی"۔ اسکی اصل وجہ یہ تہی کہ یہ تاتاری مسلمان تہے اور دل
سے مذہب اسلام کے پیرو تہے۔ اسلیئے انہون نے اُن تمام طریقون کی مخالفت کی جس
سے ان ظاہری عیسائیون کو حقیقی عیسائی بنانے کی کوشش کی جاتی تہی[1]۔ آج کل بہی وسطی گورنمنٹ

[1] مکنزی والس "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۳-۲۴۴ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء چوتہی ایڈیشن)۔

تاتاری علاقون میں عیسوی مذہب کے مدرسے جاری کرکے اُن کو عیسائی بنانے کی کوشش میں ہے اور اِس طریقہ سے اُسکو امید ہے کہ تاتاریوں کے بچے عیسائی ہوجاوینگے۔ تاتاریوں کو عیسائی بنانے کے لیئے سوای مدرسہ جاری کرنے کے اور کوئی طریقہ کارگر نہین ہے۔ ایک روسی پروفیسر لکہتا ہے کہ "کازان کے تاتاریوں کو عیسائی کرنا نہایت دشوار ہے لیکن گاؤن اور قصبون سے کم عمر لڑکے ایسے مل جاتے ہین جنکو خدا سے خوف کرنیکی تعلیم دی جا سکتی ہے جب ایک دفعہ یہہ تاتاری لڑکے ہمارے ساتہہ ہوجاتے ہین تو پہر کبہی وہ عیسائی مذہب سے منحرف نہین ہوتے" اسکی ایک وجہ یہہ بہی ہے کہ روسیون کے ضابطہ فوجداری مین بہت سی دفعات ایسی ہین جنکی رو سے عیسائی مذہب ترک کرنے والون کو سزا مل سکتی ہے[51] اور کوئی شخص جو عیسائی کو مسلمان کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوتا ہے وہ تمام حقوق سے محروم ہوکر آٹہہ برس سے دس برس تک کی قید سخت کی سزا پاتا ہے۔ لیکن باوجود ان سخت قوانین کے اسلام کو ترقی ہے اور گاؤن کے گاؤن مسلمان ہوجاتے ہین[52] اسلام کی اشاعت خاص کر اُن قومون مین ہے جو روس کے شمال مشرقی ملکون مین آباد ہین[53]

سائبیریا کے تاتاریون مین دعوت اسلام کے چند واقعات دریافت ہوتے ہین سولہوین صدی عیسوی سے پہلے اس ملک مین اسلام کا چرچا نہ ہوسکا۔ اگرچہ اس زمانہ مین دعاۃ اسلام اس ملک مین کبہی کبہی اس توقع سے آتے رہے کہ بت پرستون کو مسلمان کرینگے لیکن اُن مین سے اکثر کو سوائے اسکے کچہہ حاصل نہ ہوا کہ شہادت کا رتبہ مل گیا۔ کوچم خان کے عہد مین جب سائبیریا کا ملک مسلمانون کے قبضے مین آیا تو ان اعیان اسلام مین سے سات آدمیون کی قبرین ایک شیخ کو

---

[51] ہیپورتہہ ڈکسن "آزاد روس" دوسری جلد صفحہ ۲۸۰ (لندن ۱۸۷۰ء) [52] اسکی نظیر یہہ ہے کہ ۱۸۹۳ء مین موضع ابوزاف کے چند تاتاری کاشتکار اس جرم مین ماخوذ ہوکر کازان کی عدالت مین حاضر کیئے گئے کہ وہ عیسائی مذہب چہوڑکر مسلمان ہوگئے ہین۔ ملزمون نے بیان کیا کہ وہ ہمیشہ سے مسلمان ہین۔ لیکن عدالت نے اس بیان کو نہ سنا اور سات آدمیون کو قید سخت کی سزا اس جرم مین دی گئی کہ وہ عیسائی مذہب چہوڑکر مسلمان ہوئے۔ بہت لوگ جنہون نے عیسائی مذہب ترک کیا سزا پاکر سائبیریا بہیج دیئے گئے" اناتول لیروا بولیو۔ لیمپیر دے ستارائے دے روس" توم ۳۔ صفحہ ۶۴۵۔ (مطبوعہ پیرس ۱۸۸۹ء و ۱۸۹۳ عیسوی)

[53] میکنزی والس "روس" پہلی جلد صفحہ ۲۴۵۔

یافت ہوئین جو بخارا سے انکی تلاش مین سائبیریا مین آیا تہا اور چاہتا تہا کہ ان بزرگان سلف
کی کوئی یادگار جو خدا کی راہ مین شہید ہوے تہے سائبیریا مین قائم ہو جاوے۔ اس شیخ نے ان
ساتون شہیدون کے نام بتلائے اور اخیر صدی تک سائبیریا کے تاتاریون مین ان کو بہت مانا
جاتا تہا۔[۱] سنہ [illegible]ء کے وقت جسوقت کوچم خان جو جوجی ابن چنگیز خان کی نسل سے تہا سائبیریا
کو فتح کرکے یا وہان کے باشندون کی مرضی سے جسکا خان لاولد مرا تہا۔[۲] اس ملک کا خان
ہوا تو اوسنے رعایا کو مسلمان کرنے مین بہت کوشش کی اور بخارا کو آدمی روانہ کیے تاکہ واعظ
اور اعیان اسلام اس کار حسنہ مین مدد دینے کے لیے سائبیریا مین آوین۔ ایک داعی اسلام
نے جو بخارا سے سائبیریا کو روانہ کیا گیا تہا اپنا حال لکہا ہے کہ کس طرح وہ اور اسکا ایک
ساتہی کوچم خان کے دارالحکومت مین جو دریاے ارتش کے کنارہ پر واقع تہا پہونچا۔ دو برس
کے بعد اسکے ساتہی نے انتقال کیا اور کسی وجہ سے جو بیان نہین کی گئی یہ داعی اسلام کوچم خان
کے دارالحکومت سے اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ خان سائبیریا نے جب دوبارہ بخارا سے
مدد طلب کی تو یہہ ہی شخص ایک آدمی کو ساتہ لیکر سائبیریا مین اسلام کی اشاعت کے لیے
آیا۔[۳] کازان سے بہی اعیان اسلام اس ملک مین آئے۔ لیکن روسیون کی فتوحات نے
کوچم خان کی کوششون کا خاتمہ کر دیا اور اس اسلامی تحریک مین بہت کام باقی رہ گیا جسکی
خاص وجہ یہہ بہی تہی کہ بعض تاتاری جرگون نے جو کوچم خان کے محکوم تہے اسلام قبول
کرنے سے سخت مخالفت ظاہر کی تہی۔

روسیون کی فتوحات نے اگرچہ اسلام کی ترقی مین خلل ڈالا مگر یہہ ترقی کسی حال مین
بند نہ ہو سکی۔ بخارا اور وسط ایشیا کے علمائے دین اور کازان کے مسلمان تاجر سائبیریا کے
لوگون مین بڑی سرگرمی سے اپنا مذہب شائع کرتے رہے۔ سنہ ۱۷۴۵ عیسوی مین بہا کے

[۱] جی۔ ایف۔ مولر "سائبرسکا روسیشر گشیشتے" ساتوین جلد صفحہ ۱۹۱۔ [۲] جی۔ ایف۔ مولر "سائبرسکا روسیشر گشیشتے" ساتوین جلد صفحہ ۱۸۲-۱۸۳۔ [۳] راڈلوف۔ پہلی جلد صفحہ ۱۴۳۔

تاتاریون مین جو دریاے ارتش اور راوب کے دوآبہ مین آباد تھے اسلام پہیلنا شروع ہوا۔[۵۱] موجودہ صدی کے شروع مین یہ تاتاری بت پرست تھے لیکن اب وہ سب مسلمان ہین اقوام قرغیز کے اسلام لانے کا حال ہم لکھ چکے ہین اور باقی قومون کے حالات کہ انہون نے کس طرح اسلام قبول کیا بالکل تاریکی مین ہین لیکن غالباً زمانہ حال مین یہ قومین مسلمان ہوئی ہین — آج کل جن وسائل سے تاتاریون مین اسلام کی اشاعت ہوئی ہے اُن مین یہہ طریقہ بہت دلچسپ ہے کہ قرغیز کے گیتون مین قصہ اور کہانیون کے ساتھہ اسلام کے حقائق بہی بیان ہوتے ہین جو تاتاریون کے دل پر اثر کر جاتے ہین۔[۵۲]

[۵۱] یاورن ترث — صفحہ ۱۳، ۱۴ — راڈلوف پہلی جلد صفحہ ۱۴۲ —

[۵۲] راڈلوف پہلی جلد — صفحہ ۲۷۴ — ۲۹۷ —

# باب نہم

## ہندوستان مین اسلام کی اشاعت

اکثر عہد نویس یا زمانہ مابعد کے مورخون نے ہندوستان پر مسلمانون کی چڑہائیون کا ذکر اور اس ملک مین اسلامی سلطنت کے قائم اور سرسبز ہونے کے حالات لکھے ہین لیکن کسی مورخ نے آج تک یہ کوشش نہین کی کہ میدان جنگ کی فتوحات اور نظم عدالت کے کارنامون سے اشاعت مذہب کے حالات علیحدہ کرکے دعوت اسلام کی تاریخ جدا لکھتا۔ یہ امر فی الحقیقت ایک بہت لوگون کو ناممکن معلوم ہوا ہوگا کیونکہ ہندوستان خصوصیت کے ساتھہ ایسا ملک خیال کیا جاتا ہے جہان اسلام کے رائج ہونے اور رائج رہنے کا سبب یہہ ہوا کہ غیر ملکون کے مسلمان جو ملکون کو فتح کرتے پہرتے تھے اس ملک مین آباد ہوے اور اپنا مذہب اپنی اولاد مین چہوڑ گئے یا جہان کہین اُسکی اشاعت کی تو زور و ظلم کے وسائل سے کام لیا۔ چنانچہ یہ فرض کیا جاتا ہے کہ ان مسلمانون نے تبلیغ اسلام مین جو کچہہ ہمت اور جوش دکھایا یا وہ اپنی اصلی صورت مین اس طرح ظاہر ہوا کہ سلطان محمود غزنوی نے برہمنون کو قتل کیا اور اورنگ زیب نے ہندؤون پر ظلم کیئے۔ حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے ہندوؤن کو زبردستی مختون کرکے مسلمان کیا اور ایسی ہی اور سختیان لوگون پر کی گئین۔

لیکن پانچ کروڑ ستر لاکہہ مسلمانون مین سے جو ہندوستان مین آباد ہین کثرت سے لوگ ایسے نومسلم یا نومسلمون کی نسل سے ہین جن پر مسلمان ہونے کے لیئے کسی طرح کا جبر یا تشدد نہین ہوا بلکہ دعاۃ اسلام کی تعلیم و ہدایت سے اُنہون نے بخوشی اسلام قبول

[illegible] قسم کے مسلمانون کی جماعت اُن مسلمانون سے جو زبردستی مسلمان بنائے گئے
ہون اور مختلف النسل لوگون سے جو ہندوستان کے مسلمانون مین شمار کیے جاتے ہین
بالکل الگ ہے - ہندوستان کے مسلمانون کو دو طرح پر تقسیم کیا جا سکتا ہے - ایک
قسم کے مسلمان تو وہ ہین جو غیر ملکون ہی سے مسلمان آئے اور اس ملک مین آباد ہوئے
دوسری قسم کے مسلمان وہ ہین جو ہندوستان کے قدیم مذہبون مین سے کسی مذہب کو
پہلے مانتے تھے لیکن مختلف وقتون اور زمانون مین تعلیم و تلقین کے ذریعہ سے انکو مسلمان
کر لیا گیا - اب غیر ملکون کے مسلمان جو ہندوستان مین آباد ہوئے انکو بھی تین گروہون
مین ترتیب دے سکتے ہین - اول گروہ جو تعداد مین بھی سب سے زیادہ ہے وہ ہے
جو سرحد شمال مغرب سے داخل ہو کر ہندوستان مین آباد ہوا اور جسکے لوگ ملک سندھ
و پنجاب مین خاص کر موجود ہین - دوسرا گروہ وہ ہے جسمین مختلف مسلمان شاہی خاندان
جو ہندوستان مین گزرے ہین اُنکے اہلکارون اور سپاہ کی اولاد شامل ہے - یہ گروہ بھی
زیادہ تر شمالی ہندوستان مین اور کسیقدر دکن مین آباد ہے - تیسرے یعنی اخیر گروہ
مین غالباً اہل عرب کی نسلین ہین جو ہندوستان کے تمام مغربی ساحل پر آباد ہین اور جنکے
آبا و اجداد ہندوستان مین سمندر کی راہ سے داخل ہوئے[1] - لیکن غیر ملکون کے اسلامی
خاندان جو ملک مین مستقل طور پر آباد ہوئے اُنکا شمار سوای پنجاب اور پنجاب کے قرب و جوار
کے اور کہین زیادہ نہین ہے - ہندوستان کے مسلمانون مین نصف سے زیادہ ایسے
لوگ ہین جو اپنے نام کے ساتھ شیخ بیگ یا خان کا لفظ بلکہ بعض صورتون مین سید کا لقب
اختیار کرتے ہین - ان لوگون کے بھی دو حصہ ہین بڑا حصہ تو وہ ہے جسکے لوگ نومسلم
یا نومسلمون کی نسل سے ہین اور جن بزرگون نے اُن کو مسلمان کیا اُنکا لقب انہون نے [illegible]

[1] ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۹۱ء جنرل رپورٹ مؤلفہ بینز صفحہ ۱۶۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۹۳ء)

کرلیا یا کسی اور سبب سے سید شیخ - مرزا یا خان ہوگئے۔ [illegible]
جسمین بعض لوگون نے بلاشبہ اور حاکمون کے دباؤ سے اسلام قبول کیا لیکن
باقی لوگ جنکی تعداد بہت ہے بطیب خاطر مسلمان ہوے - مورخون نے اسلام
کی تاریخ اور ان تمدنی خیالات کی طرف بہت کم توجہ کی ہے جن سے اس ملک مین
اسلام کی اشاعت ہوی - ہندوستان کی تمام ایسی تاریخون مین جو آسانی سے دستیاب
ہوتی ہین خواہ اس ملک کے مورخون کی لکھی ہوی ہون خواہ یورپین مصنفون کی تحریر
ہون صرف لڑائیون کے حالات یا بادشاہون کے کارنامے درج ہوتے مین لوگونکی
مذہبی حالات کا ذکر جو مختلف قومون مین ہی ہوا ان کتابون مین نہین ملتا البتہ اگر ان مذہبی
حالات نے کبھی تعصب یا مذہب کی بنا پر ظلم وستم کی صورت پکڑی تو ضرور اسکا ذکر کردیا
جاتا ہے مشائخ اور اولیای اسلام کے تذکرون سے یا ایسی روایات سے جو کسی جگہہ
کے لوگون مین مشہور چلی آتی ہون تبلیغ اسلام کے ایسے حالات کسی قدر دریافت ہوجاتے
ہین جنکو لوگون کے پولیٹکل تعلقات سے واسطہ نہ ہو - لیکن ان حالات کو بیان کرنے
سے پہلے ہم وہ واقعات لکھتے ہین جن مین حکومت کے زور سے اسلام پہیلا اور بادشاہون
نے تبلیغ کے کامون مین حصہ لیا -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پندرہ برس بعد سے لیکر جبکہ عرب سے
ایک مہم ساحل سندہ کو روانہ کی گئی اٹھارہوین صدی عیسوی تک سمت شمال مغرب سے
ہندوستان پر اسلامی لشکرکشون کا تانتا بندہا رہا جن مین سے بعض بڑی بڑی سلطنتون کے بانی
ہوے اور بعض فقط لڑتے مرتے ادہر ہی نکل آئے کچہہ تو ایسے تھے جو لوٹ مار کر
کے چلے گئے اور بہت سی غنیمت ساتھ لے گئے اور کچہہ وہ تھے جنہون نے ملک مین
آباد ہوکر ایسی سلطنتون کی بنیاد ڈالی جنکا اثر ملک مین آج تک موجود ہے - لیکن یہہ

[1] ہندوستان کی مردم شماری ۱۹۰۱ء - جنرل رپورٹ مولفہ بینز صفحہ ۱۲۶ - ۲۰۷ -

[illegible] راجہ ہردت کی نظیر سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے - اس ابن نے
عہد نوشی کی جس طرح اطاعت قبول کی اُسکا حال محمود کے وزیر نے یہ لکھا ہے
کہ آخرکار (سنہ ۱۰۱۹ع) مین سلطان محمود برباس[۵۱] کے قلعہ پر پہونچا جو ہردت کی ریاست مین
تھا - ہردت وہان کا راے تھا جو ہندی زبان مین بادشاہ کا مرادف ہے جسوقت
ہردت نے اس مہم کا حال سُنا جسکے لڑنے والے خدا کی امان مین سمندر کی موجون
کی طرح بڑہتے چلے آتے تھے اور فرشتے اُنکے گرد تھے تو ہردت نہایت پریشان
ہوا اُسکے پیر لڑکھڑا گئے اور جان کا خوف اوسپر طاری ہوا اُسنے سوچا کہ اب سلامتی اسی
طرح مل سکتی ہے کہ اسلام قبول کرے کیونکہ خدا کی تلوار نیام سے نکل چکی تھی اور سزا کا
تازیانہ بلند ہوچکا تھا - پس وہ دس ہزار آدمیون کو لیکر قلعہ سے باہر آیا اور سب نے
اسلام قبول کرنے کی نیت ظاہر کی اور بت پرستی سے انکار کیا[۵۲]"

لیکن ان نومسلمون نے غالبًا سلطان محمود کے جاتے ہی اسلام سے منحرف
ہونے کا موقع پایا - یہ ایسا فعل تھا جسکی شکایت قدیم مسلمان مؤرخون نے ہندوستان
کی نسبت ہمیشہ کی ہے - چنانچہ سنہ ۱۱۹۳ع مین جب قطب الدین ایبک نے برن کو
فتح کیا اور چندرسین نے جو اسوقت وہان کا راجہ تھا بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا
تو اُسوقت یہ راجہ جیسا کہ اُسکے نام سے معلوم ہوتا ہے ہندو مذہب رکھتا تھا -
حالانکہ وہ ہردت کی اولاد سے تھا جو محمود کے سامنے مسلمان ہوا تھا - علاوہ اسکے
قطب الدین ایبک کے زمانہ مین چندرسین کی رعایا مین بھی کسی مسلمان کا باقی ہونا
دریافت نہین ہوتا[۵۳]

لیکن ہندوستان کے ان مسلمان فاتحون کے دل مین کوئی ایسا خیال جسکو

---

[۵۱] برباس سے مطلب برن ہے جو بلند شہر کا قدیم نام ہے [۵۲] تاریخ ایلیٹ - دوسری جلد - صفحہ
۴۳ - ۴۴ - [۵۳] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی - تیسری جلد - دوسرا حصہ - صفحہ ۸۵ -

دوسرون کی آخرت کی بہلائی چاہنے کا خیال" کہتے ہین موجود نہ تہا جو مذہب کے ہر سچے داعی کے دل مین ہوا کرتا ہے اور جس نے خود اسلام کی اشاعت مین بڑے بڑے کام کیئے ہین۔ خلجی (۱۲۹۰–۱۳۲۰ء) اور تغلق (۱۳۲۰–۱۴۱۲ء) اور لودی بادشاہ (۱۴۵۱–۱۵۲۶ء) لڑائیون مین عموماً ایسے مصروف رہے کہ اسلام کو ترقی دینے کی اُنکو مہلت نہ ہوئی۔ لوگون کو مسلمان کرنے کی جگہہ ملکون سے خراج وصول کرنے کا اُنکو زیادہ خیال رہا۔[۵۱] مذہبی حمیت ان مین کچھہ کم نہ تھی۔ گکھرون کی نسبت لکھا ہے جو شمالی پنجاب کے پہاڑی اضلاع کی ایک وحشی قوم تہی کہ بارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین خود سلطان محمد غوری کی ہدایت اور کوشش سے اُسنے اسلام قبول کیا۔ اس بادشاہ نے گکھرون کے سردار کو قید کر کے اسکو مسلمان ہونے کی ہدایت کی اور جب یہ سردار مسلمان ہوگیا تو بادشاہ نے گکھر قوم کی سرداری پر اُسکو مستقل کر کے اُسکی قوم کے پاس بہیجا تا کہ گکھرون کو مسلمان کرے۔ چونکہ گکھرون کا مذہب خود کچھہ قوی نہ تہا اسلیئے وہ آسانی سے مسلمان ہوگئے۔[۵۲] ابن بطوطہ کا خیال ہے کہ خلجی بادشاہون نے اسلام کو اسطرح ترقی دی کہ نومسلم ہمیشہ دربار مین حاضر کیے جاتے تھے اور طلائی جوشن اور ایک ایک خلعت بادشاہ اُنکو دیتا تھا۔[۵۳] لیکن قدیم زمانہ مین جو

[۵۱] سر الفرڈ لائل نے لکھا ہے کہ "جو فاتحین اسلام شمالی ہند مین شاہی خاندانون کے بانی ہوے یا جنھون نے دکن مین اسلامی سلطنتین قائم کین اُنکو مذہب کی کچھہ پروا نہ تہی ان مین اکثر ایسے تھے جنکو تبلیغ مذہب کی مہلت ہی نملی کیونکہ یا تو ملک فتح کرنے مین اُن کا وقت صرف ہوا یا خانہ جنگیون سے اُن کو فرصت نہ ہوئی۔ یہ مسلمان فاتح اکثر وحشی مغل یا تاتاری ہوتے تھے۔ پیغمبر عرب (صلعم) کے دین پر خود اُنکو استحکام نہ تہا اور وہ جوش اور ولولہ جو سام ابن نوح کی اولاد کا خاصہ ہے اور جسکا نمونہ عرب کے قدیم علمبرداران اسلام نے دکہایا تہا ان کو چہو تک نگیا تہا۔ جو سلطنت انہون نے قائم کی اُسکی حیثیت ہمیشہ جنگی سلطنت کی رہی۔ اسکی وجہ یہ تہی کہ ملکی فتوحات اُن سے کبہی تکمیل کو نہ پہونچین اور تبلیغ اسلام مین اُن کو عموماً ناکامی رہی۔ اتنی طاقت البتہ اُن مین تہی کہ اگر مذہبی حیثیت سے ہندوؤن مین اتفاق پیدا ہو تو اسکو توڑ دین اور ہندوون کے مختلف گروہ اگر متفق اور متحد ہو کر ایک قوم بنانا چاہین تو اُن کو ایسا نہ کرنے دین۔ ہندوستان کی رعایا کو مسلمان بنانا تو چیز دیگر تہا اسلام سے اتنا بہی نہوا کہ مسلمان مسلمان ہونے کی وجہ سے تمام بادشاہی عہدون پر بلا شرکت غیرے متصرف ہوسکتے۔" (سر الفرڈ لائل۔ ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء)

[۵۲] تاریخ فرشتہ پہلی جلد صفحہ ۱۸۴۔

[۵۳] ابن بطوطہ ترجمہ ۳۔ صفحہ ۱۹۷۔

اسلامی خاندان ہندوستان پر حکمران ہوئے انکے بادشاہون نے تبلیغ مذہب مین
بہت کم ہمت صرف کی۔ اور انکی تاریخون مین دعوت مذہب کے متعلق ایسی کوئی
تعلیم جیسے فیروز شاہ نے اپنی سوانح عمری مین بیان کی ہے نہین ملتی۔ فیروز شاہ تغلق
(سنہ ۱۳۵۱-۱۳۸۸ء) نے لکھا ہے کہ "مین نے اپنی بت پرست رعایا کو اسلام قبول کرنیکے
لیئے ترغیب دی اور منادی کی کہ جو شخص اسلام قبول کریگا وہ جزیہ سے بری سمجھا جائیگا۔
جب یہ خبر لوگون کے کانون تک پہونچی تو کثرت سے ہندو حاضر ہوئے جنکو اسلام سے
مشرف بخشا گیا۔ پس روزانہ ہر طرف سے لوگ آتے تھے اور اسلام قبول کرکے جزیہ سے
بری اور انعام واکرام سے مالامال ہوکر واپس جاتے تھے"[51]

جب ہندوستان مین مسلمانون کی سلطنت خاص کر دولت مغلیہ کے عہد حکومت
مین خوب مستقل ہوگئی تو اسلام کا اثر بھی ملک مین زیادہ استحکام اور استقلال سے پھیلا
اسلام قبول کرنے کی سب سے زیادہ ترغیب وتحریص اُس وقت ہوئی جبکہ بت پرست
ہونا شاہی دربارون مین حصول اعزاز کا مانع قرار پایا۔ اگرچہ مذہبی آزادی کا اصول جسکو
اکبر اعظم کے دور حکومت مین سب سے زیادہ ترقی ہوئی ہندوؤن کے مذہب کے
ساتھ اکثر برتا جاتا تھا یہان تک کہ شاہی اوقاف جو ہندوؤن کے لیئے مقرر ہوتے
تھے[52] انکا لحاظ ہوتا تھا اور بدنامی کے خوف نے ہندوؤن کے مذہب مین دست
اندازی نہ کرنے کی حکمت سکھا دی تھی جس سے ایسی سختیان اور تعصب کے ہنگامے
برپا نہ ہوتے تھے جو قدیم زمانہ کی لڑائیون اور فتوحات کا خاصہ تھے لیکن باوجود ان
باتون کے اکثر ہندوؤن نے دنیوی نفع کے خیال سے مسلمان ہونا گوارا کیا۔ بہتیرا
راجپوت اسی طرح مسلمان ہوگئے جنکی اولاد اب تک ملک کے دولتمند زمیندارون مین

---

[51] ایلیٹ - تیسری جلد صفحہ ۳۸۶ [52] سر رچرڈ ٹمپل کی کتاب "ہندوستان ۱۸۸۰ء مین" صفحہ ۱۶۲۔ اکبر
[illegible] ۱۵۵۶ء مسلمان بادشاہون کی طرف سے ہندوؤن کی لیئے اراضی کا وقف ہونا اگرچہ شاذ ونادر تھا لیکن نہین کہہ سکتے کہ بالکل ہی معدوم ہوگیا
[illegible] کا ماہر پولیٹیکس - دوسری جلد صفحہ ۱۳۰

شامل ہوتی ہے - ان مین بھگوتی راجپوتون کا مسلمان خاندان سب سے زیادہ معزز ہے جو
ملک اودھ کے مسلمان تعلقہ دارون کی فہرست مین اول درجہ رکھتا ہے - ایک روایت
کے موافق اس خاندان کے مورث اعلیٰ تلوک چند کو بابر بادشاہ قید کر کے لیگیا اور تلوک چند
نے قید سے رہائی پانے کے لیئے اسلام قبول کیا[۵۱] - دوسری روایت یہ ہے کہ تلوک چند
ہمایون بادشاہ کے زمانہ مین مسلمان ہوا اور وہ اس طرح کہ ہمایون نے تلوک چند کی بیوی
کے حسن و جمال کا شہرہ سنا اور جب وہ کسی میلہ مین گئی ہوئی تھی تو اسکو پکڑوا کر بلوا لیا -
جب بادشاہ کے سامنے وہ حاضر کی گئی تو بادشاہ کو اپنی حرکت پر سخت ندامت اور شرمندگی
ہوئی ہمایون نے اسی وقت تلوک چند کو طلب کیا - تلوک چند کو امید نہ تھی کہ پھر بیوی کی صورت
دیکھنی نصیب ہوگی - جب وہ بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی بیوی سے ملا تو خاوند اور بیوی نے
بادشاہ کے شکریہ مین اسلام قبول کیا جس نے بادشاہ کے دل مین اسکی فیاضی اور نیکی ڈالی تھی[۵۲] -
یہ راجپوت مسلمان مذہب کے بڑے پابند ہین لیکن پھر بھی انکا ہندوؤن کی نسل سے ہونا خوب ظاہر
ہو جاتا ہے - بلند شہر کے ضلع مین مسلمانون کا ایک گھرانا ہے جسکے لوگ لال خانی کہلاتے
ہین - ان مین سوائے چند لوگون کے اکثر ایسے ہین جو ہندی لقب اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین
شادی بیاہ مین ہندوانی رسمون کی پابندی کرتے ہین اور انکی قوم کے وہ لوگ جو ہندو ہین انکے
قریب ہی رہتے ہین[۵۳] - مرزاپور کے ضلع مین کھروار راجپوت آباد ہین جو مسلمان ہین اور خانگی امور
مین ہندوؤن کے آئین و رسوم کے پابند ہین انکے نام مسلمانون کے سے ہوتے ہین لیکن
عزت کے خطاب جو ہندوؤن کے لیئے مخصوص ہین وہ بھی اپنے نام کے ساتھ لگاتے ہین[۵۴] -
بادشاہی حاکمون کے دباؤ سے اورنگ زیب کے زمانہ مین ہندوؤن کو زیادہ تر مسلمان ہونا پڑا -

---

۵۱ اودھ کے تعلقہ دارون کی کتاب صفحہ ۲۰ - (الہ آباد ۱۸۸۰ء) ۵۲ گزیٹیر صوبہ اودھ - پہلی جلد صفحہ ۲۷۳ - ۵۳ گزیٹیر ممالک مغربی شمالی تیسری جلد
تیسرا حصہ صفحہ ۱۴۰ - ۵۴ گزیٹیر ممالک مغربی شمالی جلد ۱۴ صفحہ ۳۹۰ کانپور کے ضلع مین بکیت ٹھاکر خاندان کا ایک حصہ ہے جسکو مسلمان [illegible]
[illegible]
[illegible]

باب بہت سے مشرقی اضلاع مین بہت سی مثالین ایسی موجود ہین کہ کسی گانون مین اگر کچہہ مسلمان آباد ہین
تو انکا خاندان شاہی اورنگ زیب کے زمانہ مین اپنی زمین بچانے کے لیئے مسلمان ہوا تہا [illegible]
دہلی کے قریب گوڑگانوہ مین میؤون کا ایک گہرانا ہے جو اپنے نام کے ساتھ شیخ کا لفظ لگاتے
ہین (شیخ کا لقب اکثر ہندو نومسلم اختیار کرتے ہین) اور اسکی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ اس
گہرانے کے ایک شخص نے جسکی اولاد مین اب کوئی باقی نہین ہے موروثی جایداد کو ضبطی سے
بچانے کے لیئے اسلام قبول کیا [illegible] ضلع کانپور کے بہت زمیندار مجبور ہوے کہ اپنی جایداد
کو محفوظ رکہنے کے لیئے اسلام قبول کرلین [illegible] بعض جگہہ کے نومسلم بیان کرتے ہین کہ بادشاہی
حاکمون نے انکے بزرگون کو قید کرلیا یا ضمانت مین پکڑ لیا اور دہلی لے گئے اور وہان زبردستی
ختنہ کرکے انکو مسلمان کرلیا [illegible] مگر ان باتون کو پڑہتے وقت یہہ یاد رکہنا چاہیے کہ انکی شہادت
مین صرف مقامی اور خاندانی روایتین ہین لیکن اورنگ زیب کے عہد کی کتب تواریخ مین
(جہان تک مجہہ کو پتہ چلا ہے) بجبر مسلمان کرنیکا کہین ذکر نہین ہے [illegible] مگر یہہ بات بہی بغیر شک
و شبہہ کے ثابت ہوگئی ہے کہ اس ملک مین مسلمان بادشاہون نے ہندوؤن کو زبردستی
مسلمان کیا اور قرین قیاس ہے کہ اورنگ زیب نے جسکی طبیعت مین مذہب کا بڑا جوش تہا
شمالی ہند کے بہت ہندوؤن کو (جنکے مسلمان ہونے کی تاریخ فراموش ہوگئی ہے) اس
بات کا موقع دیا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کی وجہ کو اس بادشاہ کا ظلم قرار دین — اور یہہ جیسا کہ
بہی ایسی جسکے بتانے مین کچہہ دقت نہین ہوتی — اسیطرح حیدر علی اور ٹیپو سلطان نے (جو قریب کے
زمانہ کے مشہور بادشاہ گذرے ہین) اس بات مین شہرت حاصل کی کہ انہون نے بہت سے

[illegible] ایبٹسن صفحہ [illegible] [illegible] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چہٹی جلد صفحہ [illegible] مقابلہ کرو جلد [illegible] تیسرا حصہ صفحہ [illegible] مسلمان زمیندار یا ملک
نہین ہین اور جو ہین وہ نومسلم ہین اور اپنے خاندان کا اول مسلمان ہونا اورنگ زیب کے عہد مین بتاتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ
کبہی بادشاہ کی سختیون سے اور کبہی اس غرض سے کہ شاہی لگزاری ادا کرنیکی صورت مین انکے حقوق برقرار رہین انکے بزرگون نے اسلام
قبول کرلیا [illegible] ایبٹسن صفحہ [illegible] [illegible] تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے کہ "ستی ہندو کے جوش مین اسنے نومسلمون کے ساتھ [illegible]
لیکن اسنے غیر مذہب کے لوگون پر مذہبی باتون مین سختیان نہین کین" تاریخ ہندوستان ترجمہ الگزانڈر ڈاؤ تیسری جلد صفحہ [illegible] (مطبوعہ لندن [illegible])

ہندو خاندانون اور ہندو رعایا کے بعض حصون کو زبردستی مسلمان کرلیا حالانکہ انکا مسلمان ہونا ان بادشاہون کے عہد سے بہت پہلے کا واقعہ ہے جسکے تاریخی حالات ہم تک مطلق نہین پہنچے[۵۱]
اورنگزیب کے فرامین اور مراسلات کے ایک قلمی مجموعہ[۵۲] مین جو ابھی تک طبع نہین ہوا ہے مذہبی آزادی کا وہ جامع و مانع اصول درج ہے جو ہر ایک بادشاہ کو غیر مذہب کی رعایا کے ساتھہ برتنا ضروری ہے جس واقعہ کے متعلق یہہ اصول بیان ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ عالمگیر کو کسی شخص نے عرضی دی کہ دو پارسی ملازمون کو جو تنخواہ تقسیم کرنے پر مقرر تھے اس علت مین برخاست کردیا جاوے کہ وہ آتش پرست ہین اور انکی جگہہ کسی تجربہ کار معتبر مسلمان کو مقرر کیا جاوے - کیونکہ قرآن شریف مین آیا ہے - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ - (اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست مت جانو) عالمگیر نے عرضی پر حکم لکھا کہ مذہب کو دنیا کے کاروبار مین دخل نہین ہے اور نہ ان معاملات مین تعصب کو جگہہ مل سکتی ہے" اور اس قول کی تائید مین یہہ آیت نقل کی - لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (تمکو تمہارا دین اور ہمکو ہمارا دین) بادشاہ نے لکھا کہ جو آیت عرضی نویس نے نقل کی ہے اگر یہہ ہی سلطنت کا دستور العمل ہوتا تو "ہمکو چاہیئے تھا کہ اس ملک کے سب راجاؤن اور انکی رعیت کو غارت کردیتے" مگر یہہ کس طرح ہوسکتا تھا - بادشاہی نوکریان لوگون کو انکی لیاقت اور قابلیت کے موافق ملینگی اور کسی لحاظ سے نہین مل سکتین یہہ امر مشکوک ہے کہ خود اورنگزیب کا بھی اس صلح کل اصول پر عمل تھا - لیکن یہہ ضروری ہے کہ عالمگیر پر چونکہ اس بات کا الزام لگایا جاتا ہے کہ اُسنے ہندوؤن کو زبردستی مسلمان کیا تو اس الزام کو پہلے اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرلینا چاہیئے -
اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان بادشاہون کی سختیون سے اسلام کی اشاعت کس حد تک ہوسکی - دہلی اور آگرہ کے اضلاع مین جو اسلامی قوت اور سطوت کا مرکز تھے مسلمانون کی تعداد

---

۵۱ گزیٹیر صوبہ بمبئی - بائیسوین جلد صفحہ ۲۲۳ تیئیسوین جلد صفحہ ۲۸۲ ۵۲ اس مجموعہ کا قلمی نسخہ مولوی عبدالسلام خانصاحب کے پاس ہے مین خانصاحب ممدوح کا مشکور ہون کہ انہون نے یہ قلمی نسخہ مجہہ کو دیکھنے دیا۔

ہندؤون سے بہت کم ہے ۔ دہلی کے ضلع مین سوین حصے سے زیادہ اور آگرہ کے ضلع مین
چوتہائی حصہ بہی کل آبادی کا مسلمان نہین ہے[1] معلوم ہوتا ہے کہ جو ہندو زبردستی مسلمان
کیے گئے انکا اثر انکے متعلقین پر کچہہ نہ ہوا مثلاً ضلع گورکہپور مین مجہولی کے راجہ بودہ مل کا
مسلمان ہونا اس بات کی نظیر ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ اکبر بادشاہ نے اس راجہ کو مالگزاری
ادا نہ کرنے کے جرم مین گرفتار کیا اور دہلی لیگیا ۔ یہان بادشاہ نے راجہ کو مسلمان کرکے اسکا
نام محمد سلیم رکہا لیکن جب راجہ دہلی سے چلکر اپنے وطن مین آیا تو رانی نے اسکو قلعہ مین نہ آنے
دیا ۔ چونکہ رعایا کو بہی رانی کے ساتہہ ہمدردی تہی اسلیئے رانی اپنے بیٹے بہوانی مل کی صغرسنی
مین راج کی مالک اور منتظم رہی اور اس طرح حقوق وراثت مین کسی طرح کا خلل نہ پڑا[2] ۔ کچہہ زمانہ گذرا کہ وشنی
قوم مین بہی جنکے مذہب مین سب باتون کو چہوڑکر صرف وشنو کو مانا جاتا ہے بعض اسلامی رسوم
پائی جاتی تہین جن سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ کسی زمانہ مین بالکل عارضی اور بے معنی طریق پر مسلمان
ہو گئے تہے ۔ یہہ لوگ اپنے مُردون کو جلانے کی جگہہ دفن کرتے تہے اور مسلمانون کے
سے نام جیسے غلام محمد وغیرہ این رکہتے تہے اور اسلامی طریقے پر ایک دوسرے کو سلام کرتے
تہے ۔ ان باتون کو اختیار کرنے کی نسبت اُن مین یہہ مشہور ہے کہ انہون نے ایک دفعہ کسی
مسلمان قاضی کو جو بستی کے معاملہ مین مخل ہوا تہا مار ڈالا تہا اور اس قصور کی پاداش مین اُن کو
بجبر اسلام قبول کرنا پڑا ۔ لیکن اب وشنی قوم کے لوگون نے یہہ رسمین چہوڑکر ہندوانی رسوم
اختیار کرلی ہین[3] ۔

جبر اشاعت مذہب مین بادشاہون اور حاکمون کو خواہ ان واقعات سے جو اوپر بیان
ہوے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہو اور خواہ اس قول مین کہ "ہندوستان مین اسلامی ترقی کا حال
بغیر مسلمانون کی حکومت کا اندازہ کیے معلوم ہونا ناممکن ہے"[4] کتنی ہی صحت ہو مگر اس مین

[1] سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر "ہندستان کے مذہب" (اخبار ٹائمز ۲۵ فروری ۱۸۸۸ء) [2] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی چہٹی جلد
صفحہ ۵۱۸ [3] گزیٹیر ممالک مغربی شمالی پانچوین جلد پہلا حصہ صفحہ ۳۰۳-۳۰۲ [4] سر الفرڈ لائل ۔ ایشیاٹک سٹڈیز صفحہ ۲۸۹

ہرگز شبہہ نہین کہ ہندوستان مین اسلام کو اپنے اشاعت مین بڑی اور مستقل کامیابی ایسے اوقات و
مقامات پر ہوی ہے جہان مسلمانون کی پولیٹیکل قوت بہت ہی ضعیف تہی - جنوبی ہندوستان
اور مشرقی بنگال اسکی نظیر مین پیش ہو سکتے ہین - اسلیئے اب ہم اشاعت اسلام کا حال اس ترتیب
سے لکہتے ہین کہ جنوبی ہند اور ملک دکن سے شروع کرکے سندہ و کچہ اور گجرات کے واقعات
پر سرسری نظر ڈالینگے - اور پہر صوبہ بنگال کا حال لکہکر اعیان اسلام کے حالات تحریر کرینگے
جنہون نے ان صوبجات کی حدود سے باہر ہندوؤن کو مسلمان کیا ان اعیان اسلام
مین سے اکثر لوگ ایسے ہین جنکے نامون اور مقامات کے سوا جہان انہون نے مذہب
کی اشاعت کی زیادہ کچہہ نہین لکہا گیا - جس صورت مین کہ ان لوگون کے مفصل حالات
دریافت ہی نہین ہوتے تو جو واقعہ ان کے متعلق تفصیل سے معلوم ہوا اسکو از اول
تا آخر لکہہ دیا ہے -

جنوبی ہندوستان مین اسلامی تحریک کا آغاز آٹہوین صدی عیسوی سے چلتا ہے کہ
چند مسلمان جنکو موپلا قوم اپنا بزرگ مانتی ہے ملک عراق سے آئے اور اس ملک کے
جنوبی حصہ پر آباد ہوگئے گرم مسالون اور ہاتی دانت اور جواہرات وغیرہ کی تجارت سینکڑون
برس سے ہندوستان اور یورپ کے درمیان عربون اور ایرانیون کے توسل سے جاری
تہی - اسلیے اسلام کا اثر جنوبی ہند کے مغربی ساحل پر برابر پہونچتا رہا - باہر کے مسلمانون
کی کثرت آمد و رفت سے مغربی ساحل ہند کے تجارتی شہرون کی آبادی خلط ملط ہوگئی
اور اکثر لوگ آدہے ہندو آدہے عرب اور آدہے ایرانی ہوگئے -

یہہ تحقیق ہے کہ مسلمان تاجرون اور ہندو راجاؤن مین آشتی
پیدا ہوگئی تہی والیان ملک نے تجارت کا بازار گرم رکہنے کے
خیال سے اور ملک کی ترقی کو جو مسلمان سوداگرون کی
بود و باش کا نتیجہ تہی مدنظر رکہکر مسلمانون کو اپنی حفاظت اور سرپرستی

مین لیا - اور یہہ بھی دریافت ہوتا ہے کہ اُنہون نے کسی طرح کی مزاحمت ان کامون مین نہ کی جو مسلمان دعوت اسلام کے لیئے بڑی سرگرمی سے اختیار کرتے تھے[۵۰]

دوسری صدی ہجری مین چند داعیان اسلام نے دین کی اشاعت مین جو کوششین صرف کین وہ اس طرح مشہور ہین کہ ایک بزرگ شیخ شریف ابن مالک اپنے بہائی مالک ابن دینار اور بہائی کے بھتیجے مالک ابن حبیب اور چند مصاحبون کے ساتہہ قلۂ آدم کی زیارت کے لئے جزیرہ سیلون کو جاتے تھے - رستہ مین کرانگانور مین یہہ لوگ اُترے - ملیبار کے راجہ نے جب اُنکے آنے کی خبر سُنی تو سبکو بلایا اور بہت تواضع و مدارات سے پیش آیا - شیخ شریف کو راجہ کے اس لطف و کرم سے جرأت ہوی اور اُنہون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات مبارک راجہ کے سامنے بیان کیئے اور حقیقت اسلام سے اسکو آگاہ کیا - اور تائیداً معجزہ شق القمر بیان کیا - خدا کی برکت سے راجہ کے دل مین پیغمبر خدا صلعم کی رسالت کا یقین پیدا ہوا اور آپکی صحبت سے اسکا سینہ منور ہوا اور وہ اسلام پر ایمان لایا - رخصت کے وقت راجہ نے

---

۵۱ دیکھو تحفۃ المجاہدین - مترجمہ ایم - جے - رولنڈسن (مطبوعہ لندن ۱۸۳۳ء) "مغربی ساحل ہند کے بندرگاہون مین مختلف ملکون سے تاجر بکثرت آتے ہین - اسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ نیے شہر آباد ہو گئے ہین اور مسلمانون کی تجارت سے اُنکی آبادی بڑہ گئی ہے - اور مکانات کثرت سے بن گئے ہین - یہان کے سردار اور امیر مسلمانون پر سختیان کرنے سے پرہیز کرتے ہین - باوجودیکہ یہ سردار اور اُنکی سپاہ بت پرست ہے گر وہ مسلمانون کے مذہب اور اُنکی رسوم کا بہت ہی لحاظ کرتے ہین اور سوای ایسے موقعون کے جب غیر معمولی اشتعال ہو وہ مسلمانون پر کسی طرح کا ظلم نہین ہونے دیتے بت پرستون اور مسلمانون کے اس اتحاد سے اسلیئے اور تعجب پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد کل آبادی کا دسوان حصہ بھی نہین ہے" (صفحہ ۷۱) مین یہ بات بتانا چاہتا ہون کہ قدیم زمانہ مین ملیبار کے مسلمان نہایت امن و عافیت سے رہتے تھے جسکی وجہ یہ تہی کہ اس ملک کے باشندون کے ساتہہ وہ کسی طرح کی زیادتی نہ کرتے تھے - اور ہندوون کے قدیم رسم و رواج کا پاس و لحاظ اُنہون نے ہمیشہ رکہا تہا اور بلا قید مذہب آشتی کے تعلقات اُنکے ہمیشہ چلے آتے تھے - (صفحہ ۱۰۳) چونکہ ملیبار کے مسلمانون مین کوئی امیر ایسا نہ تہا جسکو مسلمانون پر حکومت کرنیکے لیے کافی قدرت یا رسوخ حاصل ہوتی اسلیئے اہل اسلام بت پرست سردارون کے محکوم ہین جو نہایت ایمانداری سے مسلمانون کی جان و مال کی حفاظت کرتے ہین اور اُنکا انصاف کرتے ہین اور ایسے حقوق اُنکو دیتے ہین جنسے مسلمانون کو نفع پہونچتا ہے اگر کوئی مسلمان کوئی جرم کرے اور جرم سزا پانیکے لائق ہو تو مجبوری ہے [illegible] ملیبار کے ہندو [illegible] مسلمانون کے ساتہہ [illegible] اور مہربانی کا ہے کیونکہ اُنکے ملک مین زیادہ شہرون کا آباد ہونا انہی مسلمان تاجرون کی بود و باش کا نتیجہ ہے (صفحہ ۱۰۴) ۵۲ ان لوگ اپنے ایسے معبودون سے جو بت پرستی چھوڑکر مسلمان ہو جاتی ہین مزاحمت نہین کرتی ورنہ اُنکو تکلیفین دیکر دق کرتے ہین بلکہ وہ ساتہہ ایسی ہی عزت اور سلوک سے پیش آتے ہین جیسے اور مسلمانون کے ساتہہ اُنکا برتاؤ ہے خواہ کوئی نو مسلم کیسی ہی نیچی ذات سے مسلمان



ہوا ہو - (تحفۃ المجاہدین صفحہ ۱۰۷)

دھا فتن - فندریہ اور شالیات سے شہرون کو گیا - اور ان سب شہرون مین مسجدین
تعمیر کین - شالیات مین پانچ مہینہ قیام کرکے اپنے چچا ملک ابن دینا کے پاس کرانگانور
مین پہونچا - یہان اسنے کچھ دنون قیام کرکے جو مسجدین تعمیر کین تہین انکے افتتاح اور
اوقاف کے بندوبست کے لیے پہر سفر پہ سفر اختیار کیا جب یہ کام ہی ختم ہوا تو پہر
کرانگانور مین آیا - اب اسکا دل خدا کی رحمت کا مسنت گزار تہا کیونکہ اسلام کا نور اس زمین
پر پہیل گیا تہا جہان کثرت سے بت پرستی ہوتی تہی - اسکے بعد ملک ابن دینا اور ملک
ابن حبیب اپنے متعلقین اور مصاحبون کو لیکر کولم کے شہر مین چلے آئے - یہان ملک
ابن حبیب اور اسکے متعلقین نے سکونت اختیار کر لی لیکن ملک ابن دینا نے خراسان کے
سفر کو اٹھا اور وہان پہونچکر انتقال کیا - ابن حبیب نے اپنے لڑکون کو تو کولم مین آباد
کر دیا اور بیوی کو لیکر خود کرانگانور مین چلا آیا اور یہان ان دونون نے انتقال کیا[1]۔

مذکورۂ بالا واقعات تاریخی حیثیت سے مستند ہون یا غیر مستند مگر اسمین شبہہ نہین
کہ ساحل ملیبار پر اسلام کی اشاعت کے لیئے امن و امان کے طریقے صدیون سے جاری
ہین - سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین موپلا قوم کے نو مسلم ملیبار کی کل آبادی کا
پانچوان حصہ تھے - انکی زبان وہی تہی جو وہان کے ہندوؤن کی زبان ہے اور صرف
لمبی داڑہی اور سر کے عجیب لباس سے انکو اور لوگون سے تمیز کیا جاتا تہا - اگر پرتگیز
ملیبار مین نہ پہونچتے تو ہندوستان کے اس ساحل پر سب ہندو مسلمان ہو جاتے کیونکہ
رعایا کثرت سے ایمان قبول کرتی تہی اور مسلمان تاجرون کا اثر جو گجرات اور دکن عرب اور ایران
سے وہان آتے تہے بہت تہا - جنوبی ہند مین دعوت اسلام کی تاریخ ہمیشہ اسی سلامت روی

[1] تحفۃ المجاہدین صفحہ ۲۸ و ۵۵ [illegible] اور دو ملیبار صفحہ [illegible] یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگر پرتگیز مسلمانون مین آکر [illegible] تو [illegible]
اسلامی ریاست قائم ہو جاتی کیونکہ بحر ہند مین پرتگیزی جہاز نکلنے سے پہلے اہل عرب مین بحیرہ کی تجارت کے بالکل مالک تہے
انکی تجارت کی منڈیاں اس جزیرہ پر آنحضرت کی ولادت سے [illegible] برس پہلے قائم ہو چکی تہین - ہر ہند اور شہر مین عرب موجود تہے

اور امن کی نہین ہی جیسے اوپر بیان ہوی - لیکن وہان کی قدیم تاریخ مین ایسی سختیون کی تحریر موجود نہین ہے جو ہندوون کو بجبر مسلمان کرنے کے لیئے ایسے وقتون مین کیجاتی تہین جبکہ حیدر علی (۱۷۲۲-۱۷۸۲ء) اور ٹیپو سلطان (۱۷۸۲-۱۷۹۹ء) کے زمانہ مین مسلمانون کی سلطنت کو عروج تہا - ان بادشاہون نے جو کچہہ سختیان کین ہون لیکن اسمین شبہہ کی کوئی وجہ نہین کہ قدیم زمانہ مین ادنی قومین امن و امان کے وسائل سے بکثرت مسلمان کرلی جاتی تہین اور ابتک یہہ ہی حال ہے - غرض ہندو اس کثرت سے مسلمان ہوے کہ جنوبی ہند کے مشرقی اور مغربی ساحل کے نومسلمون مین اپنی قدیم باتون اور ہندوانی رسوم کی طرف میلان پایا جاتا ہے اور سوای شریف نومسلمون کے انکی وہ ہی کیفیت ہوتی جاتی ہے جو اس ملک کے اصلی باشندون کی ہتی - غیر ملک کے مسلمانون کے خون کا اثر انمین بہت کم رہ گیا ہے[۵۱]

مغربی ساحل ہند کے اضلاع مین ذاتون کا امتیاز بہت سخت ہے اسکی صرف ایک مثال بیان کرتے ہین - ترا و نکور مین بعض نیچ قوم کے آدمیون کے لیئے ضروری ہے کہ برہمن سے چوہتر قدم دور رہین اس سے زیادہ قریب آنے کی جرأت نہ کرین اور جب رستہ مین ہون تو پکارتے چلین تاکہ اور لوگ انکے پاس نہ آوین[۵۲] - اس قسم کی اور نظیرین کثرت سے بیان ہوسکتی ہین - پس کیا تعجب ہے کہ ان ادنی قومون کے مسلمان ہونے سے مسلمانون کی تعداد مین جلد ترقی ہوتی ہو - یہہ لوگ مسلمان ہوکر ذلت اور خواری کی حالت سے نجات پاتے ہین اور تہذیب وتمدن کے لحاظ سے اپنی اور اپنی اولاد کی ترقی کرتے ہین -

---

بقیہ (صفحہ ۲۸۳) ملیبار سے ہی تجارت کیلیئے اہل عرب سیلون مین آتے تہے جیسا او رجگہہ حال تہا اسی طرح انہون نے یہان بہی یہان کی عورتون سے شادیان کرین اور اسلام سیلون مین اسلام کی اشاعت کردی لیکن معلوم ہوتا ہی کہ سیلون مین تبلیغ اسلام کے لئی زیادہ عملی کوشش صرف نہین کی گئین یا یہہ ہوا کہ سیلون کے لوگون ہی نے اسلام قبول کرنا چاہا کیونکہ آج کل جسقدر مسلمان اس جزیرہ مین ہین وہ عرب کی نسل سے ہین ....... سر جیمس ایمرسن ٹینانٹ سیلون پہلی جلد صفحہ ۶۳۲-۶۳۳ (پانچوین ایڈیشن مطبوعہ لندن ۱۸۶۰ء)

[۵۱] دیکہو وہ عبارت جو تحفۃ المجاہدین کے صفحہ ۵ سے نقل کیگئی ہے اسی کتاب کے صفحہ ۶ مین ان ہندوون کا ذکر کیا گیا ہی جو ذات سے خارج ہوکر اسلام کے احاطہ مین پناہ لیتے تہے۔ [۵۲] صوبہ مدراس کی رپورٹ مردم شماری ۱۸۸۱ء مولفہ کورنش صفحہ ۱۰۷-۱۰۹ مطبوعہ مدراس ۱۸۸۳ء۔ [۵۳] ذات - ذات کا پیدا ہونا ذات کی تاریخ اور اسکا اثر - صفحہ (۲۰) مطبوعہ مدراس ۱۸۸۵ء

مغربی ساحل پر موپلا قوم کے مسلمانون کی تعداد نیچ قومون کے مسلمان ہونے سے اسقدر جلد ترقی کر رہی ہے کہ چند سال مین مغربی ساحل کی کل نیچ قومون کا مسلمان ہوجانا ممکن ہے۔

ساحل ملیبار ہی سے غالباً جزائر لکادیپ اور مالدیپ مین اسلام کی اشاعت ہوی جہان اب کل مسلمان آباد ہین۔ ان جزیرون مین عربی اور ایرانی تاجرون کی کوشش سے اسلام پہیلا اور وہان کے لوگ مسلمان ہوے ان تاجرون نے ان جزیرون مین آباد ہو کر وہان کی عورتون سے شادیان کرنی شروع کین اور اپنے مذہب کو پہیلانے کے لیئے راستہ صاف کرلیا۔ جزائر لکادیپ و مالدیپ کے پہلے مسلمان بادشاہ یعنی سلطان محمد شنورازہ کا اسلام لانا[٥٢] سنہ ١٢٠٠ عیسوی مین قیاس کیا جاسکتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس زمانہ سے تین سو برس پہلے مسلمان تاجرون نے اپنے مذہب کو ان جزیرون مین شائع کیا ہو[٥٣] لیکن اسکے حالات تفصیل کے ساتہہ بالکل دریافت نہین ہوتے۔

مالی کے شہر مین جو ان جزائر کا پایۂ تخت ہے شیخ یوسف شمس الدین کا مزار ہے یہہ بزرگ ایران کے شہر تبریز کے رہنے والے تہے اور انکی نسبت مشہور ہے کہ جزائر کے سب لوگون کو انہون نے مسلمان کیا انکی قبر کی ابتک بہت تعظیم ہوتی ہے اور مزار کی عمارت ہمیشہ اچہی حالت مین رکہی جاتی ہے۔ انکی قبر کے پاس ہی انکے چند اہل وطن بہی دفن ہین جو انکو تلاش کرتے ہوے ان جزیرون مین پہونچے تہے اور مرتے دم تک ان جزیرون مین مقیم رہے[٥٤]

---

٥١ دوسری سالانہ مشنری کانفرنس منعقدہ کلکتہ کی رپورٹ ١٨٨٢ء صفحہ ٢١٩-٢٣٣-٢٤٨ (مطبوعہ کلکتہ ١٨٨٣ء)

٥٢ ابن بطوطہ- توم ٤ صفحہ ١٣١- ابن بطوطہ جزائر مالدیپ مین ١٣٤٣ء سے ١٣٤٤ء تک مقیم رہا اور یہان کے وزیر کی بیٹی سے شادی کی جو وزیر سلطان داؤد کا پوتا تہا اور سلطان داؤد سلطان محمد شنورازہ کا پوتا تہا" (توم ٤ صفحہ ١٥٤) اس عبارت سے سنہ ١٢٠٠ء کی تاریخ جو سلطان شنورازہ کی مسلمان ہونیکی ہم نے بیان کی ہے قیاسی طور پر مستنبط کی گئی ہے۔

٥٣ بل۔ جزائر مالدیپ صفحہ ٢٣-٢٥-٥٧-٥٨ و ٧١ (مطبوعہ کولمبو ١٨٨٣ء)

٥٤ جزائر مالدیپ کے باشندون پر مضمون مصنفہ بیگ اور کرسٹی (جیوگرافیکل سوسائٹی بمبئی کی کارروائی سنہ ١٨٣٤ لغایتہ ١٨٣٦ء صفحہ ٢٧٠ مطبوعہ بمبئی ١٨٣٦ء)

آخیر مین گذرا ہے - یہ مسلمان جولاہے اپنے پیر کا نہایت ادب کرتے ہین اور اُسکی اولاد کے ساتہہ بڑی تعظیم سے پیش آتے ہین[۵۱]- ناسک مین شاہ محمد صادق سر مست حسینی کی اولاد ابتک موجود ہے - انکی انسبت لکہا گیا ہے کہ دعوت اسلام مین وہ نہایت درجہ کامیاب ہوئے ۱۵۶۸ع مین مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اور مغربی ہند کے اکثر مقامات کا سفر کرکے اُنہون نے ناسک مین سکونت اختیار کی تہی ناسک کے ضلع مین ایک اور بزرگ خواجہ کہمیر حسینی گذرے ہین جنہون نے شاہ محمد صادق سے پچاس برس پہلے دعوت اسلام مین کوشش کی[۵۲]- دو اور بزرگون کے نام لکہے جاتے ہین جنہون نے اسلام کی اشاعت کی - ایک ان مین سید محمد ابن سید علی تہے اور دوسرے سید عمر اور یہ دونون بانشیبان تہے[۵۳]-

تبلیغ اسلام کی دوسری بڑی تحریک کا مرکز ملتان کا شہر اور اُسکے حوالی تہے[۵۴] اہل عرب کے قدیم فتوحات کے زمانہ مین جبکہ ۷۱۱ع مین محمد قاسم نے سندہ مین اسلامی حکومت قائم کی تو یہ شہر سندہ کی سرحد پر واقع تہا عربون کے دور حکومت مین جو تین سو برس تک قائم رہا ہندوون نے کثرت سے اپنے فاتحون کا مذہب اختیار کیا - سندہ کے کئی ہندو شہزادون نے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کی دعوت سے اسلام قبول کیا[۵۵]- ساوندری کے لوگون نے محمد قاسم کی اطاعت قبول کرلی تہی اور اُن کو امان اس شرط پر ملا تہا کہ وہ مسلمانون کی مدارات کرینگے اور رستہ بتانیکے لیے آدمی دینگے - مورخ بلاذری[۵۶] نے محمد قاسم کے زمانہ سے سو برس بعد لکہا ہے کہ اُسکے وقت مین ساوندری کے لوگ مسلمان تہے - محمد قاسم کے مراسلات مین ہندوون کے مسلمان ہونے کا اکثر ذکر آیا ہے -

---

۵۱ بمبئی گزیٹیر - بائیسوین جلد صفحہ ۲۴۴ ۵۲ بمبئی گزیٹیر سولہوین جلد صفحہ ۷۵ - ۷۶ ۵۳ بمبئی گزیٹیر اکیسوین جلد صفحہ ۲۰۲ ۵۴ محمد قاسم کی فتح کے زمانہ مین سندہ کے ہندو راجہ کی ریاست شمال کی سمت مین ملتان تک تہی لیکن اب یہ شہر سندہ کے ملک مین نہین شمار کیا جاتا - ۵۵ جب عبدالملک کے فرزند خلیفہ سلیمان کا انتقال ہوا تو ۷۱۷ عیسوی مین عمر ابن عبدالعزیز سریر خلافت پر بیٹہا اوسنے ہندوستان کے راجاؤن سے خلیفہ کی اطاعت اور اسلام قبول کرنیکے لیے کہا ان راجاؤن نے عمر ابن عبدالعزیز کا حال سنا تہا کہ وہ کیسا نیک خصلت اور وعدہ کا سچا ہے - پس جیشیا اور دوسرے راجاؤن نے مسلمان ہو کر اپنے نام عربون کے سے رکہے - (ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲۴ - ۱۲۵) ۵۶ ایلیٹ - پہلی جلد صفحہ ۱۲۱ -

سے مسلمان ہونے کا حال مورخ بلاذری نے اس[۵۱] طرح لکھا ہے کہ اس ملک کے لوگ
ایک بت کو پوجا کرتے تھے جنکے لیے انہون نے ایک مندر بنایا تھا ایک مدۃ ان
کے راجہ کا بیٹا بیمار پڑا راجہ نے مندر کے برہمنون کو بلا کر کہا کہ دیوتا سے دعا مانگو کہ میرا
بیٹا اچھا ہو جاوے ۔ برہمن یہ سنکر چلے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد راجہ کے پاس
آئے اور کہا کہ "ہمنے دعا کی تھی وہ قبول ہوی" لیکن زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ راجہ کا بیٹا
مر گیا۔ اسپر راجہ نے مندر کو مسمار کیا۔ بت کو توڑکر برہمنون کو قتل کر دیا۔ اور مسلمان تاجرون
کو اپنے پاس بلایا جنہون نے راجہ کو توحید کا یقین دلایا۔ راجہ فوراً ایمان لایا۔ اسی طرح
اور مسلمان تاجر بھی جنکے گروہ ہندوستان کے بت پرست شہرون مین تجارت کرتے پھرتے
تھے تبلیغ اسلام کا باعث ہو جاتے تھے ۔ دسوین اور بارہوین صدی کے جغرافیہ دان
عرب نے ان شہرون کے نام لکھے ہین جو ساحل پر یا ملک کے اندر واقع تھے اور
جہان مسلمانون نے مسجدین بنائی تھین اور ہندو راجاؤن کی حفاظت اور سرپرستی مین
رہتے تھے بلکہ اپنے آئین و قوانین کے ساتھ وہان آباد رہنے کی راجاؤن نے انکو اجازت
دے رکھی تھی[۵۲]۔ اس زمانہ مین سندھ اور ہند کے متصل ملکون اور باقی ساری دنیا سے تجارت
کا سلسلہ عربون ہی کے ذریعے قائم تھا۔ چین اور سیلون کی پیداوار سندھ کے بندرگاہون
مین لاتے تھے اور وہان سے ملتان ہوتے ہوے ترکستان اور خراسان لیجاتے تھے[۵۳]
تعجب ہوتا اگر یہ عربی تاجر جو بت پرستون کے شہرون مین جابجا موجود تھے تبلیغ
اسلام مین وہ ہی ہمت اور جوش صرف نہ کرتے جو اور مسلمان تاجرون نے دوسری ملکون
مین صرف کیا تھا ایسے ہی تاجرون کی ہدایت و تلقین سے غالباً سما کی قوم نے اسلام
قبول کیا جو سنہ ۱۳۵۱ء سے سنہ ۱۵۲۱ء تک سندھ پر حکمران رہی۔ اس قوم کے ایک بادشاہ
جام نندا بن بابنیہ کی نسبت لکھا ہے کہ اسکا زمانہ ایسے امن و امان کا تھا کہ نہ کبھی اسکو

---

۵۱ البلاذری صفحہ ۴۴۶ ۵۲ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷ و ۳۸ و ۸۸ و ۴۵۷ ۵۳ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۱۴

میدان جنگ مین سوار ہو کر جانا پڑا اور نہ کوئی دشمن اُس سے میدان جیت سکا[51] اور اس
بادشاہ کا عہد عدل و انصاف اور اسلام کی ترقی کے اعتبار سے بھی مشہور تہا۔ اب ظاہر
ہے کہ اسلام کی یہ ترقی صرف امن و امان کے وسائل سے جو وہاں نے اختیار کیے ہوی
ہو گی۔ یہان کے داعیان اسلام مین سب سے زیادہ مشہور و معروف سید یوسف الدین
تہے جو سنہ ۱۴۲۲ عیسوی مین سندہ مین آئے تہے۔ ومن کس کی محنت اور جستجو کے بعد
لوہانا قوم کے سات سو خاندانون کو اُنہون نے مسلمان کرلیا اول اس قوم کے دو
آدمی سندرجی اور ہنس راج شاہ صاحب کی کرامات دیکہکر مسلمان ہوے تہے اور اپنا
نام اُنہون نے آدم جی اور تاج محمد رکہا تہا۔ جب یہ لوگ مسلمان ہوگئے تو پہر انکی قوم کے سات
گہرانون نے اسلام قبول کیا۔ آدم جی کا بیٹا جب لوہانون کا سردار ہوا تو اُسکے وقت مین یہہ
قوم سندہ سے اُٹہکر کچہ مین چلی گئی۔ اور جب وہان پہونچی تو کچہ کے لوہانون نے بہی اسلام
قبول کرکے مسلمانون کی تعداد مین اضافہ کیا[52]۔ چار سو برس گذرے کہ فرقہ اسماعیلیہ کے
ایک بزرگ پیر صدر الدین نے اپنے مذہب کو سندہ مین شائع کیا اور اُن اصولون کے
مطابق جو اس مذہب مین اپنے تئین دوسرون کے مناسب حال بنانے کے لیئے رائج ہین
پیر صدر الدین نے اپنا نام ہندوؤن کا سا رکہا اور ہندو مذہب کے بعض عقائد کو تسلیم کرلیا
تاکہ اسماعیلیہ مذہب کی اشاعت مین آسانی ہو۔ ایک کتاب دساوتار ہندوؤن مین شائع کی
جسمین حضرت علی کو وشنو کا دسوان اوتار لکہا ہے۔ یہ کتاب اُسی وقت سے خوجہ قوم کا مقدس
صحیفہ سمجہی جاتی ہے اور تمام مذہبی موقعون پر اور حالت نزع مین مریض کے بستر کے قریب پڑہی
جاتی ہے۔ اسمین وشنو کے نو اور اوتارون کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن وہ ناقص ہین اور
صداقت کے کامل رتبہ کو اُسوقت تک نہین پہونچ سکتے جبتک کہ وشنی مذہب مین اسماعیلیہ
کے عقائد کا یہ مسئلہ شامل نہ کیا جاوے کہ حضرت علی وشنو کے دسوین اوتار ہوکر دنیا مین

۵۱ ایلیٹ پہلی جلد صفحہ ۲۷۴۔ ۵۲ بمبئی گزیٹیر۔ پانچوین جلد صفحہ ۹۳۔

بمبئی کے تمام تجارتی شہرون مین آباد ہین[1] - چونکہ شیعی اعظمین اور اعیان مذہب کا ہندوستان
مین آنا اور شمالی گجرات[2] مین انہلواڑہ کے راجاؤن کا اُنکے ساتھہ سلوک اور مہربانی کرنا محمود غزنی
کے زمانہ سے پہلے چودہوین[3] صدی بلکہ گیارہوین صدی عیسوی مین بیان کیا جاتا ہے اسلیے
خیال ہوسکتا ہے کہ بورہ قوم کا مسلمان ہونا فوری نہ تھا بلکہ کئی نسلون تک بتدریج عمل مین
آیا - چودہوین صدی عیسوی کے شروع مین داعی اسلام ملا علی نے اس قوم مین مذہب کی
اشاعت کے لیے جو کوشش کی اُسکو ایک شیعہ مورخ[4] نے اسطرح بیان کیا ہے "گجرات کے
لوگ بت پرست تھے اور اُنکا ایک گرو تھا جسکے یہ لوگ چیلے تھے اور اُسکے نہایت معتقد
تھے - ملا علی نے اسمین مصلحت دیکھی کہ اول اس گرو کا اپنے تئین چیلا بنائے اور پھر مضبوط
دلائل سے اسکو لاجواب کرکے گرو کو مسلمان کرلے اور پھر اور بت پرست مسلمان ہوجاوین
پس ملا علی کئی برس تک اس گرو کی خدمت مین حاضر رہا اور اُسکی زبان اور علوم سیکھے اور
اُسکی کتابون سے خوب واقف ہوگیا - اب ملا علی نے گرو کے سامنے اسلام کے عقائد بیان کیے
اور آخرکار اُسکو مسلمان کرلیا - گرو کے ساتھہ ہی بعض چیلون نے بھی اپنا مذہب تبدیل کیا -
رفتہ رفتہ یہہ خبر اس ملک کے راجہ کے وزیر کو پہونچی - وزیر گرو کے پاس آیا اور گرو کی اطاعت
کی عادتین اپنے مین پیدا کرکے مسلمان ہوگیا - لیکن ایک عرصہ تک گرو اور اُسکے چیلون
اور وزیر نے اپنے مسلمان ہونے کو راجہ کے خوف سے پوشیدہ رکھا -

آخرکار وزیر کے مسلمان ہونے کی خبر راجہ کو پہونچی اور ایک دن وہ وزیر کے مکان پر آیا
اور دیکھا کہ وزیر نماز پڑھ رہا ہے - راجہ غصہ سے بیتاب ہوگیا - وزیر بھی راجہ کے آنیکا منشا سمجھہ
گیا اور جان گیا کہ راجہ کا غصہ اس وجہ سے ہے کہ مین نماز مین مصروف ہون - پس وزیر نے
بڑی دانائی سے یہہ حیلہ کیا کہ گویا وہ سانپ کے دیکھنے کو جھکا تھا اور منہہ سے جو کچھہ بولتا تھا

---

[1] بمبئی گزیٹیر ساتوین جلد صفحہ ۷۰ - [2] کولبروک "مختلف مضامین" تیسری جلد صفحہ ۲۰۰ - (مطبوعہ لندن ۱۸۷۳ء) [3] بمبئی گزیٹیر - تیرہوین جلد صفحہ ۲۲۹ - [4] نوراللہ شوستری - مجالس المومنین بحوالہ کولبروک کے مضامین تیسری جلد صفحہ ۲۰۰

وہ بھی سانپ ہی کا منتر تہا۔ راجہ نے یہ سنکر مکان کے گوشہ کی طرف نظر ڈالی۔ خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ راجہ کو اسی جگہ ایک سانپ نظر آیا۔ وزیر کا عذر معقول معلوم ہوا اور راجہ کی بدگمانی جاتی رہی۔

کچہہ عرصہ کے بعد راجہ بہی مسلمان ہوگیا لیکن راج کی مصلحتون سے اُسنے اپنا مسلمان ہونا پوشیدہ رکہا۔ مرتے وقت البتہ اُسنے حکم دیا کہ اُسکا مردہ ہندوؤن کی رسم کے مطابق جلایا نہ جاوے۔

جب اس راجہ کا انتقال ہوا تو سلطان فیروز شاہ تغلق شہنشاہ دہلی (۱۳۵۱ء—۱۳۸۸ء) کے عمائد سلطنت مین سے ایک شخص سلطان ظفر نے صوبہ گجرات کو فتح کیا۔ چند علمای سنت جماعت نے جو سلطان ظفر کے ساتھہ تہے شیعہ نو مسلمون کو سنی کرنا چاہا چنانچہ[1] کیرا کے ضلع مین بوہرہ قوم کے ایسے چند لوگ موجود ہین جو سنی ہین لیکن اکثر بوہرے شیعہ ہین۔

چودہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک اور داعی اسلام جنہون نے صوبہ گجرات مین تبلیغ کے لیئے کوشش کی شیخ جلال تہے جو مخدوم جہانیان کے نام سے زیادہ تر مشہور ہین۔ یہ بزرگ گجرات مین آکر سکونت پذیر ہوے تہے اور بہت ہندوؤن کو انہون نے اور انکی اولاد نے مسلمان کیا[2]۔

داعیان اسلام نے تعداد کے لحاظ سے جیسی کامیابی صوبہ بنگال مین حاصل کی اسکی نظیر کسی اور صوبہ مین نہین ملتی۔ بارہوین صدی کے اخیر مین بختیار خلجی نے بنگال بہار کو فتح کرکے اول اسلامی سلطنت یہان قائم کی اور گور کو بنگال کا پایہ تخت قرار دیا۔ یہان مدت تک مسلمانو کی حکومت رہنے سے اسلام کو قدرتاً زیادہ ترقی ہوئی۔ دس برس کے لیئے راجہ کنس کے زمانہ مین ہندوؤن کا راج پہر بنگال مین قائم ہوگیا۔ اس راجہ کے عہد مین مذہبی آزادی سب کو

---

[1] بمبئی گزیٹیر۔ تیسری جلد۔ صفحہ ۳۶۔

[2] بمبئی گزیٹیر۔ چوتھی جلد۔ صفحہ ۱۴۔

ما ہمل تہی اور مسلمان عالمون کو بہت پسند کرتی تہی۵۰ لیکن اُسکے بیٹے جٹ مل نے
ہندو مذہب چہوڑکر اسلام قبول کرلیا۔

سنہ ۱۴۱۴ عیسوی مین جب جٹ مل کا باپ راجہ کنس مرگیا تو اُسنے راج کے تمام وزیرونکو
جمع کیا اور اُنکے سامنے مسلمان ہونے کا قصد ظاہر کیا اور کہا کہ اگر سردار اُسکو گدی پر نہ
بیٹہنے دینگے تو وہ خوشی سے اپنے بہائی کو راج کا مالک بنادیگا۔ سردارون نے یہ گفتگو سنکر
کہا کہ راجہ جو مذہب چاہے اختیار کرے ہم ہرحال مین اُسکو اپنا بادشاہ مانینگے۔ اسکے
بعد جٹ مل نے اکثر علمای اسلام کو مدعو کیا تاکہ جسوقت سردربار ہندو مذہب چہوڑکر وہ مسلمان
ہو تو وہ بہی اس واقعہ کے شاہد ہون جٹ مل مسلمان ہوتے ہی اپنا نام جلال الدین محمد شاہ
رکہا مشہور ہے کہ اُسکے زمانۂ حکومت مین کثرت سے ہندو مسلمان ہوگئے۵۱۔ مگر اُن مین سے
اکثر لوگ زبردستی مسلمان کیے گئے اور مشرقی بنگال مین مسلمانون کی ساڑہے پانچسو برس
کی حکومت مین صرف جلال الدین محمد شاہ کا زمانہ ایسا ہے جسمین بیان کیا گیا ہے کہ ہندؤون پر ظلم
ہوئے۵۲۔ افغانون نے جو کہ وہ بنگال مین آباد ہوئے اُنہون نے بہی یہان کے ہندؤون
کو مسلمان کرنے مین بڑی کوشش کی۔ ان افغانون کی جو اولاد ہندنیون کے پیٹ سے
ہوتی تہی وہ تو بہرحال مسلمان ہوتی ہی تہی مگر قحط کے زمانہ مین وہ مفلس ہندؤون کے بچون کو بہی
کثرت سے خرید کر اُنکی تعلیم و تربیت اسلامی طریقہ پر کرتے تہے۵۳۔ لیکن بنگالی نومسلمون کی کثرت
ایسے شہرون مین نہین ہے جو کسی زمانہ مین اسلامی سلطنت کا پایۂ تخت رہے تہے بلکہ اُنکی
جسقدر کثرت ہے وہ دیہات مین یا ایسے اضلاع مین ہے جہان مغربی صوبون کو نو آباد
مسلمانون کا نشان تک نہین۔ بلکہ صرف نیچ قومون کے ہندو قوم اور برادری سے خارج

۵۰ تاریخ فرشتہ مین اسطرح لکہا ہے لیکن بلوک مین کے مضامین بنگال کی تاریخ او جغرافیہ پر بہی دیکہنے چاہئین دیکہو۔ اے جے ایس۔ بی۔ بیالیسوین جلد نمبر (۱) صفحہ ۲۶۴-۲۶۶ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء) ۵۱ ریونشا کی کتاب گور کا شہر اُسکے کہنڈرات و کتبے صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء ۵۲ وائز صفحہ ۹ ۵۳ چارلس سٹیوٹ تاریخ بنگال صفحہ ۱۲۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۱۳ء) ۵۴ بلوک مین مضامین بنگال کے تاریخ و جغرافیہ پر ۔ جرنل اے ایس بی، بیالیسوین جلد صفحہ ۲۲ (مطبوعہ ۱۸۷۳ء)

ہوکر وہان کثرت سے آباد ہین؎۱ نومسلمون اور نیچ قوم کے ہندوؤن مین وضع و قطع کا ایک سا
ہونا ذات کی تفریق کا اُن مین موجود ہونا اور اُنکی آپس کی جسمانی مشابہت ایسی چیزین ہین جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ بنگال کے مسلمان اور بنگال کے اصلی باشندے ایک ہین۔ صوبہ بنگالہ کے
برخلاف شمال مغربی ہند کے اسلام کو کسی ایسے قوی مذہب کا مقابلہ نہین کرنا پڑا جو اسکی
ترقی مین مخل ہوتا۔ شمال مغربی صوبون مین مسلمان حملہ آورون کو خود بخود معلوم ہو گیا تھا کہ برہمنون
کا مذہب بدھ مذہب کو غارت کر کے بہت قوی ہوگیا ہے اور باوجود مسلمانون کی سخت گیری
کے وہ ہندوؤن مین مخالفت کے وقت زور پیدا کر دیتا ہے اور سخت سے سخت تکلیف اور
ذلت کی ساعت مین بھی ہندوؤن کو اپنے سے علٰحدہ نہین ہونے دیتا۔ لیکن اعیان
اسلام جب بنگالہ مین پہونچے تو نیچ ذات کے ہندو اور وہان کے اصلی باشندے جو ہندوؤن
کے مذہب سے قریب قریب خارج سمجھے جاتے تھے اور اپنے آرین سردارون کے ہاتھون سے
طرح طرح کی ذلتین اور اذیتین اُٹھاتے تھے مسلمانون کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھے۔ ان
لوگون کے نزدیک جنہین مفلس مچھلی پکڑنے والے اور شکاری اور قزاق اور ادنیٰ قوم کے
کاشتکار تھے اسلام ایک اوتار تھا جو اُنکے لیئے آکاش سے اُترا تھا۔ وہ حکمران قوم کا
مذہب تھا اور اُسکے پھیلانے والے وہ باخدا لوگ تھے جو توحید کی خبر اور سب انسانون

؎۱ انڈین ایوانجلیکل ریویو جنوری ۱۸۷۳ء۔ نیز مقابلہ کرو گرو پرشاد سین کا مضمون "انٹروڈکشن ٹو دی سٹڈی آف ہندوازم" (کلکتہ ریویو ۱۸۹۰ء صفحہ ۲۲۲ - ۲۲۴) گرو پرشاد سین لکھتا ہے "بنگال کے ایک کروڑ نوے لاکھ مسلمانون
مین سے پچیس ہزار سے زیادہ مسلمان ایسے نہین ہین جنکو بھدرا لوگ کی جماعت مین شمار کیا جاوے۔ باقی جسقدر
مسلمان ہین وہ کاشتکار اور مزدور ادنیٰ پیشہ ور درزی اور نوکر ہین۔ یہ لوگ پہلے چنڈال ذات کے ہندو تھے
پھر وہ مسلمان کر لیے گئے۔ بحیثیت مجموعی یہہ لوگ ہندوستان کے سب سے زیادہ خوشحال کاشتکار ہین
ہین اور اُن کی حالت بجاے تنزل کے جیسا کہ ہندوستان کے تمام مسلمانون کی نسبت فرض کیا جاتا ہے
روزانہ ترقی کی ہے۔ یہہ لوگ کاشتکار ہوتے تھے مگر کبھی کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے اور تاریخ کے کسی زمانہ
مین یہ کبھی سرکاری ملازم یا سرکاری سپاہی یا زمیندار یا ہندوستان کے فاتح یا فاتحین کے ساتھی نہین رہے۔ یہ بنگال
ہی مین پیدا ہوے۔ بنگالی زبان ہی بولتے ہین۔ بنگالی خط لکھتے ہین۔ بنگالیون کا سا لباس پہنتے ہین اور غذا بھی
ویسی ہی رکھتے ہین جو اور بنگالیون کی ہے سواے مذہب کے وہ سب باتون مین بنگال کی رعیت سے مشابہ ہین۔"

کے برابر ہونے کا مژدہ ایسی قوم کے پاس لائے تھے جسکو ذلیل و نجاست سمجھتے تھے
اسلام کی ابتدائی رسوم ایسی ہوتی تھین کہ ہندو کو مسلمان ہوکر پھر ہندو مذہب اختیار کرنا
ناممکن ہو جاتا تھا اسلیئے ہندو نومسلم اور اُسکی اولاد ہمیشہ کو مسلمان ہو جاتی تھی۔ غرض
اس طرح اسلام ہندوستان کے ایسے شاداب و زرخیز خطہ پر شائع ہو گیا جو بڑی سے بڑی
اور جلد سے جلد بڑھنے والی آبادی کو اپنی پیداوار سے پرورش کرسکتا ہے۔ جبراً مسلمان
کرنیکے بھی واقعات کہین کہین بیان ہین۔ لیکن جنوبی بنگال مین اسلام کو مستقل کامیابی
جبر و اکراہ کی بدولت حاصل نہین ہوئی بلکہ اسلام ہر شخص سے خود مخاطب ہوا اور مفلسون
مین سے لاکھون کو اپنا پیرو بنالیا۔ اُسکی تعلیم نے خدا کا اور انسانی اخوت کا عالی ترین
خیال پیدا کردیا اور بنگال کی کثرت سے بڑھنے والی قومون کو جو صدہا سال سے ہندوؤن
کے طبقہ سے قریب قریب خارج ہوکر ہزار ذلت و خواری کے ساتھہ اپنے دن کاٹ رہی
تھین اُنکو اسلام نے اپنی اُخوت کے دائرہ مین بلاتکلف شامل ہونے دیا[51]"

صوبہ بنگال مین تبلیغ اسلام کے لیئے خاص کوششون کا ہونا اسطرح سے اور ثابت
ہوتا ہے کہ خاص خاص حامیان دین کے واقعات مشہور ہین جنہون نے اسلام کے پھیلانے
مین کوششین کین[52]۔ ان بزرگون مین سے بعض کے مزارون کی ابتک لوگ تعظیم کرتے
ہین اور ہر سال صدہا آدمی اُنکی زیارت کو جاتے ہین[53]۔ لیکن اُن اعیان اسلام کے کامون کا
حال تفصیل سے نہین دریافت ہوتا۔

موجودہ صدی مین صوبۂ بنگال کے مسلمانون مین مذہب کو از سر نو زندہ کیا گیا ہے
اور بہت فرقون نے جنکی اصل فرقۂ وہابیہ سے ہے اپنے واعظ اس ملک مین بھیجے
تاکہ جو ہندوانی تعصبات نومسلمون مین چلے آتے ہین وہ رفع ہون اور مذہبی حرارت اُنمین

(۵۱) سر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر۔ ہندوستان کے مذہب (اخبار ٹائمز فروری ۱۸۸۸ء) دیکھو واٹز صفحہ ۱۰۳۔ (۵۲) [illegible]
کی کتاب "رسول ہلال اور صلیب" صفحہ ۱۴۶ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۲ء) (۵۳) واٹز صفحہ ۲۰۳۔

پیدا ہوا اور ہندوؤن مین اسلام اشاعت پاؤ سے[1]

ان واعظون کی بدولت اور چند سوشل اور طبعی حالات کی وجہ سے جو ہندؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد جلد بڑھا دیتے ہین چند سال سے اندہی مسلمانون کی مردم شماری مین تعجب انگیز ترقی پیدا ہوئی ہے[2] بعض اعیان اسلام کا حال جنہون نے اسلام کو ہندوستان کے ان حصون مین شائع کیا جنکا اوپر ذکر نہین آیا ہے ہم بیان لکھتے ہین ان بزرگان دین مین سب سے قدیم شیخ اسمٰعیل ہین جو بخارا کے سادات عظام مین سے تھے اور علم ظاہر و باطن مین کامل تھے۔ ان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ اعظمین اسلام مین سب سے پہلے شخص تھے جنہون نے لاہور کے شہر مین جہان سنہ ۱۰۰۵ عیسوی مین وہ آئے تھے وعظ کیا۔ انکی مجالس وعظ مین سامعین کا ہجوم کثرت سے ہوتا تھا اور ہر روز صدہا لوگ خلعت اسلام سے مشرف ہوتے تھے اور جو شخص ایک دفعہ انکے وعظ مین آتا تھا وہ بغیر کلمہ توحید پڑھے اور اسلام پر ایمان لائے واپس نہ جاتا تھا۔[3]

پنجاب کے مغربی صوبون کے باشندون نے خواجہ بہاء الحق ملتانی اور بابا فرید پاک پٹنی کی تعلیم و تلقین سے اسلام قبول کیا۔ یہ دونون بزرگ تیرہوین صدی عیسوی کے قریب خاتمہ اور چودھوین صدی عیسوی کے شروع مین گذرے ہین[4] بابا فرید شکر گنج کا تذکرہ جس مصنف نے لکھا ہے اُسنے تحریر کیا ہے کہ سولہ قومون کو انہون نے تعلیم و تلقین سے مشرف باسلام کیا۔ لیکن افسوس ہے اس مصنف نے ان قومون کے مسلمان ہونیکا مفصل حال نہین لکھا

---

[1] آرنلڈ صفحہ ۲۴۰۔ [2] ۵۵ یہ بات مردم شماری کے نقشون سے ثابت ہو گئی ہے کہ ہر دس ہزار آدمی پیچھے سو آدمی شمالی بنگال مین اور ۴۴۰ آدمی مشرقی بنگال مین اور ۱۱ آدمی مغربی بنگالہ مین مسلمان ہو گئے ہین یعنی کل بنگال مین بحساب اوسط فی دس ہزار ۲۶۰ لوگ مسلمان ہوئے ہین مسلمانونکی یہ ترقی بہت اور اصلی ترقی ہے لیکن اگر یہی حال رہا تو سارا نہیں چھ سو برس مین سارا بنگال مسلمان ہو جائیگا بلکہ مشرقی بنگال صرف چار سو برس مین اس حالت کو پہنچ جائیگا کہ وہان کی آبادی بالکل مسلمان ہو جاوے۔۔۔۔ تین سو برس گذرے کہ بنگال مین ہندؤن کی تعداد مسلمانونکی تعداد سے پانچ لاکھ زیادہ تھی لیکن تیس برس سے کم کا عرصہ گذرا ہے جسمین مسلمانونکی تعداد ہندؤن کی برابر تھی مگر اب بنگال کے جنوبی صوبہ اونکی آبادی تین سو نفری زیادہ جلا اس سے بھی جدید ۵ لاکھ بڑھ گئی۔ ہندوستان کی مردم شماری سنہ ۱۸۸۱ع تیسری جلد صفحہ ۲۲ کلکتہ سنہ ۱۸۹۰ع [3] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا دوسری جلد صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ کانپور سنہ ۱۳۱۲ھ۔ [4] ابٹسن صفحہ ۱۶۳۔ [5] مولوی اصغر علی جو انہریدہ بستی شیخ بہاء الدین زکریا کو نام سے پکاری شہور ہین۔ لاہور سنہ ۱۳۱۲ھ صفحہ ۲۶۵

ہندوستان کے مشہور ومعروف اولیای کبار مین سے خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ ہین جنھون نے ملک راجپوتانہ مین اسلام کی اشاعت کی - اور سنہ ۱۲۳۶ عیسوی مین اجمیر مین انکا انتقال ہوا یہہ بزرگ سیستان کے رہنے والے تھے جو ایران کے مشرق مین ہے مشہور ہے کہ خواجہ صاحب جب مدینہ طیبہ کی زیارت کو جاتے تھے تو ہندوستان کے کفار مین تبلیغ اسلام کا انکو حکم ملا - پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم خواب مین تشریف لائے اور فرمایا کہ "خدا نے ہندوستان کا ملک تیرے سپرد کیا ہے - جا اور اجمیر مین سکونت اختیار کر - خدا کی مدد سے دین اسلام تیرے اور تیرے ارادتمندون کے تقدس سے اس سرزمین پر پھیل جاویگا" خواجہ صاحب نے اس حکم کی تعمیل کی اور اجمیر مین آئے جہان کا راجہ ہندو تھا اور جہان ہر طرف بت پرستی پھیلی ہوئی تھی یہان پہونچتے ہی پہلے جس ہندو کو انھون نے مسلمان کیا وہ ایک جوگی راجہ کا گرو تھا - رفتہ رفتہ بہت لوگ خواجہ صاحب کے معتقد ہوگئے اور انھون نے بت پرستی چھوڑکر اسلام قبول کیا - اب خواجہ صاحب کی شہرت سب طرف ہوگئی اور اخیر مین ہندوؤن کے گروہ کے گروہ انکی خدمت مین حاضر ہوکر مسلمان ہوتے تھے[1] مشہور ہے کہ جس وقت خواجہ صاحب دہلی سے اجمیر جاتے تھے تو رستہ مین سات سو ہندوؤن کو انھون نے مسلمان کیا -

تیرہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک بزرگ بوعلی شاہ قلندر نے جو عراق عجم کے رہنے والے تھے پانی پت مین سکونت اختیار کی اور سو برس کی عمر پاکر سنہ ۱۳۲۴ عیسوی مین انتقال کیا - پانی پت کے مسلمان راجپوت جن مین تین سو مرد ہین ایک شخص امر سنگھہ کی اولاد سے ہین جسکو شاہ صاحب نے مسلمان کیا تھا - قلندر صاحب کے مزار کی لوگ بہت تعظیم کرتے ہین اور اسکی زیارت کو جاتے ہین -

ایسے ہی ایک بزرگ شیخ جلال الدین ایرانی تھے جو چودھوین صدی عیسوی کے اخیر

[1] الیٹ - دوسری جلد - صفحہ ۵۴۴

نصف حصہ مین ہندوستان مین آئے اور جنوبی آسام کے شہر سلہٹ مین سکونت اختیار کی تاکہ وہان کے بت پرستون کو مسلمان کرین ان بزرگ کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور انکی کوششین نہایت کامیاب ہوئین ؎۹۱

موجودہ زمانہ مین بھی بہت مسلمان ایسے ہین جو ہندوستان مین اپنے مذہب کی اشاعت چاہتے ہین اور انکو بہت کامیابی ہوتی ہے - ہندوستان مین ہر سال جسقدر لوگ مسلمان ہوتے ہین انکی تعداد دس ہزار پچاس ہزار ایک لاکھ اور چھ لاکھ تک تخمینہ کی جاتی ہے ؎۹۲ لیکن اس تعداد کا ٹھیک تخمینہ کرنا مشکل ہے کیونکہ اشاعت کے متعلق کوئی سررشتہ یا محکمہ مسلمانون مین ایسا نہین ہے جوابنی کارگزاری کی رپورٹون کی صورتون مین لکھے گا - ہر مسلمان بذات خود تبلیغ اسلام مین کوشش کرتا ہے اسیلیے تعداد کے متعلق صحیح صحیح اطلاع نہین ہو سکتی لیکن ہمین شبہہ نہین کہ اعیان اسلام اپنے مذہب کی اشاعت مین کوشش کرکے کامیابی حاصل کرتے ہین - پنجاب مین ایک شخص حاجی محمد گذرے ہین جنکی نسبت کہا جاتا ہے کہ انھون نے دو لاکھ ہندوؤن کو مسلمان کیا ؎۹۳ - بنگلور کے ایک مولوی صاحب کو دعوی ہے کہ انھون نے پچھلے پانچ برسون مین ایک ہزار آدمیون کو بنگلور کے شہر او حوالی مین مسلمان کیا یہ بیانات خواہ کتنے ہی مشتبہ ہون لیکن فقط انکا ذکر ہی اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کو شائع کرنے مین ایسی عملی کوششین کرتے ہین جنمین تبلیغ کے سب حقیقی اصول موجود ہوتے ہین - مفصلہ ذیل حالات مستند تحریرون سے اقتباس کیے گئے ہین اور بعض صورتون مین خاص ان لوگون سے جنھون نے اسلام کی اشاعت کی انکو تحقیق کیا گیا ہے - مثلاً مین مولوی عبید اللہ نے جو پہلے بڑے عالم و فاضل برہمن تھے اپنے تئین بڑا کامیاب واعظ ثابت کیا اور باوجود ان مشکلات اور رخنون کے جو انکے

---

؎۹۱ ابن بطوطہ توم ۴ صفحہ ۲۱۱ - یول (۲) صفحہ ۵۱۵ ؎۹۲ انڈین ایوانجلیکل ریویو فروری ۱۸۸۹ء صفحہ ۲۷۱ (کلکتہ ۱۸۸۹-۱۸۹۰ء) سپکٹیٹر - ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۵ء صفحہ ۱۳۸۲ ؎۹۳ گارسن دے تاسی " لالانگ ایٹ لالیتراتور ہندوستانی ۱۸۶۹-۱۸۹۰ء صفحہ ۴۴۳ (پیرس ۱۸۷۴ء)

رشتہ دارون نے انکے کام مین پیدا کیے تبلیغ اسلام مین انکو اسقدر کامیابی ہوئی کہ پٹیالہ
کا ایک پورا محلہ اُن لوگون سے آباد ہے جنکو مولوی صاحب نے مسلمان کیا۔ مولوی
عبید اللہ نے چند کتابین عیسائی اور ہندو مذہب کے رد مین لکھین جو بار بار طبع ہوئین۔
ایک کتاب مین اُنھون نے اسطرح اپنے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے "محمد عبید اللہ
بیٹا کوٹے مل متوطن قصبہ پایل کا لکھتا ہے کہ یہہ فقیر لڑکپن مین اپنے باپ کے جیتے
جی گرفتار دین بت پرستی کا تہا۔ اتنے مین رحمت الٰہی نے ہاتھہ پکڑ کر کھینچا یعنی دین اسلام
کی خوبیان اور ہندوؤن کے دین کی قباحتین میرے دل پر کھل گئین اور دل و جان سے
دین اسلام قبول کیا اور اپنے آپ کو رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانبردارون مین
گن لیا اور پھر دوبارہ عقل خداداد نے مشورہ دیا کہ دین اور مذہب کی تحقیق مین کہ ہمیشہ
کا عذاب اُسی پر موقوف ہے غفلت کرنا اور بے تحقیق کیے صرف ماباپ کی رسم سے
گمراہی کے جال مین پہنسے رہنا کمال نادانی ہے۔ پس یہہ خیال کرکے مشہور اور
رواجی دینون کا حال دریافت کرنے لگا۔ اور بدون رعایت کسی دین کے ہر مذہب مین
فکر و خوض کیا۔ ہندوؤن کے دین کو بخوبی تحقیق کیا اور انکے بڑے بڑے پنڈتون
سے گفتگو کی اور دین نصاریٰ کے اعتقاد کو بخوبی معلوم کیا اور دین اسلام کی کتابین بھی
دیکھین اور عالمون سے بات چیت بھی اور سب دینون کو بنظر انصاف بغیر لگاؤ کسی دین کے
سوچا اور خوب جہانا سب کو غلطی اور گمراہی پر پایا سوای دین اسلام کے کہ خوبی اُسکی
اچھی طرح ظاہر ہوگئی۔ پیشوا اِس دین کے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی
خوبیون اور اخلاق کے ساتھہ موصوف ہین کہ زبان اُسکے بیان سے عاجز ہے اور
اعتقادات اور عبادات اور معاملات اور اخلاق جو اس دین کے اندر ہین جو کوئی معلوم
کرتا ہے خود جان لیتا ہے کہ سبحان اللہ کیا سچا دین ہے کہ کوئی بات اُسکی ایسی نہین
کہ جسمین معبود حقیقی کی طرف توجہ الحاصل اللہ کی عنایت سے حق اور ناحق مانند دن اور

نکالت وراجالے اور اندہیرے کے جدا جدا ہو گیا۔ ہر چند کہ بہت مدت سے حال ساتہہ نور اسلام کے منور اور مونہہ ساتہہ کلمہ شہادت کے معطر تہا لیکن نفس اور شیطان نے عیش و آرام دنیا ہی بے بنیاد کی زنجیرون مین جکڑ رکہا تہا اور مدت تک حال ظاہری رسوم کفر سے خراب رہا آخر جذبہ توفیق الٰہی کا بزبان حال فرمانے لگا کہ اس گوہر بے بہا کو کب تلک پردہ کے صدف مین اور اس عطر راحت فزا کو کہانتک حجاب کے صندوقچہ مین رکہیگا اس موتی کو تو گلے کا ہار بنانا چاہیے اور اس عطر کی خوشبو سے فائدہ اُٹہانا چاہیے اور علمای باعمل نے بہی فتوی دیا کہ دین اسلام کو چہپانا اور لباس اور وضع کفار کی کہنا جہنم کو سونچانا ہے سو الحمد بعد کہ سن بارہ سو چونسٹہہ مین دن مبارک عید الفطر کے آفتاب اسلام اس فقیر کا ابر حجاب سے نکلکر جلوہ گر ہوا اور بہائی مسلمانون کے ساتہہ عید کی نماز پڑہی"[۱]

مولوی بقا حسین خان نے جو شہر بشہر وعظ کہتے پہرتے ہین کئی برس مین دو سو اٹہائیس آدمیون کو جو بمبئی کانپور اجمیر اور اور شہرون کے رہنے والے تہے مسلمان کیا مولوی حسن علی کی تلقین سے پچیس آدمیون نے اسلام قبول کیا جنمین سے پندرہ پونہ کے اور باقی حیدرآباد اور ہندوستان کے اور صوبون کے رہنے والے تہے۔[۲]

---

[۱] تحفۃ الہند صفحہ ۳ (مطبوعہ دہلی ۱۳۰۹ھ)۔ [۲] مولوی حسن علی مرحوم نے ۱۸۹۶ء میں اپنے انتقال سے پہلے یہ تعداد مجہہ کو بتائی تہی ۲۰ - اپریل ۱۸۹۶ء کے اخبار مسلم کرونیکل مین جو اطلاع مولوی صاحب کے انتقال کی چہپی اُس مین مفصلۂ ذیل حالات بہی مولوی صاحب مرحوم کی زندگی کے شائع ہوے تہے "مولوی صاحب مانۂ طالبعلمی مین ذہین تہے اور تہوڑے ہی عرصہ مین اُنہون نے بہت ترقی کر لی۔ کم عمری ہی مین انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور وظیفہ ملا اسکے بعد اُنہون نے ایف اے کلاس مین پڑہنا شروع کیا لیکن اس زمانہ مین اُنکو تلاش حق کا شوق پیدا ہوا اور پڑہنا لکہنا چہوڑ کر اُنہون نے مختلف مذہب کے لوگون سے ملنا شروع کیا۔ فقیرون پنڈتون عیسائیون سے ملاقات کی گرجاؤن مین جاکر بیٹہے جنگل اور صحرا اور شہرون مین گئے صرف خدا پر توکل اور اُسکی رحمت کی اُمید اُنکی مددگار اور معاون تہی ایک سال تک مختلف مذہبون کی تحقیق مین مصروف رہے اور ۱۸۸۲ء مین اُنہون نے پختہ طور پر مسلمانی قبول کی۔ ۰۰ چونکہ وہ داعی اسلام ہونے کے لیے پیدا ہوے تہے اس لیئے اُنہون نے ملازمی کو جس سے سو روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تہی چہوڑنا چاہا۔ مولوی صاحب مرحوم کے دوستون نے اُنکو منع کیا کہ نوکری نہ چہوڑین مگر اُنہون نے

صوبہ بمبئی کے ضلع خاندیش مین قاضی سید صفدر علی نصیر آبادی کے وعظ سے لوہارون اور اسلحہ سازون کا ایک گروہ مسلمان ہوا۔[۵۱] پچیس برس ہوے کہ انہین لوہارون اور اسلحہ سازون کے دوسو آدمی عجب طرح سے مسلمان ہوے ناسک کے پیرس میٹرین پادری مدت سے کوشش کرتے تھے کہ ان لوگون سے ہندو مذہب چہوڑا کر انکو عیسائی کرلین۔ یہ ہندو لوہار اس پیش وپیش مین تہے کہ عیسائی مذہب قبول کرین یا نہین کہ بمبئی سے ایک درویش آے جو انکی عادات اور خصائل سے خوب واقف تہے اور انہون نے وعظ کرکے سب ہندو ؤن کو مسلمان کرلیا۔[۵۲]

آج کل کے مسلمان واعظون نے عیسائی مشنریون کے سے طریقے اختیار کیے ہین۔ مثلاً گلی کوچون مین وعظ کہتے ہین کتابین تقسیم کرتے ہین اور دعوت مذہب کے لیے ایسی ہی اور کام اختیار کیے ہین۔ ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے شہرون مین مسلمان واعظ بازارون مین روزانہ وعظ کہتے نظر آتے ہین۔ بنگلور مین یہ طریقہ بہت عام ہے اور وہان ایک واعظ جو کسی مسجد کے امام بہی ہین اسقدر مشہور ہوگئے ہین کہ بعض وقت ہندو بہی انکو بلا کر انکا وعظ سُنتے ہین۔ بازار مین وہ ہمیشہ وعظ کہتے ہین اور گذشتہ سات یا آٹھ برس مین بیالیس آدمیون کو مسلمان کرچکے ہین۔ بمبئی مین ایک واعظ شہر کے

(بقیہ صفحہ ۳۰۱) نہ مانا اور استعفا داخل کردیا اور ایک ماہواری سالہ نور الاسلام نکالکر کچہ زمانہ تک گذر اوقات کرتے رہے پٹنہ مین اسلام پر کئی لکچر انہون نے دیے اور پہر وہ کلکتہ چلے گئے۔ یہان انہون نے انگریزی زبان مین ایک لکچر دیا اس لکچر کا اثر سامعین پر ایسا ہوا کہ کئی یورپین پادریون نے اسلام کے برحق ہونے کو تسلیم کیا اور ایک مشہور پادری صاحب بابو بپن چندر پال کی تو یہ حالت ہوئی کہ قریب تہا کہ وہ مسلمان ہو جاوین۔ پہر ڈہاکہ کے لوگون نے مولوی صاحب مرحوم کو بلایا جہان انکے وعظ اور لکچرون نے لوگون کے دلون مین انکے نام کو ابتک نقش کر رکہا ہے۔ کئی کتابین اور رسالے اردو اور انگریزی کے لکچر جو مختلف شہرون مین دیے گئے مولوی صاحب مرحوم کی تصنیف سے ہین۔ ان تصانیف سے انکا نام مذہبی دنیا مین ہمیشہ زندہ رہیگا تقریباً سو آدمی انکی کتابین پڑہکر اور لکچر سُنکر مسلمان ہوے۔" دعوت اسلام کا شوق جو انکے دل مین تہا آخیر حالت مین بہی ظاہر ہوا۔ چنانچہ جب نزع کی حالت تہی تو انکی زبان سے یہ لفظ سُنے گئے "اپنا مذہب چہوڑدو اور مسلمان ہو جاؤ۔" جب انسے پوچہا کہ کس سے باتین کرتے تہے تو جواب دیا کہ ایک عیسائی سے گفتگو کر رہا تہا۔ [۵۱] بمبئی گزیٹیر۔ بارہوین جلد صفحہ ۱۲۶۔ [۵۲] بمبئی گزیٹیر۔ چودہوین جلد صفحہ ۱۰۸۔

مقامون پر ہفتون میں ہر روز وعظ کرتا ہے۔ کلکتہ مین کئی مکان وعظ کہنے کے لئے بنے

ہین جہان [illegible] واعظ موجود رہتے ہین اور جو لوگ مسلمان ہوتے ہین اُن مین کبھی کبھی [illegible]

بھی ہوتے ہین لیکن اکثر مفلوک الحال۔ زیادہ تر ہندو ہی ہوتے ہین[1]۔ ہندوستان کے ایسے

شہر نہین جہان مسلمان بہت ہین کثرت سے اسلامی انجمنین قائم ہوگئی ہین اور اُن مین سے

بعض انجمنون نے جہان اور کام اپنے ذمہ لیئے ہین ایک کام یہ بھی ہے کہ مسلمان واعظون

کو بازارون مین وعظ کہنے کے لیے بھیجین چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور انجمن حامی اسلام

اجمیر یہہ ہی کرتی ہین۔ یہ انجمنین واعظون کو تنخواہ پر مقرر کرتی ہین لیکن وعظ کہنے کا کام زیادہ

تر وہ لوگ کرتے ہین جو دن بہر تو کسی پیشہ یا کام مین مصروف رہے اور شام کو فرصت کا

وقت اُنہون نے اس کار حسنہ مین صرف کیا۔

ہندوستان کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا جوش اب اسطرح صرف ہوتا ہے

کہ پادریون کی تعلیم سے جو خیالات اسلام کی مخالفت مین پیدا ہوجاتے ہین انکو دور

کیا جاوے۔ اسلیئے مسلمانون کا کام اب بجای اشاعت کے زیادہ تر اسلام کے بچاؤ

کرنے کا ہے بعض واعظ ایسے لوگون مین مذہب کو پختہ کرنے کی طرف توجہ کرتے ہین

جن مین اسلام کی بنیاد تو پڑ گئی لیکن مضبوط نہین ہوی۔ بعض اسطرف مائل ہوتے ہین کہ

جاہل مسلمانون کے ذہن سے ہندوانی تعصبات دور کرکے مذہب کو زیادہ پاک صورت

مین انکے دل پر نقش کرین۔ اس قسم کی کوششین اکثر حالتون مین قدیم اعیان اسلام کے

ادہورے کام کو تکمیل دینے کے لیے کی جاتی ہین۔ کیونکہ بعض صورتون مین اعیان

اسلام نے ہندوؤن کو اچھی طرح مسلمان نہین کیا۔ بہت سے برای نام مسلمان ایسے

موجود ہین جو آدہے ہندو ہوتے ہین۔ ذاتون کا فرق مانتے ہین۔ ہندوؤن کے تہوار

---

[1] انڈین ایونجلیکل ریویو ۱۸۸۸ء صفحہ ۱۲۹۔ گارسن دے تاسی۔ لالانگ اے لالیتراتور ہندوستانی دے ۱۸۵۰ تا ۱۸۶۹ء صفحہ ۳۸۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۴ء) گارسن دے تاسی۔ لالانگ ایٹ لالیتراتور ہندوستانی آین ۱۸۷۱ء صفحہ ۱۲ (پیرس ۱۸۷۲ء)

[illegible] ہین اور بت پرستی کی اکثر رسمون کے پابند ہین بعض اضلاع مین جیسے سیات اور [illegible]
مین بہت مسلمان ایسے ہین جو اپنے مذہب سے بجز نام کے کچھہ واقفیت نہین رکھتے
نہ انکے ہان مسجدین ہین اور نہ وہ نماز کے پابند ہین — یہہ حال خاص کر ان سیات یا ایسے
مقامات کے مسلمانون کا ہے جو مسلمانون کے بڑے شہرون سے دور واقع ہین —
شہرون مین مولویون کی وجہ سے بہت سے قدیم تعصبات نومسلمون کے دل سے
رفع ہوجاتے ہین اور انکی مذہبی زندگی زیادہ عقل اور پاکیزگی سے بسر ہوتی ہے — چند سال
سے ہندوستان کے مسلمانون مین عام طور پر اس بات کی تحریک دریافت ہوتی ہے
کہ نوجوان مسلمانون مین کسی طرح مذہبی تعلیم کو ترقی دیجاوے تاکہ اون مین مذہب کی پابندی
کا صحیح طرح خیال پیدا ہو — تعلیم کے عام ہونے سے مذہبی اصولون کو زیادہ غور اور تجسس
کے ساتھہ سمجھا جاتا ہے اور مذہبی معلم ایسے اضلاع مین بہی زیادہ ہوگئے ہین جنکی طرف
پہلے کسی کو توجہ نہ تھی — اصلاح مذہب کی تحریک خواہ وہ کسی وجہ سے پیدا ہوئی ہو ہندوستان
کے ہر حصے مین دیکھی جاتی ہے مثلاً پنجاب کے مشرقی اضلاع مین غدر کے بعد سے مسلمانون
مین مذہب کی بہت ترقی ہوئی ہے — واعظون نے تمام ملک مین شہر شہر سفر کیا اور مسلمانون
کو بت پرستی کی رسمین چھوڑنے کی تاکید اور راہ راست پر چلنے کی ہدایت کی — اسکا نتیجہ
یہہ ہوا کہ وہان کے بہت سے گانوؤن مین جہان مسلمانون کے پاس زمینین تہین مسجدین
تعمیر ہوگئین اور بت پرستی کی موٹی باتین جو علانیہ مانی جاتی تہین بند ہوگئین [۱] — راجپوتانہ مین
بہی ویسات کی وہ ہندو قومین جو وقتاً فوقتاً مسلمان ہوئین صوم و صلوۃ کی زیادہ پابند ہوگئی
ہین — بعض رسمین جو ان مین اور ہندوؤن مین ایک سی تہین چھوڑ دی گئی ہین مثلاً مرات قوم
کے مسلمان اب شادی مین بجای پھیرن کے نکاح پڑہاتے ہین اور جنگلی سور کے گوشت
کو بہی حرام سمجھتے ہین [۲] — صوبہ بنگال مین ایسی مذہبی اصلاح اور ترقی کا ذکر ہم پہلے لکھہ چکے ہین

---

[۱] ایبٹسن صفحہ ۱۶۴ — [۲] راجپوتانہ گزیٹیر پہلی جلد صفحہ ۹۰ دوسری جلد صفحہ ۲۴۷ (کلکتہ ۱۸۷۹ء)

لیکن اس قسم کی تحریکین اور دعوت اسلام مین شخصی کوششین ہندوستان مین مسلمانون
کی ترقی تعداد کی پوری پوری توجیہ نہین کرتین۔ اور یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ علاوہ معمولی
ترقی کے جو کسی قوم کی تعداد مین معمولاً ہوا کرتی ہے وہ کون سے اسباب ہین جنھون نے
مسلمانون کی تعداد کو غیر معمولی طریقے سے بڑھا دیا۔ اسکا جواب ہندوون کے سوشل کیفیت
کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اونچی ذات کے ہندو نیچی ذات کے ہندوون کو نہایت
ذلیل و خوار سمجھتے ہین اور جب کسی نیچی ذات کے ہندو کو اپنی ترقی کا خواہان
پاتے ہین تو اوسکو طرح طرح سے نقصان پہونچاتے ہین۔ جب ان باتون کا ایسے
مذہب سے مقابلہ کیا جاتا ہے جسمین کوئی ذات سے خارج نہین ہو سکتا اور ہر شخص کو
ترقی کرنے کے لیئے آزادی ملتی ہے تو اسلام کے حقیقی فوائد دل پر روشن ہو جاتے ہین
بنگال کے جلاہے جو سوتی کپڑے بنتے ہین انکو ہندو بہت ناپاک جانتے ہین اسلیئے یہ جلاہے
مسلمان ہو جاتے ہین تاکہ کسی طرح اس ذلیل حالت سے چھٹکارا ہو[51]۔ بنگال کے شمال
مشرقی حصہ مین اسیطرح کا ایک واقعہ یہہ پیش آیا کہ سنہ ۱۵۵۰ء مین کوچ کے ہندوون نے جو
ہندوستان کے اصلی باشندے تھے سردار ہاجو کے زمانہ مین کوچ مین اپنا راج قائم کیا
جب ہاجو کا بیٹا راج کا مالک ہوا اور ریاست کے بڑے لوگ تو ہندوون کی اونچی ذاتون مین شامل
ہونے لگے[52]۔ اور غریب رعایا نے یہہ دیکھکر کہ اپنی ہی قوم اور برادری کے آدمی اب ہمکو ذات
سے خارج سمجھتے ہین اسلام قبول کر لیا[53]۔ غرض اسی طرح کی بہت مثالین ہندوستان کے ہر ایک
صوبہ کی تاریخ سے بیان ہو سکتی ہین اگر کوئی ہندو کسی طرح ذات سے خارج ہو جاتا ہے
اور اسکے عزیز اور دوست اسی وجہ سے اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیتے ہین تو اسکو قدرتی
طور پر ایسے مذہب کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے جو ہر شخص کو بلا امتیاز اپنا شریک بناتا

[51] ڈالٹن۔ صفحہ ۹۳۔ [52] ہندوستان کے اصلی باشندون پر ہندوون کے مذہب نے کیونکر اثر کیا اگر
اسکا حال پڑھنا ہو تو سر الفرڈ لائل کی کتاب ایشیاٹک سٹڈیز کا صفحہ ۱۰۴ دیکھو۔ [53] ڈالٹن صفحہ ۹۰۔

ہے اور اپنی سوسائٹی مین اوسکو بہی تبہ دیتا ہے جو شایستگی اور تہذیب کے لحاظ سے
اوسکو اپنی قدیم سوسائٹی مین حاصل تہا - اس طریقہ سے جو ہندو مسلمان ہوتے ہین انکو
تبدیل مذہب کے وقت اسلام کے ساتہہ جسقدر جوش عقیدت ہو وہ کم ہے لیکن ایسے
ہندو بہی جنکو اپنے دیوتاون کے نام اور انکی گنتی تک یاد نہین ہوتی ذات سے خارج ہونیکا
بہت غم کرتے ہین اور بغیر اعتقاد کے مسلمان ہو جاتے ہین - مسلمانون کا علم ادب پڑہنے
اور انکی صحبت مین بیٹہنے سے بہی ہندوون پر اسلام کا ایسا اثر پڑتا ہے جسکو وہ دور نہین
کر سکتے - راجپوتانہ اور بندیل کہنڈ کے رجپوت راجاون اور سردارون مین ابتک اسلام
کی طرف میلان پایا جاتا ہے[۵۱] - اور یہہ ایسا ہے کہ اگر تیموریہ سلطنت سلامت رہتی تو یہ سب
راجہ اور سردار کبہی کے مسلمان ہو گئے ہوتے - یہ لوگ درویشون اور پیرون کی تعظیم و
تکریم ہی نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے مسلمانون کو معلم اور اتالیق مقرر
کرتے ہین - شرع کے موافق جانور کو ذبح کر کے کہاتے ہین اور بعض اسلامی مجالس مین
فقیرانہ لباس پہنکر شریک ہوتے ہین اور ان موقعون پر مسلمانون کی طرح عبادت کرتے ہین
علاوہ اسکے لوگون کا یہ بہی خیال ہے کہ موجودہ حالت مین جبکہ ملک برٹش گورنمنٹ کے تسلط
ہے جو مذہبی معاملات مین کسی فریق کی مطلق طرفداری نہین کرتی تو اسلام کی اشاعت
مین بہ نسبت اوس زمانہ کے زیادہ ترقی ہوگی جبکہ مسلمانون کی حکومت تہی اور ہندو اپنے مسلمان
دشمنون سے ہمیشہ دست و گریبان رہنے کی وجہ سے آپس مین زیادہ متفق اور قوی ہو گئے
تہے[۵۲] - مزارون اور درگاہون مین عرس کے وقت ہندو بہی شریک ہوتے ہین
اور ایک بے اولاد شخص جو ہزارون خداون کو مانتا ہو اس خیال سے کہ مراد مانگنے
مین کوئی خدا چہوٹ نہ جائے مسلمانون کے خدا کو بہی اپنی فریاد سناتا ہے - اگر اسکے بعد

[۵۱] سرالفرڈ لائل نے ایشیاٹک سٹڈیز کے صفحہ ۲۹۰ مین لکہا ہے کہ بعض موقعون پر ہندو سردارون نے اسلام
قبول کرنے کی طرف صاف صاف میلان خاطر ظاہر کیا ۔ [۵۲] ایضاً ۔ سوئہ اردو ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۹ ۔

وہ بعد اسکے اولاد ہو گیا تو اوسکا سارا کنبہ (چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہی) مسلمان ہو جاتا ہی[۵۱]

کبھی یہ ہوتا ہے کہ کسی ہندو کو کسی مسلمان عورت سے عشق پیدا ہوا اور وہ مسلمان ہو گیا۔ بغیر اسکے اونمین شادی ہونی ممکن نہین۔ کیونکہ اسلامی شریعت مین مسلمان عورت کا نکاح کافر سے قطعی ممنوع ہے۔ ہندوؤن کے بچون کو اگر کسی دولتمند مسلمان نے متبنّے کرلیا تو مسلمان کے طریقہ پر اونکی تعلیم و تربیت ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہندنی کسی مسلمان کی بیوی بنی تو وہ بھی خاوند کے مذہب مین آجاتی ہے۔ چونکہ اسکے برعکس کوئی عمل نہین ہو سکتا (یعنی مسلمان ہندو نہین بن سکتا) اس لیئے ہندوؤن کے مقابلہ مین مسلمانون کی تعداد ترقی پر ہے۔ ہندو جو کسی وجہ سے ذات برادری سے خارج ہو جاتے ہین اور ایسے مفلس ہندو جو مسلمانون کی خیرات پر پلتے ہین یا عورتین اور بچے جو ما باپ کے مرجانے سے لاوارث ہو جاتے ہین یا ما باپ انکو چھوڑ کر چلے جاتے ہین اور وہ مسلمانون کی حفاظت مین آجاتے ہین (چنانچہ قحط سالی مین اکثر ایسا ہوتا ہے) تو وہ بھی مسلمان کر لیے جاتے ہین اور اس طریقہ سے مسلمانون کی تعداد مین ہندوؤن کے ہان سے برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے[۵۲]۔ بعض دفعہ مقامی حالات ایسے پیش آتے ہین جس سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ بیان کیا گیا ہے[۵۳] کہ ترائی کی بعض بستیون مین مسلمانون اور ہندوؤن کی تعداد تقریباً برابر ہوتی ہے۔ اگر کبھی مسلمانون کا کچھ شمار بڑھ گیا تو گاؤکشی کے جھگڑے اوٹھائے جاتے ہین اور ایسی

---

[۵۱] جو ہندو اس طرح مسلمان ہوئے ذکی صرف ایک مثال بیان کرتے ہین ضلع گورکھپور مین ضلع گہاتم لوہین ہندوؤن کا ایک بڑا خاندان ہو۔ اس خاندان کی ایک چھوٹی سی شاخ اپنے کسی رگ گہاتم دیوبانس کی منت سے مسلمان ہو گئی۔ گہاتم دیوتے مدارشاہ کے مزار پر منت مانی تھی کہ اگر اوسکے ہان لڑکا پیدا ہو تو اوسکی آدھی اولاد مسلمان ہو جائیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (گزیٹیر ممالک مغربی و شمالی چھٹی جلد صفحہ ۱۴۸ و ۲۲۸) ہندوؤن مین مسلمان پر ونکو اسقدر رنا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کی مردم شماری مین صرف ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین تین لاکھ تین ہزار چھ سو تینتالیس ہندو (یعنی ہندوؤنکی تعداد مین سے ۱۵ء۷ فی صدی ہندو) ایسے تھے جنھون نے اپنے تئین پیر پرست لکھوایا (ہندوستان کی مردم شماری ۱۸۹۱ء جلد ۱۶ حصہ ۱ صفحہ ۲۱۴-۲۴۴) (الٰہ آباد ۱۸۹۴ء)

[۵۲] ممالک مغربی و شمالی کی مردم شماری کی کیفیت ۱۸۸۱ء مصنفہ ایڈورڈ وائٹ صفحہ ۶۲ (الٰہ آباد ۱۸۸۲ء)

[۵۳] ( [illegible] صفحہ ۶۳ )

کمی فرقہ [illegible] اور مسلمانون مین [illegible]

باتون سے جو ہندوون کو مذہبًا ناگوار ہوتی ہین فساد برپا کیے جاتے ہین نتیجہ یہہ
ہوتا ہے کہ ہندو رفتہ رفتہ گاون چھوڑ کر چل دیتے ہین - صرف چمار کاشتکار جو مسلمان
زمیندارون کے نوکر ہوتے ہین رہ جاتے ہین - یہہ لوگ کچھہ دنون کے بعد مسلمان ہوجاتے
ہین - اور دلی اعتقاد سے نہین بلکہ تنہائی اور علحدگی کی تکلیف سے بچنے کے لیے
اپنا مذہب چھوڑ دیتے ہین -

ملک اودھہ کے بعض زرعی اضلاع مین نیچی ذات کے ہندوون کا مسلمان ہونا بھی [illegible]
طرح سے پیش آتا ہے اگرچہ اودہ مین مسلمانون کی تعداد کل حصون کی مردم شماری کا دسوان
حصہ بھی نہین ہے لیکن جہان جہان مسلمان کاشتکارون کے گروہ موجود ہین وہان نیچی
ذات کے ہندو اونچی ذات والون کے ظلم و ستم سے عاجز آکر جمع ہوجاتے اور مسلمانون
کی پناہ ڈھونڈھ کر اکثر لوگ اسلام قبول کر لیتے ہین [۵۱] جس طرح کی پابندیون سے چمار
اور کوڑہی جو ہندوون مین سب سے زیادہ ذلیل سمجھے جاتے ہین مسلمان ہو کر آزاد
ہوسکتے ہین اور جس قسم کا نفع انکو اسلام قبول کرنے سے ملتا ہے وہ ذیل کی عبارت سے
ظاہر ہے جسمین ان قومونکی حالت ہندو ہونے کی حیثیت سے بیان کی گئی ہے [۵۲]

"دھوبی - چمار - جلاہے - موچی مصیبت اور ذلت کے بیچ مین نیچے طبقے پر پڑے
ہین - اون مین سے اکثر لوگ جو شمالی اضلاع مین رہتے ہین اونکی زندگی بالکل غلامی
مین بسر ہوتی ہے کبھی اونکو اتنی ہمت نہین ہوتی کہ انگریزی عدالتون مین کر اپنا انصاف
چاہین - وہ اور اونکی اولاد نسلاً بعد نسلاً اس طرح دوسرون کے قبضہ مین آتی ہے
جیسے خریدے ہوئے مال کا نفع - برہمنون اور چھتریون کے لیے جو انکے آقا ہوتے
ہین اور اونچی ذات کے غرور مین ہل کو ہاتھہ تک نہین لگاتے ان مصیبت کے مارون کو
ہل جوتنا پڑتا ہے گاون سے دور ایک علحدہ جگہہ جہان سورون کے ڈربے ہوتے

[۵۱] گزیٹیر صوبہ اودہ پہلی جلد صفحہ ۱۹ [۵۲] گزیٹیر صوبہ اودہ پہلی جلد صفحہ ۲۲۳-۲۲۴

ہین لیکن حیوان سے زیادہ پاک خیال کیے جاتے ہین اونکو رہنا پڑتا ہے - ہمیشہ فاقون سے مرنے کی نوبت - بدن نزار - رنگتین سیاہ - صورتین بدہیئت - چہرون پر بیوقوفی کے آثار - غلیظ اور ناپاک ایسے کہ دیکھنے سے نفرت ہو - غرض یہ سب باتین اونکے بہوتے کرم اور کہوٹی تقدیر کا ثبوت ہین جسنے انکو ذلت اور خواری کے اوس درجہ پر پہونچا دیا ہے جسمین انسان ہوکر وہ جانورون سے بدتر شمار ہونے لگے - یہہ بہی نہین کہ اونمین ترقی کرنے کا مادہ نہو - کیونکہ اونکے صدہا آدمیون نے انگریزون کے ہان اصطبل کی نوکریون مین معقول تنخواہین پاکر اپنے تئین ہوشیار نوکر ثابت کیا - تبدیل مذہب ان لوگون کی رہائی کا موجب ہوتا ہے اور جو اصلی مذہب اونکا ہے اوسکے وہ خیرخواہ نہین ہوسکتے

ہندوستان مین اسلام کو جس بات سے اصلی قوت حاصل ہے وہ یہہ ہے کہ اوسمین ذاتون کی تفریق نہین ہے اور یہی بڑی چیز ہے جس سے وہ ہندوؤن کو کثرت سے اپنا پیرو بناتا ہے -

اس باب کو ختم کرنے کے لیے اب کشمیر اور سرحد ہندوستان سے باہر ملک تبت کا حال لکہنا باقی ہے - ہندوستان کی تمام دیسی ریاستون اور انگریزی صوبون سے سوا صوبہ سندہ کے کشمیر مین مسلمانون کی تعداد کیا بلحاظ شمار کے اور کیا بلحاظ نسبت کے سب سے زیادہ ہے (یعنی کشمیر مین مسلمان ستر فی صدی آباد ہین -) کشمیر کے تقریبا کل مسلمان ہندوؤن اور باشندگان تبت کی نسل سے ہین - لیکن تاریخی حالات جن سے یہ معلوم ہو کہ مسلمانون کی یہہ کثرت کس طرح ہوئی نہایت قلیل ہین - جس قدر تاریخی شہادتین ہم پہونچتی ہین اون سے یہہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ درویشون اور پیرون نے (جنمین مذہب اسماعیلیہ کے دعاۃ بہی الموت سے آکر شریک ہوئے[1]) جو متواتر کوششین تبلیغ اسلام کیلیے مدت تک جاری کین وہی اس ترقی کا باعث ہوئین -

---

[1] خوجہ دریافت - صفحہ ۱۳۱ -

یہہ بات بتانی مشکل ہے کہ کشمیر مین اسلامی تحریک کی ابتدا کس زمانہ مین ہوئی
کشمیر کے سب سے پہلے مسلمان بادشاہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ اوسنے چودہوین صدی
عیسوی کے شروع مین کسی درویش بلبل شاہ نامی کی ہدایت اور تلقین سے اسلام قبول
کیا - اور صرف یہہ ہی شاہ صاحب تھے جنہون نے بادشاہ کو تحقیق حق مین مطلین کیا
کیونکہ اس بادشاہ کو اپنے قدیم مذہب کی طرف سے اطمینان نہ تھا اور کسی نیے مذہب
کو قبول کرنے کی تلاش مین رہتا تھا - ۱۳۸۸ عیسوی کے قریب سید علی ہمدانی کشمیر
مین آئے اور اونکی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی - یہہ بزرگ جب تیمور کے معتوب
ہوے تو اپنے وطن ہمدان کو چھوڑ کر جو فارس مین ہے کشمیر مین چلے آئے اور سات سو
سید اونکے ہمراہ تھے جو کشمیر پہونچکر مختلف مقامات مین عزلت گزین ہوے - اور اپنے
اثر سے ہندوؤن کو مسلمان کرتے رہے - ان کی کوششون سے تعصب کو بھی بہت
تحریک ہوئی یہانتک کہ سلطان سکندر (۱۳۹۳ء سے ۱۴۱۷ء) نے ہندوؤن کے
بتون اور بتخانون کو توڑ کر بت شکن کا لقب اختیار کیا - سلطان سکندر کے وزیر اعظم نے
جو ہندو سے مسلمان ہوا تھا ہندوؤن پر ظلم کیئے لیکن اوسکے مرنے کے بعد مذہبی آزادی کا
اصول پہر اس سلطنت کا دستور العمل بن گیا[1] - پندرہوین صدی عیسوی کے ختم ہونے
کے قریب ایک بزرگ میر شمس الدین جو شیعہ مذہب رکھتے تھے ملک عراق سے کشمیر مین آئے
اور اپنے مریدون کی مدد سے اُنہون نے کشمیر کے بہت لوگون کو مسلمان کر لیا -
اکبر اعظم کے عہد مین جب کشمیر سلطنت مغلیہ کا ایک صوبہ ہو گیا تو اسلامی اثر کو ملک مین ا
ستحکام ہوا - اور علمای دین کثرت سے کشمیر مین پہونچ گیئے - عالمگیر کے زمانہ مین کشتوار کے
رجپوت راجہ نے سید شاہ فریدالدین کی کرامات مشاہدہ کرکے اسلام قبول کیا اور راجہ کے
مسلمان ہوتے ہی رعایا بھی کثرت سے مسلمان ہو گئی - شاہان مغلیہ نے جس راستہ سے

[1] تاریخ فرشتہ - چوتھی جلد - صفحہ ۴۶۴ و ۴۶۹ -

اتری دولت کے لیے کشمیر مین آمد و رفت رکھی اوسکے کنارون پر لیسے اب تک موجود ہین جنکے رجپوت بزرگون نے بہت سے اسلامی طریقے اختیار کرلیے تھے[۵۱]

کشمیر کے شمال مین اسکردو یا تبت خرد ہے جسمین تین سو برس سے مسلمان موجود ہین لیکن اسلام کی اشاعت کے ابتدائی حالات جو اس ملک مین گذرے اونکی نسبت مختلف روایتین ہین۔ تبت کے گوشہ شمال مشرق مین بدھ مذہب کے لوگون مین اسلام شائع ہوتا جاتا ہے[۵۲]۔ اور کشمیر کے مسلمان تاجرون نے تبت خاص مین بھی اسلام کا چرچا کردیا ہے۔ ملک کی تمام بڑے شہرون مین کشمیری سوداگرون کے گروہ آباد ہین۔ لاسا مین جو تبت کا پایہ تخت ہے ان کشمیری سوداگرون کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ یہہ لوگ تبت کی عورتون سے نکاح کرتے ہین جو اکثر اپنے خاوندون کا مذہب اختیار کرلیتی ہین۔ مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے علانیہ کوئی کوشش حکام تبت کے خوف سے نہین کرسکتے[۵۳]۔ اس ملک مین اسلام نے ایران اور چین کے صوبہ یانان کی سمت سے بھی راہ کی[۵۴]

---

۵۱ ایف ڈریو "جمو اور کشمیر کی ریاستین" صفحہ ۱ (مطبوعہ لندن ۱۸۷۵ع)

۵۲ جے۔ ڈی۔ کننگہم "تاریخ سکہ" صفحہ ۱ مطبوعہ لندن ۱۸۴۹ع [illegible]

۵۳ ان واقعات سے خود لاسا کے لاماگروت نے مجھکو اطلاع دی ہے۔

۵۴ اے۔ یاسٹین۔ "دے گیشختے دیراینڈ وچینیزن" صفحہ ۱۵۹ (لائپ زگ ۱۸۶۶ع)

# باب دوم

## ملک چین مین اسلام کی اشاعت

صرف چند سال سے لوگون کو چین کے مسلمانون کی طرف توجہ ہوی ہے۔ اس سے پہلے کسیکو انکا خیال نہ تہا۔ یہہ بے توجہی ہی تعجب سے خالی نہین کیونکہ چین مین مسلمانون کا موجود ہونا ایک عرصہ سے یورپ کے لوگون کو معلوم تہا اور مدت ہوی کہ یورپ کے سیاحون نے اونکا ذکر اپنی کتابون مین لکہا تہا۔ تیرہوین صدی عیسوی مین اول مارکوپولو نے مسلمانون کا حال لکہا جن سے وہ چین کے سفر مین ملا تہا۔ وہ لکہتا ہے کہ صوبہ کاراجان مین (جسکو اب یانان کہتے ہین) مختلف قسم کے لوگ آباد ہین۔ ان مین ساراسین (مسلمان) اور بت پرست ہی نہین ہین بلکہ کچہہ نسطوری عیسائی بہی شامل ہین[1]۔" اسیطرح شہر سنجو کے حال مین (جسکو آج کل سننگ فو کہتے ہین) لکہا ہے کہ یہان کی آبادی مین بت پرست اور مسلمان اور تہوڑے سے نسطوری عیسائی ہین[2]"

سترہوین صدی کے اخیر اور اٹہارہوین عیسوی کے شروع مین فرقہ جیسوئٹ کے پادریون اور مشنریون نے بہی چین کے مسلمانون کا اکثر ذکر کیا۔ لیکن اونکے تاریخی حالات تحقیق کرنے یا تعداد اور حالت کو معلوم کرنے کی طرف ان پادریون نے توجہ نہین

[1] کرنل یول کا مارکوپولو۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۳۹۔

[2] کرنل یول کا مارکوپولو۔ پہلی جلد۔ صفحہ ۲۸۱۔

کی۔ یہہ زمانہ وہ تہا کہ یورپ کے لوگون کو چین کے مسلمانون کے ساتہہ کچہہ دلچسپی نہ تہی [۵۱]
چین کے مسلمانون کے متعلق غیر ملکون کے مسلمانون کے پاس بہی کوئی ذریعہ
معلومات سوای ابن بطوطہ کے جس نے چودہوین صدی عیسوی مین چین کا سفر کیا موجود
نہین ہے۔ ابن بطوطہ نے لکہا ہے کہ "چین کے مسلمان مجہہ سے ملکر بہت خوش ہوے
جو اسلامی ملک [۵۲] سے اونکے پاس پہونچا تہا۔ چین کے ہر ایک شہر مین شہر کا ایک حصہ
مسلمانون کے رہنے کے لیئے مخصوص ہوتا ہے جہان اونکی مساجد ہوتی ہین۔ چین کے
لوگ مسلمانون کی عظمت اور توقیر کرتے ہین [۵۳]"

لیکن جسوقت چین کے صوبہ یانان مین مسلمانون نے بغاوت کی جسکو بیس برس ہوے کہ
بہت زور پر تہی تو کل دنیا کو مجبورًا ماننا پڑا کہ چین مین بہی مسلمان کثرت سے موجود ہین۔
اس موقع پر مسلمانون کے حال مین دو کتابین لکہی گیئن۔ ان مین سے ایک کتاب مین جو
پروفیسر واسلیف کی تالیف سے ہے اس بات کا خوف پیدا کیا گیا ہے کہ چین مین مسلمانون
کی ایسی کثرت ہے جسکا پہلے کسی کو گمان تک نہ تہا یورپ کی تہذیب و شایستگی کو خطرے
مین پڑجانے کا اندیشہ ہے۔ اور یہہ کہ ایک دن اسلام چین کا قومی مذہب ضرور ہوجائیگا
پروفیسر واسلیف لکہتا ہے کہ "اگر چین کے ملک نے جسمین دنیا کی آبادی کا تہائی حصہ آباد
ہے مسلمان ہوکر اسلامی سلطنت کی صورت قبول کرلی تو مشرقی ملکون سے جو تعلقات چلے
آتے ہین اون مین سخت انقلاب پیدا ہوگا۔ جسوقت اسلام کی دنیا جبل طارق سے لیکر
بحر الکاہل تک پہیل جائیگی تو ضرور ہے کہ ہر ایک دفعہ مسلمان سر اٹہائین اور یسعی دنیا مین
ہل چل ڈالدین۔ اگر چینیون کی عافیت پسند اور محنتی زندگی متعصب مسلمانون کے قبضہ مین

---

[۵۱] بحری و بری سفر کے حالات"۔ دوسری جلد صفحہ ۷۶ و ۷۷ (مطبوعہ لندن ۱۸۰۸ء) ایضًا پہلی جلد صفحہ ۱۷ و ۷۷ (لندن ۱۸۰۵ء) جے بی دوہالدے "ملک چین کا بیان" توم ۱ صفحہ ۳۴۳ (مطبوعہ پیرس ۱۷۳۵ء)

[۵۲] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۶۷۔ [۵۳] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۸۵۔

اُٹھی تو یہ مسلمان اِن غریب چینیون کو جُوا بناکر دوسری قومون کی گردن پر رکھ دینگے"۔ ترکستان اور زنگیریا کے مسلمان سلطنت چین پر حملہ کرنے سے باز نہ آئینگے جہان اونکے ہم مذہب اور ہمقوم جابجا موجود ہین۔ اگر ترکستان اور زنگیریا کے ملک سلطنت چین کے محکوم ہی ہوگئے تو کیا اسلام اس وجہ سے کمزور ہو جائیگا۔ اور اوسکی اشاعت اور ترقی رُک جائیگی؟ یہ سوال ایسا پیدا ہوا ہے کہ صرف چند سال کے لیئے۔ فرض کرو دس برس یا صدسے صدہا برس کے لیئے ہم اسکو ملتوی رکھ سکتے ہین۔ لیکن اس عرصہ مین بھی اسلام کی ترقی جاری رہیگی۔ اور یہ مذہب اپنی آرزوئین پوری کرنے کے لیئے موقع کا منتظر رہیگا اور جو کچھ چاہتا ہے آخرکار اوسکو حاصل کرلیگا"۔ اگر چین کے مسلمان فقط اُن پردیسی مسلمانون کی اولاد ہوتے جنکو چین مین آباد ہوئے مدت ہوئی ہے تو ہمکو اس سوال سے بحث نہ ہوتی کہ چین کا کل ملک ایکدن مسلمان ہو جائیگا یا نہین۔ لیکن اس سوال سے پہلے ہی یہ فرض کرلینا پڑتا ہے کہ چین کے دیسی لوگ اسلام قبول کرتے جاتے ہین۔ اس لیئے اب ہم یہ پوچھتے ہین کہ اس مذہب کی ترقی کبھی ختم بھی ہوگی یا نہین؟" "مگر یہ کہ اگر کبھی اسلام چین کا فرمانروا مذہب ہوگیا اور رعایا سے اوسنے اپنی پیروی چاہی تو کون ہے جو اوسوقت مسلمان ہونے سے انکار کرسکیگا؟ ہمارے خیال مین اسوقت کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو اسلام قبول کرنے سے انکار کرے۔ بلکہ چینیون کو مذہب کا تبدیل کرنا لباس کے تبدیل کرنے سے جیسا کہ موجودہ شاہی خاندان چین کی تخت نشینی پر ہوا زیادہ آسان معلوم ہوگا"[۵۱]۔ ان عبارتون کو پڑھ کر ہر شخص کو تردد ہوگا کہ وہ کونسی مستند تحریرین ہین جن سے یہ عجیب و غریب نتیجے نکالے گئے ہین۔ اصل مین جن واقعات کے اعتبار سے یہ نتیجے نکالے گئے ہین اونکی تفصیل سابق کونسل جنرل و سفیر چین دبری تیرسان کی تالیف مین بیان ہین[۵۲]۔ اس مؤلف نے چین کے مسلمانون کی تاریخ بہت تصریح سے

[۵۱] اصلیت۔ صفحہ ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۱۷۰۔ [۵۲] چین کے مسلمان (مطبوعہ پیرس ۱۸۷۸ع)

لکھی ہے اور اونکا حال کہین تو تاریخون اور مذہبی کتابون سے اقتباس کیا ہے
اور کہین شاہی فرامین سے جو شہنشاہ چین نے مسلمان عالیک نام جاری کیے لکھا ہے
اور کہین اونکے عالمون اور قاضیاون اور دور ذریعون سے حالات تحقیق کر کے درج کیے
گئے ہین۔

چینی مسلمانون کے متعلق کوئی اد کتاب سوای تیرسان کی تاریخ کے ایسے نہین ہے
جسمین اسقدر تفصیل سے مسلمانون کے حالات درج ہون ۔ اور جسمین معلومات کا ایسا
قیمتی ذخیرہ موجود ہو۔ مین نے بہی ان ہی اون مقامات کے جہان خاص طور پر دوسری کتابون
کا حوالہ دیا ہے تیرسان کی تاریخ سے چینی مسلمانون کے حالات لکھے ہین۔

اس تاریخ کے مضامین کی تصدیق بحیثیت مجموعی چین کے ایک مسلمان سید سلیمان
سے بہی ہوی ہے جو صوبہ یانان کے رہنے والے ہین اور ایک چینی گورنر کے فرزند ہین
سید سلیمان نے اپنے بہائی کے ساتھہ ترکی اور اور اسلامی ملکون کا سیر و سفر کیا اور ۱۸۹۴
عیسوی مین جب وہ قاہرہ پہونچے تو ثمرات الفنون کے ایک نامہ نگار نے اونسے ملاقات
کی اور اس موقع پر جو گفتگو ہوی وہ اس عربی رسالہ مین شائع کی گئی ہے[1]

مذکورہ بالا کتابون کا ذکر کرنے کے بعد جنکا پڑہنا چینی مسلمانون کے حالات لکھنے
کے لیے ضروری ہے اب ہم تاریخی حالات کی طرف توجہ کرتے ہین چین مین اسلام دو طرف
سے داخل ہوا۔ جنوبی حصہ مین سمندر کی راہ سے پہنچا اور شمال مشرقی اطراف چین مین خشکی
کے رستہ سے پہونچکر شائع ہوا۔ چین کے شمال مغربی صوبجات کانسوہ اور شانسی مین مسلمان
کی تعداد اور سب صوبون سے زیادہ ہے۔ یہہ زیادتی صرف شمار ہی مین نہین ہے بلکہ

[1] ثمرات الفنون۔ (بیروت۔ ۱۳ شعبان ۲۶ شوال ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۴ عیسوی) [2] کانسو مین تین لاکہ
پچاس ہزار مسلمان آباد ہین اس تعداد کو اور صوبجات کے مسلمانون کی تعداد سے چہہ اور پانچ یا چار کی نسبت ہے
شانسی مین بیس لاکہہ مسلمان ہین۔ (دے تیرسان۔ [illegible] صفحہ ۴۰-۴۱)

بنسبتاً بہی بیہ تعداد اور صوبون کے مسلمانون سے زائد ہے۔ چنانچہ چین کے دو کروڑ مسلمانون مین سے تین چوتہائی حصہ اس آبادی کا ان دونون صوبون مین آباد ہے[۱]۔

سلطنت چین کے شمال مغربی ملکون مین اشاعت اسلام اوائل وسط ایشیا سے ہوئی جسکی وجہ اسکی یہہ تہی کہ قدیم زمانہ خلافت مین شاہان چین اور خلفاے اسلام مین جو عرب کے متصل ملکون کو فتح کرتے جاتے تہے آشتی پیدا ہوگئی تہی چینیون کو دوسری صدی عیسوی سے ملک عرب کا حال معلوم تہا لیکن خلیفہ اسلام اور شہنشاہ چین مین ملکی تعلقات یزدجرد بادشاہ ایران کی موت کے بعد پیدا ہوئے جب یزدجرد کا انتقال ہوا تو فیروز ابن یزدجرد نے دشمنون کی مدافعت کے لیے شہنشاہ چین سے فوجی مدد چاہی شہنشاہ نے جواب بہیجا کہ ایران چین سے اسقدر دور ہے کہ فوج روانہ نہین ہوسکتی البتہ حضرت عثمان رضی سے فیروز کی سفارش ہوسکتی ہے۔ جب چین کا سفیر حضرت عثمان رضی کی خدمت مین فیروز کی سفارش کے لیے آیا تو اوسکی بہت مدارات ہوئی اور اسی کے وقت ایک عرب سپہ سالار اوسکے ساتہہ کردیا گیا۔ ۶۵۱ء عیسوی مین شہنشاہ چین نے اس عرب کی بہت خاطر و تواضع کی۔ خلیفہ ولید ابن عبدالملک کے عہد مین (۷۰۵ء) قطیبہ بن مسلم خراسان کا حاکم مقرر ہوا اور دریاے جیحون عبور کرکے اوسنے وہ معرکہ آرائیان شروع کین جن مین بخارا سمرقند اور دیگر ملک مسلمانون نے فتح کرلیے اور ان ملکون مین

---

[۱] مسلمانون کی مردم شماری کا یہ تخمینہ تیرسن کا کیا ہوا ہے اور چینی حاکمون سے اطلاع حاصل کرکے یہ تخمینہ کیا گیا ہے دوسرا بیان یہہ ہے کہ چین مین غالباً تین کروڑ مسلمان ہین۔ (دیتیا) مصنفہ اے ایچ کین مرتبہ سر رچرڈ ٹمپل صفحہ ۵۰۷ مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء سید سلیمان نے بیان کیا کہ مسلمانان چین کی تعداد کے یہہ سب تخمینے بڑے ہوگئے ہین مسلمانون کی مردم شماری مین ہر سال کمی ہوتی ہے سید سلیمان کا خیال ہے کہ کاشغر کے مسلمانون کو چہوڑکر چین کے مسلمانونکی تعداد سات کروڑ ہے۔ (ثمرۃ الفنون ۲۶ رماہ رمضان صفحہ ۳) چینی مسلمانونکی تعداد کے متعلق جسقدر لاعلمی ہے اوسکا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مسٹر ڈلفر ڈبلنٹ نے ڈیڑہ کروڑ (صفحہ ۸) اور ڈاکٹر جاسپ (صفحہ ۹) نے صرف ۴۰ لاکہہ اور اکیمند ریٹ پلاڈویو نے تیس اور ۴۰ لاکہہ کے درمیان مسلمانون کا شمار لکہا ہے۔ (زیڈ ڈی ایم جی جلد ۱۲ صفحہ ۵۰۲ ۱۸۶۵ء)

معمعم کردین دریافت ہوتاہے کہ مغلون کے زمانہ سلطنت مین مسلمان بڑے بڑے عہدے اورمنصب رکہتے تہے۔ سنہ ۱۲۴۴ع مین عبدالرحمن سرکاری خزانہ کا افسر اعلی مقرر ہوا اور ملک سے محصول جمع کرنے کے اختیارات اوسکو ملے[4]۔ سنہ ۱۲۵۹ عیسوی مین قوبلائی خان نے تخت نشین ہوکر سید اجل کو جو بخارا کا رہنے والا تہا شاہی خزانہ سپرد کیا سنہ ۱۲۷۹ عیسوی مین سید اجل نے انتقال کیا اور دیانتداری مین بڑی شہرت حاصل کی سید اجل کے بعد ایک شخص احمد نامی خزانہ کا افسر مقرر ہوا مگر یہہ شخص ایسا ہی بدنام ہوا جیسا سید اجل نیکنام تہا۔ چین کے مورخ جہان قوبلائی خان کے عہد کی تعریف کرتے ہین وہان سیاست کے ضرورشاکی ہوتے ہین کہ ترکون اور ایرانیون کی جگہہ اوسنے چینیون کو بڑے عہدون پر مقرر نہین کیا[5]۔ پیکین کے شہر مین قوبلائی خان نے ہوی ہو کی قوم کے لیے جسنے اسلام قبول کرلیا تہا ایک شاہی مدرسہ جاری کیا۔ یہ دوسرا ثبوت اس بات کا ہے کہ چین مین مسلمانون کی قدر بڑہتی جاتی تہی۔ چودہوین صدی عیسوی کے اخیر مین ایک چینی مورخ نے لکہا ہے کہ صوبہ یانان کے کل باشندے اوسکے زمانہ مین مسلمان ہوچکے تہے[6]
مغلون کی سلطنت کے زمانہ تک چین مین مسلمان غیرملک کے آدمی خیال کیے جاتے تہے۔ لیکن جب تیرہوین صدی عیسوی کے اخیر مین تخت چین سے مغلون کا خاندان معزول ہوا تو چین کے مسلمانون کو باہر کے اسلامی ملکون سے تعلق نہ رہا اور اس خیال سے کہ نئے حکمران خاندان کو اونسے بدگمانی نہ ہو انہون نے یہہ طریقہ اختیار کیا (اور ابتک اونمین یہہ ہی دستور ہے) کہ کوئی ظاہر اعلامت وہ ایسی نہ رکہین جس سے اونکا مذہب جدا معلوم ہو۔ مسلمانون نے یہہ کوشش کی کہ جس طرح چین کے اور باشندے ہین اونہین جہان تک ممکن ہو یہہ بہی شامل نظر آوین۔ جب مغلیہ سلطنت کو زوال ہوا تو چین کے شمالی ملکون مین اسلام بخوبی شائع ہوگیا تہا اب اوسنے جنوب کی طرف آہستہ مگر جماکر

[4] ہوورتہ۔ پہلی جلد صفحہ ۱۶۱۔ [5] ہوورتہ پہلی جلد صفحہ ۲۷۵۔ [6] رشیدالدین۔ ایول کا کاتہی صفحہ ۲۶۹،

قدم رکھنے شروع کیئے اور اشاعت کے لیئے بہت احتیاط کے ساتھ وہ طریقے
اختیار کیئے جو کسی کی بات مین مخل معلوم ہون یہ اسلامی تحریک جو شمال سے جنوب کی طرف
شروع ہوی اوسکے حالات تاریکی مین دبے پڑے ہین لیکن مسلمانون کی قومین جو اسوقت
تک یہان موجود ہین اس تحریک کی کامیابی کا ثبوت ہین - جنوبی منگولیا کے تمام شہرون
مین جہان کی آبادی عموماً بدھ مذہب کی پیرو ہے مسلمان بھی بکثرت موجود ہین دارالحکومت
پیکن مین مسلمانون کے بیس ہزار خاندان موجود ہین - اور تیرہ مسجدین ہین جنکے ملا مغربی ملکون
سے پیکن مین نہین آئے بلکہ کن چو کے رہنے والے ہین جو پیکن کے جنوب مشرق مین
بادشاہی نہر کے کنارہ واقع ہے اور جو شمال مشرقی صوبجات چین کے ایسے شہرون مین سے
ہے جہان اسلام کا اثر سب سے زیادہ پیدا ہوا۔[۵۱]

یہ واقعہ بھی دلچسپ ہے کہ چین کے یہودیون نے اسلام قبول کرکے چینی مسلمانون
کی تعداد کو بڑہا دیا - یہ یہودی چین مین بہت قدیم زمانہ سے آباد تھے - گورنمنٹ چین نے
انکو نوکریان دی تہین اور بڑی بڑی جایدادون کے وہ مالک تھے لیکن سترہوین صدی
عیسوی کے خاتمہ پر ان مین سے بہت لوگون نے اسلام قبول کرلیا۔[۵۲]

اٹھارہوین صدی عیسوی مین مسلمانون نے اپنے مذہب کی اشاعت مین بڑی
کوشش کی اور نو مسلمون کی تعداد بہت بڑھ گئی[۵۳] ایک سبب اس ترقی کا یہ بھی تھا کہ
چینیون کو وسط ایشیا مین فتوحات حاصل ہوی تہین اور انکی سلطنت مغرب کی طرف بڑھ گئی
تھی اس لیئے ملک تیان شان کے اسلامی شہرون اور مغربی ترکستان کی ریاستون مین
تجارت کا بازار گرم ہوا اور چین کے شمال مغربی صوبون پر پھر باہر کے مسلمانون کا براہ راست اثر پڑا۔[۵۴]

۵۱ دہلیت صفحہ ۹۰ - ۵۲ "وسط چین کا سفر" مصنفہ کلارک ایل - ۲۴۱ - (لندن ۱۸۹۸ء) ۵۳ لیترا ایدیفیانٹ کیورئیز
توم ۱۹ صفحہ ۱۴۰ - ۱۸۵۰ء مین ایک عیسائی مخبری نے پیکن کے شہر سے لکہا کہ مسلمانون کے گروہ روز بروز ترقی پر ہیں
دیکھو لائے گروسیے - توم ۴ صفحہ ۵۰۰ - ۵۴ دیبیتریس - سی بولگر - "دو تاریخ چین" دوسری جلد
صفحہ ۵۲۹ - ۵۳۰ - لندن (۱۸۸۱ - ۱۸۸۴ء)

ملک چین کے شمال مغربی صوبجات میں تو اسلام کا چرچا ہوا ہی تھا کہ جنوب میں بھی سمندر کے رستہ سے مسلمان چین میں پہونچ گئے۔ لیکن ان مسلمانون کا حال بالکل جدا ہے۔ تعداد کے لحاظ سے یہ اسلامی تحریک جو جنوبی ملک چین میں پیدا ہوئی زیادہ قوی نہین ہے لیکن تاریخی وقعت اوسمین زیادہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے عرب اور چین مین بحری ستہ سے تجارت شروع ہو گئی تھی۔ عرب اور شام کے ملکون اور بحیرہ شام کے بندرگاہون کو مشرقی ملکون کی پیداوار تجارت کی غرض سے روانہ کی جاتی تھی چھٹی صدی عیسوی مین جزیرہ سیلون کے رستہ سے چین و عرب کی تجارت نے بہت ترقی کی ساتوین صدی عیسوی مین چین اور ایران اور عرب کی تجارت نے اور زور پکڑا[۱] اور سیراف کا شہر جو خلیج فارس کے ساحل پر واقع تھا۔ چینی تاجرون کا بڑا تجارت گاہ بن گیا۔ غرض یہ زمانہ تھا یعنی چین مین تھانگ کے شاہی خاندان کا عہد (۶۱۸ تا ۹۰۷ء) شروع ہوا تھا کہ چین کے مورخون نے عربون کا ذکر اپنی تاریخون مین لکھا[۱] چین کے مورخون نے لکھا ہے کہ بہت اجنبی آدمی انام کمبوج۔ مدینہ اور اور ملکون سے چین مین چلے آئے ہین۔ ان اجنبی لوگون کی جو عادات اور رسوم ان مورخون نے بیان کی ہین اونسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ عرب کے مسلمان تھے۔ چین کے مورخ لکھتے ہین کہ "یہ باہر کے رہنے والے ایک خدا کی بندگی کرتے ہین اور اونکے عبادتخانون مین بت یا مورت یا تصویر نہین ہوتی۔ مدینہ کا شہر ہندوستان کے قریب کہین ہے۔ اسی شہر یا ملک مین ان لوگون کا مذہب جو بدھ کے مذہب سے مختلف ہے شروع ہوا۔ یہ لوگ شراب اور سور کے گوشت کو قطعی حرام سمجھتے ہین اور جس جانور کو خود ذبح نہین کرتے اوسکے گوشت کو ناپاک جانتے ہین۔ آج کل چین کے باشندے ان لوگون کو ہوئی ہوئی کہتے ہین[۲]

[۱] بریٹ شنیڈر۔ (۲) صفحہ ۹۔ [۲] چین کے مسلمان اپنے تئین ہوئی ہوئی کہتے ہین۔ اس لفظ مین رجوع اور طاعت دونون معنی ساتھ پیدا ہوتے ہین یعنی راست طریقت سے اللہ کی طرف رجوع ہونا" اور خدا کی مرضی کی طاعت کرنا"

یہان اونکا ایک عبادتخانہ ہے جسکو وہ کسی بزرگ کی یادگار سمجھتے ہین (اس عبادتخانہ سے مراد وہاب بن کبشہ رضؓ کی مسجد سے ہے جسکا ذکر آگے آئیگا -) یہہ عبادتخانہ خاندان تھانگ کے آغاز عہد مین تعمیر ہوا تھا - اور اوسکے پہلو مین ایک سو ساٹھہ فیٹ بلندی کا ایک مینار ہے جسکو یہہ لوگ کانگٹا کہتے ہین (یعنی سادہ مینار -) یہہ اجنبی لوگ اس عبادتخانہ مین رونہ جاتے ہین کہ اپنی مذہبی رسوم ادا کرین - شہنشاہ سے اجازت لیکر وہ کانٹن مین آباد ہوئے ہین اور انہون نے بڑے عالیشان مکان بنائے ہین جنکی وضع ہمارے ملک کے طرز تعمیر سے جدا ہے - یہہ لوگ بہت دولتمند ہین اور جس شخص کو اپنا امیر منتخب کر لیتے ہین اوسکی ہمیشہ فرمانبرداری کرتے ہین[۵۱] -

یہہ بات صحیح تحقیق ہونی کہ کانٹن مین عربون کا سردار یا امیر کون تھا ناممکن ہے چین کے مسلمان بھی اس سوال کے جواب مین قیاس سے کام لیتے ہین - لیکن انکے ہان مشہور یہہ ہے کہ اس امیر کا نام سارتا یا سکا یا یا وانگ کازی مشہور تھا - سکا یا کا لفظ کسی قدر قابل لحاظ ہے کیونکہ اس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ امیر کانٹن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین سے تھے اور چینی مسلمانون کی ہر ایک روایت مین یہہ ضرور بیان ہوتا ہے کہ یہہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تھے[۵۲] -

دے تیرسان کی رائے مین ان امیر یا صحابی سے مراد وہاب بن ابی کبشہ رضؓ ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مامون تھے - دے تیرسان کا خیال ہے کہ مفصلہ ذیل حالات کی نسبت یقین کر لینا چاہیے کہ اون مین وہاب بن ابی کبشہ رضؓ کے واقعات زندگی تاریخی حیثیت سے بیان ہین - کیونکہ اون قصون اور افسانون کو جو اصلی واقعات پر اضافہ

---

[۵۱] دے تیرسان - قوم صفحہ ۱۹ -[۵۲] علامہ شیخ حسین بن محمد ابن الحسن الدیار البکری نے تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ حضرت آمنہ ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ کوئی بھائی تھا نہ بہن - لیکن بنو زہرہ اسوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں کہا کرتے تھے - کیونکہ حضرت آمنہ اونکے قبیلہ سے تھین - (تاریخ الخمیس جلد اول صفحہ ۱۸۰ مطبوعہ قاہرہ ۱۲۸۳ھ)

ہوسکتے ہین وہ ذکر کرکے یہہ حالات لکھے جاتے ہین۔ حالات یہہ ہین کہ سنہ ۶ ہجری
مطابق سنہ ۶۲۸ عیسوی مین جسکو سنہ الوفود کہتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاب
بن ابی کبشہ کو شہنشاہ چین کے پاس اسلام کی خبر دینے کے لیئے روانہ فرمایا تہا۔ کانٹن
مین اونکی بہت تعظیم و تکریم ہوی اور بادشاہ کی طرف سے انکو اور انکے ساتہیون کو سلطنت
چین مین اسلام کی علانیہ پیروی کرنے اور مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی۔ سنہ ۶۳۲ عیسوی مین
وہاب ابن کبشہ اس کام سے فارغ ہوکر عرب کو واپس گئے۔ لیکن جب وہان پہونچے تو پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی جانگاہ خبر سنی جو اوسی سال مین ہوا تہا معلوم ہوتا ہے
کہ اس واقعہ سے وہاب ابن کبشہ رضی نے عرب مین بہت کم قیام کیا کیونکہ جب وہ دوبارہ چین کو روانہ ہوے
ایک جلد قرآن شریف کی اونکے ساتہہ تہی جو ہجرت کے گیارہوین یا بارہوین سال
(سنہ ۶۳۳ء) مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین جمع ہوا تہا۔ کانٹن پہونچکر
وہاب ابن کبشہ رضی نے سفر کی تکان سے بیمار پڑکر انتقال کیا۔ اور شہر کے قریب دفن کیے
گئے۔ یہان ابتک اونکا مزار مسلمانان چین کی زیارتگاہ ہے۔ جو مسجد اونہون نے اپنی
زندگی مین بنائی تہی اوسکے گرد عرب کے تاجرون کی بڑی بستی آباد ہوگئی اور اوسکو بہت
جلد ترقی ہوی۔ کیونکہ یہہ عربی تاجر چینیون سے اتحاد قائم رکہتے تہے اور یہان اونکے
آباد ہونے سے دونون کو فائدہ تہا۔ کچہہ زمانہ تک یہہ عرب غیرون کی طرح اس ملک مین
رہے۔ چنانچہ نوین صدی عیسوی کے وسط مین عرب کے ایک تاجر نے لکہا کہ کانٹن
کے مسلمانون کے ہان اون ہی کا قاضی ہے اور وہ چین کے بادشاہ کا خطبہ نہین پڑہتے
بلکہ اپنے خلیفہ کا خطبہ پڑہتے ہین۔ غرض جسوقت کانٹن مین مسلمانون کی آبادی قائم ہوگئی
تو مسلمانون کی تعداد بڑہنی شروع ہوی۔ کچہہ تو اسطرح کہ باہر سے مسلمان آئے اور کانٹن
کے مسلمانون کے ساتہہ رہنے لگے اور کچہہ اسطرح کہ مسلمانون نے چین کی عورتون سے
شادیان کرنی شروع کین اور چینیون کو مسلمان کرکے اپنی تعداد کو بڑہا لیا۔ سنہ ۸۵۸ عیسوی

تجارت کی غرض سے اسلامی سلطنت سے موافقت رکہیں اور جسوقت تک باشندگان
تبت کی مدافعت کے لیئے جو چینیون اور مسلمانون کے یکسان دشمن تہے خلیفہ اسلام
سے اتحاد رکہنا ضروری سمجہا گیا اوسوقت تک چین مین چین کے مسلمانون کو ہر طرح
کی سختیون سے حفاظت حاصل تہی لیکن جب یہ حفاظت کے سامان باقی نہ رہے
توبہی دریافت ہوتا ہے کہ گورنمنٹ چین کی طرف سے مسلمانون کو ملکی اور مذہبی آزادی
بدستور حاصل ہی - اس حفاظت کا میسر ہونا زیادہ تر اس وجہ سے تہا کہ مسلمانون نے ہمیشہ
چینیون کے مذہبی تعصبات کو روکنے کے لیئے مناسب وقت تدبیرین اختیار کین -
روزانہ زندگی مین مسلمانان چین کی عادات اور رسوم ہی ہین جو اور چینیون کی ہین لمبی لمبی
چوٹیان رکہتے ہین چینیون کے سے کپڑے پہنتے ہین - صرف مسجد مین جانے کے
وقت عمامہ سر پر رکہہ لیتے ہین - اور اس خیال سے کہ چینیون کے مذہبی تعصب کو اونکے
خلاف اشتعال نہو مسلمان اپنی مسجدون کے مینار بہی زیادہ بلند نہین بناتے[1] یعنی تاتار
مین مسلمان سپاہیون کو خاص طور پر اجازت ہے کہ اپنی جماعت کو چینیون سے علیحدہ
رکہین - لیکن وہان بہی فوج کے مسلمان افسرون کا لباس اوسی وضع کا ہے جو سرکاری طور
پر اونکے لیئے مقرر ہے - لمبی لمبی مونچہین اور چوٹیان رکہتے ہین - ارمنیوس ومبیری نے
اپنے سفرنامہ مین لکہا ہے کہ تعطیل کے دن بادشاہ کو تعظیم دینے کا جو قاعدہ حکام سلطنت
کے لیئے مقرر ہے اوسی کے مطابق مسلمان حاکم بہی تعظیم دیتے ہین - یعنی بادشاہ کی تصویر
کے سامنے تین دفعہ ماتہے سے زمین کو چہوتے ہین[2] - اسیطرح تمام مسلمان حاکم اور اور لوگ
جو صوبجات ملک مین مختلف عہدون پر مامور ہین وہ رسوم ادا کرتے ہین جو تہوارون کے
دن کنفیوشس کے مندر مین جاکر ادا کرنی ہر حاکم کا فرض ہین - غرض مسلمان بہت احتیاط
کرتے ہین کہ کسی طرح اونکا مذہب بادشاہ کے مذہب سے مخالف نہ نظر آوے -

[1] اسلیف صفحہ ۱۵ - [2] ارمنیوس ومبیری "وسط ایشیا کا سفر" صفحہ ۴۰ (مطبوعہ لندن ۱۸۶۴ء)

اور یہہ ہی باعث ہے کہ اسلام کے خلاف چین مین وہ ہنگامے برپا نہین ہوسکے جو عیسویت
اور موسوی مذہبون کے خلاف پیدا ہوئے۔ مسلمان اپنے ہموطن چینیون سے یہان تک
کہتے ہین کہ ہمارا مذہب کنفیوشس کی تعلیم و تلقین سے اتفاق رکھتا ہے۔ فرق صرف
اسقدر ہے کہ ہم اپنے بزرگون کے طریقے کے مطابق نکاح اور تجہیز و تدفین کی رسمین
ادا کرتے ہین۔ شراب اور سور کے گوشت اور تمباکو سے پرہیز کرتے ہین جوا نہین کہیلتے
اور کہانا کہانے سے پہلے ہاتھ دہو لیتے ہین[۱]۔ مسلمانون کی کتابون اور تحریرون مین
کنفیوشس اور چین کے پیشوایان مذہب کی کتابون کا بڑا ادب لکھا ہے۔ اور جہان کہین
ممکن ہوتا ہے مسلمان اپنے مذہب اور کنفیوشس کے مذہب مین جو باتین مشابہ ہین اونکو
جتلاتے ہین[۲]۔

چینی مسلمانون کی ان باتون کا معاوضہ چین کی گورنمنٹ نے یہہ کیا ہے کہ مسلمان
رعایا کو (سوائے بغاوت کی حالت کے) وہی حقوق عطا کئے ہین جو اور رعایا کو حاصل
ہین۔ سلطنت کے کسی عہدے سے وہ محروم نہین ہین۔ صوبون کے گورنر ہوتے ہین
سپاہ مین جرنیل مقرر کیے جاتے ہین اور حکومت اور وزارت کے عہدون پر مامور ہوکر حاکم
اور محکوم دونون کی نظرون مین معزز اور معتمد ثابت ہوتے ہین۔ چین کی کتب تواریخ
مین مسلمانون کے نام مشہور حکام سلطنت ہی کی فہرست مین نہین ملتے بلکہ صنعت و حرفت
علوم و فنون مین خاصکر ریاضی اور ہیئت کے علوم مین انہون نے بہت نام پیدا کیا[۳]۔
مسلمانون کے حال پر سلطنت کی طرف سے جو مہربانیان ہوئین انہون نے چینی حاکمون
کے دل مین مسلمانون کی طرف سے بار بار رشک اور حسد پیدا کردیا۔ ۱۷۳۱ء عیسوی مین
شہنشاہ چین نے ایک فرمان اون الزامون کی تردید مین جاری کیا جو چینیون نے صوبہ
شانسی کے مسلمانون پر لگائے تھے۔ یہہ فرمان یہان نقل کرنے کے قابل ہے

[۱] ویسلیت صفحہ ۱۰ - [۲] دی تیرسان - توم ۲ صفحہ ۲۶۳ - ۲۷۲ - [۳] دی تیرسان - توم ۱ صفحہ ۴۴ - ثمرۃ الفنون - ۲۸ [illegible]

۴ شعبان صفحہ ۲

کیونکہ اوس سے تحقیق ہو جاتا ہے کہ چین کے شہنشاہون نے اپنی مسلمان رعایا کو کس مہربانی اور لطف کی نظر سے دیکھا۔

فرمان کا مضمون یہہ ہے "ہماری سلطنت کے ہر صوبہ مین صدہا برس سے مسلمان موجود ہین جو ہماری رعایا کا ایک حصہ ہین۔ جس طرح اور ہماری رعایا مثل ہماری اولاد کے ہے اسیطرح یہہ مسلمان بھی ہماری اولاد ہین۔ مین مسلمانون مین اور اون لوگون مین جو مسلمان نہین ہین کچھہ فرق نہین سمجھتا۔ بعض حاکمون نے مسلمانون کی خفیہ شکایتین ہم سے کی ہین جنکی بنا صرف یہہ ہے کہ مسلمانون کا مذہب چینیون کے مذہب سے اختلاف رکھتا ہے مسلمان وہ زبان نہین بولتے جو اور چینی بولتے ہین اور لباس بھی اونکا چینیون سے مختلف وضع کا ہے۔ اونپر نافرمانی گستاخی۔ اور باغیانہ خیالات رکھنے کا الزام لگایا گیا ہے اور ہمسے درخواست کی گئی ہے کہ مسلمانون کے خلاف سخت طریقے اختیار کیے جاوین لیکن تحقیق و تفتیش کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ ان شکایتون اور الزامونکی کوی بنا نہین ہے مسلمان جس مذہب کے پابند ہین وہ فی الحقیقت اونکے بزرگون کا مذہب ہے۔ یہہ سچ ہے کہ اونکی زبان وہ نہین ہے جو اور چینیون کی زبان ہے۔ لیکن چین کے ملک مین بہت سی مختلف قومون کی زبانین بولی جاتین ہین اونکی مسجدون کی نسبت اور اونکے لباس اور طرز تحریر کے بارے مین جو چینیون کی وضع اور طرز سے مختلف ہین جسقدر شکایتین کی گئی ہین وہ ہرگز لحاظ کے قابل نہین۔ یہہ سب رواج اور دستور کی باتین ہین مسلمانون کا چال چلن ایسا ہی اچھا ہے جیسے اور ہماری رعایا کا چال چلن ہے۔ اور کسی بات سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ بغاوت کرنے پر آمادہ ہین۔ پس ہماری یہہ خواہش ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کی پیروی مین آزاد رہین جسکا مقصد یہ ہے کہ لوگون کو نیکی سے زندگی بسر کرنی سکھائی جاوے۔ اور جو انسانی اور ملکی فرائض انسان پر ہین اونکو ادا کیا جاوے ہماری گورنمنٹ کے اصولون کو مسلمانون کا مذہب تسلیم کرتا ہے۔ اس سے زیادہ ہمکو

کیا جاتا ہے۔ پس اگر مسلمان اپنے تئین نیک اور خیر خواہ رعایا ثابت کرتے رہینگے
تو اونپر ہمارا لطف و کرم ایسا ہی جاری رہیگا جیسے ہماری اور اولاد پر ہے۔ مسلمانون مین سے
لوگ مالی اور فوجی حاکم ہوے ہین جو اپنے عہدون پر اونچے سے اونچے درجہ تک پہونچے
یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انہون نے ہماری عادات اور رسوم اختیار کر لی ہین اور وہ
ہماری کتب مقدسہ کی نصیحتون پر عمل رکھتے ہین۔ وہ علم ادب کے امتحانون مین اور لوگون
کی طرح امتحان دیکر کامیاب ہوتے ہین۔ اور ہمارے قانون کے بموجب جو رسمین ادا کرنی
ضروری ہین انکو وہ ادا کرتے ہین مختصر یہہ کہ چینیون کے بڑے ہماری کنبہ کے ایک
رکن مسلمان ہی ہین اور وہ انتظامی اور ملکی فرائض کو ٹھیک طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتے
ہین۔ جسوقت کسی حاکم کے سامنے مقدمہ پیش ہوگا تو فریقین کے مذہب و ملت سے
اوسکو کچھہ بحث نہین ہوسکتی۔ میری رعایا کے لیے صرف ایک قانون ہے اور وہ یہہ ہے
کہ جو بھلائی کرینگے انکو انعام ملیگا اور جو برائی کرینگے اونکو سزا دی جاویگی" [1]

بہرحال یہہ فرض نہین کرنا چاہیے کہ گورنمنٹ کی غلطی کی طرف سے چین کے
مسلمان اور چینیون سے علحدہ اور مخصوص گروہ ہونے کی حیثیت نہین رکھتے مسلمانون
اور چینیون مین جو سخت ہنگامے ہوئے اور جن مین ہزارون کا خون بہہ گیا اون سے
ظاہر ہے کہ اگر چین کے تمام مسلمانون مین نہین تو کم سے کم ہر صوبہ کے چینی مسلمانون
مین رشتہ اتحاد کیسا مضبوط ہے۔ صوبہ یانان مین پانتہی کی مشہور بغاوت اس اتحاد کی
نظیر ہے۔ برسون کے مقابلون (۱۸۵۵ تا ۱۸۷۳ع) اور کشت و خون کے بعد چین کی
گورنمنٹ اس بغاوت کو فرو کر سکی۔ اور کہا جاتا ہے کہ بیس لاکھہ چینی مسلمانون کا ان ہنگامون
مین خون ہوا [2] چین کے تمام مسلمانون نے متفق ہو کر ابتک کوئی کام نہین کیا ہے۔

[1] ویری تیرسان - توم ا - صفحہ ۱۵۲-۱۵۴ - [2] سید سلیمان کا بیان ہے کہ صوبہ یانان کی دو کروڑ ستر لاکھہ کی آبادی مین
اب بھی اس تعداد کا نصف حصہ مسلمان ہے جو آج کل موجود ہے۔ ثمرۃ الفنون ۱۱ شعبان ۱۳۱۱ ہجری)

یہ سب ہنگامے اور فساد صرف خاص خاص مقامات اور صوبجات مین برپا ہوئے - مگر ان باتون سے اسقدر نتیجہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان پولیٹیکل حیثیت سے ایسے کمزور یا کسی اسلامی تحریک مین شریک ہونے سے ایسے عاجز اور قاصر نہین ہین جیسا کہ بعض لوگون نے اونکی نسبت فرض کر کہا ہے [1] اسکے ساتھہ ہی دریافت ہوتا ہے کہ چین کے مسلمان لوگون کو چپکے چپکے مسلمان کرنے مین بہت ساعی ہین اور ان کوششون سے یہ ہوتا ہے کہ چینیون کے مختلف گروہ اسلام قبول کر کے آپس مین متحد و متفق ہو جاتے ہین -

چین مین اسلام کی اشاعت اس طریقہ سے نہین ہوی کہ علانیہ اسلام کا وعظ کیا گیا ہو اس بات سے مسلمانون کو بغاوت کے جرم مین ملزم ہو جانے کا خوف ہوتا ہے - چنانچہ اس خیال کی تصدیق ایک رپورٹ سے ہوی ہے جسکو ۱۷۸۳ء مین صوبہ کوانگسی کے گورنر نے شہنشاہ چین کی خدمت مین روانہ کیا - اس رپورٹ کا مضمون یہ تھا "مین (صوبہ کوانگسی کا گورنر) بادشاہ کی خدمت مین عرض کرتا ہون کہ صوبہ کوانگسی کا ایک شخص جسکا نام ہانفوبون ہے آوارہ گردی کے جرم مین گرفتار ہوا ہے - جب اس شخص سے اوسکا پیشہ پوچھا گیا تو اوسنے بیان کیا کہ دس برس کے عرصہ سے وہ سلطنت چین کے ہر ایک حصہ مین سفر کرتا رہا ہے تاکہ اپنے مذہب کے متعلق اطلاع حاصل کرے - اس شخص کے ایک صندوق مین سے تیس کتابین نکلی ہین جن مین بعض خود اوسکی لکھی ہوی ہین اور بعض ایسی زبان مین تحریر ہین جنکو یہان کوئی نہین سمجھہ سکتا ان کتابون مین مغرب کے کسی بادشاہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بہت تعریف کی گئی ہے جب ہانفوبون کو (اقبال جرم کے لیے) تکلیفین پہونچائی گئین تو اوسنے اقرار کیا کہ اوسکے سفر کا مقصد ان کتابون کی اشاعت تھا جن مین اوسکا مذہب بیان ہے - ہانفوبون نے نسبت

[1] سر جیرڈ ٹمپل "مشرقی تجربہ" صفحہ ۳۲۲ (مطبوعہ لندن ۱۸۸۲ء)

اور مقامات کے صوبہ شانسی مین سب سے زیادہ عرصہ تک رہا۔ مین نے ان کتابون کو دیکھا ہے۔ ان مین بعض بے شک غیر زبان مین لکھی ہوی ہین کیونکہ مین ان کو نہین سمجھ سکا۔ مگر جو کتابین چینی زبان مین تحریر ہین وہ بہت خراب ہین بلکہ مین یہہ کہونگا کہ وہ ہنسنے کے قابل ہین کیونکہ ان مین ایسے لوگون کی تعریف لکھی ہے جو تعریف کے اس لیے مستحق نہین ہین کہ مین نے کبھی اونکا ذکر نہین سُنا۔

شاید ہانفوییون صوبہ کانسوہ کا کوئی باغی ہے اوسکا چال چلن مشتبہ ہے کیونکہ معلوم نہین ہوتا کہ ملک مین دس برس تک سفر کرنے سے اوسکا اصلی مقصد کیا تھا۔ مین اس مقدمہ کو اچھی طرح تحقیق و تفتیش کرنا چاہتا ہون۔ لیکن اس اثنا مین میری درخواست یہہ ہے کہ ہانفوییون کے عزیزون کے پاس جو چھاپنے کی تختیان ہین اور جن سے یہ کتابین چھاپی گئی ہین وہ جلادی جاوین اور جن لوگون نے ان تختیون پر چھاپنے کے لیئے عبارت کندہ کی ہے وہ گرفتار ہون اور کتابون کے مصنف بھی پکڑے جاوین۔ جو کتابین ملزم کے پاس سے برآمد ہوی ہین وہ بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی جاتی ہین۔ اور درخواست ہے کہ اونکے بارے مین بادشاہ کا جو کچھہ حکم ہو اوس سے مجھہ کو اطلاع بخشی جاوے"[۱]

آخرکار بیچارہ اعظا اسلام ہانفوییون رہا ہوگیا۔ اور بادشاہ نے گورنر کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا۔ لیکن اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ اسلام کی علانیہ اشاعت مین کیسے خطرات شامل ہین۔ ہر سال چینیون مین سے لوگ مسلمان ہوتے رہتے ہین۔ لیکن یہہ تبلیغ اسلام مسلمانون کی چپ چاپ کوششون کا نتیجہ ہے۔ یہہ ہی وجہ ہے کہ موجودہ زمانہ مین اسلام اسطرح شائع نہین ہو سکتا کہ ایک دفعہ ہی بہت سے چینی اسلام قبول کرلین۔ گذشتہ صدی مین البتہ اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا۔ ۱۸۶۰ء مین جب تنگریا کی بغاوت فرو ہوی تو چین کے مختلف صوبجات سے دس ہزار سپاہی پیشہ لوگ مع اپنے کنبون کے جنکے ساتھہ اور بہت

[۱] دے تیرسان۔ لتم ۲۔ صفحہ ۳۶۱-۳۶۳-

لوگ بہت گئے زنگیریا کو روانہ کیے گئے تاکہ بغاوت سے جسقدر ملک بائر ہوتہا اوسکو پہر آباد کرین زنگیریا مین مسلمان ہر طرف موجود ہی تھے اسلیے یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے ۔[۵۱]

شہرون مین مسلمان بہت اپنے محلے علحدہ کر لیتے ہین اور پہر ایسے شخص کو جو مسجد مین نہ جاتا ہو اپنے محلون مین آباد نہین ہونے دیتے ۔[۵۲] اسلام کو خاص چین مین بہت استحکام ہو گیا ہے ۔ اسکا باعث یہہ ہے کہ جب کسی صوبہ کی آبادی وبا یا قحط کی بلاؤن سے جنکا ندر اکثر اس ملک مین رہتا ہے غارت ہو جاتی ہے تو مسلمان بہت خوشی سے اور مستعدی سے ان برباد مقامون کو آباد کر دیتے ہین ۔ قحط کے زمانہ مین مفلسون سے اونکے بچے خرید لیتے ہین اور اونکو مسلمان کر کے پرورش کرتے ہین ۔ جب وہ جوان ہو جاتے ہین تو اونکا نکاح کر کے انکو سکونت کے لیے علحدہ مکان دیدیتے ہین اور اس طریقے سے گاؤن کے گاؤن نو مسلمون سے آباد کر دیے جاتے ہین ۔ سنہ ۱۷۹۰ء مین جب کوانگ سی کے صوبہ مین قحط پڑا تو مسلمانون نے دس ہزار بچے کنگلون سے خرید لیے جنہون نے تنگدستی اور فاقہ کشی سے مجبور ہو کر اپنے قحط زدہ بچون سے مفارقت گوارا کی ۔[۵۳] سید سلیمان نے بیان کیا کہ جو چینی اسطرح مسلمان ہوئے ہین اونکی تعداد بیشمار ہے ۔[۵۴] مسلمانون مین پابندی مذہب کے لیے ہر طرح کی کوشش کیجاتی ہے ۔ یہانتک کہ غریب سے غریب آدمی کو بہی ابتدائی کتابونکے ذریعہ سے اسلام کے ضروری احکام اور ارکان سکہائے جاتے ہین ۔[۵۵] سید سلیمان کا خیال ہے کہ آج کل اکثر لوگ چینی مسلمانون کی مذہبی کتابون کے اثر سے اسلام قبول کرتے ہین ۔[۵۶] غرض چین کے مسلمانون مین اگرچہ کوئی باضابطہ محکمہ یا سررشتہ اشاعت مذہب کے لیے موجود نہین ہے لیکن اون مین تبلیغ اسلام کا شوق اسقدر بڑہا ہوا ہے کہ بہت لوگ مسلمان ہو کر مسلمانونکی قوم مین شامل ہو جاتے ہین اور یہہ مسلمان اوس وقت کے منتظر ہین جبکہ تمام سلطنت چین مین ہر جگہہ اسلام ہی اسلام ہو گا ۔[۵۷]

[۵۱] دے تیرسان ۔ توم ۱ صفحہ ۱۶۳ ۔ ۱۶۴ [۵۲] لابے گروسیئے ۔ "دے لاچین" ۔ توم ۴ صفحہ ۵۰ (مطبوعہ پیرس سنہ ۱۸۱۹ء) [۵۳] اینڈرسن صفحہ ۱۵۱ ۔ لابے گروسیئے "دے لاچین" توم ۴ صفحہ ۵۰ [۵۴] ثمرۃ الفنون ۔ ۱۷ شوال صفحہ ۳ [۵۵] ڈبلیو جے سمتھ صفحہ ۱۰۶ [۵۶] ثمرۃ الفنون ۔ ۱۷ شوال صفحہ ۲ [۵۷] دے تیرسان ۔ توم ۱ صفحہ ۳۵ ۔ ثمرۃ الفنون ۔ ۲۶ شوال صفحہ ۳ ۔

# باب یازدہم

## افریقہ مین اسلام کی اشاعت

افریقہ مین دعوت اسلام کی تاریخ لکھنی بہت دشوار ہے۔ اگر زمانہ دیکھیے تو تقریباً تیرہ برس سے اسلام یہان شائع ہے اور اگر وسعت ملک پر نظر کیجیے تو بر اعظم افریقہ کے دو ثلث حصہ جسمین کثرت سے مختلف قومین اور جرگے آباد ہین مسلمان موجود ہین۔ غرض وقت کی قید اور ترتیب سے کہ کس زمانہ مین اس بر اعظم کے مختلف حصون مین اسلام شائع ہوا دعوت اسلام کے حالات لکھنے ناممکن ہین۔ مصر۔ شمالی افریقہ۔ نوبیا اور حبشہ کے مسیحی [illegible] سے جو تعلقات اسلام کے رہے وہ اس کتاب کے باب چہارم مین بیان ہو چکے ہین۔

اب صرف یہہ تجویز ہے کہ اول شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین ترقی اسلام کا حال لکھا جاوے اور پھر سوڈان اور مغربی ساحل افریقہ کا ذکر لکھ کے مشرقی ساحل کے حالات تحریر ہون۔ اور اخیر مین کیپ کولونی کا حال لکھا جاوے کہ وہان اسلام کی اشاعت کس طرح ہوئی۔

شمالی افریقہ کی بت پرست قومون مین دعوت اسلام کے جس قدر حالات تحقیق ہوئے ہین وہ اون چند واقعات سے تعداد مین کم نہین ہین جو بیان کے مسیحی کلیسا کے زوال کی نسبت ہم نے اس کتاب کے چوتھے باب مین درج کیے ہین۔ بہر کیف یہہ تحقیق ہے کہ قوم بربر مین جسکے قومی خصائل وعادات عربون سے بہت ملتے تھے اسلام نے بہت جلد ترقی کی۔ اہل عرب بربر قوم کے فاتح تھے اور جسوقت [illegible]ھ کی اخیر لڑائی

مین بربر کی قوم سیاہ عرب کے مقابلہ پر بھی تو اوسکی ملکہ کاہنہ نے یہہ سمجھکر کہ آج قسمت مین
شکست لکھی ہے اپنے بیٹون کو عرب کے سپہ سالار کے پاس اس ہدایت سے روانہ کیا
کہ وہان پہونچکر اسلام قبول کرین اور جو دشمن کا مقصد ہے اوسکو اپنا مقصد بنالین
خود ملکہ نے اپنے حق مین یہہ بہتر سمجھا کہ اس معرکہ عظیم مین جو کاہنہ کے چشمون کے قریب
واقع ہوا اور جسمین قوم بربر کی قوت قطعی زائل ہوگئی ملکہ کاہنہ اپنی قوم کی سرا پر ہی
لڑتے لڑتے مرجائے ۵۱ غرض جسوقت بربر کی قوم ملکی آزادی سے محروم ہوئی تو اوسنے
اسلام قبول کر لیا جو اپنی سہولت کی وجہ سے اوسکو قدرتی طور پر اچھا مذہب معلوم ہوا
اور جسکو قبول کرنے کے لیے اوسکی ملکہ نے بہی اپنا منشا اس طور پر ظاہر کیا تہا کہ
وہ بہی اس دین کی اطاعت کرنی چاہتی تہی۔

سنہ ۱۱۱ھ مین جسوقت بارہ ہزار بربر کا لشکر طارق کی سرکردگی مین (جو خود بہی بربر تہا)
جہازون پر سوار ہوکر ہسپانیہ کی تسخیر کو اوٹہا تو اس لشکر مین وہ لوگ تہے جنکو اسلام قبول کیے
ہوے تہوڑا زمانہ گذرا تہا۔ ان لوگون کی نسبت خاص طور پر لکہا گیا ہے کہ "انہون نے
سچی نیت اور عقیدے سے اسلام قبول کیا تہا اور عرب کے عالم اور فقیہ مقرر ہوے
تہے کہ انکے سامنے قرآن پڑہین اور قرآن کی عبارت اونکو سمجہائین" اور نیز مذہب
جسقدر فرائض ہین اونکی تعلیم و تلقین کرین ۵۲۔ افریقہ کے فاتح اکبر یعنی موسی نے تبلیغ اسلام
کا شوق اسطرح ظاہر کیا کہ خلیفہ عبد الملک نے جسقدر روپیہ موسی کے پاس بہیجا وہ ایسے غلامون
کے خریدنے مین صرف ہوا جنکی صورت سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ بطیب خاطر اسلام قبول کرینگے
المکاری لکہتا ہے کہ "فتح کے بعد جب غلام فروخت کیے جاتے تہے تو موسی ایسے
غلامون کو خرید لیتا تہا جنکو سمجہتا تہا کہ وہ خوشی سے مسلمان ہو جاوینگے اور جو صورت
سے بہی شریف اور ظاہر چست و چالاک نوجوان معلوم ہوتے تہے۔ اگر ذہن اور عقل

۵۱ ابے مولر۔ پہلی جلد صفحہ ۴۲۲ ۵۲ المکاری پہلی جلد صفحہ ۲۵۳۔

کی جلا کے بعد او رحقائق اسلام کو قبول کرنیکے لائق ہنگروہ اسلام قبول کرلیتے تھے
جو سب مذہبون مین بہترین ہے اور انکا اسلام لانا صدق دل سے ہوتا تھا تو موسیٰ اونکی
قابلیتون کی آزمایش کے لیے اونکو کسی کام پر مقرر کرتا تھا۔ اگر وہ اچھے مزاج اور عمدہ لیاقت
کے آدمی ثابت ہوئے تو آزاد ہو کر فوج کے بڑے عہدون پر مامور کردیے جاتے تھے
[illegible] کے موافق ترقی پاتے تھے اگر اسکے خلاف انہون نے اپنے کام مین کچھ شوق
ظاہر نہین کیا تو موسیٰ اونکو پہر وہان بھیجدیتا تھا جہان لڑائی کے قیدی جمع رہتے تھے تاکہ
قدیم دستور کے موافق جسمین مال غنیمت تیرون سے تقسیم کیا جاتا تھا وہ پہر تقسیم کردیے
جاوین۔ اسمعیل ابن عبداللہ کی نسبت جو خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کے عہد مین افریقہ کا گورنر
تھا یہ کہا گیا ہے کہ اوسنے اپنے حلم اور عادلانہ انتظام سے بربر کے لوگون کو مسلمان
کیا لیکن یہ کہنا کہ قوم بربر کا کوئی آدمی اوسکے وقت مین ایسا نہ رہا جسنے اسلام قبول
نہ کیا ہو درست نہین ہے کیونکہ اس قوم کو مسلمان کرنا صدہا برس کا کام تھا۔ اگرچہ اس
زمانہ مین اشاعت اسلام کے حالات کبھی تحریر نہین ہوے لیکن ایسے اوقات بیان ہوسکتے
ہین جنہون نے مسلمان کرنے کے لیے اس قوم پر غالباً بتدریج اثر پہونچایا۔
بربر کے لوگ اہل عرب سے ہمیشہ بغاوت کرتے رہتے تھے اور اہل تشیع کے
داعیان اسلام جنہون نے دسوین صدی عیسوی مین فاطمی خاندان کو قائم کرنے کا بندوبست
کیا جسوقت بربر کی قوم مین پہونچے تو اونکا خیر مقدم ہوا اور بربر کے بعض جرگون نے
جوش و خروش سے اس تحریک بغاوت مین اہل تشیع کی مدد کی اوس سے یہ بات خلاف
قیاس نہین معلوم ہوتی کہ ان جرگون کے بہت لوگون نے جو اس واقعہ سے پہلے مسلمان
ہونا اور ملکی آزادی سے محروم ہونا ایک بات تصور کرتے تھے اب اسلام قبول کرلیا ہو
گیارہوین صدی کے وسط مین ایک اور واقعہ ایسا پیش آیا جس سے بربر کے بہت

۱ ؎ الکاری۔ صفحہ ۶۵۔ ۵۲ ویل۔ پہلی جلد صفحہ ۵۸۲۔

فرقے مسلمانون کی طرف رجوع ہوے۔ گیارہوین صدی کے شروع مین بربر کے صحرائی فرقون مین لمطونا فرقہ کا سردار جسوقت حج سے فارغ ہوکر واپس آیا تو شمالی افریقیہ کے بہاکے شہرون مین اوسکو ایک ایسے عالم اور متقی مسلمان کی تلاش ہوئی جو اوسکے ساتھہ چلکر اوسکی جاہل قوم کو جو ضلالت مین مبتلا تھی اسلام پر دعوت دے۔ اول اول اوسکو کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو علم کے گوشۂ عافیت کو چھوڑکر صحرا کے خطرے جھیلنے پر آمادہ ہوتا لیکن اخیر مین عبداللہ ابن یسین سے اوسکی ملاقات ہوئی جو علم ظاہر و باطن مین ماہر تھے اور اس و شوار کام کو انجام دینے کی قابلیت بھی اون مین بخوبی موجود تھی۔ بربر کے صحرائی جرگون مین اگرچہ واعظین اسلام نوین صدی عیسوی سے پہونچے ہوے تھے جہان اونہون نے اسلام شائع کیا تہا لیکن صحرا کے یہہ باشندے اچھی طرح مذہب کے پابند نہ تھے۔ چنانچہ عبداللہ ابن یسین جب انکے پاس پہونچے تو دریافت ہوا کہ وہ لوگ بہی جو اسلام کا اقرار کرتے ہین پابند مذہب نہین ہین اور سب طرح کی بُری باتون پر اُن کا عمل ہے۔ عبداللہ ابن یسین نے بہت جانفشانی سے لمطونا کو راہ راست پر لانے اور فرائض مذہب مین اونکو تربیت دینے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ لیکن انہون نے کسی قدر سختی اور درشتی سے ان لوگون کی عیب چینی کی اور اونکی حالت کی اصلاح کرنی چاہی اسلیے ان لوگون کو اپنے اوستاد کے ساتھہ ہمدردی نہ رہی اور عبداللہ ابن یسین کو ایسی مایوسی ہوئی کہ انہون نے اس سرکش قوم کو چھوڑکر سودان کے باشندون مین تبلیغ اسلام کا قصد کرلیا۔ جب لوگون نے اونکو سمجھایا کہ جو کام شروع کیا ہے اوسکو چھوڑنا نہ چاہیے تو عبداللہ ابن یسین اپنے مریدون سمیت دریاے سنیگال کے ایک جزیرہ مین جا رہے یہان انہون نے ایک خانقاہ بنائی جہان پر مرید ہروقت ریاضت و مجاہدت مین مصروف رہنے لگے۔ جسوقت عبداللہ ابن یسین نے اس جزیرہ مین سکونت اختیار کی تو صحرا کے بعض نیکبخت لوگون کو اس خیال سے سخت پشیمانی ہوئی کہ انہون نے اپنی شرارت سے ایسے بزرگ اور خدارسیدہ شخص کو اپنے سے علحدہ

گرویا اور وہ معذرت کے لیے جزیرہ مین آئے اور مرشد سے التجا کی کہ حقائق مذہب
کی بہراونکو تعلیم و تلقین کرین۔ غرض اس طریقہ سے عبداللہ ابن یسین کے پاس مرید جمع ہونے
شروع ہوے یہان تک کہ اونکا شمار ایک ہزار کے قریب ہو گیا۔ اب عبداللہ ابن یسین
کو خیال ہوا کہ وہ وقت آگیا ہے کہ اشاعت دین کے لیئے عملی طریقے اختیار کیے جاوین
اُنہون نے اپنے مریدین سے کہا کہ جس خدا نے دین کی نعمت اونکے لیئے نازل
کی اوسکا شکر اس طرح ادا کرنا مناسب ہے کہ اسی حق کے علم کو دوسرون تک پہونچایا
جاوے یہ لوگو۔ اپنی اپنی قوم کے پاس جاؤ۔ اور خدا کی شریعت اونکو سکہاؤ اور اوسکی
مار سے اونکو ڈراؤ۔ اگر وہ اپنی غلطیون پر نادم ہون تو اونکے طریقون کی اصلاح کرو اور
اون سے کہو کہ سچی بات قبول کرین۔ اور اونکو امن و امان سے رہنے دو۔ اگر وہ انکار
کرین اور اپنی غلطیون پر مصر ہون اور گناہ کی زندگی نہ چھوڑین تو اونکے خلاف خدا سے
مدد مانگو اور اونسے لڑو جسوقت تک خدا ہم مین اور اون مین انصاف کرے"۔ یہہ سنکر
ہر شخص اپنی قوم مین گیا اور لوگون کو سمجہایا کہ گناہ سے باز آئین اور خدا پر ایمان لائین لیکن
کامیابی نہ ہوئی خود عبداللہ ابن یسین بہی خانقاہ سے روانہ ہو کر بربر کے سردارون کے
پاس اس توقع سے گئے کہ اب وہ اونکے وعظ کو دل سے سنینگے۔ مگر اونکو بہی کامیابی نہوئی
آخرکار سنہ ۱۰۴۳ء مین اُنہون نے اپنے مریدون کو جمع کیا اور بربر کے فرقون پر جو قریب رہتے
تہے حملہ کیا اور دشمنون کو بجبر مسلمان کرلیا۔ عبداللہ ابن یسین کے معتقدین کا نام مرابطین
رکہا گیا تہا۔ یہ لفظ اوسی مادہ سے ہے جس سے رباط کا لفظ ہے۔ رباط سے مراد خانقاہ
ہے جو دریاے سینیگال کے جزیرہ مین اُنہون نے بنائی تہی۔ جب عبداللہ ابن یسین کو
فتح ہوئی تو صحرا کی قومون کو یہہ جنگ و جدل کے معرکے وعظ و نصیحت کے مقابلہ مین زیادہ
دلکش معلوم ہوے اور وہ خوشی خوشی ایسے مذہب کو قبول کرنے چلے آئے جس کے معتقدین
کو ایسی عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئی تہین۔ سنہ ۱۰۵۹ء مین عبداللہ ابن یسین نے قضا کی

لیکن جو اسلامی تحریک انہون نے اپنی زندگی مین پیدا کی تھی وہ اونکے مرنے کے بعد زندہ رہی۔ اور بربر کے اکثر بت پرست فرقون نے مسلمان ہوکر ہموطن مسلمانون کی تعداد بڑھادی۔ مسلمان ہونے کے بعد یہ قومین صحرا سے نکل کر شمالی افریقہ مین پہونچین اور آخر کار ہسپانیہ کی مالک بن گئین[۵۱]۔

یہ بات قرین قیاس ہے کہ بربرین جسوقت دوسری قومی تحریک شروع ہوی یعنی بارہوین صدی عیسوی کے شروع مین بنومہدی نے زور پکڑا تو اُسوقت بربر کے بعض حصے جو ابہی تک اسلام نہ لائے تھے مسلمان ہوگئے۔ دولت مہدوی کے بانی ابوعبداللہ محمد ابن تومرت نے توحید کی تعلیم شروع کرنے کے لیے بربر زبان مین ایک کتاب لکھی جسکا نام توحید تہا اور اسلام کے اصول اپنے خیال کے موافق اسمین درج کیے[۵۲]۔ پندرہوین صدی عیسوی تک بربر کے بعض جز بت پرست رہے[۵۳] لیکن عام میلان اسی طرف تہا کہ چہوٹے چہوٹے گروہ مسلمان ہوکر مسلمانون کی قوم مین شامل ہوجاوین۔

صحرا مین شائع ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ سوڈان کی نیگرو قومون مین شروع ہوی اس تحریک کی ابتدائی تاریخ تاریکی مین ہے غالباً گیارہوین صدی عیسوی مین عربون کے چند گروہ (جو خالص عرب نہ تھے تو اون مین عرب کا خون ضرور تہا) سوڈان مین اگر یسیان کی قومون مین آباد ہوگئے۔ لیکن اسسے بہی پہلے بربر کے اغلبین اسلام اور عرب کے تاجرون نے نیگرو قوم مین رسوخ پیدا کیا تہا۔ دولت مراکو کا بانی اور خاندان المرابطین کا دوسرا امیر یوسف ابن تشفین تبلیغ اسلام مین بہت کامیاب ہوا اور نیگرو جو اوسکی سلطنت مین رہتے تھے کثرت سے مسلمان ہوگئے[۵۴]۔ بربر کے دو فرقے یعنی لمطونہ اور جدالہ جنکا وطن کسی قدر سوڈان کی سرحد پر اور کسی قدر اس ملک کے اندر تہا اشاعت مین

---

[۵۱] صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۱۶۸–۱۷۳–۱۷۱ مولر۔ دوسری جلد صفحہ ۶۱۱–۶۱۲ [۵۲] صالح ابن عبدالحلیم صفحہ ۲۵

[۵۳] لیوافریکانوس۔ (راموسیو۔ توم۔ ۱ صفحہ ۱) [۵۴] لیوافریکانوس صفحہ ۷۷

بہت سرگرم رہے ہین[51] نیگرو کی قومون مین اشاعت کے متعلق جسقدر حالات دریافت ہوتے ہین اون سے ظاہر ہے کہ اول شمال کی سمت سے نیگرو کے مغربی حصّون مین اسلام کا چرچا ہوا اور پھر مغربی اطراف مین اس مذہب کو ترقی ہوی - یہان سب سے پہلے جس شخص کا مسلمان ہونا تحریر ہوا ہے وہ سونرہی کے شاہی خاندان سا کا پندرہوان بادشاہ تھا اس بادشاہ کا نام ساکاسی تھا اور سنہ ۴۰۰ھ مطابق سنہ ۱۰۰۹ء کے قریب مسلمان ہوا تھا - سونرہی کی عملداری شہر تمبکتو کے جنوب مشرق مین ہے - غرض اس زمانہ مین نایجر (قورہ) کے بالائی جانب جو عملداریان ہین وہ اسلامی حصار بن گئین اور اونکو تہذیب و شایستگی مین اپنے زمانہ کے اعتبار سے اعلی درجہ کی ترقی ہوی[52] - تمبکتو کا شہر جو سنہ ۱۲۰۰ء مین اباد ہوا اسلامی علوم و فنون کی وجہ سے مشہور ہو گیا اور بڑے بڑے عالم و فاضل قدوانی کے خیال سے یہان جمع ہو گئے - ابن بطوطہ نے چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین اس ملک کا سفر کیا اور نیگرو قوم کے مسلمانون کی تعریف مین لکھا کہ "وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہین اور قرآن پڑھتے ہین - اگر جمعہ کے روز کوئی شخص بہت پہلے مسجد مین نہ پہونچے تو پھر جگہ ملنی ناممکن ہے کیونکہ جمعہ مین نمازیون کی بہت کثرت ہوتی ہے[53]" ابن بطوطہ کے زمانہ مین مغربی سوڈان مین مالی کی عملداری سب سے زبردست تھی - اس عملداری کو ماندنگو کی قوم نے ابن بطوطہ کے سفر سے سو برس پہلے قائم کیا تھا - یہ قوم افریقہ کی بہترین قومون مین سے ہے لیو افریکانوس[54] نے لکھا ہے کہ ماندنگو بہت شایستہ ہوتے ہین اور نیگرو کی قومون مین وہ سب سے زیادہ قابل عزت اور دیانتدار ہین[55] - یہ لوگ تبلیغ اسلام مین

---

[51] کرونک دی سلطان فون پورنو - مرتبہ اوتولیو صفحہ ۲۲۳ [52] اویل صفحہ ۲۸۸ - [53] ابن بطوطہ - توم ۴ صفحہ ۴۲۱ ۴۲۲ [54] راموسیو - توم ا صفحہ ۷۸ [55] واتن و ڈریڈینٹ نے لکھا ہے کہ ماندن گو بلند قامت خوبصورت مدگندمی رنگ کے لوگ ہوتے ہین - انکا مذہب اسلام ہے اور اونکے پاس گھوڑے اور مویشیون کے گلے ہوتے ہین وہ روئی اخروٹ اور اکثر قسم کا اناج کی کاشت کرتے ہین - ان لوگونکی مہربانی اور مہمان نوازی سے بہت خوش ہوا اور اونکی عورتونکی حسین صورتین اور وضع اور اونکے قریہ کی صفائی اور خاموشی دیکھکر مجکو بہت مسرت ہوی - ڈبلیو - واٹن ڈورسیڈ - افریکن سکیچ بک - پہلی جلد صفحہ ۳۰ -

نہایت درپا عی ہوتے ہین اور جو قومین اونکے پڑوس مین رہتی ہین اونکو مسلمان کرلیتی ہین
ملک سوڈان کے زیادہ مغربی اطراف مین اسلام کی ترقی گیارہوین صدی عیسوی کے
وسط مین ہوی جبکہ بورنو کے بادشاہ وقت نے اسلام قبول کیا اور اپنا نام سلطان احمد بن جلیل
رکھا[1] بورنو کی عملداری جہیل جاد کے مشرقی ساحل پر ہے۔ اسی زمانہ مین کانم کی عملداری جو
جہیل جاد سے شمال اور شمال مشرق مین ہے مسلمان ہوی اور مسلمان ہوتے ہی وہ بڑی سلطنت
ہوگئی۔ اور مشرقی سوڈان سے لیکر مصر اور نوبیہ کی سرحد تک جسقدر قومین آباد تہین وہ اوسکے
مطیع ہوگئین پس اس طریقہ سے افریقہ کے مرکز تک اسلام پہونچ گیا جہان سے وہ بہت تیزی سے
جلد پہیلنا شروع ہوا۔ اور یہان اسلامی کوششون کے گویا دو دریاؤن کا سنگم ہوگیا۔ یعنی تبلیغ
اسلام کا ایک دریا مغرب سے اور دوسرا شمال مشرق سے چلا اور دونون افریقہ کے وسط
مین مل گئے۔ مشرقی سوڈان مین کاردوفان کے سوداگرون کو یہہ دعوی ہے کہ وہ اہل
عرب کی نسل سے ہین جو بارہوین صدی عیسوی مین دولت فاطمیہ مصر کے زوال کے بعد
یہان پہونچے تہے۔ چودہوین صدی عیسوی مین تنگور کے عرب طونس سے اوٹھہ کر
جنوب کی سمت مین آباد ہوے اور بورنو اور وادی سے گذر کر دارفر کے ملک مین پہونچ
گئے۔ ان عربون مین ایک شخص احمد تہا جس پر دارفر کا بادشاہ بہت مہربان ہوا یہانتک
کہ اوسکو اپنے محل کا مہتمم مقرر کردیا اور تمام موقعون پر اوس سے صلاح اور مشورہ لینے
لگا۔ چونکہ احمد کو حکومت کے زیادہ مہذب طریقے معلوم تہے اسلیے سلطنت کے انتظام
مین اوسنے اکثر باتون کی اصلاح کی اور اپنے حسن انتظام سے ملک کے سرکش سردارون کو
سلطنت کا مطیع کردیا۔ مفلسون مین زمینین تقسیم کرکے اون کی قزاقیون کو دور کیا
اور رعایا کو ایسا امن میسر ہوا جسکو پہلے وہ جانتی تک نہ تہی۔ دارفر کے بادشاہ نے
احمد سے اپنی بیٹی کا نکاح کردیا اور چونکہ اوسکا کوئی بیٹا نہ تہا اسلیے احمد ہی کو اپنا وارث

[1] ونظ۔ صفحہ ۱۸-۱۹۔ [2] اونو تبلو صفحہ ۳۲۲۔

اور جانشین مقرر کیا - یہہ تقرر ایسا تہا جسکو عایا نے بہی بہت پسند کیا غرض دارفور کے
ملک مین جو اسلامی خاندان اسطرح قائم ہوا وہ ابتک موجود ہے سلطان احمد اور اوسکی
اولاد نے دارفور کے باشندون کی تہذیب و تربیت کے لیے جو کام کئے اونمین اشاعت
اسلام کی کوششین بہی شامل تہین لیکن جو لوگ جبل مرہ سے یہان آکر آباد ہوے
تہے بت پرستون کو مسلمان کرنے مین کچہہ کوشش نہ کی - بلکہ دارفور کے ملک کو اوسکے
بادشاہ سلیمان نے جسکا عہد ۱۵۹۶ء[۱] مین شروع ہوا پورے طور پر مسلمان کیا - سولہوین
اور سترہوین صدی عیسوی سے پہلے وادی اور باجرمی کے ملکون مین جو کارو وخان
اور جبیل چاد کے مابین واقع ہین اسلام شائع نہ ہوسکا لیکن وادی کی عملداری جسکا بانی
سنہ ۱۶۱۲ء مین عبدالکریم ہوا جسوقت مسلمان ہوگئی تو وہ اسلام کا مرکز بن گئی سترہوین
صدی عیسوی مین کت سینا اور کانو کی عملداریان جو ہوسا کے ملک مین تہین مسلمانون
کی حکومت مین آگئین اور صدی کے ختم ہوتے ہوتے سودان کے ملک مین ہر جگہہ
کثرت سے لوگ مسلمان ہوگئے[۲]

سترہوین اور اٹھارہوین صدی مین دعوت اسلام کے جو واقعات افریقہ مین گذرے
وہ تعداد مین کم ہین اور جسوقت موجودہ صدی کے حالات تبلیغ سے اونکا مقابلہ کیا جاتا ہے
تو وہ بہت قلیل معلوم ہوتے ہین - اٹھارہوین صدی مین افریقی مسلمانون کو مذہب
کی طرف سے ایسی بے پروائی رہی کہ اونکو اس غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قوی علاج
کی ضرورت ہوئی چنانچہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر فرقہ وہابیہ کی کوشش سے اونمین مذہبی
بیداری پیدا ہوئی اور یہہ ہی وجہ ہے کہ آج کل نیگرو قومون مین دعوت اسلام کے حالات

---

[۱] سلاطین باشا "سودان مین آگ اور تلوار" صفحہ ۳-۴۴ (لندن سنہ ۱۸۹۶ء) [۲] کانو کی عملداری کی نسبت کہا جاتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی کے وسط مین قائم ہوئی تہی اسکے چہہ بادشاہ بت پرست ہوے لیکن چہبیسوان بادشاہ مسلمان تہا - اسکے بعد پہر چہہ بادشاہ بت پرست ہوے لیکن انکے بعد سے ابتک یہہ عملداری اسلامی حکومت کے تحت مین ہے (روبن سن ہوسا کا ملک "صفحہ ۱۷۸) (لندن سنہ ۱۸۹۶ء) [۳] اول صفحہ ۲۹ و ۲۹۱ -

ایسے دریافت ہوتے ہین جو گذشتہ واقعات کی طرح قلیل التعداد نہین ہین بلکہ اکثر اسلامی تحریک کے پیدا ہونے اور ترقی کرنیکا مفصل حال تحقیق ہوتا ہے۔

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین فلاحین افریقہ مین سے شیخ عثمان دن فودیو[1] ایک مصلح قوم اور ایک مذہب کا پہیلانے والا پیدا ہوا جسوقت شیخ عثمان مکہ سے حج کرکے سوڈان کو واپس آیا تو مسلمانون کی اصلاح اور شعار اسلام کو زندہ کرنیکا جوش اوسکے دل مین بہرا تہا۔ عثمان جس زمانہ مین مکہ مین تہا تو فرقہ وہابیہ وہان بہت ترقی پر تہا۔ عثمان پر بہی وہابیون کا اثر پڑا اور اوسنے فاتحہ اور نذر نیاز کی رسمونکو اور مقابر کی زیارت کو برا سمجہا بلکہ لوگونکو سمجہایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہی بے حد تعظیم نہ کی جاوے اور سوڈان کے باشندون مین جو دو قسم کے سخت گناہ پہیلے ہوے تہے یعنی شراب خواری اور بدکاری اُن پر عثمان نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔

ابتک فلاحین افریقہ چہوٹے چہوٹے گروہ رکہتے تہے جنکا کام کاشتکاری تہا۔ ان لوگون کو مسلمان ہوے مدت ہوی تہی اور انہون نے اسی پر قناعت کی تہی کہ سوڈان کے مختلف حصون مین زراعت سے یا مویشی چراکر اپنی گذر اوقات کرین۔ اٹھارہوین صدی کے شروع مین اس قوم کے جو کچہہ حالات تحریر ہوے ہین اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عافیت پسند اور محنتی قوم تہی۔ سنہ ۱۷۳۱ء مین فلاحین افریقہ کی بستیون مین جو دریای گامبیا کے کنارون پر واقع تہین ایک سیاح[2] پہونچا اور اوسنے لکہا کہ "دریای گامبیا جن ملکون اور عملداریون مین سے گذرتا ہے اونمین ہر رنگ کے لوگ آباد ہین جنکو (فولی) فلاحین کہتے ہین۔ یہہ لوگ عربون سے مشابہت رکہتے ہین اور اون مین سے اکثر عربی ہی کی زبان بولتے ہین کیونکہ عربی زبان اون کے مدرسون مین سکہائی جاتی ہے اور قرآن جو انکا قانون ہے وہ بہی اسی زبان مین ہے۔ یہہ لوگ عربی زبان اسقدر سیکہے ہوے ہوتے ہین کہ یورپ کے لوگ لیٹن زبان اسقدر نہین جانتے۔ کیونکہ اکثر فلاحین عربی بول سکتے ہین۔ انکی ایک

[1] کرے پلیگنا افریکانا صفحہ ۱ - (لندن ۱۸۵۸ء) وائٹ ڈور ٹیڈ پہلی جلد صفحہ ۰۳ اول صفحہ ۲۹۰ [illegible]

قسم کی بان بہی ہے جسکو فولی کہتے ہین۔ اس قوم کے آدمی طائفون اور جرگون مین رہتے
ہین۔ وہ اپنے شہر علیحدہ بناتے ہین اور بادشاہون مین سے جنکی حدود سلطنت مین وہ رہتے
ہون کسی بادشاہ کے محکوم نہین ہوتے۔ کیونکہ اگر کسی قوم مین سے اونکو آزار پہونچتا ہے تو وہ
اوپنی بستیان توڑ دیتے ہین اور دوسری جگہ آباد ہوجاتے ہین۔ فلاحین کے سردار اپنی قوم پر
اسطرح نرمی سے حکومت کرتے ہین کہ اونکی گورنمنٹ کا حکم بجاے اسکے کہ ایک شخص کا حکم
معلوم ہو کل قوم کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ اونکی گورنمنٹ ایسی ہے جسکا انتظام بہت آسانی سے
ہوسکتا ہے کیونکہ ساری قوم نیک مزاج اور بے شر ہے عدل و انصاف کے اعتبار سے اونکی
تعلیم ایسی ہوتی ہے کہ کوئی شخص جو بری حرکت کرتا ہے اوس سے تمام قوم نفرت کرنے
لگتی ہے۔ ....... سب لوگ بہت جفاکش اور سیدہے سادے ہوتے ہین اور اپنے
صرف سے زیادہ اناج پیدا کرلیتے ہین جسکو وہ واجبی قیمت پر بیچ ڈالتے ہین۔ اونکی مہمان نوازی
ایسی مشہور ہے کہ اس پاس کی اور قومین فلاحین کے شہرون کا اپنے پڑوس مین آباد ہونا
نعمت تصور کرتی ہین۔ علاوہ اسکے وہ اسقدر نیکنام ہین کہ اونکی قوم کے کسی آدمی کے
ساتھہ مہربانی یا مہمان نوازی سے پیش نہ آنا بہت برا سمجہا جاتا ہے اگرچہ اس قوم کی انسانی
ہمدردی عام ہے لیکن اپنی ہی قوم والون کے ساتھہ اوسکو دوگنی ہمدردی ہوتی ہے
اگر اونکو معلوم ہوجاوے کہ قوم کا کوئی آدمی غلام کرلیا گیا ہے تو کل قوم ملکر اوسکو آزاد کرلیتی
ہے۔ چونکہ کہانے پینے کا سامان اونکے پاس ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے اسلیے وہ اپنے
کسی آدمی کو بہوکا یا ننگا نہین رہنے دیتے جس طرح قوم کے اور لوگون کی خدمت
کیجاتی ہے اسیطرح بڈہون اندہون اور اپاہجون کے ساتھہ سلوک سے پیش آتے ہین
انکو کبہی غصہ نہین آتا۔ اور مین نے کبہی نہین سنا کہ اونمین سے کسی ایک نے دوسرے
کی برائی کی ہو۔ انکا یہہ حلم اور تحمل اسوجہ سے نہین ہے کہ اونمین دلیری اور بہادری کی
کمی ہے۔ نہین بلکہ افریقہ کی اور قومین جسقدر دلیر اور بہادر ہین اوسی قدر بہادر یہہ لوگ ہین

ہین۔اور ہتھیار چلانے مین بڑے مشاق ہین۔اونکے ہتھیارون مین چھوٹی تلوارین تیر و کمان اور بعض وقت بندوقین ہوتی ہین...... یہہ قوم بڑی متشرع مسلمان ہے اوراونکا کوئی آدمی برانڈی یا پانی سے زیادہ کوئی تیز پینے کی چیز نہین پیتا۔"

لیکن عثمان و انفودیو نے فلاحین کے منتشر گروہون اور جرگون کو ملاکر ایک قوم بنادیا اور اونمین مذہب کا جوش پیدا کر کے جسکی وجہ سے آج تک تبلیغ اسلام مین اونکی کوششین مشہور ہین اونکو ملک ہوسا کی بت پرست قومون سے لڑنے کے لیے لے گیا اور تمبکتو بورنو وغیرہ وغیرہ کے بادشاہونکو خطوط روانہ کیے جن مین حکم تہا کہ یا تو اپنی اور اپنی رعایا کی اصلاح کرین نہین تو خدا کی طرف سے انکو سزا دینے کے لیئے عثمان اونکے ملک مین آتا ہے۔غرض فلاحین ملک فتح کرتے ہوے جنوبی اور مغربی اطراف مین بڑہے اور ملک کے ملک برباد کردیئے۔جو قوم مغلوب ہوئی اوسکو بجبر مسلمان کیا اور جو منتشر گروہ فتح ہوے اونکو ملا کر ایک قومی انتظام مین ترتیب دیا۔ان فتوحات کے بعد فلاحین نے سکوتو کا شہر تعمیر کیا جو اسلامی حکومت کا دار السلطنت قرار پایا۔ ۱۸۳۷ء مین کئی بت پرست عملداریون کو برباد کر کے اونکی جگہہ اوامو کی عملداری قائم ہوی۔یوربا کے ملک مین اویو کا شہر عثمان نے مسمار کردیا اور اوسکے قریب الورین کا شہر بنایا جسکے بازار بہت چوڑے تہے اور جسمین چوک اور مسجدین بہت تہین۔غرض فلاحین کی قوم ملک فتح کرتی ہوی مغرب کی طرف سمندر کے کنارے تک پہونچ گئی اور ملک سنی گامبیا اور سودان مین جو چار اسلامی عملداریان آج تک قائم ہین وہ اس بات کی دلیل ہین کہ عثمان و انفودیو نے تبلیغ اسلام مین کیسی ہمت صرف کی۔عثمان نے اپنی قوم کو فاتح قوم بنادیا اور سب سے بڑہکر یہہ کیا کہ اونمین اسلام کا ایسا جوش عقیدت پیدا کیا کہ عملی جد و جہد کے لحاظ سے افریقہ کے اعیان اسلام مین فلاحین کو سب سے زیادہ تفوق حاصل ہے۔اونکی تہذیب و تعلیم نے اونکو اس کام کے لیئے اور لائق اور قابل بنادیا۔ملکی فتوحات سے اسلام کو اسقدر ترقی نہین ہوئی جسقدر کہ ان فتوحات کے بعد امن و امان کے وسائل سے ہوئی۔

اسلام میں علاقوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔

افریقہ کے اس حصہ میں اسلام کی تبلیغ اور ترقی زیادہ تر ایسے لوگوں کی بدولت ہوئی جنہوں نے کافروں کو مسلمان کرنیکے لیے کبھی تلوار نہیں اوٹھائی۔ یہہ ترقی صوفیہ کے بعض مشہور فرقوں کی وجہ سے ہوئی جنکا اثر شمالی افریقہ کے مسلمانوں میں بہت ہے۔ موجودہ صدی میں ان ہی صوفیوں کی کوششوں سے عظیم الشان نتیجے پیدا ہوئے ہیں۔ اگرچہ اونکے کام کی مفصل تحریر نہیں ہوئے لیکن بعض اسلامی تحریکیں دریافت ہوئی ہیں جنکے یہہ بانی ہوئے۔

صوفیہ کی طرف سے جسقدر دعوت اسلام کی تحریکیں ہوئیں اون میں سب سے قدیم تحریک کے بانی سی احمد ابن ادریس ہوئے جنکو ۱۷۹۷ء سے ۱۸۳۳ء تک کہ معظمہ میں اپنے علم و فضل کی وجہ سے بڑی شہرت رہی۔ اسوقت یہ بزرگ خاندان خضریہ کے سرتاج تھے ۱۸۳۳ء میں اونکا انتقال ہوا اور اس سے پہلے انہوں نے اپنے ایک مرید محمد عثمان الامیر غنی کو دعوت اسلام کے لیئے افریقہ روانہ کیا۔ محمد عثمان بحر احمر عبور کر کے کسیر میں اترے اور یہاں سے دریای نیل کی طرف روانہ ہوئے وادی نیل تک اونکی صرف یہ کوشش رہی کہ مسلمانوں کو خاندان خضریہ میں مرید کریں۔ لیکن جسوقت تک سمت شمال میں دریای نیل کے کنارے کنارے سفر کر کے وہ اسوان کے شہر تک نہیں پہونچے تبلیغ میں اُن کو بخوبی کامیابی نہیں ہوی البتہ انہوں نے ڈنگولا تک اونکو نہایت کامیابی ہوی۔ نوبیہ کے لوگ کثرت بیعت کرنیکے لیے دوڑے آئے عثمان کو بادشاہوں کا سا شان و تجمل حاصل ہو گیا تھا جس سے اہل نوبیہ کے دل بہت متاثر ہوئے اور اونکی کرامات کی شہرت نے ہزاروں آدمیوں کو اونکا مرید بنا دیا عثمان نے ڈنگولا پہونچکر کاردوفان جانے کے لیے وادی نیل کا سفر ترک کیا اور کاردوفان میں بہت عرصہ تک قیام کیا۔ بت پرستوں کو مسلمان کرنا یہاں سے شروع ہوا۔ کاردوفان اور سینار میں بہت سے فرقے ایسے تھے جو ابھی تک بت پرست تھے۔ لیکن محمد عثمان

اسلام [illegible] صفحہ ۳۴۰-۳۴۳-۳۴۴-

کے وعظ کا لوگون پر ایسا اثر ہوا کہ اونکو تبلیغ اسلام مین بڑی کامیابی ہوئی اور بہت کامیابی
اس طریقہ سے اور وسیع پایا ہو گئی کہ محمد عثمان نے کاردوفان مین بہت سے نکاح کیے اور
جو اولاد ہوئی اوسنے باپ کے انتقال (۱۲۳۵ھ) کے بعد اشاعت کے لیے وہی
کام جاری رکھے جو باپ نے شروع کیے تھے۔ محمد عثمان کی اولاد امیر غنیہ کے نام سے
مشہور ہوئی[۵۱]۔

محمد عثمان کے سفر سے چند سال پہلے موجودہ خاندان مصر کے بانی محمد علی پاشا
کی فوجون نے مشرقی سوڈان مین فتوحات حاصل کین۔ اور گورنمنٹ مصر نے بعض صوفیہ
خاندانون کے مریدون کو اس جدید مفتوحہ ملک مین جانے کی ترغیب اس خیال سے دی
کہ اونکی کوشش سے ملک مین امن ہو جائیگا۔ ان لوگون کو اپنی محنت اور کوشش مین ایسی کامیابی
ہوئی کہ زمانہ حال مین جو ہنگامے مہدی کی وجہ سے سوڈان مین ہوئے اُن کا سبب یہی
بیان کیا جاتا ہے کہ ان عظین کی تلقین سے سوڈان کی رعایا کو ان ہنگامون کا
اشتعال ہوا[۵۲]۔

افریقہ کے غربی اطراف مین سلسلہ قادریہ اور تجانیہ کی کوششون سے اسلام کی ترقی
ہوئی۔ قادریہ کو جو صوفیہ کے تمام سلسلون مین باعتبار اشاعت کے سب سے زیادہ دور
دور پھیلا ہوا ہے بارہوین صدی عیسوی مین شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قائم
کیا تھا جنکو تمام اولیای عظام مین سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کے ساتھ ہر جگہ یاد کیا جاتا
ہے[۵۳]۔ پندرہوین صدی عیسوی مین اس خاندان کے مریدون نے جو صحرای اعظم مین
توات کے چشمون سے اوٹھکر مغربی افریقہ مین پہونچے تھے یہان سلسلہ قادریہ کو رواج دیا
ولاتا کا شہر پہلا مقام تھا جہان یہ لوگ جمع ہوئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس شہر سے
قادریہ کی اولاد نکال دی گئی۔ اور اونسے تمبکتو کے شہر مین پناہ لی جو ولاتا سے شمال [illegible]

۵۱ لی لیتیلیر (۱) صفحہ ۲۲-۲۳ ۵۲ لی لیتیلیر (۲) صفحہ ۱۰۱ ۵۳ [illegible] صفحہ ۱۰۱

کی طرف تہا۔ موجودہ صدی کے شروع مین لابیہ کی مذہبی تحریک سے جس سے اسلامی
دنیا پر بہت بڑا اثر ہوا صحرای اعظم اور مغربی سودان کے قادریون مین سخت مذہبی جوش
پیدا کیا اور زیادہ زمانہ گذرنے نہ پایا کہ قادریہ کے بڑے بڑے عالمون اور صوفیون کے
گروہ ملک سودان مین اور اُس سلسلہ کوہستان پر جو ساحل گنی کے متوازی چلا گیا ہے جابجا
نظر آنے لگے۔ بلکہ مغرب کی طرف یہہ لوگ اسقدر بڑہے کہ لائبیریا کی خودمختار سلطنت
مین پہونچ گئے۔ مولوی ملّا۔ تعویذ لکہنے والے۔ کاتب یا معلم بنکر یہہ مسلمان بت پرستون
کے ملکون مین آئے جنہون نے اونکی خاطر مدارات کی اور وہ بت پرستون مین اسطرح جابجا
اباد ہوگئے گویا جدا جدا دائرون کے مرکز تہے جہان سے اسلامی اثر ہر طرف پہیلنا شروع
ہوا۔ بت پرستون مین یہہ مسلمان رفتہ رفتہ رسائی پیدا کرتے تہے اور ایک ایک دو دو آدمیون
کو مسلمان کرکے تہوڑے عرصہ مین نومسلمون کا معقول گروہ اکٹہا کر لیتے تہے۔ جو نومسلم
لائق ہوتے اونکو ایسے شہرون مین تحصیل علم کے لیے روانہ کیا جاتا تہا جہان قادریہ کے لوگ
موجود ہون۔ فارغ التحصیل ہوکر یہہ نومسلم اپنے وطن کو واپس آتے تہے۔ اور اب وہ
اہل وطن کو مسلمان کرنے کے لیے بخوبی تیار ہوتے تہے۔ غرض بت پرستون اور
فیتش کے پوجنے والون مین ایسا خمیر ملادیا گیا جو آہستہ آہستہ پہولنا شروع ہوا یعنی
اسلام کی اشاعت اونمین بتدریج ہونے لگی۔ موجودہ صدی کے وسط مین سودان کے مدرسون
اور مکتبون مین فرقہ قادریہ کے معلم و مدرس مقرر ہوتے تہے اور یہہ ہی قادریہ کا خاندان تہا
جس نے بت پرستون مین تبلیغ اسلام کا نہایت باقاعدہ انتظام جاری کیا جسمین مذہب کی
اشاعت ہمیشہ امن کے طریقون سے ہوئی۔ قادریہ نے نیک زندگی کی عمدہ مثالون اور
وعظ و نصیحت پر اپنی کوششون کا دارمدار رکہا۔ شاگرد پر اوستاد کے اثر کو اور تعلیم دین کی
اشاعت کو اپنے کام مین زیادہ معاون و مددگار سمجہا[1]۔ ان لوگون نے اپنے مرشد کی نصیحتون

[1] لی شاتلیئر (۲) صفحہ ۱۰۰-۱۰۹-

کی ہمیشہ تعمیل کی اور جو بات اس خاندان کی شہور تھی اوسکو برقرار رکھا۔ شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت تھی کہ ہمسایہ سے محبت اور سلوک اور تحمل سے پیش آنا چاہیے شاہ صاحب کو اکثر بادشاہ اور امیر نذرین بھیجتے تھے لیکن اونکی سخاوت اونکو ہمیشہ مفلس رکھتی تھی۔ شاہ صاحب کے ملفوظات یا مقولات مین کوئی قول ایسا نہین ملتا جسمین عیسائیون سے بغض یا عداوت رکھنا بتایا گیا ہو۔ بلکہ جہان کہین انہون نے اہل کتاب کا ذکر کیا ہے وہان اونکی غلطیون پر افسوس ظاہر کیا ہے اور خدا سے دعا کی ہے کہ وہ راہ راست پر آئین۔ غرض یہہ صلح کل اصول تھے جنکو شاہ صاحب اپنے ارادتمندون مین پیدا کر گئے اور قادریہ کے لوگون کو ہمیشہ ان اصولون کا پابند دیکھا گیا ہے[1]۔

اٹھارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین تجانیہ کا صوفیہ خاندان الجزیرہ مین قائم ہوا۔ موجودہ صدی کے وسط سے اس خاندان کے مرید سودان مین آباد ہوے اور تبلیغ اسلام کے لیے اونہون نے وہی طریقے اختیار کیے ہین جو خاندان قادریہ کے ہین۔ تجانیہ کے مدارس سے اسلام کی اشاعت مین بڑی مدد پہونچی لیکن قادریہ کی طرح تجانیہ نے بزور شمشیر اسلام پھیلانے سے اجتناب نہین کیا۔ اور افسوس ہے کہ اون کے جہادون کی شہرت نے تبلیغ کے ایسے واقعات کو جو مغربی افریقہ مین امن کے طریقون سے پیش آئے تاریکی مین ڈالدیا ہے حالانکہ تجانیہ کے لوگ جنہون نے امن وامان کے وسائل سے اپنے مذہب کو شائع کیا تبلیغ اسلام مین ان مجاہدون سے زیادہ کامیاب ہوے جنہون نے اکثر چھوٹی چھوٹی عملداریان قائم کین اور جن مین اونکے خاندان کچھ دنون بادشاہی کر گئے ان جہادون کے حالات لکھنے کی طرف اہل یورپ کو خاص کر ایسی صورت مین توجہ کرنے کی قدرتاً ضرورت ہوی جبکہ اونکی تجارت یا ملک گیری کے منصوبون مین ان جہادون سے خلل پڑا۔ اور مسلمان معلمون کے حالات تحریر کرنے کی جگہہ کہ کس طرح سہولت کے ساتھ انہون نے اسلام کو ترقی دی اہل یورپ

[1] ابن صفحہ ۱۷۴۔

بڑی شرم کی بات ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم دعاۃ اسلام نے قدیم
اسلام اور اسلامی طریقوں کے رعب وداب سے افریقہ کے غیر مہذب حبشیوں کے دلپر
کیا اثر کیا تہا[۱] لیکن باوجودیکہ ان زنگی قوموں میں مسلمان صدہا برس سے موجود تہے مگر انیسوین
صدی مین عمر الحاجی کو معلوم ہوا کہ اوسکے ملک کے بہت لوگ ابہی تک اپنے بت پرست
ہمسایوں کی طرح کفر اور گمراہی مین مبتلا ہین۔ عمر نے اول ہمبک کی مانند گو قوم پر حملہ کیا اور
اوسکے بعد دریاے سنیگال کے بالائی ملک مین پہونچکر سیگو سے بت پرستی کو خارج کیا۔
سیگو مین بمبارا کی قوم ابتک بت پرست تہی۔ عمر نے یہان کی بعض اسلامی ریاستون کی
بہی اصلاح کی جن مین بت پرستی کے خیالات ابہی تک رائج تہے۔ عمر نے سیگو اور موسینا
مین قیام کیا اور بمبارا کی قوم کو مغلوب کرکے مسلمان کیا اور اکثر موقعون پر اسلام کی بجبر
اشاعت کی۔ ۱۸۶۴ء مین عمر الحاجی مارا گیا اور اوسکے بیٹے بالائی سنیگال اور نائگر کے
وسط مین تمام ملک پر جو اونکے باپ نے فتح کیا تہا مسلط رہے[۲]۔

عمر الحاجی کے کئی جانشینون نے بہی جو اوسکے خاندان یا معتقدین مین سے تہے
اسلام کو اسی طرح ترقی دی جس طرح اونکے سردار یعنی عمر نے فرقہ تجانیہ کو جہاد پر آمادہ کرکے
مذہب کو پہیلایا تہا۔ لیکن ان جانشینون کے زمانہ مین جو چہوٹی چہوٹی لڑائیان ہوئین اونکے
حالات بہت کم دریافت ہوتے ہین یا جسقدر دریافت ہوتے ہین وہ کافی نہین کیونکہ عمر الحاجی
کی سلطنت اوسکے مرنے کے بعد چہوٹی چہوٹی کمزور ریاستون مین تقسیم ہوگئی۔ البتہ زمانہ
حال مین اشاعت اسلام کی ایک اور تحریک جسمین جہاد سے کام لیا گیا اور جسکا بانی قوم
مانڈنگو کا ایک سردار ہے جسکو امام صمد کہتے ہین ایسی پیدا ہوئی جسکے حالات مفصل لکہے
گئے ہین صمد نے مسلمانون کا ایک لشکر جمع کیا اور خود اوسکا سردار بنا اور بت پرستون کی
کئی جنگجو اور بہادر قومون کو اپنا مطیع بنالیا ۱۸۸۴ء مین صمد نے فلابا کو کئی مہینے کے

[۱] سفرنامہ میرالوسی واکا واہوتو (۱۸۵۴ء)۔ راموسو توم ۱ صفحہ ۱۔ [۲] اوپل صفحہ ۲۹۲-۲۹۴۔ جلیدن صفحہ ۱۰۔

سخت محاصرہ کے بعد فتح کیا جو ملک سلیمان کا دار السلطنت تہا اور سیر یالیون سے
مشرق میں ۱۵۰ میل کے فاصلہ پر واقع تہا۔ فلابا کے باشندے فلاحین افریقہ کے حملون
کا جو ہر سال اونکو فتح کرنیکے لیے یورش کیا کرتے تہے پچاس برس تک بخوبی جواب دیتے
رہے۔ لیکن اب صمد نے اونکو فتح کر لیا۔ امام صمد کا حال ایک عہد نویس مورخ نے عربی زبان
مین لکہے ہین جن سے صمد کی بعض فتوحات کا مفصل حال دریافت ہوتا ہے۔ یہہ مورخ
لکہتا ہے کہ "امام احمد الصمد مانڈنگو کے جہاد کے یہہ حالات ہین۔ ..... جب سے
امام صمد نے بت پرست قومون مین جو سمندر اور ملک اسولو کے وسط مین رہتی ہین
اس غرض سے جانا شروع کیا کہ اونکو خدا کے دین یعنی اسلام کی طرف دعوت دے تو
خدا اوسکا ہمیشہ مددگار ہوا۔"
"جو اسکو پڑہین اُن سکو معلوم ہو کہ امام صمد کی اول کوشش ایک شہر پر صرف ہوئی جسکا
نام فلندیہ تہا۔ صمد نے قرآن اور شریعت اور احادیث کے مطابق فلندیہ کے بادشاہ
سندیدو کے پاس اس پیغام سے قاصد روانہ کیئے کہ سندیدو امام صمد کی اطاعت قبول کرے
اور بتون کو پوجنا ترک کرے اور ایک خدا برحق پر ایمان لائے جو بزرگ ہے اور برتر۔
جسکی عبادت اوسکے بندون کے لیئے اس زندگی مین اور آنے والی زندگی مین مفید ہے۔
لیکن فلندیہ کے بت پرستون نے اطاعت سے انکار کیا اسپر صمد نے قرآن کے حکم کے
مطابق اون پر جزیہ مقرر کیا لیکن اُنہون نے اپنے اندہے اور بہرے پن سے ان
باتون کو نہ مانا۔ تب امام نے ایک مختصر لشکر پانچ سو آدمیون کا جو بہادر اور دلیر تہے جہاد
کے واسطے جمع کیا اور فلندیہ پر حملہ کیا۔ بت پرستون کے خلاف خدا نے امام کی مدد کی۔
اور اوسکو اون پر فتح دی۔ اور امام نے اپنے گہوڑون سے اونکا تعاقب کیا یہان
تک کہ وہ مطیع ہوئے۔ اب وہ بت پرستی کی طرف نہین لوٹ سکتے کیونکہ اُنکے سب بچے
مکتبون مین قرآن پڑہتے ہین اور علم دین اونکو سکہایا جاتا ہے۔"

امام صمد نے اسی طریقہ سے اور لئی بت پرست ریاستون کو اسلامی معلمون کی مدد سے مسلمان کر لیا۔ اور احکام قرآن کی پابندی اونکو سکہائی۔ اب جو شہر فتح ہوکر یا اپنی خوشی سے اوسکا مطیع ہوجاتا ہے اوسمین امام صمد ایک مسجد بنوا دیتا ہے اور چند اسلامی مدارس جن مین لائق معلم مقرر ہوتے ہین جاری کر دیے جاتے ہین۔ اگرچہ امام ایک بڑے لشکر کا سردار ہے لیکن وہ قرآن پاک اور مدارس اسلامیہ کی تعلیم و تربیت پر بہ نسبت تلوار کے زیادہ بہروسا کرتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اوسکو ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس بت پرست قوم کو وہ اسلام پر دعوت دیتا ہے وہ بغیر کشت و خون کے مسلمان ہوجاتی ہین[۱]۔

لیکن ان اسلامی تحریکون کی نسبت جن مین جنگ و جدل سے کام لیا گیا یہ بات یاد رکہنی چاہیے کہ ملکی فتوحات اور لڑائیون سے اس ملک مین اسلام کی ترقی زیادہ نہین ہوئی کیونکہ یہہ لکہا گیا ہے کہ عمر الحاجی کی سلطنت کے جو حصے اوسکے جانشینون کے قبضہ و تصرف مین رہے اونکی حدود سے باہر جہان کہین عمر نے لوگون کو زبردستی مسلمان کیا تہا وہ کچہہ دنون بعد مسلمان نہ رہے اور باوجودیکہ عمر کی فوجون مین بہت جوش و خروش تہا اور اوسکی فتوحات نے بہت شان و شوکت دکہائی تہی جو عارضی ثابت ہوی لیکن ایسی اسلامی تحریکون کے نشان بہت کم باقی ہین جن مین جنگ و پیکار کے طریقے اشاعت مذہب کے لیے اختیار کیے گئے[۲]۔ مغربی افریقہ کی اسلامی تاریخ مین یہہ لڑائیان اس وجہ سے قابل وقعت ہین کہ مذہبی جوش انہون نے پیدا کر دیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ داعیان اسلام نے امن و امان کے طریقون سے بت پرستون مین بہت وسعت کے ساتہہ اسلام کو شائع کیا۔ ان جہادون کو اگر بنظر غور دیکہا جاوے تو موجودہ ترقی اسلام کی تاریخ مین اونکا واقع ہونا محض اتفاقی ہے۔ اور اونکا شمار ہرگز اون وسائل اور قوتون مین نہین ہے جن سے فی الحقیقت افریقہ مین اسلام کی اشاعت ہوی۔ اگر بالفرض کسی قوم نے ان جہادون کی وجہ سے اسلام قبول کر لیا تو بہی جبتک

---

[۱] بلیدن صفحہ ۳۵۰-۳۶۰۔ [۲] لی کیٹلیر۔ (۲) صفحہ ۱۱۲۔

وعاة اسلام اس قوم کی تعلیم وتہذیب کے لیے ساعی نہ ہوے اوسکا مسلمان ہونا نہونا
برابر تہا بغیر اسکے ناممکن تہا کہ کوئی جماعت ایسی پیدا ہوسکتی جسکو صحیح طور پر مسلمان کہہ سکتے
غرض اس تحریک سے اسلام کی اشاعت ملک گنی او سنیگامبیا کے اکثر حصون مین ہوگئی
جہان فلاحین اور ملک ہوسا کے مسلمان تاجر آمد ورفت رکہتے تہے اور لوگون مین اسلام
کی تبلیغ کرتے تہے موجودہ صدی مین ان مسلمانون نے گنی اور سنی گامبیا کے بت پرستون
کو مسلمان کرلیا ہے۔

اب جن اسلامی فرقے کے کامون کا ہم ذکر کرتے ہین اونکو مذہب اسلام کی خدمت
کے لیے سوائے امن وامان کے وسائل اور تعلیم وتلقین کے طریقون کے کبہی جنگ وپیکار
سے کسی طرح کا تعلق نہین ہا ۱۸۳۷ء مین الجزائر کے ایک قاضی نے جسکا نام سیدی محمد
ابن علی السنوسی تہا فرقہ سنوسیہ کو قائم کیا جسکی غرض یہہ تہی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور
اسلام کی اشاعت کی جاوے۔ سیدی محمد ابن علی جنہون نے ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا
اور محض اپنی لیاقت کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی
ہوے جسکا انتظام خدا کے ہاتہہ مین ہے اور جسکی رعایا دل سے اوسکی خدمتگزار ہے اور
جسکی وسعت قلمرو کو اونکے جانشین برابر ترقی دے رہے ہین۔ فرقہ سنوسیہ پر فرض ہے
احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اونکی پابندی مین سرمو فرق نہو۔ صرف
خدای وحدہ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی بیجا تعظیم اور مقابر کی
زیارت سے پرہیز کرین۔ قہوہ اور تنباکو نہ پینے اور یہودیون اور عیسائیون سے کسی طرح
کی رسم پیدا نہ کرنے کا اونکو حکم ملا۔ اور ہر شخص پر فرض تہا کہ اگر وہ ہمیشہ اس فرقہ کی خدمت
مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نہ رہ سکے جسکے ساتہہ اہل یورپ کے اثر سے
بچنا بہی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت کے فائدے کے لیے دیا
کرے۔ سنوسیہ کا فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکون مین پہیلا ہوا ہے۔ اور اوسکی خانقاہین

مصر سے لیکر موراکو تک بلکہ صحرای اعظم اور سوڈان کے شاداب قطعات مین بہی جابجا موجود
ہین - جغبوب کا گاؤن جو مصر اور طرابلس کے درمیان صحراے لیبیان مین واقع ہی فرقہ سنوسیہ کا
صدر مقام ہے - یہان سے ہر سال صدہا مسلمان تعلیم و تربیت پاکر اسلام پر وعظ و تلقین
کے لیئے شمالی افریقہ کے ملکون مین جاتے ہین - سنوسیہ کی تمام شاخین (جنکی تعداد ۱۲۱
ہے) خانقاہ جغبوب سے اس وسیع فرقہ کے انتظام کے لیئے صلاح اور مشورہ حاصل کرتی
ہین جسمین صدہا مختلف قومین اور گروہ جنکے ملک ایک دوسرے سے فاصلۂ دراز پر واقع
ہین شامل ہین - سنوسیہ کو اپنے کام مین بدرجۂ غایت کامیابی ہوی ہے - اوسکی خانقاہین
تو شمالی افریقہ مین مصر سے موراکو - سوڈان - سنیگامبیا اور ارض سومالی مین موجود ہی ہین
لیکن اوسکے لوگ بھی عرب عراق اور مجمع الجزائر ملایا مین نظر آتے ہین[۱] - اگرچہ سنوسیہ کا مقدم
فرض یہہ ہی تہا کہ مسلمانون مین اونکے مذہب کی اصلاح کرین لیکن اشاعت مین بہی
اس فرقہ کو اسقدر کامیابی ہوئی کہ افریقہ کی اکثر قومون مین جو بت پرست یا برائے نام مسلمان
ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہونچے تو یہہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین -
داعیان سنوسیہ آج کل اس جستجو مین ہین کہ بالی قوم کے اس حصہ کو جو ابہی تک بت پرست
ہے اور بورنو کے مشرق مین ایندی کے کوہستان مین رہتا ہے کسی طرح مسلمان کرلین
بالی قوم کے ایسے حصون مین جسکے لوگون مین اسلام کا علم بہت ادنی ہی تہا اور وہ برائے
نام مسلمان تہے سنوسیہ نے ایسا جوش مذہب پیدا کردیا ہے جیسا خود اونمین موجود ہے[۲]
صحراے فیضان کے جنوب کی طرف توبا تبستی کی رہنے والی قوم جسکا نام تیدا ہے اور
جو پہلے برائے نام مسلمان تہی سنوسیہ کے پہونچتے ہی متشرع مسلمان ہوگئی - واداے تک
سنوسیہ کی کوششون کی شاہد ہے[۳] - سنوسیہ کے دعاۃ اسلام گالا کے ملک مین بہی اشاعت
مذہب کرتے ہین - اور ہرار کے شہر سے جہان اونکو بہت قوت ہے بلکا میر ہرار کے دربار مین

---

[۱] ریل (۱) صفحہ ۹۵ و ۱۶۲ - [۲] ناچتگال "صحرا اور سوڈان" دوسری جلد صفحہ ۱۷۵ (برلن ۱۸۸۱ء) [۳] دو ویریے صفحہ ۴

جس قدر سردار ہین سب سنوسیہ خاندان کے مرید ہین[1] ہر سال نئے لوگ اسلام کی ترقی کے
لیئے گالا کے ملک مین جاتے ہین۔ مذہب کے پھیلانیکے لیئے یہ لوگ مدرسے کھولتے
ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر بستیان آباد کر دیتے ہین۔ غلامون کو خرید کردہ مسلمان
کر لیتے ہین خاص کر وادی کی قومون مین اُنہون نے اس طریقے سے مسلمانون کی تعداد
بہت بڑہائی ہے۔ جغبوب مین ان غلامون کو تعلیم و تربیت دی جاتی ہے اور جسوقت وہ
سنوسیہ کی تمام باتون سے واقف ہو جاتے ہین تو آزاد کر کے وطن بھیجدیے جاتے ہین
تاکہ اپنے بھائی بندون کو مسلمان کرین[2]۔

سوڈان کی بت پرست قومون مین مسلمانون کی کوششون کے حالات جو اوپر بیان
ہوئے اگرچہ کم ہین لیکن جسقدر ہین اونکی قیمت اسلیئے زیادہ ہے کہ سوڈان مین اشاعت
اسلام کے حالات کا پتہ بہت کم چلتا ہے۔ اگرچہ تاریخی دستاویزون سے کوئی شہادت
بہم نہین پہونچتی لیکن بت پرست قومون مین جو مسلمان بہتر مذہب اور بہتر تہذیب کے
رکھنے والے موجود ہین وہ اعیان اسلام کی کوششون کی زندہ شہادت ہین۔ سوڈان
کے جنوب مغرب مین جہانتک اسلام پھیل چکا ہے وہان کی مسلمان اور غیر مسلمان قومون
مین بڑا فرق نظر آتا ہے کہ بت پرستونکی اخلاقی حالت اہل یورپ کی شراب فروشی سے کس
درجہ خراب ہوئی ہے۔ اس زمانہ کے ایک سیاح[3] نے اُن قومون کی خراب حالت کے
ذکر مین جو دریای نائگر کے دہانے کی طرف آباد ہین لکھا ہے کہ "جب دریای نائگر مین ہماری
دخانی کشتی چڑہاؤ پر جاتی تھی تو دو سو میل تک کوئی چیز ایسی نظر نہین آئی جو میرے خیالات
مین کسی طرح کی تبدیلی پیدا کرتی۔ کیونکہ بت پرستی کے ساتھ مردم خواری اور شراب کی
تجارت خوب رونق پر تھی۔ لیکن جب ساحل کا نشیبی ملک پیچھے رہ گیا اور مین وسط سوڈان

---

[1] پولسٹی صفحہ ۲۱۴ - [2] دو ویریئر - لا کونفریری مسلمان دے سیدی محمد بن علی السنوسی (پیرس ۱۸۸۴ع) لوئی رین صفحہ ۱۸۴ و ۱۳ ۵ - [3] جوزف ٹامسن (۲) صفحہ ۱۸۵۔

کی پابندی خفیف ہے گو صدہا برس سے مسلمان ان لوگون کے قریب آباد ہین اور یہی
وجہ ہے کہ موجودہ صدی مین سوڈان اور سینیگامبیا کے داعیان اسلام کو مسلمانون کی اصلاح
یا تبلیغ کے لئے زیادہ دور نہین جانا پڑا۔ پس افریقہ کی تاریخ تبلیغ مین اصلاح مذہب کی
تحریکون کا ذکر اور شعار اسلام کے زندہ ہونے کا حال ہمکو قابل غور نظر آیا اور ہم نے
ناظرین کو اس مضمون کی طرف متوجہ کیا۔

دعاۃ اسلام کی کوششون کا دوسرا منظر مغربی ساحل افریقہ ہے۔ باوجودیکہ ساحل
گنی اور سیرالیون اور ملک لائبیریا مین اسلام کو بہت ترقی ہو چکی تھی بلکہ لائبیریا مین
مسلمانون کی تعداد بت پرستون سے زیادہ تھی مگر افریقہ کے مغربی ساحل پر اسلام کو ایسی
قومون سے واسطہ ہوا جو ابھی تک مسلمان نہین ہوئی تھین۔ اشانٹی مین جو مغربی ساحل
افریقہ کا ملک ہے سنہ ۱۷۵۰ء سے کچھہ مسلمان موجود تھے اور اوس زمانہ سے آجتک اس ملک
مین مسلمانون نے دعوت اسلام مین ایسی کوشش کی کہ آہستہ لیکن ہمیشہ حکمی کامیابی انکو حاصل
ہوئی[۵۱]۔ اسکا سبب یہہ بھی ہے کہ اشانٹی کے باشندے مسلمانون کی خاطر و مدارات کرتی
ہین اور بادشاہ اشانٹی کے دربار مین انکو بڑا دخل ہو جاتا ہے۔ داعیان اسلام نے یہان اسلامی
مدارس جاری کئے ہین جو بت پرستون کی اولاد کو اسلام کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اشانٹی
مین ایسی علامتین ظاہر ہو چکی ہین کہ مذہب اسلام یہان کے اور تمام مذہبون پر غالب آجائیگا
کیونکہ اشانٹی کے اکثر سردارون نے اسلام قبول کرلیا ہے[۵۲]۔ داہومی اور گولڈ کوسٹ پر دعوت
اسلام روز افزون ترقی پر ہے ان ملکون کے بت پرست سردار اگر ظاہر مین اسلام قبول نہین
کرتے تو وہ داعیان اسلام کے اثر کو ضرور گوارا کر لیتے ہین اور اس طرح مسلمانون کو مدد
مل جاتی ہے کہ عوام الناس مین وہ اسلام کی اشاعت کرین[۵۳]۔ مغربی ساحل افریقہ پر داہومی
اور اشانٹی دو بڑی عملداریان ہین جنکے فرمانروا بت پرست ہین لیکن اونکا مسلمان ہوجانا

---

[۵۱] ایضاً۔ دوسرا حصہ صفحہ ۲۵ [۵۲] سارس صفحہ ۱۸۹ - [۵۳] برین لوچ صفحہ ۲۵۶ —

اب کوئی دن کی بات سمجھی جاتی ہے ۱؎ لاگوس کے شہر مین تقریباً دس ہزار مسلمان ہین اور مغربی ساحل کے اون شہرون مین جہان تجارت بہت ہوتی ہے ایسے مسلمان بہی آباد ہین جو اعلیٰ درجہ کی زنگی قومون سے ہین۔ مثلاً یہہ لوگ فلاحین ماندنگو اور ہوسا کی قومون کے لوگ ہین اور اونکا مذہب اسلام ہے۔ جب یہہ زنگی مسلمان تجارت کے لیئے یا اس غرض سے کہ یورپ والون کی فوجون مین بہرتی ہون مغربی ساحل افریقہ کے شہرون مین آتے ہین تو یہان کے بت پرستون پر اونکی صورت اور لیاقت کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ دیکھتے ہین کہ یورپین گورنر اور حکام اور تاجر مسلمانون کی بہت عزت اور توقیر کرتے ہین۔ یہہ زنگی مسلمان قومی اعتبار سے یا شکل اور لباس مین ایسا فرق نہین رکھتے کہ بت پرستون کو انکی برادری مین شامل ہونا غیر ممکن معلوم ہو۔ علاوہ اسکے یہہ زنگی مسلمان بت پرستون کو سمجھاتے رہتے ہین کہ اگر ہمارے شریک بننا چاہتے ہو تو پہلے مسلمان ہو جاؤ ۲؎۔

جس وقت کوئی بت پرست خواہ وہ کیسی ہی کم درجہ کا اور ذلیل حالت کا آدمی ہو مسلمان ہونے کی نیت ظاہر کرتا ہے تو مسلمان فوراً اوسکو اپنی برادری مین شامل کرتے ہین اور اوسکو اپنے برابر کا آدمی سمجھتے ہین اور یہہ برابر کا درجہ اسطرح دیا جاتا ہے کہ کسی کو اوسکے دینے مین حسد یا رشک نہین ہوتا بلکہ جن مسلمانون کو دعوت اسلام کا شوق او جوش ہوتا ہے وہ نو مسلم کو یہہ عزت نہایت خوشی سے دیتے ہین دریای سنیگال کے دہانہ سے لاگوس کے بندرگاہ تک جسمین دو ہزار میل کا فاصلہ ہے کوئی بڑا شہر لب سمندر ایسا نہین ہے جسمین کم از کم ایک مسجد نہ ہو اور جہان و اعیان اسلام بڑے جوش و خروش سے تبلیغ مین مصروف نہون بلکہ بعض صورتون مین ایک ہی جگہ مسلمان اور پادری اپنے اپنے مذہب کی اشاعت مین کوشش کرتے ہین ۳؎۔

مصنفون نے بالاتفاق کوئی فیصلہ ابتک اس امر کے متعلق نہین ظاہر کیا ہے

۱؎ بلیدن۔ صفحہ ۲۰۵ ۲؎ سامن۔ صفحہ ۸۸ ۳؎ بلیدن صفحہ ۲۰۲-

کر جغرافیہ کے اعتبار سے افریقہ مین تبلیغ اسلام کی حدود کہانتک قائم کیجا وین۔[۵۱] انکل سے
کہہ سکتے ہین کہ خط استوا سے شمال ہی ۱۰ درجہ کا عرض بلد تبلیغ اسلام کی جنوبی حد ہے
تو اس عرض بلد سے شمال کے اطراف مین بعض قومین ابہی تک بت پرست ہین۔[۵۲] ہم
اوپر لکہہ آئے ہین کہ مغربی ساحل پر اور دریاے ناگر کے دہانے کے قریب جو ملک
ہین اون مین مدت ہوئی کہ اسلام اس جنوبی حد سے گذر کر شائع ہوچکا ہے۔ لیکن سواے
ملک کے ایسے حصون کے جنکا ہم آگے ذکر کرینگے وسطا فریقہ مین اسلام کا اثر
ابہی تک کم ہے۔ اسمین شبہہ نہین کہ وسطا فریقہ مین مسلمان اکثر نظر آتے ہین خاص کر وہ
عرب تاجر جو زنجبار سے یہان پہونچے ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان عربون مین تبلیغ اسلام
کا شوق یا تو کم ہے یا بالکل نہین کیونکہ اونہون نے ملک سودان کی مثل ایسی اسلامی ریاستین
جو احکام قرآن کے بموجب جاری ہوکر اوسکی پابند ہوتین وسطا فریقہ مین قائم نہین کین مشرقی
ساحل افریقہ مین اسلام کا اثر دوسری صدی عیسوی سے موجود ہے لیکن افریقہ کے اطراف
مشرق مین مسلمانون سے کوئی ایسا کارنمایان نہین ہوا جسکو دعوت اسلام کی تاریخ مین
جگہہ ملتی۔

مشرقی ساحل افریقہ پر اہل عرب کی آبادہونیکی حالات کم دریافت ہوتے ہین سنہ ۱۵۰۵ء مین
جب پرتگیزون کے سردار دون فرانسسکو دالمیدا نے کیلوا کا شہر فتح کیا تو ایک تاریخ
عربی زبان مین لکہی ہوئی اوسکو ملی۔ اس تاریخ مین بیان ہے کہ اول مسلمان جو اس ساحل
پر آباد ہوے وہ چند عرب تھے جنہون نے ایک شخص زید کے باطل مذہب کو تسلیم کیا
تہا۔ اور اسکی وجہ سے وہ جلاوطن کردیے گئے تہے۔ زید رسول اللہ صلعم کے خاندان
سے تہے۔[۵۳] "جن زید کا یہان ذکر ہے اوسسے غالبًا زید ابن علی علیہ السلام مراد ہے جو جعفر

[۵۱] افریقہ کے نقشہ مین جو نقطون کا خط اسلام کی جنوبی حد قائم کرنیکے لیئے کہینچا گیا ہی اوسکے لئے ڈاکٹر اوسکار بومان صاحب کا مین شکرگذار ہون جو
یہ صاحب مشرقی افریقہ جرمنی کے مشہور و معروف محقق ہین۔ [۵۲] اوپل صفحہ ۲۹ - ۲۹۷ - [۵۳] یہ شہر ایک جزیرہ مین ہے جو
زنجبار سے جنوب کی طرف دو درجہ ہٹا ہوا ہے [۵۴] دے بارس صفحہ ۲۱۱-

امام حسین کے پوتے تھے اور خلیفہ ہشام کے عہد مین انہون نے امام مہدی ہونے کا دعوی کرکے اہل تشیع کو بغاوت پر آمادہ کیا تہا۔ سنہ ۱۲۲ھ مطابق ۷۴۰ء مین خلیفہ ہشام کے عہد مین اونکو شکست ہوی اور مارے گئے[۵۱]

یہہ عرب افریقہ کی بت پرست قومون سے ہمیشہ خائف رہے لیکن مشرقی ساحل پر انہون نے اپنی آبادی کو رفتہ رفتہ ترقی دی یہان تک کہ اہل عرب کا ایک اور گروہ اونمین شامل ہوا۔ یہہ گروہ خلیج فارس سے عرب کے ساحل اور جزیرہ بحرین کے قریب سے تین جہازون مین بیٹھکر یہان آیا تہا۔ سات بہائی اس گروہ کے سردار تھے اور عرب سے نکلنے کی یہہ وجہ ہوئی تھی کہ شہر الحسا کے بادشاہ نے جسکی سلطنت ان عربون کے وطن کے قریب تھی ان پر ظلم کیئے تھے۔ جب یہہ عرب مشرقی ساحل افریقہ پر پہونچے تو انہون نے مقدشو کا شہر پہلے تعمیر کیا جسکو رفتہ رفتہ ایسی قوت حاصل ہوئی کہ ساحل کے تمام عربون پر حکمران ہوگیا۔ اہل عرب کا پہلا گروہ جو مشرقی ساحل افریقہ پر آباد ہوا وہ شیعہ تہا اور چونکہ دوسرا گروہ سنی تہا اسلیے اوسنے سرداران مقدشو کی حکومت مین رہنا پسند نہ کیا اور ساحل چہوڑکر ملک کے اندرونی حصون مین آباد ہوگیا جہان وہ دیس کے لوگون مین مل گیا اور دیسی عورتون سے شادیان کرکے اونسے اونکے طریقے اور رسوم اختیار کرلیئے[۵۲]۔

مقدشو کا شہر دسوین صدی عیسوی کے وسط مین آباد ہوا تہا اور مشرقی ساحل افریقہ پر ستر برس تک وہ بڑے زور کا شہر رہا۔ لیکن اسی اثنا مین خلیج فارس سے ایک اور گروہ یہان آباد ہونے کی غرض سے آیا۔ اور مقدشو کے مقابلہ مین اوسنے ایک نیا شہر آباد کیا۔ اس گروہ کا سردار علی تہا جو شیراز کے سلطان حسن کا بیٹا تہا اوسکے چہہ بہائی اور تھے چونکہ علی کی ماں حبشن تہی۔ اسلیے اوسکے بہائی اوسکو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور جب سلطان حسن کا انتقال ہوگیا تو انہون نے ایسے ظلم کیے کہ علی نے وطن چہوڑکر کہین

---

۵۱ ابن خلدون۔ تیسری جلد صفحہ ۹۹۔۱۰۰۔ ۵۲ دے بارس صفحہ ۲۱۱۔۲۱۲۔

جہاز نا بہونے کا قصد کیا اور اہل وعیال اور چند مصاحبون کو لیکر جزیرہ [illegible] سے جہاز
مین سوار ہوا اور جب افریقہ کے مشرقی ساحل پر پہونچا تو مقدشو سے بچکر نکلا کیونکہ وہان کے
لوگ مختلف المذہب تھے اور یہ سنکر کہ زنجبار کے ملک مین سونا ملیگا وہ مقدشو سے
جنوب کی سمت مین چلا اور ساحل پر کلیوا کا شہر آباد کیا جہان وہ خود مختاری کی حیثیت سے
رہ سکا۔ اور شمال مین جو عرب آباد تھے اونکی دسترس سے بچ گیا۔

غرض اس طرح مشرقی ساحل افریقہ پر خلیج عدن سے لیکر خط جدی تک جسکو زمانہ وسطیٰ
کے جغرافیہ دانان عرب نے اقوام زنج کا ملک لکھا ہے عربون کے متعدد شہر آباد ہو گئے
زنج کی قومون مین اہل عرب نے اسلام کی اشاعت کے واسطے کچھ ہی کوشش کی ہو لیکن
اوسکے حالات ہم تک نہین پہونچے۔ کتاب عجائب الہند جو حالات سفر کی ایک کتاب
غالبًا دسوین صدی عیسوی کی لکھی ہوئی ہے اوسمین ایک عجیب واقعہ تحریر ہے کہ زنج کی قومون
مین سے ایک قوم کے بادشاہ نے کس طرح اپنی رعایا مین اسلام کی اشاعت کی سنہ ۹۲۲ء
مین اہل عرب کا ایک جہاز جسپر تجارت کا مال بھرا تھا طوفان مین آگیا اور رستہ سے بھٹک کر
آدم خوار زنجیون کے ملک مین پہونچ گیا اور جہاز والون کو یقین ہوا کہ اب کوئی دم مین موت کا
لقمہ بنتے ہین۔ لیکن زنجیون کے بادشاہ نے عربون پر مہربانی کی اور کئی مہینے تک اونکو اپنا
مہمان رکھا ان تاجرون نے اپنا مال خوب نفع سے بیچا مگر بادشاہ کی مہربانیون کا عوض بڑی
دغابازی سے کیا۔ اور وہ یہہ تھا کہ جب ان عربون کو رخصت کرنے کے لئے بادشاہ اور
اوسکے عمائد جہاز تک آئے تو ان عربون نے سبکو گرفتار کر لیا اور غلام بنا کر عمان مین لے آئے
اسکے بعد سال گذرے تھے کہ ان ہی عرب تاجرون کا جہاز پھر طوفان مین آیا اور رستہ
بھول کر زنجیون کے بندرگاہ مین پہونچ گیا۔ زنجی جو کشتیون مین سوار تھے جہاز کے پاس
آئے اور جہاز والون کو پہچان لیا۔ اب ان عرب تاجرون کو اپنے مرنے مین ذرا شک

[illegible] صفحہ ۲۲۴ - ۲۲۵

دیا - اور وہ توبہ و استغفار مین مصروف ہوے - زنجیون نے عربون کو گرفتار کیا
اور بادشاہ کے سامنے لے گئے - جب عربون نے بادشاہ کو دیکھا کہ یہہ وہی شخص ہے
جسکے ساتھہ اونہون نے دغا کی تہی تو سخت نادم ہوے اور خوف اون پر طاری ہوا -
لیکن بادشاہ نے بجاے اسکے کہ اونکی دغابازی کا انتقام لیتا اونکی جان بچادی اور اونکو
اجازت دی کہ اپنا مال فروخت کرین - لیکن جب ان تاجرون نے بادشاہ کو نذر دینی
چاہی تو بادشاہ نے بجقارت اونکی نذر قبول کرنے سے انکار کیا - جب یہہ عربی تاجر رخصت
ہونے لگے تو ایک تاجر نے بادشاہ سے پوچھا کہ غلامی کی حالت سے وہ کیونکر آزاد ہوا
بادشاہ نے بیان کیا کہ عمان سے جہان وہ غلام بناکر بہیجا گیا تہا وہ بصرہ کو روانہ کیا گیا اور
بصرہ سے بغداد مین آیا - بغداد مین اوسکو اسلام قبول کرنے کی ہدایت ہوی اور ارکان
اسلام اوسکو سکہائے گئے - بغداد مین اپنے آقا سے بہاگ کر وہ ایک قافلہ کے ساتہہ
ہوگیا جو مکہ معظمہ کو حج کے لیے جاتا تہا - حج سے فارغ ہونے کے بعد وہ قاہرہ مین آیا
اور قاہرہ سے دریاے نیل کے کنارے کنارے سفر کرتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا -
اس سفر مین بڑی مصیبتین اوٹہائین اور کئی دفعہ غلام بنایا گیا - لیکن اب مین خوش ہون
کہ اللہ نے مجہہ کو اور میری قوم کے لوگون کو اسلام یعنی دین برحق کا علم بخشا - اور زنج کے
ملک مین کسی اور کو یہہ نعمت نہین ملی - چونکہ میرے مسلمان ہونے کا باعث تم ہوے اسلیے
مین نے تمہارا قصور معاف کیا - جاؤ اور مسلمانون سے کہنا کہ وہ ہمارے ملک مین آئین
اور ہم مسلمان اونسے بہائیون کی طرح ملین گے[1]

کتاب عجائب الہند سے یہہ بہی دریافت ہوتا ہی کہ افریقہ کے مشرقی ساحل پر تاجران عرب مدت
سے آمد و رفت رکہتے تہے اور باوجود اس صدہا برس کی آمد و رفت کے ساحل کی دیسی قومون
مین (سواے سومالی قوم کے) اسلام کا چرچا کم ہوا - سولہوین صدی عیسوی مین پرتگیزون

---

[1] کتاب عجائب الہند صفحہ ۵۱ - ۶۰ (مطبوعہ لیدن ۱۸۸۳ء)

کے فتوحات سے پہلے جو چند نگی قومین مسلمان ہوئین وہ صرف ساحل کی رہنے والی تہین پہرکبہی قوت کے زوال کے بعد بہی جبکہ سادات عمان کے عہد مین عربون کی حکومت دوبارہ قائم ہوئی سوائے گالا اور سومالی کی قومون کے جو ملک کے اندر آباد تہین اندرونی ملک کی دیگر اقوام مین اشاعت اسلام کے لیے کوشش نہین کی گئی - چنانچہ زمانہ حال کے ایک سیاح نے لکہا ہے کہ "مشرقی افریقہ کے وسط مین تین دفعہ مجہکو سفر کرنیکا اتفاق ہوا لیکن مجہے کوئی چیز ایسی نظر نہین آئی جس سے خیال ہوتا کہ مسلمانون کا مذہب فی ذریعہ تہذیب ہے اسلام مین مہذب بنانے کی جو کچہہ قابلیتین ہون وہ مشرقی افریقہ مین ظاہر نہ تہین یہان عرب اور عربون کی اولاد اپنے مذہب کی اشاعت مین مصروف نہ تہی - اور اسلام کی دعوت دینے کے لئے یہان وہ اعیان اسلام موجود نہ تہے مسقط کے عرب اسی بات کو غنیمت سمجہتے تہے کہ اونکے غلام ایک حد تک اسلام کے پابند رہین اسکے علاوہ انہون نے مشرقی افریقہ کی قومون سے جو فی الحقیقت ضلالت مین مبتلا تہین کچہہ بحث نہ رکہی - یہہ قومین اس جہل و نادانی کی حالت مین خوش رہتی تہین اور تہذیب و شائستگی سے انکا متنفر ہونا ظاہر کرتا تہا کہ پانچسو برس تک مسلمانون کی نیم شائستہ قومون سے ربط رکہنے پر بہی اونمین وہ لیاقت پیدا نہین ہوئی جیسے کہ اونکی ہمسایہ قومون مین موجود تہی -

ان صد ہا سال مین جیسی کہ ایک سیاح نے لکہا ہے سیاہ ایسا نہ ہوتا جیسا ہو گیا ہو کر یہ دن جن کا مشرقی افریقہ[1]
مین عربون کو سوداگری اور غلامون کی تجارت مین ایسا انہماک رہا کہ اسلام ہی کے لیے وہ کچہہ شوق ظاہر نہ کر سکے - حالانکہ ان ہی کے ہم مذہبون نے افریقہ کے اور حصون مین تبلیغ احکام کے لیے کیا ہمت اور محنت صرف کی تہی[2]

[1] "وسط افریقہ مین اسلام" مصنفہ جوزف ٹامسن صفحہ ۷۷۸ - [2] مشرقی افریقہ جرمنی مین بوندی ورد اد کیو کے لوگون مین بہر حال اسلام کی ترقی ہے - یہہ دونون ملک ساحل سے کسی قدر مغرب کی طرف واقع ہین سواہلی کے جو معلم شیرہین وہ بت پرستون کو مسلمان کرنے مین کامیاب ہوتے ہین - ادسکار بومان "ڈا ادسا مبارا اونڈ سائنی ناجنار گبیت" (۲)

م صفحہ ۱۴۳ و ۱۵۳ (مطبوعہ برلن ۱۸۹۱ء)

وسط افریقہ کے مشرقی حصہ مین جو قومین آباد ہین اونمین اسلام کو ترقی نہونیکی ایک وجہ
یہہ بھی ہے کہ ان قومونکی طبیعت کو مذہب سے لگاؤ کم ہے - شمال مین البتہ ملک یوگندا
کی قومین ایسی نہین ہین جن پر مذہب کا اثر نہوتا ہو - چنانچہ زنجبار سے جو عرب ان قومون مین
پہونچے تو اسلام کی اشاعت اونمین بخوبی ہوسکی -

گالا اور سومالی کی قومون مین اسلام کو بہت ترقی ہوئی اس کتاب کے باب چہارم مین ہم ذکر
کر چکے ہین کہ حبش کے ملک مین گالا قوم کی آبادیان قائم ہوگئی ہین - یہہ نوآباد لوگ جنکی قوم
کی سات شاخین ہین اور جو وہ لوگ گالا کے نام سے مشہور ہین حبش مین آباد ہونے سے پہلے عالباً
بت پرست تھے[1] - اور ابتک کثرت سے بت پرست ہین - ملک حبش مین آباد ہونے کے بعد
وہ گویا اسی ملک کے باشندے ہوگئے اور اکثر نے باشندگان حبش کی زبان عادات اور رسوم
اختیار کرلین[2]

گالا کے قوم کے متعلق کہ کس طرح اونسے اسلام قبول کیا مفصل حالات نہین ملتے -
اس قوم کے بعض لوگونکی نسبت تو یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ زبردستی عیسائی کر لیئے گئے اور چونکہ
ملک حبش مین پولیٹیکل اختیارات مسلمانون کے قبضہ مین نہ تھے اسلیے یہہ بات امکان سے
خارج ہے کہ مسلمانون نے بھی عیسائیون کی طرح اپنے مذہب کی اشاعت بجبر کی ہو - اخیر
صدی مین اس قوم کے جو لوگ جنوبی سمت مین آباد تھے وہ زیادہ تر مسلمان تھے اور جو لوگ مشرق
اور مغرب کی اطراف مین رہتے تھے وہ عموماً بت پرست تھے[3] - لیکن اب جو کچھہ حالات اونکے
متعلق تحقیق ہوتے ہین اونسے ظاہر ہے کہ اہل اسلام کی تعداد ترقی پر ہے - اور چونکہ اونکی
نسبت لکھا جاتا ہے کہ وہ بہت متعصب مسلمان ہین تو اس بات سے ہم فرض کرسکتے ہین کہ وہ

---

[1] گالا قوم کی تاریخ مولفہ ٹیلنی - اگرچہ وہ لوگ گالا کی قوم کے مذہب کی نسبت مفصل حالات نہین معلوم لیکن شیلنجدر کی ایسی رائے ہے
کہ وہ بت پرست تھی - کلو - توم ا صفحہ ۳۴ مصنف کلوئی البتہ یہ فرض کیا ہی کہ جب یہ قوم ملک حبش پر چڑہہ آئی تو اوسوقت مسلمان تھی
[2] ہنری سالٹ حبشہ کا سفر صفحہ ۲۹۹ (لندن ۱۸۱۴ع) [3] جیمس بروس منبع نیل کی تحقیقات کا سفر جلد سوم صفحہ ۲۴۳ (ایڈنبرا ۱۸۰۵ع)

اسلام کی پابندی مین سست اور بدشوق نہین ہین۔[۱] خاص ملک گالا کی گالا قومون مین سوائے
اون جرگون کے جو حبش کی سرحد پر رہتے ہین اور جنکو سابق کے بادشاہ حبش نے زبردستی عیسائی
کیا کچھہ لوگ مسلمان ہین اور کچھہ بت پرست پہاڑون مین مسلمان کم ہین لیکن ملک کے باقی حصون
مین اعیان اسلام کو اپنے کام مین بہت کامیابی ہوئی اور موجودہ صدی مین اونکی تعلیم و تلقین
سے لوگ بکثرت مسلمان ہوسے ہین۔ انتونیو چیکی نے جو ۱۸۷۸ء مین لیمو کی عملداری مین گیا
تھا ابا بغیبو کے مسلمان ہونے کا حال لکھا ہے کہ ابا بغیبو لیمو کے بادشاہ وقت کا باپ تھا
اور اوسکو اون مسلمانون نے مسلمان کیا جو لیمو کی ریاست مین تاجر بنکر آتے تھے اور اسلام
کی اشاعت کرتے تھے۔ لیمو کے قریب گالا قوم کی جو عملداریان ہین اونکے امیرون اور
سردارون نے ابا بغیبو کی مثال کا اتباع کیا اور کچھہ حصہ رعایا کا بھی مسلمان ہوگیا۔ اسلام
ان عملداریون مین ترقی کر رہا ہے لیکن ابھی تک زیادہ تر لوگ ایسے ہین جو اپنے آبائی مذہب
کے پیرو چلے جاتے ہین۔[۲] سرداران گالا کے دربار مین مسلمان تاجرونکی خاطر و مدارات اس
طریقے سے ہوی کہ غیر ملکون کی جو اشیاء وہ ان سردارون کی عملداری مین تجارت کی غرض سے
لائے وہ ملکی پیداوار کی عوض مین خریدی گئین اور اس طرح مسلمان تاجرون کے لیئے
تجارت کا بازار قائم ہوگیا۔ چونکہ یہ تاجر ساحل پر صرف سال یا دو سال مین ایک دفعہ آتے
تھے اور باقی وقت گالا کے ملک مین صرف کرتے تھے اسلیئے اونکو اسلام کی اشاعت کے
واسطے کافی وقت اور موقع ملا جسکا حاصل کرنا وہ خوب جانتے تھے۔ غرض جہان کہین
اونھون نے قدم رکھا یہ بات ضروری ہوگئی کہ تھوڑے ہی عرصہ مین وہ لوگون کو مسلمان کرلین۔[۳]
گالا کے ملک مین اسلام کو عیسائی مشنریون کا بھی مقابلہ کرنا پڑا جو یورپ سے وہان پہونچے

---

[۱] کراپف ریزن این اوسٹ افریقا پہلی جلد صفحہ ۱۰۶۔ اکورس تہال (۱۸۵۹ء) [۲] کلو۔ توم ا صفحہ ۱۰۳۔ [۳] ۱۸۴۳ء مین جب مسیو
روس کی مہلک (رجالیتی) عیسائیون نے گالا قوم مین اپنا مشن جاری کیا تو ابا بغیبو نے اوس سے کہا کہ اگر تم تیس برس پہلے آتے تو ہم
مین نہین بلکہ میرے سب ہموطن تمہارا مذہب قبول کر لیتے لیکن اب عیسائی مذہب قبول کرنا ناممکن ہے (اسلامیا چوتھی جلد صفحہ ۱۰۳)
[۴] وارڈ یا الفرد سپیرے دل کا قاہرہ دوسری جلد صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ ۱۸۶۲ء اسلامیا چوتھی صفحہ ۳۰۔ چھٹی جلد صفحہ ۱۰۔ [۵] اسلامیا چوتھی جلد صفحہ

تھے ان عیسائی مشنریون کی وجہ سے کچھ لوگ عیسائی ہوے لیکن مشنریون کو بہت کامیابی نہین
ہوئی[۵۱] بیانتک کہ کارڈنیل لاسایا نے جن لوگون کو عیسائی کیا تھا جسوقت یہ کارڈنیل ملک سے
نکال دیا گیا تو اُنھون نے یا تو اسلام قبول کر لیا یا یہہ ہوا کہ اونکو اسقدر کا یقین رہا نہ مسیح کا[۵۲] عیسائی
مشنریون کا تو یہہ حال تھا مگر داعیان اسلام کو مسلسل کامیابی ہی اور اب وہ جنوب کی طرف
دور تک بڑھ گئے ہین اور دریای وابی کو اُنھون نے عبور کر لیا ہے[۵۳] گالا کے وہ حصے جو
ملک گالا کے مغربی حصہ مین آباد ہین ابھی تک بت پرست چلے جاتے ہین اور جو قومین کہ
بالکل ہی مغربی سرحد پر آباد ہین اونمین لیگا کی قوم ایسی ہے جسمین اب موجودات قدرت کی پرستش
کم اور مسلمانون کا اثر زیادہ پھیلتا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ چند سال کے عرصہ مین لیگا کی تمام
قوم اسلام قبول کریگی[۵۴] آج کل افریقہ کے شمال مشرق مین تبلیغ اسلام کے لئے [illegible] کی
ہمتین اور کوششین قابل قدر ہین۔ ہر سال عرب سے کئی داعیان اسلام ان اطراف مین آتے
ہین اور سومالی قوم مین اونکو گالا کی قوم سے بھی زیادہ کامیابی ہوتی ہے[۵۵] چونکہ سمالیون کا ملک
عرب کے قریب ہے اسلیئے وہ قدیم زمانہ سے داعیان اسلام کا جولانگاہ رہا ہے لیکن افسوس
ہے کہ اُسکے متعلق زیادہ حالات تحقیق نہین ہوتے۔ ملک سومالی کے شمال مین جو سومالی قومین
رہتی ہین اونمین مشہور ہے کہ عرب کا ایک شریف زادہ مجبور ہو کر اپنے وطن سے بھاگا اور
سمندر عبور کر کے اول کے شہر مین آیا جہان سومالی کے بزرگون کو اوسنے مسلمان کیا[۵۶]
پندرہوین صدی عیسوی مین چوالیس عربون کا ایک گروہ حضرموت سے چلا اور بحر احمر کو

[۵۱] مصنف جیکی نے جہان عیسائی مشن کی ناکامی کا ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ اس ناکامی کی وجہ یہہ ہے کہ سالہاے
گذشتہ مین اسلام کی اشاعت ان ملکون مین بکثرت ہوی ہے۔ صدہا داعیان اسلام اور مسلمان تاجرون نے یا تحقیق
کی ہے ان لوگون کے پاس وہ سامان بخوبی موجود ہوتا ہے جس سے مذہب کی اشاعت ہوتی ہے یعنی وہ
ہوشیار ہوتے ہین اور ملک کی زبان خوب جانتے ہین۔ دوسری جلد صفحہ ۲۴۳۔ [۵۲] جیکی صفحہ ۲۴۱
[۵۳] رکلو توم ۱۳ صفحہ ۳۴۸۔ [۵۴] لیگا کی قوم ۹ درجہ سے ۹ ½ درجہ طول بلد اور ۳۴ درجہ ۳۵ دقیقہ
سے ۳۵ درجہ مشرقی عرض بلد مین آباد ہے۔ [۵۵] رکلو۔ توم ۱۰۔ صفحہ ۳۰۵۔ [۵۶] پولٹسکے صفحہ
۳۴۳۔ [۵۷] مشرقی افریقہ کی تاریخ وجغرافیہ وتجارت کے متعلق دستاویزات مرتبہ مسٹر
گولین۔ دوسرا حصہ پہلی جلد صفحہ ۲۹۹۔

عبور کرکے بیرہ کے شہر مین آیا اور تبلیغ اسلام مین مصروف ہوا سنہ ۱۳۱۳ھ مین ان عربون مین سے ایک بزرگ شیخ ابراہیم ابو زربیرا ر کے شہر مین آئے اور بہت لوگون کو انھون نے مسلمان کیا۔ انکے مزار کی زیارت کے لیئے اب تک لوگ جمع ہوتے ہین۔ شہر بیرہ کے قریب ایک پہاڑی ہے جہان مشہور ہے کہ تبلیغ اسلام کے لیئے دور و دراز کا سفر کرنے سے پہلے یہہ بزرگان دین یاد خدا مین تنہا زندگی بسر کرتے تھے[۱]۔

ملک افریقہ کے حالات تبلیغ کو ختم کرنے کے لیئے اب صرف یہہ لکھنا باقی ہے کہ اس کے جنوبی ملک یعنی کیپ کوسٹ کولونی مین اسلام کس طرح پہونچا۔ کیپ کولونی کے مسلمان مسلمانان ملایا کی نسل سے ہین جنکو سترہوین یا اٹھارہوین صدی عیسوی مین ڈچ قوم کے لوگ اپنے ساتھ یہان لائے[۲]۔ بوئر کی بگڑی ہوئی زبان یہہ لوگ بولتے ہین جسمین انگریزی اور ملایا زبان کے الفاظ بکثرت موجود ہین۔ سنہ ۱۸۷۷ء مین ترکی وزیر تعلیم نے اس زبان کی ایک عجیب و غریب کتاب جسمین احکام و ارکان اسلام بیان کیئے گئے تھے عربی حروف مین لکھکر قسطنطنیہ مین چھپائی[۳]۔ کیپ کولونی کے بعض مسلمانون کے نامون سے جو ڈچ زبان کے نام ہوتے ہین اور اون کے چہرون کے نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین ڈچ قوم کے لوگ مسلمانون کی جماعت مین شامل تھے اور ڈچ کے خون کا اثر ان مسلمانون مین بہت موجود ہے قوم ہاٹنٹوٹ مین سے بھی بعض لوگ مسلمان ہو گئے۔ یورپ کے سیاحون اور نیز مسلمانون کو کیپ کولونی کے اہل اسلام کی طرف کم توجہ رہی ہے لیکن گذشتہ بیس برس کے عرصہ مین غیر ملکون کے بعض پرجوش مسلمان انکے پاس حالات تحقیق کرنے کے لیئے

---

[۱] برٹن "فرسٹ فٹ برٹش ان ایفریکہ" صفحہ ۳۷۹، ۳۸۰ (لندن سنہ ۱۸۵۶ء) [۲] سنہ ۱۶۵۲ء سے سنہ ۱۷۹۵ء تک راس گڈ ہوپ ڈچ کے قبضہ مین رہا اور سنہ ۱۸۰۲ء مین صلحنامہ امینز کی وجہ سے پھر اونکے تسلط مین آیا لیکن جب دوبارہ لڑائی شروع ہوئی انگریزون نے پھر فوراً قبضہ کر لیا۔ [۳] دے جویا۔ محمدانشے برگاندا صفحہ ۲۰۶۔ [۴] سنہ ۱۸۶۲ء مین مسٹر کیبل کوئی صاحب تھے جنھون نے مسلمانان کیپ کی طرف لوگون کو توجہ دلائی۔ دیکھو ولیم آدمز کی کتاب "موڈرن وائجز اینڈ ٹراولز" پہلی جلد صفحہ ۳۰ (مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۲۲ء)

پہونچے چنانچہ اب کیپ کے مسلمانون مین تعلیم اور پابندی مذہب کا زیادہ چرچا ہے۔ اب ہر سال یہان سے لوگ حج کو جاتے ہین اور مکہ معظمہ مین اونکا ایک شیخ مقرر ہے جو اونکے حالات کا نگران رہتا ہے[1]۔ ہندوستان کے مسلمان قلی جو کیپ کالونی مین ہیرے کی کانون مین کام کرتے ہین اُنہون نے بھی اسلام کی اشاعت کی ہے[2]۔

مذکورہ بالا تاریخی واقعات و حالات سے یہہ واضح ہو گیا ہوگا کہ ملک افریقہ مین دعوت اسلام کو امن و امان کے وسائل سے اشاعت پانے کی خصوصیت حاصل ہی۔ اگرچہ اسلام نے بسا اوقات فتوحات کے لئے تلوار اوٹھائی لیکن پہلے اس سے کہ جبر و اکراہ کے طریقے اختیار کیے جاوین اعیانِ اسلام لوگونکو مسلمان کرنیکی کوشش کرتے تہے اور ملکی فتوحات کے بعد اکثر حفاظ اور مولوی مفتوحہ ملکون مین اس لیے جاتے تہے کہ ناقص طریقون سے جو تبلیغ ہوئی ہے اوسکو درجہ تکمیل تک پہونچائین۔ یہہ بات سچ ہے کہ افریقہ کے بہت سے حصون مین اسلام کی تبلیغ اسوجہ سے آسان ہو گئی کہ مسلمانون کو دنیوی معرکون مین فتح ہوئی اور بت پرستونکی برباد سلطنتون کی جگہہ اسلامی عملداریان قائم ہو گئین اور آگ اور خون نے جہادون کا نشان دیا جو کافرون کو غارت کرنیکے لیے برپا کیئے گئے تہے۔ چنانچہ بورنو کے ایک نوجوان عرب نے الوکوتا کے محل مین جسوقت کپتان برٹن[3] سے ملاقات کی تو کہا کہ "یہہ اپنی بندوقین اور بارود ہمکو دیدو تو ان کتّون کو ہم ابھی مسلمان کئے لیتے ہین"۔ پس کچھہ شک نہین کہ یہی الفاظ افریقہ کے بہت مسلمانون کی آرزو ظاہر کرتے ہین اور ان ہی الفاظ کی صدای بازگشت اُس پیغام مین موجود تہی جسکو منگو پارک[4] لکھتا ہے کہ فتہ تورو کے سلطان عبدالقادر نے قریب کے کافر بادشاہ دامل کے پاس کہلا بہیجا تہا۔ پیغام یہہ تہا کہ "اگر دامل مسلمان ہو گیا تو اس ایک چاقو سے عبدالقادر دامل کا سر مونڈیگا اور اگر دامل مسلمان نہ ہوا تو اس دوسرے چاقو

[1] حرنز ترے۔ (۳) دوسری جلد صفحہ ۲۹۶-۲۹۷ [2] جاک نبیزن۔ "لے مسونیر دے اسلام این افریق (رو دو کرتین) توم ۳ صفحہ ۲۹۵ (مطبوعہ پیرس ۱۸۹۳ء) [3] رچرڈ ایف برٹن۔ (۱) پہلی جلد صفحہ ۲۵۶ [4] "وسط افریقہ کا سفر" باب ۱۵۔

آبادیون مین جہان جہان مسلمان موجود ہین وہان حاجیونکی مدد کرتے ہین اور یہہ حاجی تبلیغ مین انتہا درجہ کی کوشش اور جانفشانی کے ساتہہ مصروف ہوجاتے ہین - اسی طرح طالب علم جو قاہرہ مین جامع ازہر سے فارغ التحصیل ہوکر بت پرستون کے ملک مین آتے ہین تو اونکی بہت عزت کی جاتی ہے بعض دفعہ یہہ طالب علم طبیب بنکر مطب شروع کردیتے ہین اور نہین تو اسلیے اونکی ہر جگہہ ضرورت ہوتی ہے کہ تعویذ اور نقش لکہکر لوگون کو دین جو چمڑے یا کپڑے مین منڈہ کر بازو پر باندہے جاتے ہین یا گلے مین لٹکائے جاتے ہین یہہ ذریعے بہی ایسے ہین جن سے اکثر بت پرست مسلمان ہوجاتے ہین - عورتین جنکے ہان اولاد نہین ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو کم عمر مر جاتی ہے وہ تعویذ گنڈون کے لیئے آتی ہین اور یہہ چیزین اس شرط پر اونکو دیجاتی ہین کہ آیندہ جو اولاد اونکے ہان ہو وہ مسلمان بنائی جائے معلمان دین جنکو مرابت یا الکوف کہتے ہین اون کی یہان بہت وقعت ہوتی ہے - اور مغربی افریقہ کے تمام قریجات مین ایک ایک مکان بنا ہوتا ہے جو ان معلمون کے قیام کے لیئے مخصوص ہوتا ہے اور جب یہہ لوگ آتے ہین تو گاؤن کے لوگ اونکی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہین - دار فر کے ملک مین حکام سلطنت کے بعد جب بقدر اعلی درجہ کے عہدے ہین وہان ہی لوگون کو ملتے ہین - ماندنگو کی قوم مین اونکی عزت اور بہی زیادہ ہوتی ہے بلکہ بادشاہ کے بعد ان ہی کا درجہ سمجہا جاتا ہے اور ملک کے سردار اور امیر رتبہ مین اونسے کم تصور کیئے جاتے ہین - جن عملداریون مین انتظام سلطنت شریعت کے مطابق ہے وہان ان معلمان دین کی عزت اسلیئے اور زیادہ ہوتی ہے کہ قرآن کے مطالب لوگون کو سمجہائین اور اونکی جان سب کو اسقدر عزیز ہوتی ہے کہ وہ ایسے سردارون کے ملکون مین سے بلا مزاحمت گذر جاتے ہین جو آپس مین دشمن ہی نہین ہوتے بلکہ خاص اوسوقت لڑائی مین مصروف ہوتے ہین - مسلمانون ہی کے ملکون مین ان لوگونکی تعظیم و توقیر نہین ہوتی بلکہ بت پرستون

۵ بشپ لاؤتھر - مغربی افریقہ مین اسلام - (چرچ مشنری انٹیلیجنس) صفحہ ۲۵ اپریل ۱۸۸۸ع

کی بستیون مین جہان مسلمان مدرسے جاری کرتے ہین یہہ بت پرست اپنے بچون کے
استادون کی عزت کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ یہہ مسلمان دین ہم مین اور خدا مین ایسا واسطہ
ہین جس سے ہماری ضروریات زندگی مہیا ہو جائینگی اور جو ہمکو مصیبتون سے بچالینگے یا
کسی طرح کی آفت ہم پر نہین آنے دینگے[۱] ان معلمون مین سے اکثر قیروان فاس اطرابلس
کی مسجدون کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین لیکن اگر یہہ پوچھا جاوے کہ مسلمانون کے ہان کوئی
مشنری کالج بھی ہے یعنی ایسا کوئی دار العلوم موجود ہے جسمین لوگون کو تبلیغ اسلام کے لیے
ہدایت اور تعلیم ملتی ہو تو ہم کہہ سکتے ہین کہ جامع ازہر وہ دار العلوم ہے جسکے لیے مشنری
کالج کا نام نہایت موزون ہے۔ یہان اسلامی دنیا کے ہر ملک سے طالب العلم بکثرت آتے
ہین جن مین ایک گروہ افریقی طلبا کا بھی ہوتا ہے۔ دارفور وادی اور بورنو کے طالب العلم
یہان تعلیم پاتے ہین اور بعض ان مین ایسے ہوتے ہین کہ وہ علم کے شوق مین مغربی ساحل
افریقہ سے قاہرہ تک پیادہ پا آتے ہین۔ جسوقت یہہ طلبا دینیات اور فقہ کی تحصیل سے
فارغ ہوتے ہین تو اکثر اپنا یہہ کام مقرر کرتے ہین کہ وطن کے بت پرستون مین اسلام کی اشاعت
کرین۔ جامع ازہر مین طلبا کی تعداد روز افزون ترقی پر ہے ۱۸۳۵ع مین جسوقت ڈاکٹر
دولنگ[۲] قاہرہ مین پہونچے تو طلبا کی تعداد صرف ۔۔ ۱۵ تھی لیکن اوسوقت سے تعداد مین
برابر ترقی ہوئی ہے۔ چنانچہ ۱۸۸۴ع مین بارہ ہزار پچیس[۱۲۰۲۵] طالب علم یہان تعلیم پاتے تھے[۳]
جامع ازہر کے طالب علم جن شہرون مین پہونچتے ہین وہان مدرسے کھول دیتے ہین جن مین
صرف مسلمانون ہی کے بچے نہین پڑھتے بلکہ بت پرستون کی اولاد بھی وہان تعلیم پاتی ہے
سب بچون کو قرآن پڑہایا جاتا ہے اور احکام و ارکان دین سکہائے جاتے ہین۔ غرض جب اسطرح
مسلمانون کے قدم جم جاتے ہین تو پھر وہ اپنی لیاقت و ذہانت سے ان لوگون کے ساتھ

---

[۱] بیٹ صفحہ ۲۱۱-۲۱۲ اور بلیڈن صفحہ ۲۰۲ [۲] یہہ کہا جاتا ہے کہ ہرسال یکہزار حاجیان اسلام طرابلس سے تبلیغ اسلام کے لئے ملک سوڈان مین آتے ہین۔ (ریفتسے صفحہ ۱۳۲) [۳] دولنگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب" صفحہ ۱۴۴۔ [۴] انال دے لکستریم اوریئنٹ اے دے لافریق" صفحہ ۱۳۲ (مائی ۱۸۸۴ع)

جن مین وہ سکونت رکھتے ہین آشتی پیدا کرتے ہین اور اسمین زیادہ سہولت اونکو اس وجہ سے
ہوتی ہے کہ عادات اور معاشرت کے اعتبار سے مسلمانون اور ان افریقیون مین مشابہت
ہے اور ان بت پرستون کو مسلمانون کی طرف سے بدگمانی اس لیے نہین ہوتی کہ مسلمان
تاجرون کی آمد و رفت سے وہ مسلمانون سے ملنے جلنے کی عادی ہوگئے ہین - یہہ مسلمان
وہین کی عورتون سے شادیان کر لیتے ہین اور بت پرستونکی صحبت مین اونکو ایسا دخل ہوجاتا
ہے کہ اسلام کا اثر بت پرستون مین جڑ پکڑ لیتا ہے اور ہمیشہ کو قائم رہتا ہے اور اسطرح مسلمان بسہولت
بت پرستون مین اپنے مذہب کو شائع کر دیتے ہین - مسلمانون کے آتے ہی ترقی تجارت
کی بنیاد پڑجاتی ہے اور مسلمانون کے جو بڑے تجار اکثر مثلاً سیگو اور کانو کے شہرون مین ہین اونسے
تعلق پیدا ہوجاتا ہے - اور مسلمان تہذیب و تمدن کے عمدہ نتائج ہی سے غیرون کو حصہ نہین
دیتے بلکہ اپنے مذہب مین بھی ان کو شامل کر لیتے ہین - سر بارٹل فریری نے لکھا ہے کہ
افریقیہ کی ناشائستہ قومون مین داعی اسلام کو ہمیشہ یہہ یقین ہوتا ہے کہ ان قومون کے لوگ
اوسکی بات کو کان دھر کر سنینگے - وہ بت پرستون کو خدا اور انسان کے متعلق حقائق ہی سے
آگاہ نہین کرتا جو اونکے دلون پر اثر کر جائین اور اونکی عقلون کو ترقی دین بلکہ ایک سوشل اور
پولیٹکل جماعت مین داخل ہونے کے لیئے وہ اونکو ایسی سند دیتا ہے جو حفاظت اور امداد کے
لیئے بحر اطلانٹک سے لیکر دریاے نیل تک راہداری کا کام دیتی ہے - جہان کہین مسلمان کا گھر ہوگا
وہان نئے نو مسلم کو ٹھہرنے کی جگہ اور خوراک اور صلاح و مشورہ مل سکتا ہے - اسلام قبول کرتے
ہی اوسکو معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ اپنے ہی ملک مین ایک ایسی قوم کا رکن ہوگیا ہے جو
حکمران نہین ہے تو ملکی رسوخ کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ ہے - غرض اسی بات مین مغربی
افریقیہ کے داعیان اسلام کی کامیابی اور ترقی کا بھید پوشیدہ ہے - تعداد کے لحاظ سے بھی
تبلیغ اسلام کی ترقی بہت اور جلد ہو رہی ہے جسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ جب کوئی بت پرست
مسلمان ہوتا ہے تو داعیان اسلام اون اصولون کے عملی طور پر پابند ہوجاتے ہین جو مومنین

کی اخوت اور آپس میں وہ مساوات رکہنے کے متعلق اسلام او مسیحی مذہب میں مشترک ہیں کہ وہ مشنریوں کے مقابلہ میں وہ اعیان اسلام اس اخوت کے اصول پر زیادہ بجلت اور عملی طور پر سے کاربند ہوتے ہیں۔ کرسچین مشنری کا فرض ہے کہ عیسوی دین قبول کرنیوالے کے اعتقاد اور یقین کی پہلے اچھی طرح آزمایش اور تصدیق کرلے اور جب یہہ مرحلہ طے ہو جائے تو پہر اوسکو اپنا دینی بہائی سمجہ کر اوس سے ملے۔ لیکن اسکے ساتہہ ہی عیسائی مشنری کو قومی فرق اور تفاوت کا دور کرنا بہی ضروری ہوتا ہے جو ایک ہی نسل میں اس وجہ سے ہوتا ہے وہ نہیں ہوسکتا کہ گورے رنگ کا عیسائی کالے رنگ کے کافر اور غلام افریقی کا مدت سے آقا سمجہا جاتا ہے[۱]۔"

یہہ بات لکہنی بہی ضروری ہے کہ افریقہ کے لوگ قومی اور رنگ کی وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک کبہی حقیر اور ذلیل نہیں سمجہے گئے۔ اور کچہہ شک نہیں کہ افریقہ کی دیگر قوموں میں اسلام کی ترقی کا باعث یہہ ہوا کہ مسلمانوں نے کبہی قوم یا رنگ کے فرق کا خیال نہیں کیا اور نہ افریقہ کی ان سیاہ رنگ قوموں کے لوگوں کو ایسا ذلیل سمجہا جیسا کہ افسوس ہے عیسائیوں نے اونکو تصور کیا[۲]۔ مسلمانوں کی روایت کے موافق خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کالے رنگ

---

[۱] سر ہارٹل فریری۔ (دیکہو صفحہ ۱۰۹ و ۱۱۰ بلیدن صفحہ ۱۸۱۳۳) انتروپولوجیکل سوسائٹی لندن میں ایک دفعہ اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ عیسائی مشنریوں نے وحشی قوموں پر کیا اثر کیا۔ یہ بحث اب کسی کو یاد نہیں ہے لیکن وہ بہت دلچسپ تہی اور اس میں ایک عیسائی مشنری کا ذکر کیا گیا تہا جس نے افریقہ میں ایک کالی عورت سے شادی کرلی تہی۔ اس شادی سے وہاں کے عیسائی اسقدر ناراض ہوے کہ مشنری کو مجبور ہو کر ملک چہوڑنا پڑا لیکن مسلمان مشنریوں کو ایسی دقتیں نہیں ہوتیں۔ (رسالہ انتروپولوجیکل سوسائٹی لندن تیسری جلد مطبوعہ لندن [illegible]) افریقہ کے لوگوں کے سامنے عیسوی مذہب اور اسلام جس طرح اپنے تئین جدا جدا پیش کرتے ہیں وہ سکا حال ایک ایسے شخص نے خوب لکہا ہے جو خود افریقہ کا باشندہ تہا۔ وہ لکہتا ہے کہ "عیسائیوں کے بعض فرقے عیسائیوں کی جماعت قائم کرنے اور اون پر پادری مقرر کرنے کے انتظام کو غیر محدود وقت تک ملتوی کردیتے ہیں اور مسلمانوں کا یہہ حال ہے کہ اونکے ملا افریقہ کے وسط میں تبلیغ کیلئے پہونچ جاتے ہیں اور بہت سی رسم پیدا کرکے اونکو مسلمان کرلیتے ہیں یہانتک کہ اب افریقیوں کا یہہ خیال ہے کہ اسلام کالے آدمیوں کے لیئے اور عیسوی مذہب گورے آدمیوں کیلیے مخصوص ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ عیسوی مذہب اونکو نجات دینے کیلیے بلاتا ہے لیکن اسکے ساتہہ ہی اونکو ایسا ذلیل کردیتا ہے کہ وہ ہمت ہار کر یہہ کہنے لگتے ہیں کہ ہماری قسمت میں اس کا حصہ لینا نہیں ہے۔ اسلام بہی افریقیوں کو نجات دینے کے لیئے بلاتا ہے مگر اونسے خدا کہہ دیتا ہے کہ جہانتک ممکن ہے کہ جسقدر بلندی تک پہونچنا ممکن ہو پہونچ جاؤ۔" یہہ بات سنتے ہی کالے آدمی دل و جان سے اسلام کے خدمتگار ہوجاتے ہیں۔[illegible] افریقہ میں

[۲] اسلام اور عیسوی مذہب کی نسبت ایک افریقی کے خیالات (ایونجلیکل مشن کے رسالے ۱۸ صفحہ ۴ مطبوعہ [illegible] ۱۸۹۰ء)

ـکے آدمی تھے چنانچہ ذیل کی آیات قرآن سے ایساہی معلوم ہوتاہے واضمم یدک
الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء آیة اخری ○ (اور اپنا ہاتھ اپنے بازو
لگا کہ وہ نکلے گورا ہوکر نہ کچہہ بُری طرح ایک نشانی اور۔ سورہ طہ آیت ۲۳)
ونزع یده فاذا ہی بیضاء للنظرین ○ قال الملأ من قوم فرعون ان
ھذا لسحر علیم ○ اور نکالا اپنا ہاتھ تو اوس وقت وہ دیکھنے والون کو گورا نظر آیا۔
فرعون کی قوم کے سردار بولے کہ بیشک یہ کوئی بڑا جادوگر ہے۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۰۵-
۱۰۶) اسی امر کے متعلق خلفای عباسیہ کے عہد زرین سے مفصلۂ ذیل واقعہ دریافت
ہوتاہے جو اس اعتبار سے نہایت دلچسپ ہے کہ مسلمانون کا افریقیون کی نسبت کیا خیال
رہا ہے۔ ہارون الرشید کے بہائی ابراہیم نے جسکی ماں حبشن تہی بغداد مین خلافت کا دعوے
کیا۔ لیکن مامون الرشید کے زمانہ مین ابراہیم کو شکست ہوئی اور خلیفہ نے اوسکا قصور معاف
کیا۔ ابراہیم نے مامون الرشید سے اپنی ملاقات کا حال اسطرح بیان کیا ہے کہ "جب
مین مامون کے دربار مین داخل ہوا تو مامون نے مجہہ سے کہا "کیا کالے خلیفہ تم ہی ہو" مین نے
کہا کہ "امیر المومنین مین وہ ہون جسکو آپ نے خطا معاف کرکے شرمندہ احسان کیا ہے۔
قبیلۂ بنی حسحاس کے غلام نے میرے حسب حال سچ کہا ہے۔

| | |
|---|---|
| اشعار عبد بنی الحسحاس قمن لی | عند الفخار مقام الاصل والورق |
| ان کنت عبداً فنفسی حرة کرما | اذا اسود الخلق انی ابیض الخلق |

(ترجمہ) فخر کرنیکے وقت بنی حسحاس کے غلام کے اشعار جڑ اور پتون کا کام دیتے
ہین۔ اگرچہ مین غلام ہون مگر شرافت کے لحاظ سے میرا نفس آزاد ہے اگرچہ میرے جسم کا رنگ
تاریک ہے مگر میرا اخلاق روشن ہے۔
مامون بولا "چچا آپ تو ہنسی ہنسی مین ٹہیک بات کہہ گئے"۔ پہر مامون نے یہ اشعار پڑھے

| | |
|---|---|
| لیس یزری السواد بالرجل الشہم | ولا بالفتی الادیب الاریب |

| ان یکن للسواد فیک نصیب | فبیاض الاخلاق منک نصیبی[1] |
|---|---|

(ترجمہ) رنگ کا سیاہ ہونا شریف آدمی کو عیب نہین لگاتا۔ اے ادیب و دانشمند جوان کو اگر رنگ
کی سیاہی ہمارے حصہ مین آئی تو تمہارے اخلاق کی سفیدی (روشنی) میرے حصہ مین
آئی ہے۔ انتہی۔

پس افریقی نومسلم کو اخوت المومنین مین سب کے برابر درجہ حاصل ہوتا ہے اور اوسکا
رنگ اور اوسکی قوم اور اوسکے دیرینہ تعلقات جو مسلمان ہونے سے پہلے اسکو حاصل تھے
کسی طرح کا اوسکو نقصان نہین پہونچا سکتے۔ اگر افریقیون نے مسلمان ہونیکا ارادہ کیا تو
مسلمانون نے فوراً انکو دائرہ اسلام مین داخل کیا اور کچھ شک نہین کہ اسی بات سے افریقہ
کے بت پرستون نے اسلام خوشی سے قبول کیا جسکی تہذیب چاہتی تھی کہ یہ بت پرست
مسلمان ہوتے ہی اپنی پرانی وحشیانہ عادتین اور رسمین چھوڑ دین۔ ترقی اسلام مین جس
چیز نے زیادہ تر مدد پہونچائی وہ یہ تھی کہ افریقیون کا اسلام قبول کرنا ایسا کام تھا جس سے
تہذیب و شائستگی مین اونکی ترقی ہوتی تھی اور علمی اخلاقی اور دنیوی ترقی کے میدان مین بھی
وہ بہت آگے نکل جاتے تھے۔ اور جو طاقتین اسلام کی حامی بنکر پیدا ہو جاتی تھین وہ ایسی
زبردست ہوتی تھین کہ جس وحشت جہالت اور تعصب کو اسلام مٹانا چاہتا تھا وہ زیادہ
مدت تک دین اسلام کا مقابلہ نہین کر سکتے تھے۔ ذیل کی عبارت سے معلوم ہوگا کہ افریقی
مسلمانون کی تہذیب نیگرو نومسلم کے دل پر کیا اثر پیدا کرتی تھی " وہ انتہا درجہ کی ظالمانہ
رسمین جو ایک زمانہ مین تمام افریقہ مین پھیلی ہوئی تھین اور اب بھی براعظم افریقہ کے بعض حصون
مین گولڈ کوسٹ اور انگریزی نوآبادیون کے قریب جاری ہین یعنی مردم خواری اور انسان
کی قربانی اور بچون کو زندہ دفن کرنیکا رواج اسلام قبول کرتے ہی فوراً ہمیشہ کے لیے موقوف
ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ جو ابتک برہنہ یا نیم برہنگی کی حالت مین رہتے تھے کپڑے پہننے شروع

[1] ابن خلکان۔ پہلی جلد صفحہ ۱۸۔

کرتے ہین اور کپڑے بھی ایسے جو پاک اور ستھرے ہون - اور وہ لوگ جو کبھی نہانا یا منھ دہونا نہین جانتے تھے بار بار نہاتے ہین اور مونہہ دہوتے ہین کیونکہ نفاست اور پاکیزگی کے قواعد انکو بتائے گئے ہین - پھر یہ باتین ایسی ہین کہ جنکے سمجھنے کے لیئے اونکی عقل او سمجھہ پر زیادہ زور نہین پڑتا - گروہ بندی کا طریقہ جو یہان کے جرگون اور قریون مین ہے وہ مسلمان ہو جانے کی حالت مین زیادہ وسیع بنیاد پر قائم ہو جاتا ہے - چنانچہ گذشتہ سو برس کے عرصہ مین جو تاریخی واقعات سودان اور قریب کے ملکون مین گذرے اونسے اس اتفاق و اتحاد کی اکثر مثالین بیان ہو سکتی ہین - اگر لڑائی کے جوش کو اس سے تحریک ہوئی تو لڑائیون کے مقام جہان سے معرکہ شروع ہوتے تھے تعداد مین کم ہو جاتے ہین اور اون مین فاصلہ بڑھ جاتا ہے - لڑائی کا انتظام پہلے سے بہتر ہو جاتا ہے اور لڑائی کے روکنے کے لیئے بھی قواعد بن جاتے ہین فساد اور ہنگامے بے وجہ برپا نہین ہوتے لوٹ مار مین کمی اور جان و مال کی حفاظت زیادہ ہو جاتی ہے - ملک مین ابتدائی مدارس

---

سلہ "مسلمانون کے ہر شہر مین ایک مدرسہ اور ایک کتبخانہ ہوتا ہے - اس کتبخانہ مین قرآن شریف کی جلدین نہایت خوشخط لکھی ہوئی موجود ہوتی ہین جنکو اعلی درجہ کی خوشخطی کا نمونہ کہنا چاہیے پنٹاٹیوک کا عربی ترجمہ جسکو توریت موسی کہتے ہین اور ڈیوڈ کے سامز جنکو زبور داؤدی کہتے ہین اور یسوع کا گاسپل جسکو انجیل عیسی کہتے ہین اس کتبخانہ مین موجود ہوتی ہین اور مدرسون مین طلباء کے رجسٹر اور دیگر کاغذات بھی ہوتے ہین" وائن وڈ ریڈ "وحشی افریقہ" صفحہ ۵۰۰ - بچون کی پڑہائی مین قرآن شریف کی عبارتین اور اعلی جماعتون کی خواندگی مین تفسیر و احادیث وغیرہ کی کتابین داخل ہوتی ہین - نیگرو قوم کے ملکون مین صدہا برس سے مختلف درجون کے مدرسے سرکاری طور پر جاری ہین یہانتک کہ غریبون کے لڑکے پبلک کے صرف سے تعلیم پاتے ہین - اور جو طلبا لائق ہوتے ہین اونکا سلسلہ درس برسون تک جاری رکھا جاتا ہے ان مدرسونکی تعلیم عربی زبان اور عربی کتابون ہی پر محدود نہین ہے بلکہ اکثر دیسی بانین مدون ہو گئی ہین اور عربی کتابون کا اونمین ترجمہ ہوا ہے - ان دیسی بانون مین بھی کتابین تالیف و تصنیف ہوتی ہین اور ایسی مدرسے جو ہین جنمین زبانین پڑہائی جاتی ہین" افریقہ کے کالے آدمی" ایتھو ڈسٹ کوارٹرلی ریویو جنوری ۱۸۹۰ء ڈاکٹر بلیدن (صفحہ ۲۰۶ - ۲۰۷) لکھتے ہین کہ مغربی افریقہ کے مسلمانون مین مفصلۂ ذیل کتابین سلسلۂ درس مین جاری ہین - مقامات حریری - ارسطاطالیس و افلاطون کی تصانیف کے حصہ جنکا ترجمہ عربی مین ہو گیا ہے - بقراط کی تصانیف کا عربی ترجمہ - عربی کی انجیل - عہد جدید اور زبور داؤدی جسکو امریکن بائبل سوسائٹی نے شائع کیا ہے

ایسے ہی جاری کردیے جاتے ہین جن کا ذکر سو برس ہوے کہ منگو پارک نے کیا تہا۔ ان
مدرسون مین اگر صرف قرآن پڑہایا جاتا ہے تو وہ بہی ترقی کا ذریعہ نہین ہے کیونکہ وہ زیادہ
ترقی کا ذریعہ ہوسکتا ہے۔ اب وہ خوبصورت بنی ہوئی پاک و ستہری مسجد جسکی محراب مکہ
کی طرف اشارہ کرتی ہے اور جسمین موذن پانچ وقت اذان دے کر نمازیون کو بلاتا ہے
اور جسمین امام ہر جمعہ کو نماز پڑہاتا ہے گاؤن کے مسلمانون کا مرجع عام بن جاتی ہے۔
اور اوس خوفناک مکان کی جگہہ جسکو جوجو کا گہر کہتے تہے اور جسمین بدشکل چیزین پوجنے
کے لیئے رکہی ہوتی تہین اب یہہ صاف اور پاکیزہ مسجد ہوتی ہے جسمین سب لوگ جمع ہوتے
ہین اور اوس خدای وحدہ لاشریک کی عبادت کرتا جو حاضر و ناظر علیم و رحیم ہے اون کے
لیے ایسا ترقی کا سبق ہوتا ہے جو مذہب کے متعلق پہلے کبہی کسی نے اون کو نہین
سکہایا تہا۔ عربی زبان جسمین مسلمانون کا آسمانی صحیفہ ہمیشہ لکہا گیا ہے ایسی زبان ہے
جسمین غیر معمولی وسعت اور خوبیان موجود ہین۔ جس وقت ایک مرتبہ اس زبان نے رواج پالیا
تو بر اعظم افریقہ کے نصف حصہ پر جس قدر قومین آباد تہین اون کی زبان عربی ہوگئی
علم ادب کا وہ دیباچہ ہے بلکہ خود علم ادب ہے۔ عربی زبان کی تحصیل سے ایک فائدہ
یہہ بہی ہوا کہ افریقہ کے سردارون کو بجاے اسکے کہ وہ محض اپنی راے سے حکومت
کرین انتظام سلطنت کے لیئے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا اور یہہ ایسی تبدیلی
تہی جس سے اونکی تہذیب مین ترقی ہوئی۔ تجارت اور صنعت بڑہ گئی۔ اور اب
سوداگری فقط اس بات مین نہ رہی کہ گونگون کی طرح آئے اور تجارت کے ابتدائی
قاعدون کے موافق اشیا کا اشیا سے تبادلہ کر لیا جیسا کہ یونان کے قدیم مورخ ہرودوٹس
نے لکہا ہے کہ افریقہ مین تجارت کا ہمیشہ یہہ ہی طریقہ تہا۔ اب تجارت کی چیزون
مین بارود شراب تمباکو اور کوڑیان وغیرہ نہین ہین جنکی تجارت ساحل پر اب تک
ہوتی ہے بلکہ ایسی اشیا کی تجارت شروع ہوئی ہے جنمین صنعت و حرفت بہت

درکار ہے ۔ اور ملکی پیداوار کی درآمد و برآمد کا بڑا وسیع انتظام ہوگیا ہے ۔ مسلمانون
کی تاثیر اور اسلام کے طرز حکومت سے جو اسکے ساتھہ رائج ہوا افریقیون کے ملک
مین ایسے بڑے بڑے شہر قائم ہوگئے کہ جس وقت یورپ کے سیاحون نے اون کا
حال لکھا تو یورپ کے لوگون کو اچھی طرح یقین نہ آیا ۔

"میرا ہرگز یہہ قول نہین ہے کہ خوشحالی کا باعث صرف مذہب ہے نہین میرا قول
صرف یہہ ہے کہ مذہب کے ساتھہ یہہ خوشحالی پیدا ہو سکتی ہے ۔ اور مذہب ایک
طرح پر اوسکا معاون ہے ۔ کیونکہ موسمی حالات اور دیگر اسباب اس نتیجہ کو پیدا کرسکتے ہین
لیکن سوال یہہ ہے کہ ان ہی حالات اور اسباب کی موجودگی مین افریقیہ کے اون حصون
مین جہان بت پرست اور کافر آباد ہین اسلامی افریقیہ کی مثل ترقی کیون نہین موجود؟
ذاتی فضائل کے متعلق یہہ بات سب نے تسلیم کی ہے کہ افریقیہ کے نو مسلمون
مین مذہب اسلام ایسی ہمت اور جرأت اور قدرت اور اپنے اوپر آپ بھروسا کرنے
کی قابلیت پیدا کر دیتا ہے جسکا نشان ان ہی افریقی مسلمانون کے ہمقدم و ہموطن
بت پرستون یا عیسائیون مین مشکل سے ملتا ہے[۱]"

---

[۱] "افریقیہ مین اسلام" مصنفہ بوسورتہ سمتہہ "انیسوین صدی" دسمبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۷۹ ۔ ۸۰۰ ۔

اگرچہ مسلمانون کو بہت قوت حاصل ہوجاتی تہی لیکن اس حال مین بھی ملک کے سردارون
اور امیرون سے اتحاد رکھنے کی اونکو ضرورت تہی تاکہ یہ سردار اور امیر جنگی مدد کے بغیر
مسلمانون کا کام نہین چلیتا تہا مسلمانون کی حفاظت کے ذمہ دار ہوجاوین[۱] - غرض
یہہ طریقے تہے جنکی مدد سے مسلمانون نے جزائر ملایا مین اشاعت اسلام کی سوشل اور
پولیٹکل بنیاد ڈالی - مسلمان ان جزیرون مین فاتحان ملک بنکر نہین آئے جیسے کہ سولہوین
صدی عیسوی مین اسپین کے عیسائی یہان داخل ہوئے تہے - اور یہ مسلمانون نے ان
عیسائیون کی طرح یہہ دعوی کیا کہ ہم کسی زبردست قوم کے آدمی ہین اور ہمکو اعلی درجہ کے حقوق
حاصل ہین تاکہ ملک کے لوگون کو ذلیل سمجہ کر اونپر ظلم کیے جاوین بلکہ مسلمان صرف تاجرن
کی حیثیت سے یہان آئے اور اپنی ذہانت اور لیاقت اور بہتر تہذیب کی مدد سے اسلام
کی خدمت مین مصروف ہوے - حکومت کے بل پر لوگون کو آزار پہونچانا یا دولت جمع کرنا
انکا مقصد نہ تہا[۲] - غرض اشاعت مذہب کے ان طریقون کو بیان کرنے کے بعد ہمکو
مجمع الجزائر کے ہر ایک جزیرہ مین اون خاص خاص واقعات پر تفصیل نظر ڈالنی چاہیئے
جو اشاعت اسلام مین مسلمانون کی کوششون کا نتیجہ تہے -

**جزیرہ سمطرہ** قدرتی طور پر خیال ہوتا ہے کہ مجمع الجزائر ملایا کے کسی ایسے مقام پر
جو ملک عرب سے قریب تر ہو اسلام کی علامتین سب سے پہلے ظاہر ہوئی ہونگی - مجمع الجزائر
مین ایسا مقام جزیرہ سمطرہ کا مغربی ساحل ہے - ملایا کی تاریخون مین لکہا ہے کہ بارہوین
صدی عیسوی کے وسط مین اتجیہ (آچین) کے ملک مین جو ساحل سمطرہ کے شمالی
گوشہ پر واقع ہے عرب کے ایک بزرگ شیخ عبد اللہ عارف کی کوشش سے اسلام اول ہی
اول شائع ہوا اس تحریک اشاعت نے اسقدر جلد ترقی پائی کہ ۱۱۷۷ع مین شیخ برہان الدین
جو شیخ عبد اللہ عارف کے مرید تہے مغربی ساحل سمطرہ سے جنوب کی سمت مین پریمان
تک اسلام کی دعوت لے گئے - انکے علاوہ اور مسلمان بہی تبلیغ مین مصروف تہے

[۱] پادری گینز اجسکو سمبہ نے نقل کیا صفحہ ۱ - [۲] کرافرڈ - (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۶۵ -

[illegible] سلطنت ایک شخص جہان شاہ نامی نے کی اور کسی کا ذکر تاریخوں میں موجود نہیں ہے
جہان شاہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ اتجیہ (آچین) کی اسلامی ریاست کا بانی ہوا اور لکھا
ہے کہ وہ کسی مغربی ملک سے ساحل سمطرہ پر اسلام کا وعظ کرنے کے لیے آیا تھا جہان شاہ
نے آچین میں آتے ہی بہت لوگوں کو مسلمان کیا اور وہیں کی ایک عورت سے اپنا نکاح
کیا۔ ملک کے لوگوں نے جہان شاہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اور اوسکا آدیاعی احاعہا [illegible]
جوہری یا جوک سلطان مشہور ہوا[^1]۔

اس موقع پر اسلام کی اشاعت میں جسقدر کامیابی ہوئی اوسکو شاید دوام نہ ہوا اور
عرصہ تک تبلیغ کا کام جاری نہیں رہ سکا۔ کیونکہ مارکوپولو جس نے ۱۲۹۲ء میں سمطرہ کے
شمالی ساحل پر پانچ مہینے تک قیام کیا تھا لکھتا ہے کہ یہاں کے باشندے سب بت
پرست تھے۔ البتہ پرلاگ کی ریاست میں جو جزیرہ سمطرہ کے شمال مشرقی گوشہ پر ہے
شہر کے لوگ مسلمان تھے۔ مارکوپولو نے اسکی وجہ یہہ لکھی ہے کہ "(پرلاگ کی) ریاست
میں ساراسین (مسلمان) سوداگروں کی آمد و رفت اس کثرت سے تھی کہ انہوں نے
وہاں کے لوگوں کو مسلمان کر لیا تھا۔ پہاڑوں کے لوگ البتہ بت پرست اور آدم خوار تھے"
ملایا کی ایک تاریخ میں لکھا ہے کہ سلطان علی مغیت شاہ جس نے ۱۵۰۷ء سے ۱۵۲۲ء تک اتجیہ
(آچین) میں سلطنت کی پہلا شخص تھا جس نے خود اسلام قبول کرنے کی مثال رعایا
کے سامنے پیش کی اور رعایا بھی بادشاہ کے ساتھ مسلمان ہو گئی[^2]۔ لیکن کچھ عجب نہیں
کہ سلطان علی مغیت کو اس بات کی عزت دینی کہ وہ آچین کا پہلا مسلمان بادشاہ ہوا۔
صرف اس وجہ سے ہو کہ سلطنت آچین کو اس بادشاہ نے بہت رونق دی تھی اور قریب کے
[illegible]ن کو اوس نے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ لیکن قیاس یہہ چاہتا ہے کہ اس
سلطان نے اپنے ملک کے بت پرستوں کو اول ہی اول مسلمان نہیں کیا بلکہ وہ پہلے
ہی مسلمان ہو چکے تھے سلطان علی مغیت نے اپنے عہد میں اسلام کو صرف قوت اور

[^1]: ویلوالیفرڈ سیملی جلد [illegible] صفحہ [illegible] ویث (۱) صفحہ [illegible] کرنل یول کا مارکوپولو دوسری جلد صفحہ [illegible] ویث (۱) صفحہ ۱۔

[illegible] کہ جزیرہ سمطرہ مین اس بادشاہ کے عہد سے بہت پہلے اسلام شائع ہوچکا تھا
چودہوین صدی عیسوی مین شریف مکہ نے کچہہ لوگون کو عرب سے روانہ کیا کہ سمطرہ
کے باشندون کو شرف اسلام بخشین عرب سے جو لوگ اس کام کے لیے روانہ ہوے
اونکے سردار شیخ اسماعیل تہے - یہہ لوگ ساحل ملیبار سے چل کر اول جزیرہ سمطرہ کے
شہر پاسوری مین پہونچے یہہ شہر غالبًا سمطرہ کے مغربی ساحل پر کسی قدر جنوب مین واقع تہا -
پاسوری کے باشندون نے ان مسلمانون کی ہدایت سے اسلام قبول کیا - اسکے بعد
داعیان اسلام جہاز پر سوار ہوکر جزیرہ کے کنارے کنارے شمال کی سمت مین لبری کے
ملک تک گئے اور پہر وہان سے جزیرہ کی دوسری طرف مشرقی ساحل پر آروکے ملک
مین پہونچے جو ملاکا کے مقابل مین واقع تہا اور ان دونون ملکون مین یعنی لبری اور آرو مین
حسب سابق تبلیغ اسلام مین کامیابی ہوئی - آرو مین پہونچکر ان مسلمانون نے سمدرا کے
شہر کا پتا پوچہا جو سمطرہ کے شمالی ساحل کا شہر تہا - اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ہی شہر تہا
جہان شیخ اسماعیل اور اونکے مصاحبین دعوت اسلام لیجانے کا قصد رکہتے تہے لیکن
آرو مین اونکو دریافت ہوا کہ سمدرا کے قریب ہی سے اونکا جہاز گذرا تہا اور اونکو خبر نہ ہوئی
اب یہہ لوگ واپس چلے اور پرلاگ کے شہر مین آئے جہان چند سال پہلے مارکوپولو
نے مسلمانون کو دیکہا تہا - پرلاگ مین ان داعیان اسلام نے کچہہ لوگون کو مسلمان کیا
اور پہر آخرکار وہ سمدرا کے شہر مین پہونچ گئے - سمدرا کے شہر اور سمدرا کی ریاست کو مار اسیلو
نے قائم کیا تہا - اب مار اسیلو کو شیخ اسماعیل نے مسلمان کیا اور مسلمان ہونے کے بعد
اوسکا نام ملک الصالح رکہا گیا - بادشاہ پرلاگ کی بیٹی سے ملک الصالح نے اپنی شادی
کی - اس بیوی سے دو لڑکے پیدا ہوے اور بادشاہ نے اس خیال سے کہ دونون
بیٹون کے لیئے ایک ایک ریاست ہی ہونی چاہیئے شمالی ساحل سمطرہ پر پاسی کا اسلامی شہر تعمیر کیا [1]

[1] کرنل یول کا مارکوپولو دوسری جلد صفحہ ۲۸۳ - ۲۸۵ -

۱۳۴۵ء مین جس وقت ابن بطوطہ سمطرہ مین پہونچا تو ملک الصالح کا بڑا لڑکا ملک الظاہر سمدرا مین حکومت کرتا تہا۔ اس بادشاہ کے دربار مین دیگر سلاطین اسلامیہ کی مثل شان و شوکت پائی جاتی تہی اور اوسکی سلطنت ساحل پر کئی دن کی مسافت مین تہی۔ ملک الظاہر بڑا متقی مسلمان تہا فقیہون کا بڑا دوست تہا۔ قرأۃ اور مذاکرہ کی مجلسین اوسکے ہان ہوتی تہین اور عالم اور شاعر اوسکے دربار مین جمع رہتے تہے۔ ابن بطوطہ نے دو بڑے فقیہون کا ذکر کیا ہے جو ایران سے سمطرہ مین آئے تہے اور جو ایک دفعہ سلطان سمدرا کی طرف سے ایلچی ہوکر پایۂ تخت دہلی کو بہی روانہ کئے گئے تہے۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ سمدرا کی سلطنت اسلامی دنیا کی بعض سلطنتون سے تعلق رکہتی تہی۔ ملک الظاہر بڑا جنگجو اور سپہسالار بہی تہا۔ چنانچہ کفار سے وہ لڑا یہانتک کہ اونہون نے اطاعت قبول کی اور جزیہ دیا۔[۱]

ابن بطوطہ کے زمانہ مین سمطرہ مین اسلام کو بہت ترقی ہوچکی تہی۔ اور سو اول پرانچ ہونیکے بعد جزیرہ کے اندرونی ملکون مین اوسکی اشاعت شروع ہوگئی تہی شیخ اسماعیل اور اونکے مصاحبونکی کوششین ایسی بار آور ہوئین کہ ۱۴۱۳ء مین چین کے ایک مورخ نے لمبری کی نسبت یہہ لکہا کہ لمبری مین دس ہزار خاندان ایسے ہین جو مسلمان ہین اور یہہ مسلمان "بہت اچہے لوگ ہین"۔ سلطنت آرو کا بادشاہ اور اسکی رعایا بہی مسلمان ہے۔[۲] چودہوین صدی کے آخر یا پندرہوین صدی عیسوی کے شروع مین مینانگ کابو کی سلطنت مین بہت لوگ مسلمان ہوگئے۔ ایک زمانہ مین یہہ سلطنت سمطرہ کے ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک بہت وسیع ملک پر جو خط استوا کے شمال

---

[۱] ابن بطوطہ۔ توم ۴۔ صفحہ ۲۳۰۔۲۳۶۔

[۲] گرو نولت صفحہ ۹۴۔

ساحل سماٹرہ کے بت پرستوں کو مسلمان کرنے میں خاص کر مشرف ہیں۔[51] سیپروک کے
ضلع میں اسی نام کا ایک شہر ہے اور اس شہر کی مسجد میں ایک بزرگ رہتے ہیں جنہوں نے
پچیس برس کے عرصہ میں اس ضلع کی کل آبادی کو سوای عیسائیوں کے جن میں اکثر غلاموں
کی نسل سے ہیں مسلمان کر لیا ہے۔[52]

پالم بنگ کے حالات تبلیغ کو جزیرہ جاوا کی تاریخ سے اسقدر تعلق ہے کہ جاوا کے ذکر
میں اونکا لکھنا زیادہ مناسب ہوگا۔ جزیرہ جاوا ہی سے سماٹرہ کی جنوبی سرحد پر لمپانگ کے
اضلاع میں اسلام کا چرچا ہوا اور ان اضلاع کے ایک سردار نے جسکا نام مینانگ کمالا بومی
تھا اس تحریک کو پیدا کیا۔ پندرہویں صدی عیسوی میں اس سردار نے آبنائے سندا کو عبور
کیا اور بانٹن کی سلطنت میں جو جاوا کے مغربی ساحل پر ہے وہ داخل ہوا۔ اس کے
کے پہونچنے سے چند سال پہلے سلطنت بانٹن کی رعایا و اعیان اسلام کی کوشش سے
مسلمان ہو چکی تھی۔ کمالا بومی نے یہاں پہونچکر اسلام قبول کیا اور حج کے واسطے مکہ معظمہ
کو گیا۔ جب حج کر کے واپس آیا تو جس مذہب کو خود اختیار کیا تھا اوسی کا چرچا اپنے وطن کے
لوگوں میں کیا۔[53] لمپانگ کے لوگوں میں اسلام نے بہت ترقی کی اور [illegible]
ہو گئیں۔ لیکن لمپانگ کے وہ لوگ جو ساحل سے دور رہتے ہیں ان میں ابھی تک قدیم
مذہب جاری ہے۔[54]

موجودہ صدی کے شروع میں مسلمانوں کی اصلاح کے لیئے ایک مذہبی تحریک
جزیرہ سماٹرہ میں پیدا کی گئی جس سے اسلام کی اشاعت کو بھی نفع پہونچا۔ سنہ ۱۸۰۳ع
میں سماٹرہ کے تین حاجی مکہ معظمہ سے اپنے وطن کو واپس آئے جس وقت کہ معظمہ
میں یہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے تو فرقہ وہابیہ کی تحریک کو دیکھکر جو اصلاح مذہب کے لیئے
تھی اونکے دل پر بہت اثر ہوا اور اونکو شوق ہوا کہ یہہ ہی اصلاحیں وہ اپنے وطن کے

[51] زیندی لنگن۔ صفحہ ۳۰۱۔ [52] کونسل رپورٹ ۱۸۸۹ع۔ [53] کان صفحہ ۱۵۰۔ [54] مارسدن صفحہ ۱۰۳۔

لوگون مین بھی جاری کرین تاکہ مذہب کے اعتبار سے اونکی زندگی زیادہ پاک اور پرجوش ہوجا
پس وطن ہونچکر انہون نے وہابیون کے خیال کے موافق توحید کا وعظ شروع کیا۔
نذر و نیاز کی رسمین بند کین - شراب خواری اور قماربازی اور ایسی باتین جو شریعت کے خلاف
تھین یک لخت موقوف ہوئین ہزارون مسلمان اونکے ساتھ ہوے اور بعض بت پرستون
نے بھی انکا وعظ سنکر اسلام قبول کیا۔ لیکن یہہ مہم چونکہ غیر محتاط اور دنیادارون کے سپرد
تھی اسلیئے اونکے جہاد کا اصل مقصد فوت ہوگیا اور وہ ملک فتح کرنیکے لیے کشت و خون
کا ایک ہنگامہ بن گیا۔ ۱۸۲۱ع مین یہہ مجاہد جنکو پادری لکھا گیا ہے ڈچ کی گورنمنٹ
سے جا لڑے لیکن ۱۸۳۸ع مین مجاہدون کا اخیر قلعہ فتح ہوگیا اور اونکی قوت بالکل ٹوٹ گئی[1]

**جزیرہ نمای ملایا** جزیرہ نمای ملایا کے جسقدر مہذب باشندے ہین وہ اپنی اصل
اُن لوگون سے بتاتے ہین جو کسی زمانہ مین جزیرہ سمطرہ بلکہ میناتگ کابو کی مشہور سلطنت
سے اوٹھکر جزیرہ نمائے ملایا مین آباد ہوگئے تھے - میناتگ کابو کی سلطنت
کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ مین وہ جزیرہ سمطرہ کی سب سے بڑی سلطنت تھی اور جزیرہ نمائے
ملایا کے جنوبی حصہ مین بعض ریاستین ابھی تک ایسی ہین جنکے سردارون کو میناتگ کابو سے
حکومت وغیرہ کے اختیارات حاصل ہوتے ہین - یہہ بتانا کہ کس زمانہ مین ان لوگون نے
سمطرہ سے آکر ملایا مین اپنی آبادیان قائم کین قیاس پر منحصر ہے لیکن سنگاپور اور جزیرہ نما
کے جنوبی گوشہ پر بارہوین صدی عیسوی مین ایک بستی ان سمطراوین کی آباد ہوی اور اونکی اولاد
نے سو برس کے بعد ملاکا کی حکومت قائم کی[2] ملاکا کا شہر چونکہ عمدہ موقع پر تھا اور مشرقی ملکون مین
جس رستہ سے تجارت کا مال جاتا تھا اوسی رستہ پر یہہ شہر واقع تھا اسلیئے اوسکو جلد ترقی ہوی -
کچھہ شک نہین کہ مسلمان تاجرون نے جو اس شہر مین آباد ہوئے ملاکا کی سلطنت مین اسلام کا
چرچا کیا[3]۔ ملاکا کی تاریخ مین اس سلطنت کے لوگون کا مسلمان ہونا سلطان محمد شاہ کے

[1] یمان صفحہ ۳۵۶-۳۵۹ - [2] مور صفحہ ۴۵۵ - [3] بدس صفحہ ۱۰ -

عہد مین لکھا گیا ہے جو سنہ ۱۲۷۶ع مین ملاکا کے تخت پر بیٹھا لیکن ملاکا کی یہ تاریخ ایسی مشتبہ
ہے کہ یہ تعین وقت بھی اوسکی وجہ سے مشتبہ معلوم ہوتا ہے۵ ہمکو توقع تھی کہ جسطرح مجمع الجزائر
ملایا کے اور مقامات کی تاریخون مین ایسے واقعات کا زمانہ ٹھیک لکھا گیا ہے اسی طرح
ملاکا کی تاریخ مین بھی تبلیغ اسلام کے شروع ہونے کا زمانہ صحیح صحیح درج کیا گیا ہوگا کیونکہ اول
تو یہ واقعہ لوگون کے لیئے باعث فخر تھا دوسرے قبول اسلام کے وقت سے اہل ملاکا کی
تاریخ مین ایک نیا عہد شروع ہوتا تھا لیکن یہ زمانہ ایسا نہین بیان کیا گیا جسپر بالکل اعتبار کیا
جاوے - ایک پرتگیزی مؤرخ نے ملاکا کے لوگون کا اول مسلمان ہونا سنہ ۱۳۸۸ع مین
لکھا ہے کہ اس سال مین ملک عرب کے کسی فقیہ نے ملاکا کے بادشاہ کو مسلمان کیا اور
اوسکا نام محمد رکھہ کر شاہ کا لفظ آسکے آگے اضافہ کر دیا۱

جزیرہ نمای ملایا کی شمالی ریاستون مین کیدا کی ریاست ہے جسکی تاریخ مین تبلیغ اسلام
کا عجیب غریب حال لکھا ہے اول ہی اول سنہ ۱۵۰۱ع مین مسلمانونکا مذہب یہان پھیلنا شروع
ہوا۲ اس واقعہ کے متعلق جو واقعات اس تاریخ مین درج کیے گئے ہین اُن مین سے اگر
کرامات اور قصص کو علیحدہ کر دیا جاوے تو حسب ذیل کیفیت رہ جاتی ہے "ملک عرب کا
ایک عالم جسکا نام شیخ عبد اللہ تھا کیدا کے شہر مین آیا اور راجہ سے ملاقات کے بعد پوچھا
کہ اوسکے ملک والون کا کیا مذہب ہے - راجہ نے جواب دیا کہ میرا اور میری رعایا کا
مذہب وہی ہے جو بزرگون کے وقت سے ہم مین چلا آتا ہے - یعنی ہم سب بت پرست
ہین" شیخ نے کہا تو کیا راجہ نے کبھی اسلام اور قرآن کا حال نہین سُنا جو خدا نے اپنے
رسول مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور جس سے سب مذہب باطل ہو کر شیطان
کے حوالے ہو گئے" راجہ نے کہا کہ "اگر یہ سچ ہے تو وہ مہربانی کر کے ہمکو اس نئے

---

۵ کرافورڈ (۱) صفحہ ۱۴۲ - ۱۴۳ ۱ دے بارٹس باب یکم - ۲ سنہ ۱۵۱۶ع مین باربوسا نے لکھا کہ کیدا
کے بندرگاہ مین اکثر مسلمان سوداگر آمد و رفت رکھتے ہین (رامیوزیو توم ۱ صفحہ ۳۱۷)

کیونکہ سب خوشی خوشی مسلمان ہو چکے تھے۔

شیخ عبداللہ نے اسکے بعد چاروں وزیروں سے پوچھا کہ تمہارے راجہ کا کیا نام ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارے راجہ کا نام پراونگ مہاونگسا ہے۔ شیخ نے کہا کہ اب اس نام کو اسلامی زبان میں تبدیل کرو۔ کسی قدر مشورہ اور راجہ کی منظوری کے بعد راجہ کا نام سلطان مزلف شاہ کہا گیا۔ شیخ نے کہا کہ یہ نام مشہور ہے اور قرآن میں بھی آیا ہے۔[۱]

اب سلطان کیدا نے ایسے مقامات پر جہاں رعایا کثرت سے رہتی تھی مسجدیں بنوانی شروع کیں اور ہر مسجد کے واسطے چالیس آدمی نمازی مقرر ہوئے کیونکہ اس سے کم تعداد فرائض مذہب کے ادا کرنے کے لیئے کافی نہ تھی۔ غرض مسجدیں تعمیر ہوئیں اور ہر مسجد میں ایک ایک نقارہ رکھا گیا جو نماز سے پہلے لوگوں کو بُلانے کے لیئے بجایا جاتا تھا۔ شیخ عبداللہ کچھ عرصہ تک کیدا کے لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دیتے رہے ساحل اور اضلاع کیدا اور قرب وجوار کی بستیوں سے صدہا لوگ اونکے پاس آتے تھے اور ارکان اسلام اونکو سکھائے جاتے تھے۔

شیخ عبداللہ نے جب کیدا کی رعایا کو مسلمان کیا تو اسکی خبر اتجیہ (آچین) میں مشہور ہوئی۔ سلطان آچین اور عرب کے ایک بزرگ شیخ نورالدین نے جو مکہ سے آچین میں آئے ہوئے تھے چند کتابیں کیدا کو روانہ کیں۔ اور ایک خط سلطان مزلف شاہ بادشاہ کیدا کے نام لکھا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔ "یہ خط سلطان اتجیہ اور نورالدین کی طرف سے سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کے نام ہے جو فی الحال کیدا میں مقیم ہیں۔ ہم دو کتابیں بھیجتے ہیں تاکہ اسلام کو لوگوں میں استحکام ہو اور اونکو علم دین کی بخوبی تعلیم ہو۔" اس خط کے جواب میں سلطان کیدا اور شیخ عبداللہ یمنی کی طرف

[۱] مزلف کا لفظ بجنسہ قرآن شریف میں نہیں آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید قرآن شریف کی اس آیت سے یہ لفظ بنایا ہے وازلفۃ الجنۃ للمتقین (اور پاس لائے بہشت اسطے پرہیزگاروں کے) (سورۃ الشعراء آیت ۹۰)

ایک خط روانہ ہوا جسمین کتابون کا شکریہ تھا۔ اب شیخ عبداللہ نے تبلیغ مین دوگنی کوشش شروع کی اور تمام مختلف قریہ جات مین چھوٹی چھوٹی مسجدین لوگون کے آرام کے لیے بنوادین اور لوگون کی تعلیم و تربیت مین اپنا تمام وقت صرف کیا۔

سلطان کیدا اور اوسکی ملکہ ہمیشہ شیخ عبداللہ یمنی کے پاس حاضر رہتے تھے اور اونسے قرآن پڑھتے تھے۔ ان دونون نے چاہا کہ راجاؤن کے خاندان کی کوئی شریف زادی ایسی ملے جس سے شیخ عبداللہ کا نکاح کردیا جاوے۔ لیکن کوئی شخص ایسا نہ ملا جو یہہ بات گوارا کرتا کیونکہ شیخ عبداللہ بغداد کو جانے والے تھے اور کیدا سے دائمی مین صرف اونکو یہ انتظار رہتا کہ کوئی مسلمان علم دین سے اسقدر واقف ہوجاوے کہ اونکی جگہہ درس و تدریس کا کام جاری کرسکے۔

اسوقت سلطان کیدا کے تین لڑکے تھے۔ یعنی راجہ معظم شاہ راجہ محمد شاہ اور راجہ سلیمان۔ ان تینون شہزادون کے نام شیخ عبداللہ کے رکھے ہوے تھے اور شیخ نے اونکو نصیحت کی تھی کہ غلامون اور ادنی پیشہ کے لوگون سے برتاؤ کرنے مین تحمل سے کام لین اور غصہ ظاہر نہ کرین اور بندگان خدا پر جو مسکین اور حاجتمند ہون رحم کرین[1]۔

یہہ بالکل فرض نہین کرلینا چاہیئے کہ شیخ عبداللہ کو اشاعت اسلام مین پوری کامیابی ہوی کیونکہ اچیہ کی تاریخون مین لکھا ہے کہ جب سلطان اچیہ نے ۱۶۴۹ء مین کیدا کو فتح کیا تو "اسلام کو قوت بخشی اور شیطان کے گھرون کو برباد کیا" یعنی مندرون اور بتونکو توڑ ڈالا[2]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جبتک ڈیڑھ سو برس نہ گذر لیے کیدا کی سلطنت سے بت پرستی بالکل دور نہ ہوسکی۔

مذکورۂ بالا حالات کے علاوہ جزیرہ نمای ملایا کی تاریخ تبلیغ مین زیادہ واقعات دریافت نہین ہوتے لیکن وہ اعظان عرب جنہون نے اس جزیرہ نما مین اسلام پر وعظ کیا اونکی قبرین

---

[1] تواریخ کیدا کا ترجمہ۔ مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو تیسری جلد صفحہ ۴۴۴-۴۷۷۔ [2] ترجمہ تاریخ کیدا مترجمہ لفٹنٹ کرنیل لو صفحہ

یہان اکثر جگہ موجود ہین اور مسلمان اونکی زیارت کے لیئے جاتے ہین[۱] - چونکہ ملایا کے مسلمانون
کو ایک عرصہ سے اہل عرب اور مشرقی ساحل ہند کے مسلمانون سے واسطہ رہا ہے اسلیئے
وہ مذہب کے نہایت پابند ہین اور مجمع الجزائر کے کل مسلمانون مین اونکی پرہیزگاری کی
ایسی شہرت ہے کہ مثال کے طور پر اونکا ذکر کیا جاتا ہے علاوہ اسکے غیرون کے ساتھ مذہبی
آزادی اور صلح کل کا اصول برتنا بھی اونکا دستور اور قاعدہ ہے کیونکہ ملک کے ہندو عیسائی
بدھ اور بت پرستون سے اونکا رات دن کا میل جول ہے حج اور روزون کے وہ بہت
پابند ہین - دنیا کی باتون مین لوگون کو نفع پہونچانے کے ساتھ ہی اونکی مذہبی بہبودی
کا خیال بھی اونکو ہے اور جب کسی گاون مین چالیس گھرون سے زیادہ آباد ہو جاتے ہین
تو اوسکے لیے خاص انتظام کی ضرورت بھی سمجھی جاتی ہے اور گاؤن مین جو چند اہل کار ہوتے
ہین اون مین ایک واعظ بھی شامل ہوتا ہے اور سرکاری طور پر ایک مسجد تعمیر کردی
جاتی ہے[۲]

جزیرہ نماے ملایا کے شمال مین خاص کر ایسی ریاستون مین جو ملک سیام کی سرحد سے
ملی ہوئی ہین بدھ مذہب کے سیامیون مین اسلام کا اثر بہت پایا جاتا ہے - ان سیامیون
مین سے جو لوگ مسلمان ہوگئے ہین اونکا نام سام سام پکارا جاتا ہے * یہہ لوگ ایسی زبان
بولتے ہین جو ملایا اور سیامی زبانون سے مرکب ہے[۳] - جزیرہ نما کی وحشی قومون مین سے
بہت لوگ مسلمان ہوگئے ہین[۴] -

**جزیرہ جاوا** جزیرہ جاوا مین دعوت اسلام کے تاریخی حالات لکھنے کے لیئے
اب ہمکو کئی سو برس پیچھے ہٹ جانا چاہیئے - جاوا مین اسلام کی اشاعت مدت تک
مسلمان تاجرون کی محنت کا ثمرہ رہی - یا یہہ ہوا کہ مسلمانون کی چھوٹی چھوٹی جماعتین
اس جزیرہ پر آباد ہوئین اور اونکے سردارون نے جزیرہ کے لوگون مین اپنے مذہب

[۱] نیوبولڈ - پہلی جلد صفحہ ۲۵۲ - [۲] مکنیر صفحہ ۲۲۶ - ۲۲۹ [۳] مور صفحہ ۲۴۲ [۴] نیوبولڈ - دوسری جلد صفحہ ۱۱۱، ۳۹۶

کو شائع کیا۔ وجہ اسکی یہہ تہی کہ جزیرہ جاوا مین مسلمانون کو ایسی قوت جو ایک ہی جگہ مجتمع
ہو حاصل نہین تہی تاکہ وہ اس قوت سے اپنے مذہب کی اشاعت مین کام لے سکتے اور
لوگون سے لڑکر اسلام کو پہیلاتے۔ اس جزیرہ مین اعیان اسلام کو ہندوؤن کی تہذیب
اور طریقون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اہل جاوا کی زندگی کا خمیر بن گئے تہے اور جنہون نے انکو
علم اور ترقی کے بڑے درجہ تک پہونچا دیا تہا۔ ہندوؤن کا طرز تمدن اہل عرب کے
آئین و قوانین سے مختلف تہا اسلیئے وہ مسلمانون کے مقابلہ پر آیا۔ اور ابتک ایسے
مقامات پر بہی جہان اسلام کو سب سے زیادہ قوت حاصل ہے اسلامی شریعت کی بخوبی پابندی
نہین ہوتی۔ جاوا کے مسلمانون مین نیم مادہ بت پرستی کی رسوم ابتک جاری ہین اور ان
لوگون کی حاجیون سے ہمیشہ مخالفت رہتی ہے جو حج سے واپس آکر سب مسلمانون کو پابند
شرع دیکہنا چاہتے ہین۔ غرض ان باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزیرہ جاوا کے لوگون مین
اسلام کی اشاعت بتدریج ہوی اور اس تحریک اشاعت کا حال اسطرح معلوم ہو سکتا ہے کہ
تاریخی واقعات جو اوسکے متعلق ہون اون سے قصون اور افسانون کو جدا کر دیا جاوے۔
لیکن پہر بہی بہت سی باتین ایسی رہ جاتی ہین جنکا کچہہ حال نہین کہلتا۔ جن واعظین اسلام
نے جزائر ملایا مین اسلام کا سب سے پہلے چرچا کیا اونکا حال ملایا کی کتب تواریخ مین بیان ہے
اسمین کچہہ شبہہ نہین ہے کہ ان جزیرون مین تبلیغ اسلام صرف ان چند واعظون کا کام
نہ تہا بلکہ صدہا برس مین متعدد نسلون سے یہہ اشاعت تکمیل کو پہونچی تہی۔ لیکن ملایا کی
تاریخ مین اہل جزائر کا اسلام لانا اسطرح بیان ہوا ہے کہ گویا چند سال مین ان سب لوگون
نے اسلام قبول کر لیا تہا۔ اسکا خاص سبب یہہ ہے کہ جو تاریخین عام پسند ہوتی ہین انمین
چند مشہور لوگون کی وہ نیکنامی اور شہرت منسوب کر دی جاتی ہے جو ان سے پہلے لوگون
کی محنت اور جانکاہی کا فی الحقیقت نتیجہ ہوتی تہی[۱]۔ علاوہ اسکے قدیم زمانہ کے مسلمانون نے

[۱] مرغزنیئے۔ (۱) صفحہ ۹۔

جنکو اس وقت کوئی جانتا بھی نہین ایسی خاموشی اور سہولت سے اسلام کو رواج دیا کہ
تاریخ لکھنے والون کو اونکی خبر تک نہ ہوئی۔ مؤرخون کا ہمیشہ یہ حال رہا ہے کہ بادشاہون
اور امیرون یا ایسے لوگون کے حالات کی طرف تو اونکو توجہ رہی جو بادشاہون سے
تعلق رکھتے تھے لیکن اور لوگون کا انکو خیال نہ آیا۔ غرض ان جزیرون مین تبلیغ اسلام کے
متعلق چونکہ زیادہ معلومات حاصل نہین ہوسکتی اسلیے جسقدر حالات ہوسکتے ہین اونہین پر
اکتفا کرنی چاہیے۔

اس لیے اب یہ تجویز ہے کہ جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کا حال تاریخ جاوا کے متعلق
تحریر کیا جاوے۔ جاوا کی تاریخ مین اگرچہ بہت سے قصے اور متناقض حالات درج ہین
لیکن اس تاریخ کو تاریخی وقعت ضرور حاصل ہے کیونکہ جن قدیم داعیان اسلام کا اوسمین
ذکر ہے اونکی قبرون کے کتبون اور برباد شہرون کے آثار قدیم سے ان حالات کی تصدیق
ہوتی ہے۔ جس صورت مین کہ معلومات کے لیئے اور مستند ذریعے موجود ہی نہین تو ذیل
کا بیان صحیح تصور کرنا چاہیئے مگر اسکا ضرور لحاظ رہے کہ شخصی کوششون پر کہ بعض فلان
فلان بزرگ کی کوشش سے اسلام سب لوگون مین شائع ہوگیا زیادہ بھروسا نہ کیا جاوے۔

جزیرہ جاوا مین تبلیغ اسلام کی ابتدا اسی جزیرہ کے ایک شخص نے بارھوین صدی
عیسوی کے خاتمہ کے قریب کی۔ پجاجرن کے بادشاہ نے جسکی سلطنت جاوا کے
مغربی حصہ پر تھی دو لڑکے چھوڑے۔ بڑے لڑکے نے سوداگری کا پیشہ
پسند کیا اور تاجر بنکر ہندوستان کو روانہ ہوا اور سلطنت چھوٹے بھائی کے سپرد کی جو
جو سنہ ۱۱۹۰ء مین پربو منڈگ سری کے نام سے پجاجرن کے تخت پر بیٹھا
بڑا بھائی جو سوداگر ہوگیا تھا ملکون مین سیر و سیاحت کرتا ہوا چند
تاجرون سے ملا اور اون کی ہدایت سے مسلمان ہوکر اوس نے
اپنا نام حاجی پروا رکھا۔

جب حاجی پروا وطن کو واپس آیا تو اوس نے ایک عرب درویش کی مدد سے پہانی
یعنی بنجارجن کے بادشاہ اور اوسکے خاندان کو مسلمان کرنا چاہا۔ لیکن اوسکو کامیابی
نہین ہوی۔ اور وہ بادشاہ اور اوسکی کافر رعایا کے خوف سے جنگل کو بہاگ گیا اور پہر
اوسکا کچہہ حال کسی نے نہ سنا۔[۱]

چودہوین صدی عیسوی کے اخیر نصف حصہ مین دعوت اسلام کی ایک تحریک کے
بانی مولانا ملک ابراہیم تھے جو جزیرہ جاوا کے ایک مشرقی ساحل پر پہونچے۔ انکے ساتہہ
چند مسلمان اور بہی تھے ملک ابراہیم گریسیک کے شہر کے قریب جو جزیرہ مدورا کے مقابل
واقع تہا آباد ہو گئے۔ حضرت زین العابدین کی اولاد سے وہ اپنے تئین بتاتے تہے اور راجہ
چرمان کا اپنے تئین پہوپی کا بیٹا بہائی کہتے تہے۔[۲] ملک ابراہیم گریسیک مین آباد ہوکر
تبلیغ مین مصروف ہوے اور تہوڑے عرصہ مین نو مسلمون کی ایک جماعت پیدا کرلی
اسکے بعد راجہ چرمان اونکے پاس اس نیت سے آیا کہ مجاپہت کے ہندو راجہ کو مسلمان
کرے اور اپنی لڑکی اسے اوسکا نکاح کرکے راجہ سے قرابت پیدا کرے۔ راجہ چرمان نے
تو جاوا مین پہونچتے ہی اپنے بیٹے کو مجاپہت کے راجہ کے پاس تعین ملاقات کے
لیے روانہ کیا اور خود ایک مسجد کی تعمیر مین مصروف ہوا اور لوگون کو مسلمان کیا آخرکار
دونون راجاؤن مین ملاقات ہوی لیکن اس ملاقات سے راجاؤن کے دل پر جو کچہہ عمدہ
اثر ہوا اوسکا نتیجہ اسلیے نہ پیدا ہوسکا کہ راجہ چرمان کے لوگون مین وبا پہیل گئی اور راجہ کی
بیٹی اور تین بہتیجے جو راجہ کے ساتہہ آئے تہے اور بہت لوگ وبا سے مرگئے اور راجہ
اپنے وطن کو واپس چلا آیا۔ اس ناگہانی آفت نے مجاپہت کے راجہ کو مسلمانون کے
مذہب سے بدگمان کردیا اور اوس نے کہا کہ اگر یہ دین اچہا ہوتا تو اپنے معتقدون کو اس سخت

[۱] ویث (۲) دوسری جلد صفحہ ۱۴۴ [illegible] دوسری جلد صفحہ ۱۰۴ و ۱۸۳ (مطبوعہ ۱۸۳۰ء) جاوا کی مستند تاریخ [illegible]
[۲] ویث (۲) دوسری جلد صفحہ ۱۸۴) نے قیاس کیا ہے کہ شاید چرمان کی ریاست ہندوستان مین کہین تہی۔

پاس سے محفوظ رکہتا۔ غرض یہہ اسلامی تحریک ناکامیاب ہی۔ حیران کا راجا مدراجہ کے
مصاحبین جو وہاں سے بچ گئے تھے اپنے وطن کو روانہ ہوئے اور ملک ابراہیم اپنے
عزیزون اور مسلمانون کی قبرون کی حفاظت کے لیئے گریسیک کے شہر مین آباد ہوگئے[۱]
اس واقعہ کے اکیس برس بعد یعنی ۱۴۱۹ء مین اونہون نے انتقال کیا اور گریسیک
مین دفن ہوئے جہان اونکے مزار کی زیارت ہوتی ہے کہ وہ جاوا کے سب سے پہلے
ولی اللہ تھے۔

ملک ابراہیم کے انتقال سے چھہ برس پہلے یعنی ۱۴۱۳ء مین شہنشاہ چین نے
ایک سفارت جاوا کو روانہ کی۔ چین کا ایک مسلمان اس موقع پر ترجمان کی حیثیت سے
سفارت کے ساتھہ گیا۔ اس شخص نے اپنی کتاب مین جو سواحل بحر کے ذکر مین ہے
مسلمانون کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ جاوا مین تین قسم کے لوگ ہین ایک تو مسلمان
ہین جو مغربی اطراف سے آکر یہان آباد ہوگئے ہین۔ ان مسلمانون کی پوشاک اور غذا صاف
اور عمدہ ہے۔ دوسرے چین کے لوگ ہین جو اپنے ملک سے بھاگ کر یہان آئے
ہین۔ یہہ لوگ بھی اچھا کھانا کھاتے ہین اور اون مین سے اکثر نے اسلام قبول کرلیا ہے
تیسرے قسم کے لوگ یہان کے اصلی باشندے ہین جو بہت بدہیئت اور بدصورت ہین
سر مین کنگھی تک نہین کرتے۔ ننگے پیر پھرتے ہین اور شیطانون کی پرستش کرتے ہین۔
انکا ملک بدھ کی کتابون مین شیطان کا ملک لکھا گیا ہے[۲]۔

اب ہم اوس زمانہ کے قریب آن پہونچے ہین کہ جزیرۂ جاوا مین تبلیغ اسلام کو ایک
صدی گذر لی ہے اور مسلمانون کی حکومت اورون پر غالب آنیوالی ہے۔ لیکن اس
موقع پر جزیرہ جاوا کے چند تاریخی حالات اس غرض سے ضروری ہین کہ اہل عرب کے مذہبی

[۱] آجکل ان قبرون کی جو کچھہ حالت ہے اوسکا ذکر بروموند نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے ایک قبر کا کتبہ بہ عربی
عبارت ابھی تک دکہائی دیتی ہے بروموند صفحہ ۱۰۸ [۲] گروئنولٹ ساتوین جلد صفحہ ۴۹-۵۰

تعصب سے اس جزیرہ مین مسلمانون کی حکومت قائم نہین ہوی بلکہ خود جاوا کے مسلمان
باشندون [illegible] نے اس تحریک کو پیدا کیا تاکہ سلطنت کو کفار وطن کے قبضہ سے نکال لین اور
اوسکے لیے جہاد کا اعلان نہ کرین بلکہ ایک ایسے شخص کے صلاح کار و مشیر بنکر اس مقصد کو
حاصل کرین جسکو تخت کا دعوی اور ایک بے انصافی کا بدلہ لینا تہا [illegible]-

جزیرہ جاوا کی کیفیت یہ تہی کہ اوسکے مشرقی صوبجات جو دولت اور آبادی اور تہذیب
کے اعتبار سے بہت ترقی یافتہ تہے اون پر مجاپہت کی ہندو سلطنت حکمران تہی ۔ اور
اوسکے مغربی حصہ مین جریبون کی سلطنت تہی اور کچہ چہوٹی خودمختار ریاستین تہین جزیرہ جاوا
کا باقی جسقدر ملک تہا جسمین مغربی گوشہ کے اضلاع بہی شامل تہے وہ راجہ پجاجرن
کی حکومت مین تہا۔

مجاپہت کے راجہ نے چمپا کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی چمپا کی ریاست
کمبودیا کے ملک اور خلیج سیام کے مشرق مین ہے ۔ اس رانی کو اپنے راجہ کی ایک
حرم سے عداوت پیدا ہوئی اور مجاپہت کے راجہ نے اس حرم کو اپنے بیٹے
اریا دامر کے پاس بہجوا دیا جو سماٹرہ مین پالم بنگ کا حاکم تہا یہان پہونچکر اس
حرم کے ہان لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ردن پاتا رکہا گیا اور حاکم پالم بنگ نے
اس سوتیلے بہائی کو اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا۔ آگے چل کر معلوم ہوگا
کہ چند سال کے بعد اس لڑکے نے اپنی ماں کے ساتہہ بدسلوکی ہونے کا راجہ
مجاپہت سے کیسا سخت انتقام لیا۔ راجہ چمپا کی دوسری بیٹی نے ایک عرب
سے شادی کر لی تہی جو چمپا مین اسلام کا وعظ کہنے گیا تہا [illegible] اوسکے ہان
بہی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ردن رحمت رکہا گیا اور اوس کے باپ

[illegible] کرن صفحہ ۱۲ - [illegible] ویث (سوم) دوسری جلد صفحہ ۱۸۶ - ۱۹۸ - رافلز دوسری جلد صفحہ ۱۲۳ - ۱۴۳
[illegible] چمپا مین مقبرون اور میناروں کے قدیم آثار ایک مضمون (ریاستین پہلی جلد ۴۴۹ - ۴۹۹ -

نے بہت کوشش اور اہتمام سے اوسکو علم دین سکھایا چنانچہ آجتک اہل جاوا ردن رحمت
کو بہت تعظیم سے یاد کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ وہ جاوا کے اولیای عظام مین سے تہا[1]
جب ردن رحمت کی عمر بیس برس کی ہوی تو والدین نے چند خطوط اور تحائف دیکر مجاپہت
کے راجہ کے پاس جو رشتہ مین ردن رحمت کا نانا ہوتا تہا اوسکو روانہ کیا۔ ردن رحمت نے
مین ٹھہر کر پالم بنگ مین دو مہینے تک اریا دام کا مہمان رہا اور قریب تہا کہ دام کو مسلمان
کر لیتا لیکن رعایا کے خوف سے جو اپنے قدیم مذہب کو مانتی تہی دام علانیہ مسلمان
نہ ہو سکا۔ اب ردن رحمت پالم بنگ سے رخصت ہو کر گرسیک کے شہر مین آیا جہان مولانا
شیخ جمادی الکبری نے جو عرب کے رہنے والے اور بڑے خدا رسیدہ بزرگ تہے۔
ردن رحمت کا استقبال کیا اور کہا کہ "مشرقی جاوا مین جس ولی اللہ کے آنے کی مدت سے
خبر تہی وہ تم ہی ہو۔ اب بت پرستی کا زوال قریب آن پہونچا ہے اور تمہاری کوشش سے
بہت لوگ راہ راست پر آوینگے"۔ مجاپہت کے راجہ اور رانی نے ردن رحمت کی بہت خاطر
و مدارات کی۔ راجہ خود مسلمان ہونے پر راضی نہین ہوا۔ لیکن اوسکو ردن رحمت سے ایسا

[1] جن لوگون کا ذکر یہان آیا ہے اونکے رشتے اور تعلقات ذیل کے شجرے سے بخوبی معلوم ہو جاینگے۔

راجہ چمپا
درا وتی — بیٹی = ایک عرب
حرم = انگا ویجیا = درا وتی
یعنی مجاپہت کا راجہ
اریا دام
ردن حسین
ردن رحمت
ردن پاکو = بیٹی
بیٹی = ردن پاتا

انس پیدا ہوا کہ امپیل کے شہر مین تین ہزار خاندانون کا اوسکو حاکم مقرر کردیا - امپیل کا شہر
جاوا کے مشرقی ساحل پر گریسیک کے شہر سے کسی قدر جنوب مین واقع تہا - راجہ نے ردن رحمت
کو اجازت دی کہ اپنے مذہب کی علانیہ پیروی کرے اور لوگون کو مسلمان کرے -

اب امپیل کا شہر جزیرہ جاوا مین دار الاسلام بن گیا اور حاکم امپیل یعنی ردن رحمت کا نام
کہ وہ کس جوش و مسرت سے رعایا کو مسلمان کرتا ہے دور و نزدیک مشہور ہوگیا - اس شہرت
کو سنکر ایک شخص مولانا اسحاق امپیل مین آئے کہ تبلیغ مین ردن رحمت کی مدد کرین -
ردن رحمت نے مولانا اسحاق کو بالم بنگن کی ریاست مین اشاعت اسلام کے لیئے مقرر کیا
بالم بنگن کی ریاست جزیرہ جاوا کے مشرقی گوشہ مین تہی مولانا اسحاق نے یہان پہونچکر
بالم بنگن کے راجہ کی بیٹی کا علاج کیا جو کسی سخت مرض مین مبتلا تہی - اور اوسکو شفا ہوی
بادشاہ نے اسکے شکریہ مین مولانا اسحاق سے اس لڑکی کی شادی کردی - شادی ہوتے
ہی شہزادی مسلمان ہوگئی - راجہ نے بہی مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی تہی اور مولانا
اسحاق سے وعدہ کیا تہا کہ اگر شہزادی کو شفا ہوگئی تو وہ مسلمان ہوجائیگا - لیکن جسوقت
اسحاق نے اس وعدہ کو یاد دلایا اور اصرار کیا کہ حسب وعدہ راجہ مسلمان ہو تو راجہ نے اسحاق کو
اپنے ملک سے نکلوا دیا اور شہزادی کے ہان جو بچہ پیدا ہونیوالا تہا اوسکے قتل کا حکم
پہلے ہی سے دیدیا - لیکن جب بچہ پیدا ہوا تو شہزادی نے گریسیک کے شہر مین ایک دولتمند
مسلمان بیوہ[۵۱] کے پاس اس بچہ کو خفیہ روانہ کردیا - اس بیوہ نے بچہ کو ماں کی طرح پرورش کیا
اور بارہ برس کی عمر تک اوسکی غور و پرداخت کی - اسکے بعد اوسکو ردن رحمت کے سپرد
کردیا - ردن رحمت نے جب اس لڑکے کا حال سنا تو اوسکا نام ردن پاکو رکہا -
اور کچہہ عرصے کے بعد اپنی لڑکی سے اوسکی شادی کردی - اسکے بعد ردن پاکو نے

۵۱ اہل جاوا اب تک اس مسلمان بیوہ کو بہت تعظیم کے ساتہ یاد کرتے ہین اور اوسکے مزار کی زیارت
کو جاتے ہین - دیکہو پروموند صفحہ ۱۸۶ -

گریسی کے شہر مین جو گریسیک سے جنوب مین واقع تہا ایک مسجد تعمیر کی۔ اور رون پاکو
کو ایسی شہرت ہوی کہ ہزارون آدمی اسلام قبول کرنے کے لیئے اوسکے پاس آیئے
اب رون پاکو کا رسوخ ایسا بڑہا کہ رون رحمت کے انتقال کے بعد راجہ مجاپہت نے
اوسکو امپل اور گریسیک کا حاکم مقرر کر دیا[1]۔ اس اثنا مین چند او مسلمان بہی گریسیک کے
شہر سے تبلیغ اسلام کے لیئے روانہ ہوے۔ رون رحمت کے دو لڑکون نے جاوا کے
شمال مشرقی ساحل پر مختلف مقامات مین سکونت اختیار کی۔ اور وہان کے اکثر لوگونکو
مسلمان کرکے شہرت اور نیکنامی حاصل کی۔ رون رحمت نے شیخ خلیفہ حسین کو جزیرۂ
مدورا مین اشاعت کے لیے بہیجا جو گریسیک کے سامنے واقع تہا خلیفہ حسین نے
مدورا مین ایک مسجد بنائی اور بہت لوگون کو مسلمان کیا۔

مغربی صوبجات جاوا مین شیخ نور الدین ابراہیم تبلیغ اسلام مین کوشش کرتے تہے
یہہ بزرگ مدت تک مجمع الجزائر مین سیر و سیاحت کے بعد ۱۴۲۱ء مین جربون مین آباد
ہوگئے۔ یہان ایک مبروصہ کا اونہون نے علاج کیا اور اوسکو شفا ہوی اس بات سے
شیخ نور الدین کو بہت شہرت ہوی اور ہزارہا لوگ مسلمان ہونے کے لیے اونکے پاس
آئے۔ ابتدا مین ملک کے سردارون نے اونکی مخالفت کرنی چاہی لیکن یہہ دیکہکر کہ
اس مخالفت کا انجام کچہہ نہوگا ان سردارون مین سے بہی کثر نے اسلام قبول کرلیا۔

اب ہمکو آریا دامر کا ذکر کرنا چاہیے جو پالم بنگ کا حاکم تہا معلوم ہوتا ہے کہ دامر نے
اپنے بچون کو اوسی مذہب مین تعلیم و تربیت دی تہی جسکو وہ خود رعایا کے خوف سے
قبول نہ کرسکا تہا۔ رون پاپا کی عمر جب بیس برس کی ہوی تو دامر نے رون پاپا اور اپنے
بیٹے رون حسین کو جو رون پاپا سے دو برس چہوٹا تہا پالم بنگ سے جاوا کو روانہ کیا اور یہ لوگ
گریسیک کے شہر مین اترے۔ رون پاپا کو اپنے حسب و نسب کا حال معلوم تہا او

[1] ویتھ (۳) دوسری جلد صفحہ ۱۸۸-۱۹۰-

اوسکی ماں کے ساتھہ جو بدسلوکی ہوئی تھی اوسکے انتقام کے لیئے وہ غیظ وغضب مین بہرہتا
اسلیے رودن پایا نے رودن حسین کے ساتھہ مجاپہت جانے سے انکار کیا اور امپل کے شہر
مین رودن رحمت کے پاس ٹھہر گیا۔ رودن حسین مجاپہت کو روانہ ہوا۔ راجہ نے اوسکی بہت
خاطر کی اور ایک ضلع کا اوسکو حاکم مقرر کیا اور کچہہ عرصہ کے بعد رودن حسین لشکر مجاپہت کا
سپہ سالار مقرر ہوا۔

اسی عرصہ مین رودن پایا نے رودن رحمت کی پوتی بالو اسی سے نکاح کر لیا اور وہ بنتارا
مین آباد ہو گئے۔ بنتارا گریسیک کے شہر سے مغرب مین بہت محفوظ جگہہ واقع تہا اور اوسکے
چاروں طرف دلدل کئی میں دور تک پہیلی ہوئی تہی جسوقت راجہ مجاپہت نے سنا کہ
بنتارا مین کچہہ لوگ آباد ہوئے ہین تو اوسنے رودن حسین کو رودن پایا کے پاس بہیجا اور
حکم دیا کہ بنتارا کا سردار یعنی رودن پایا ہمارے سامنے حاضر ہو کر اطاعت قبول کرے ورنہ
بنتارا بالکل مسمار کر دیا جاویگا۔ رودن حسین نے بنتارا پہونچکر رودن پایا کو اسطرح سمجھایا کہ
وہ مجاپہت مین چلا آیا اور دربار کے لوگوں نے اوسکی صورت مین راجہ کی شباہت دیکھی
یہاں رودن پایا کی بہت عزت ہوی اور راجہ کی طرف سے وہ بنتارا کا حاکم مقرر کر دیا گیا۔
لیکن اوسکے دل مین انتقام کی آگ برابر سلگ رہی تہی اور باپ کی سلطنت کو غارت کرنیکے
لیے وہ بالکل تیار رہتا مجاپہت سے روانہ ہو کر رودن پایا امپل کے شہر مین آیا اور رودن رحمت
سے اوسنے اپنے تمام منصوبے کہے۔ رودن رحمت نے اوسکے غصہ کو کم کرنا چاہا اور کہا
کہ باپ نے اوسکے ساتھہ ہمیشہ مہربانی کی ہے اسلیے اوسکو مخالفت کرنی زیبا نہین ہے
اول تو راجہ بڑا نیک اور عادل اور ہر دلعزیز ہے پہر یہ کہ مسلمان ہو کر رودن پایا اپنے باپ
سے لڑائی نہین کر سکتا اور نہ کوئی ایسی حرکت کر سکتا ہے جس سے باپ کو نقصان پہونچے
لیکن رودن پایا پر ان نصیحتوں کا کچہہ اثر نہ ہوا اور وہ بنتارا کو واپس چلا آیا۔ بنتارا کی آبادی
روز بروز بڑہتی جاتی تہی اور قرب وجوار کے لوگ کثرت سے اسلام قبول کرتے تہے۔

رون پایا نے اس عرصہ مین ایک بڑی مسجد بنانے کی تجویز کی لیکن جب تعمیر شروع ہوئی تو
امپل کے شہر سے رون رحمت کے بیمار پڑنے کی خبر آئی۔ رون پایا فوراً امپل کو روانہ ہوا
اور وہان پہونچکر دیکھا کہ جزائر کے مشہور و معروف اعیان اسلام دس شخص کے بستر کے گرد
جمع ہین جسکو تمام عمدہ اپنا سردار تسلیم کرتے رہے تھے۔ ان تیمارداروں مین رون رحمت کے
دونون بیٹے تھے جو جاوا کے شمال مشرقی ساحل پر رہتے تھے اور مولانا اسحاق کا بیٹا رون پاکو تھا
جو گری کے شہر مین آباد ہوا تھا۔ اور پانچ شخص اور تھے کچھہ عرصے کے بعد رون رحمت
نے قضا کی۔ اور اب رون پایا کے منصوبون مین جو شخص مزاحم تھا وہ باقی نہ رہا۔ رون رحمت
کے انتقال کے بعد یہ آٹھون اعیان اسلام رون پایا کے ساتھہ تیار ہو گئے اور مسجد[۱] کے
انصرام تعمیر مین کل ان سب لوگون نے متفق ہو کر حلف لیا کہ سلطنت مجاپہت کے خلاف
رون پایا کی مدد کرینگے۔ جاوا مین اور جسقدر بڑے مسلمان سردار موجود تھے وہ بھی اس
سازش مین شریک ہوے۔ البتہ رون حسین اخیر وقت تک اپنے بادشاہ کا خیرخواہ
رہا اور اوسنے ان باغی مسلمانون کا ساتھہ دینے سے انکار کیا۔

آخرکار لڑائی شروع ہوئی جسکی تفصیل کی یہان کچھہ ضرورت نہین ہے۔ فقط یہ لکھنا
کافی ہے کہ ۱۴۷۸ء مین سات روز کی سخت لڑائی کے بعد مجاپہت کے راجہ کو شکست
ہوئی اور جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ مین ہندوؤن کے راج کی جگہہ اسلامی حکومت قائم
ہو گئی۔ اس واقعہ کے تھوڑے عرصہ بعد رون حسین دشمنون کے خوف سے قلعہ بند ہوا لیکن مجبور ہو کر
رون پایا کی اطاعت قبول کی اور امپل کے شہر مین وہ حاضر کیا گیا جہان اوسکا دودھ بھائی رون پایا
بہت مہربانی سے اوسکے ساتھہ پیش آیا۔ ۱۵۱۸ء مین مجاپہت کے وہ لوگ جو ہندو مذہب پر قائم رہے
بھاگ کر جزیرہ بالی مین آباد ہو گئے جہان ابتک شیو کی پرستش کثرت سے جاری ہے[۲] کچھہ لوگون نے یہہ کہا کہ مجاپہت کے

---

[۱] یہ مسجد ابتک موجود ہے اور اہل جاوا اس مسجد کو تمام مقدس مقامات مین سب سے زیادہ مقدس اور متبرک سمجھتے ہین۔

[۲] جزیرہ بالی کے اکثر باشندون نے ابتک مسلمانونکی اس کوشش کو رد کیا ہے کہ وہ کسی طرح مسلمان کر لیے جاوین

شہزادون کی مدد سے چھوٹی چھوٹی عملداریان علحدہ قائم کرلین اور دارالسلطنت مجاپہت کی فتح کے بعد کچھ عرصہ تک یہ لوگ اپنے قدیم مذہب پر قائم رہے۔

جزیرہ جاوا کے مشرقی حصہ مین تو یہ واقعات پیش آرہے تھے اور ادہر مغربی جزیرہ مین اعیانِ اسلام بیکار نہ تھے شیخ نورالدین ابراہیم نے جبرون سے اپنے بیٹے حسن الدین کو بانٹن مین تبلیغ کے لیئے روانہ کیا تہا۔ بانٹن جزیرہ جاوا کا مغربی صوبہ ریاست پجاجرن کے تحت مین تہا۔ حسن الدین کو یہان بہت کامیابی ہوئی اور جو لوگ اسلام لائے اونمین آٹھ سو بت پرست ایسے تھے جو تارک الدنیا ہو چکے تھے۔ بانٹن کی تاریخون مین لکہا ہے کہ حسن الدین نے لوگون کو صرف وعظ و نصیحت سے مسلمان کیا تہا۔ تلوار سے اوسنے اپنے مذہب کی کبہی اشاعت نہین کی[1] اسکے بعد حسن الدین اپنے باپ کے ساتھ حج کے لئے کعبہ معظمہ کو روانہ ہوئے اور جب ایس آئے تو مجاہت پر حملہ کرنے مین رون پاتا کی مدد کی تہی۔

جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت ایسی جلد نہین ہوئی جیسے کہ مشرقی حصہ مین ہوئی تہی۔ کیونکہ یہان شیو کے پوجاریون اور مسلمانون مین سخت نزاع رہا۔ اور غالباً سولہوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے پجاجرن کی بت پرست سلطنت کو مسلمان غارت نہ کر سکے[2] پجاجرن کی نسبت جاوا کی تاریخ مین لکہا ہے کہ ایک زمانہ مین یہ سلطنت جزیرہ کی مغربی ریاستون پر بہی حکمران تہی۔ اس سلطنت کے علاوہ بت پرستون کی اور

بقیہ صفحہ (۴۰۵) لیکن جو قتاً فوقتاً کچھ کچھ لوگ مسلمان بہی ہوتے رہے ہین۔ آٹھ لاکھ یا اٹھہ ہزار کی آبادی مین سے صرف تین ہزار آدمی مسلمان ہوے اس جزیرہ کا موقع تجارت کے لحاظ سے ایسا عمدہ ہی کہ بہت کثر مسلمان اس جزیرہ کے ساحل پر آئے اور وہان آباد ہو گئے ان نوآباد مسلمانون مین سے بعض نے تو جزیرہ کے باشندون سے کچھ بحث نہ کی لیکن بعض مسلمان ایسے تھے جنہون نے بالی کی عورتون سے نکاح کیئے اور یہان کے لوگون مین مل جل کر رہنے لگے۔ اور یہ اسی قسم کے مسلمانون کی کوشش کا نتیجہ ہی کہ بالی کے توسلون کو مغوی ترقی ہوئی اور وہ ایسے پرہیزگار اور متقی مسلمان ہوگئے جنکا اثر بالی کے بت پرستون پر بہت کچھ پڑتا رہا ہی۔ ..... ٹی ایم ٹیک صفحہ ۱۴۳ سے ۱۴۴

[1] رافلز۔ دوسری جلد صفحہ ۳۱۶ – [2] ویتھ (۳) دوسری جلد۔ صفحہ ۲۵۷ – ۲۷۰ –

چھوٹی چھوٹی جماعتیں ایسی تہیں جو مدت تک سلامت ہیں اور اون مین [51] سے چند ابھی تک باقی
ہین - ان بت پرستون مین سے ایک گروہ کے حالات جسکا نام بدوی ہے بہت عجیب ہین
یہہ لوگ قدیم باشندگان جاوا کی نسل سے ہین اور ابتک اپنے بزرگون کے دین پر قائم ہین جب
مجاپہت کی سلطنت کو زوال ہوا تو یہہ لوگ ریاست سے بہاگ کر جنگلوں اور پہاڑون مین آباد
ہوگئے تاکہ وہان امن و امان سے اپنے آبائی مذہب کے پابند رہین - جب کچھہ عرصہ کے بعد ان
لوگون نے سلطان بانتن کی اطاعت قبول کی تو اونکو اپنے قدیم مذہب پر سلامت رہنے
کی اجازت ملی لیکن اس شرط سے کہ جو لوگ بت پرست رہنا چاہین اونکی تعداد ایک خاص حد سے
کبھی تجاوز نہ کرے [52] - اور نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہہ لوگ ابتک اس شرط کے
پابند چلے جاتے ہین حالانکہ جاوا پر ڈنمارک کی حکومت کو اسقدر مدت ہوگئی ہے کہ اس
قدیم دستور کی پابندی سے یہہ لوگ بالکل آزاد ہین - لیکن ابتک وہ اپنی بستیون مین چالیس
خاندانون سے زیادہ نہین آباد ہونے دیتے - بلکہ جب کسی بستی مین اونکے گہر اس تعداد
سے بڑھ جاتے ہین تو جسقدر خاندان بڑہتے ہین وہ بستی چھوڑ کر قریب کے قصبون مین
جہان مسلمان زیادہ ہوتے ہین جا بستے ہین [53] -

اگرچہ جاوا کے مغربی حصہ مین اسلام کی اشاعت اسقدر جلد نہین ہوئی جسقدر اور حصون مین
ہوئی تھی لیکن اس مغربی حصہ کے لوگون مین وسط جاوا کے باشندون کی طرح ہندو مذہب
کو بخوبی استحکام حاصل نہین تہا اسلئے مذہب اسلام کو بت پرستی کے مقابلہ مین یہان ایسی
فتح نصیب ہوئی اور بت پرستی کی جگہہ خود رائج ہونے مین اوسکو اس درجہ کامیابی رہی کہ
راجگان مجاپہت کی حدود سلطنت مین بھی اسلام کو یہہ فروغ نہوا - مغربی جاوا مین آجکل
اسلامی شریعت ایک زندہ قوت ہے اور عربی تہذیب و تمدن کے جو طریقے یہان جاری ہوے

---

[51] - اوس مین ایک سیاح نے لکھا کہ یہان بت پرستونکی تین سلطنتین تہین جنمین کثرت سے بت پرست رہتے تھے
یمان صفحہ ۳۴۴ - [52] رافلز - دوسری جلد صفحہ ۱۳۲-۱۳۳ - [53] منگر صفحہ ۲۷۹ -

وہ اہل جاوا کی زندگی اور طرز حکومت مین بالکل شیر وشکر ہوگئے ہین - اور یہہ لکھا گیا ہے
کہ مغربی جاوا کے مسلمان جنکو تعلیم دین ملی ہے اور حج کر آئے ہین وہ تمام اہل جاوا مین
سے زیادہ ہوشیار لائق اور صاحب ثروت ہین [1]-

جاوا مین اسلامی حکومت قائم ہونے کے بعد گو یہان کے اکثر لوگ صدہا برس تک
بت پرست رہے لیکن آج کل سوائے تھوڑے لوگون کے جاوا کے کل باشندے
مسلمان ہین - اگرچہ ان مسلمانون مین اکثر قدیم رسمین انکے بت پرست باپ دادا کے
وقت کی چلی آتی ہین لیکن عام میلان طبیعت اسی طرف ہے کہ مسلمانون کے خیالات
اور اونکے افعال و اعمال سب اسلام کی تعلیم و تربیت کے مطابق ہون غرض یہ صدہا
سال کی اشاعت امن و امان کے وسائل سے بتدریج ہوی - اسلامی حکومتون کا اس
جزیرہ مین قائم ہونا مذہبی حالات سے تعلق نہین رکھتا بلکہ وہ پولیٹیکل تاریخ کا ایک حصہ
ہے - یہہ ہے کہ دعوت اسلام مین بادشاہون کے سبب سے اسقدر ترقی نہین
ہوی جسقدر کہ اعیان اسلام کی کوشش سے ہوی -

جس زمانہ مین کہ جاوا کے مسلمان ہندوون کی سلطنت کے خلاف بغاوتین برپا
کر رہے تھے اور اونکی حکومت کو چھین کر اپنے قبضے مین لانا چاہتے تھے تو اوسی زمانہ
مین جزائر ملایا کے اور جزیرون مین وہ اعیان اسلام نے وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے
ایسا انقلاب پیدا کیا جسمین لڑائی یا فساد کی ضرورت نہ تھی اور یہہ مسلمان اشاعت مین
ایسے سرگرم ہوے کہ انہون نے ہزارون آدمیون کو رفتہ رفتہ مسلمان کر لیا - اب ہم
جزائر ملایا مین سے اول جزائر ملوکا کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہین -

**جزائر ملوکا** جزائر ملوکا مین لوگون کی تجارت قدیم زمانہ سے جاری تھی - اور اس
تجارت کے سبب سے ملوکا کے باشندون کو مجمع الجزائر کے مغربی جزیرون سے تعلق

[1] فان دیربرگ (۱) صفحہ ۳۵-۳۶ - پولنسین صفحہ ۲۰۳ -

پیدا ہو گیا۔ جاوا اور ملایا کے جو مسلم تجارت کی غرض سے جزائر ملوکا مین آئے تہے اُنہون نے ساحل کے باشندون مین اسلام کا چرچا کیا[۵۱]۔ جب قوم پرتگیز کے مشہور جہازران فرنانڈو مگیلان کے ساتہی اپنے وطن کو واپس آئے تو اُنہون نے ایک عجیب قصہ جزیرۂ ملوکا کی نسبت بیان کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمان تاجرون نے ملوکا کے باشندون مین کس طرح اسلام کی اشاعت کی۔ وہ قصہ یہہ ہے کہ "جزائر ملوکا مین اہل اسپین کے پہونچنے سے چند سال پہلے ان جزیرون کے بادشاہ بقائے روح کے مسئلہ کو تسلیم کرنے لگے تہے۔ اور اس مسئلہ کا یقین اونکو اسطرح ہوا تہا کہ ایک چہوٹا سا پرندا اونکی نظر سے گذرا تہا جو ہمیشہ اُڑتا رہتا تہا اور کبہی مین پر یا زمین کی کسی چیز پر نہ بیٹہتا تہا۔ مسلمانون نے جو تجارت کے لیے ان جزیرون مین آئے ہوے تہے جب یہہ بات سُنی تو اُنہون ملوکا کے بادشاہون سے کہا کہ یہہ چہوٹا پرند جنت مین پیدا ہوا ہے اور جنت وہ جگہہ ہے جہان مرنے کے بعد لوگونکی روحین آرام کرتی ہین۔ ملوکا کے بادشاہون نے یہہ سُنتے ہی اسلام قبول کیا کیونکہ مسلمانون کے ہان جنت کے متعلق جسمین وہ ابا د ہونگی عجیب و غریب دعوے کئے گئے ہین[۵۲]"

معلوم ہوتا ہے کہ جزائر ملوکا مین اسلام کی ابتدا پندرہوین صدی عیسوی سے ہوئی۔ تیدور کے بت پرست بادشاہ جریلی لیجاتو نے ایک عرب شیخ منصور نامی کی ہدایت سے اسلام قبول کیا اور اوسکی رعایا مین سے بہی اکثر لوگ مسلمان ہوگئے۔ اور بادشاہ کا نام

---

[۵۱] دے باتس صفحہ ۵۷۹ ۔ ۵۸۰ - ارگنسولا صفحہ ۱ (ب) [۵۲] اس زمانہ مین ملوکا کے جزیرہ ترناتی تیدور گیلالا اور باتجان کے بادشاہون کی حکومت مین تہے ان مین ترناتی کا سلطان سب مین زبردست تہا جسکی سلطنت ترناتی اور ترناتی کے چہوٹے چہوٹے جزیرون مین تہی۔ ہلماہیرا اور سلیبز کا بڑا حصہ اور جزائر امبونا اور باندا بہی اسی سلطان کے قبضہ مین تہے۔ سلطان تیدور تیدور کے جزیرہ اور ہلماہیرا کے ایک حصہ کا اور ان جزیرون کا بادشاہ تہا جو نیوگنی اور ہلماہیرا کے بیچ مین واقع ہین۔ نیوگنی کے مغربی ساحل اور جزیرہ سیرام مین بہی سلطان تیدور کی سلطنت تہی۔ سلطان گیلالا کی سلطنت ہلماہیرا کے وسط مین تہی اور جزیرہ سیرام کے شمالی ساحل کا بہی کچہہ حصہ اوسکے قبضہ مین تہا سلطان باتجان صرف باتجان اور جزائر اوبی پر حکومت کرتا تہا۔ (دے ہولانڈ پہلی جلد صفحہ ۵) [۵۳] ہسپیلیا نوترا اسلو انو۔ درا ہوسیم



(موتم اصفواصد۔)

سلطان جمال الدین کہا گیا۔ بادشاہ کی بڑی بیٹی کا نام شیخ منصور کا نام بہ منصور رکہا گیا [illegible]
مین فرمانروا ہوگیا۔ ان پرتگیزی کی موت کے چند سال بعد اہل اسپین کی مہم تیدور مین پہونچی
اور منصور نے اسپین کے لوگون کی خاطر و مدارات کی۔ لیگافت جو اس مہم کا مؤرخ تہا
لکہتا ہے کہ بادشاہ تیدور کا نام سلطان منصور تہا اوسکی عمر پچاس برس سے زیادہ تہی۔
جزائر ملوکا مین مسلمانون کو آئے ہوے نصف صدی سے زیادہ نہین گذرا تہا۵۱۔

ترناتی کے جزیرہ مین جو تیدور سے قریب ہے اسلام کی اشاعت کسی قدر پہلے ہو چکی
تہی۔ اہل اسپین جس زمانہ مین تیدور کے جزیرہ مین پہونچے تو اوسی زمانہ مین پرتگیز جزیرۂ ترناتی
مین آئے ترناتی کے لوگون نے پرتگیزون سے کہا کہ اون کے جزیرہ مین اسلام کی اشاعت کو
اسّی برس سے کچہہ زیادہ زمانہ گذرا ہے۵۲۔

پرتگیزون کے بیان کے مطابق۵۳ ترناتی کا سلطان شاہان ملوکا مین پہلا بادشاہ تہا
جو مسلمان ہوا۔ اس سلطان کی نسبت مشہور ہے کہ جزائر ملوکا کی خود مختار بادشاہون مین اوسکو
سب سے بڑہکر رتبہ حاصل تہا۔ ۱۴۹۵ء مین یہ بادشاہ گریسیک کے شہر کو جو جاوا مین
تہا اسلام قبول کرنے کی نیت سے گیا۵۴۔ معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۂ ترناتی مین اسلام نے بتدریج
ترقی کی کیونکہ یہان اسلام کو ایسے لوگون کا مقابلہ کرنا پڑا جو اپنے قدیم مذہب بت پرستی پر
نہایت ثابت قدم تہے اور نومسلمون مین بہی بت پرستی کی رسمین مدت تک جاری رہین جنہون
نے اونکی طبیعت کو مذہب کی طرف سے مشکوک حالت مین رکہا۵۵۔

پرتگیزون کے فتوحات نے بہی اسلام کی ترقی کو جو جلد ہونیوالی تہی سست کر دیا۔
جزیرۂ ترناتی کے ایک قاضی کو جو لوگونکو اسلام کی تعلیم و تلقین کرتا تہا۔ پرتگیزون نے

---

۵۱ روبیدے فاذیرا صفحہ ۱۸۱ ۵۲ لیگافت۔ توم ا صفحہ ۳۶۵۔ ۳۶ ۵۳ مصنف دے بارس لکہتا ہے کہ تیدور جزیرہ کو تحقیق کرنیکے بعد وہان کے باشندون سے معلوم ہوا کہ اسلام کی وبا کو (نعوذ باللہ) وہان پہیلے ہوے اسّی برس سے کسی قدر زیادہ زمانہ گذرا ہے۔ دے بارس "ایشیا کا بیان" صفحہ ۵۰ ۵۴ دے بارس صفحہ ۵۰۔ ۵۵ بکسیر صفحہ
۵۶ ارگنسولا صفحہ ۳-۴ -

جزیروں سے نکال دیا اور بت پرستوں میں عیسائی مذہب کی اشاعت شروع کی جسمیں کامیابی ہوئی لیکن تھوڑی مدت تک رہی[۹۳]- کیونکہ جسوقت سولہویں صدی عیسوی کے اخیر حصہ میں ملوکا کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ اہل پرتگال خود اپنی مشکلوں میں گرفتار ہیں تو انہوں نے پرتگیزوں کی حکومت سے آزاد ہونے کے لیے عیسائیوں کے خلاف سخت ہنگامے برپا کیے - ان معرکوں میں بہت عیسائی شہید ہوے اور اکثر لوگوں نے عیسائی مذہب ترک کیا اور مسیحیوں نے جو کچھ جیتا تھا وہ سب ہار دیا[۹۴]- اسی زمانہ سے جزائر ملوکا کے لوگوں کو عیسائیوں کی حکومت سے ایسی مخالفت ہوئی کہ مغربی جزیروں سے جو متعدد مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت کے لیے آئے اونکی خاطر و مدارات زیادہ تر ہونے لگی[۹۵] سترھویں صدی عیسوی میں اہل ڈنمارک نے اسپین اور پرتگال کے عیسائیوں کو نکال کر عیسائی مذہب کا رہا سہا کام تمام کر دیا - اور فرقہ جیسوئٹ (یسوعی) کے پادری جزیرہ ترناتی کے دیسی عیسائیوں کو ساتھ لیکر جزائر فلیپائن میں چلے گئے[۹۶]

ترناتی اور تیدور کے بعد جزائر ملوکا کے باقی جزیروں میں اسلام کی اشاعت ہوئی اور کچھ زمانہ تک صرف ساحل کے باشندوں میں تبلیغ اسلام محدود رہی[۹۷]- ملوکا کے چھوٹے چھوٹے جزیروں میں جزیرہ نماے ملایا کے نومسلم بالکل آباد ہیں - اور ان جزیروں کے اندرونی حصوں میں الفرکی قوم بستی ہے - کچھ زمانہ کے بعد اس قوم کے لوگ بھی مسلمان ہوے[۹۸]- سنہ ۱۵۲۱ع میں سلطنت گیلالا کا بادشاہ مسلمان تھا یہ ریاست جزیرہ ہلماہیرا کے شمال میں مغربی ساحل پر تھی[۹۹]- آج کل یہاں اسلام کی ترقی کے لیے چند

[۹۳] ارگنسولا صفحہ ۱۵ (ب) [۹۴] ارگنسولا صفحہ ۹۷-۹۸ - [۹۵] ارگنسولا صفحہ ۱۵۵-۱۵۸ - اس مصنف نے ترناتی کی نسبت لکھا ہے کہ "یہ ہی جگہ ہے جہاں مختلف مذہبی فرقے موجود ہیں اور جہاں سے کفر پھیلتا ہے خاصکر مسلمانوں کے ذریعہ سے سنہ ۱۶۰۰ع سے جبسے کہ اہل ڈنمارک اس سمندر میں آئے ہیں وہ اپنے ساتھ مسلمان ہکاڑن اور قزاقوں کا لانا نہیں بھولتے یہ مسلمان ایشیا کی دولت لوٹ لیتے ہیں اور جو کٹا مذہب اپنے ساتھ لاتے ہیں جسنے ہزاروں آدمیوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے سے روک دیا" [۹۶] ان دیسی عیسائیوں کی اولاد ابتک جزیرہ لوزان کے صوبہ کاویتی میں موجود ہے - (کرافورڈ (۱) صفحہ ۸۵) [۹۷] اندمین صفحہ ۲۲۳ [۹۸] نوربسٹ صفحہ ۹۸ - [۹۹] پگافت (راموسیو) پہلی جلد صفحہ ۳۰۹ -

قواعد ایسے منضبط کر دیے گئے ہین کہ اسلام کی اشاعت مین اسنے کسی قدر آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ مثلاً اگر معلوم ہو جائے کہ الفر قوم کے کسی آدمی نے کسی مسلمان عورت سے ناجائز تعلق کر رکھی ہے تو حکم ہے کہ یہ شخص اس عورت سے نکاح کرے اور مسلمان ہو جاوے۔ یا اگر الفر قوم کی کوئی عورت مسلمان سے شادی کرلے تو خاوند کا مذہب اختیار کرنا اسپر فرض ہے۔ یا جسوقت حکام و سرداران سلطنت مین کمی ہو جاتی ہے تو اس کمی کو پورا کرنے کے لئے امیدواروں کے حقوق پر اسقدر نظر نہین ہوتی جسقدر اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کی طرف ان امیدواروں کو کس درجہ رغبت ہے۔[۵۱]

| جزیرہ بورنیو |
|---|

جزیرہ بورنیو مین اسلام کی اشاعت ساحل کے ملکوں مین محدود رہی حالانکہ سولہوین صدی عیسوی کے شروع سے اسلام یہان شائع ہونا شروع ہوا تھا اسی زمانہ مین اول بنجرماسین کی سلطنت مین اسلام پھیلا۔ یہ سلطنت بورنیو کے جنوبی ساحل پر سلطنت مجاپہت کی ماتحت تھی لیکن سنہ ۱۴۷۸ء مین جب مجاپہت کی سلطنت برباد ہو گئی تو بنجرماسین کی[۵۲] آزادی ہوئی مجاپہت کی بربادی پر اوسکی جگہہ کئی اسلامی ریاستین قائم ہو گئی تہین انمین سے ایک ریاست دامک کی تھی جسکے اثر سے بنجرماسین کے لوگون نے اسلام قبول کیا۔ بنجرماسین کے لوگون کے مسلمان ہونے کا حال یہہ ہے کہ انہون نے ایک بغاوت کو فرو کرنے کے لیئے دامک[۵۳] کی ریاست سے کمک چاہی اور جزیرہ جاوا سے مسلمانونکی ایک جمعیت روانہ ہوئی جسنے بغاوت کو رفع کرکے رعایا کو مسلمان کیا[۵۴] ۱۵۲۱ء مین جسوقت اہل اسپین برونی کی شہر مین پہونچے جو بورنیو کے شمال مغربی ساحل پر تھا تو معلوم ہوا کہ برونی کا بادشاہ مسلمان ہے[۵۵] سنہ ۱۵۵۰ء مین بورنیو کی مغربی ساحل پر سکدانا کی شہر مین اہل عرب نے اپنے مذہب کو رواج دیا۔[۵۶]

---

[۵۱] کامین صفحہ ۲۴۴ [۵۲] وولورے صفحہ ۲۵ [۵۳] دامک جزیرۂ جاوا کے شمالی ساحل پر ہے اور جزیرہ بورنیو کے جنوبی کنارہ کے سامنے واقع ہے۔ [۵۴] پاکمان صفحہ ۲۳۶-۲۳۹ - [۵۵] پکافرت۔ اموسٹو۔ توم ا۔ صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ [۵۶] ہندو سلطنت مجاپہت کے چند لوگون نے سکدانا مین آباد ہو کر سکدانا کی حکومت قائم کی۔ (دے ہولاندر۔ دوسری جلد۔ صفحہ ۲۶) اس لئے ضرور ہے کہ اہل جاوا کے مسلمان ہونے کے بعد سکدانا کی ریاست مین اسلام شائع ہوا

یہہ جب پالم بنگ سے جو جزیرہ سمطرہ مین واقع تہا سکدانا مین آئے تہے[۵۱] یہان کے بادشاہ نے اپنے آبائی مذہب کو چھوڑنے سے انکار کیا تہا لیکن اوسکی موت سے پہلے ۱۵۹۶ء تک جو چالیس برس کا زمانہ گذرا اوسمین اہل عرب نے سکدانا مین اسلام کو بہت ترقی دی اس بادشاہ کا جانشین جب تخت پر بیٹہا تو اوسنے اسلام قبول کیا اور قریب کے جزیرہ کا ایک بادشاہ تہا جسکی بیٹی سے اوسنے اپنی شادی کی۔ اس بادشاہ کے جزیرہ مین اسلام کو شائع ہوے غالبًا کچہ مدت ہوگئی تہی[۵۲]۔ سنہ ۱۶۰۹ء مین سکدانا کے پہلے مسلمان بادشاہ کے عہد مین فرانس کا ایک سیاح[۵۳] سکدانا مین آیا اور اوسنے لکہا کہ ساحل پر بالعموم مسلمانون کا مذہب رائج ہے۔ لیکن جزیرہ کے وسط مین لوگون کا مذہب بت پرستی ہے۔

سکدانا کی ریاست مین جب اسلام کی ترقی ہوئی تو مکہ معظمہ سے جو اسلامی دنیا کا مرکز ہے دور و دراز جزیرہ کی طرف توجہ ہوئی اور ایک عرب شیخ شمس الدین مکہ سے سکدانا مین آئے اور جس زمانہ مین وہ یہان پہونچے تو سکدانا مین پہلے مسلمان بادشاہ کا جانشین سلطنت کرتا تہا۔ شیخ شمس الدین اپنے ہمراہ کلام مجید کی ایک جلد اور ایک انگوٹہی اور بادشاہ سکدانا کے نام کا ایک خط لائے۔ اس خط مین بادشاہ کو جو دین کا بڑا حامی تہا سلطان محمد صفی الدین کا خطاب دیا گیا تہا[۵۴]۔

اٹہارہوین صدی عیسوی کے اخیر مین لکہا گیا کہ جزیرہ بورنیو کے شمالی حصہ مین ایدان کی ایک قوم آباد تہی جو ساحل بورنیو کے مسلمانون کو بڑی عزت کی نگاہ سے اسلیے دیکہتی تہی کہ ابہی تک اس قوم کا مذہب وہ نہین تہا جو مسلمانون کا مذہب ہے[۵۵]۔ ڈل ریبل جو ۱۷۷۱ء

---

[۵۱] وزی (۱) صفحہ ۳۸۶ — [۵۲] ویث (۲) پہلی جلد صفحہ ۱۹۳ — [۵۳] اولیور دے نورت۔ "بحری سفر کے حالات" دہوین جلد ۲۲۷ (مطبوعہ ہیگ سنہ ۱۷۲۵ء) [۵۴] سلطان صفی الدین نے سنہ ۱۶۷۷ء مین انتقال کیا۔ اس بادشاہ کے باپ نے غالبًا اپنا کوئی اسلامی نام نہین رکہا تہا بلکہ مسلمان ہونیکے بعد وہ پانمبہان گرکی سکی قدیم نام سے مشہور رہا (نیتشر صفحہ ۱۴-۱۵)

[۵۵] فورسیٹ صفحہ ۳۷۱۔

سے ۱۹۶۲ء تک جزیرہ بورنیو مین مقیم رہا۔ اوسنے ایران کے متعلق تحقیقات کرکے لکھا ہے
کہ "قوم ایدان کے لوگ اپنی جہالت پر متاسف ہین اور اسلئے دل ہی دل مین بہت خفیف
رہتے ہین۔ جسوقت یہہ لوگ مسلمانون کے گہرون مین یا مسلمانون کے جہازون پر آتے
ہین تو مسلمانون کی بیحد تعظیم کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ مسلمان وہ ہین جنکو اپنے پروردگار
کا علم حاصل ہے۔ جس جگہہ مسلمان سوتے ہین وہان یہہ ایدان بیٹھتے نہین اور مسلمان جس قبیلہ
مین سے چونا نکال کر کہاتے ہین اوسمین سے یہہ لوگ خود انگلیان ڈالکر چونا نہین نکالتے
بلکہ مسلمان جب خود اونکو پان یا چونا دیتے ہین تو بہت ادب سے لیتے ہین اور جس خدا کو وہ
خود نہین جانتے اوسکی الوہیت کے اقرار مین وہ ایسے لوگون کے سامنے جو خدا کا علم رکہتے
ہین ہر بات مین عجز و انکسار ظاہر کرتے ہین۔ لیکن ۱۹۶۲ء کے بعد ایدان کی قوم نے اسلام
قبول کرلیا۔ اور اس قوم کا مسلمان ہونا اون متعدد مثالون مین سے ایک مثال ہے جنمین
اسلام نے ایسی قومون مین جو تہذیب و تمدن کے اعتبار سے کم درجہ رکہتی تہین بہت جلد
اپنا اثر پہیلایا۔ جزیرہ بورنیو مین مختلف قومون کے لوگ مثلاً عرب بوگی۔ ملایا اور چین کے
باشندے وقتاً فوقتاً آباد ہوے۔ ساتوین صدی عیسوی سے ان قومونکی آبادیان یہان
قائم ہوئین۔ مختلف ملکون کے غلام بہی یہان آباد کیے گئے۔ اسی وجہ سے آجکل بورنیو
کے مسلمان بالکل مخلوط نسلون کے لوگ ہین۔ یہہ غیر ملک کے باشندے جسوقت
بورنیو مین آباد ہوے تہے تو اوس وقت اون مین سے اکثر بت پرست تہے اور بورنیو کے
اصلی باشندون سے جنکو دیاک کہتے تہے وہ زیادہ مہذب تہے۔ ان باہر کے لوگون نے
قوم دیاک کے لوگون کو فتح کرکے جزیرہ کے وسط مین اونکو بہگا دیا جہان اونکے لوگ ابہی
تک بت پرست ہین۔ جزیرہ کے مغربی حصون مین دیاک قوم کے جو چہوٹے چہوٹے گروہ
رہتے تہے وہ البتہ وقتاً فوقتاً مسلمان ہوتے رہے۔

ا جزیرہ نما ولو چاپ مضمون صفحہ ۵۵ ۔ ۲ پانچیہ صفحہ ۱۶ ۔ ۳ ایگان صفحہ ۳۳۳ ۔ ۴ ویٹ (۲) پہلی جلد صفحہ ۹ ۔ ۵ ایضاً صفحہ

دوسری جلد صفحہ ۱۹

**جزیرہ سلیبیز** | جزیرہ سلیبیز مین بہی اسلام رفتہ رفتہ شائع ہوا اور ساحل کے لوگون
سے شروع ہوکر جزیرہ کے وسط مین پہونچا۔ سلیبیز کے باشندون مین صرف مہذب قومون
یعنی مکاسر اور بوگی کی قومون نے اسلام قبول کیا جو اس جزیرہ کے جنوب مغربی جزیرہ نما
مین آباد ہین۔ بوگی قوم کے مسلمان سلیبیز کے اور جزیرہ نماؤن پر بہی آباد ہین اور ساحل
سلیبیز کی آبادی مین بہی انکی تعداد بہت ہے۔ سوای جنوب مغربی جزیرہ نما کے جہان کے
باشندے تقریباً کل مسلمان ہین اس جزیرہ کے اندرونی حصون مین جسقدر لوگ رہتے ہین
اون مین اکثر بت پرست ہین۔ یہہ بت پرست زیادہ تر الفری قوم کے لوگ ہین جو تہذیب مین
ادنی درجہ رکہتے ہین اور سلیبیز کے شمالی مشرقی اور جنوب مشرقی جزیرہ نماؤن مین بکثرت آباد
ہین سلیبیز کے گوشہ شمال پر میناہاسا کے ملک مین جو الفر رہتے ہین اون کے بہت آدمی
عیسائی کر لئے گئے کیونکہ میناہاسا کے جزیرہ نما مین مسلمانون کا گذر صرف اسوقت ہوا جبکہ
پرتگیزون کا وہان عملدرآمد اچہی طرح ہوگیا تہا۔ اور پرتگیزون نے الفر کو رومن کیتہولک
مذہب مین شامل کر لیا تہا۔ لیکن جسوقت ڈنمارک کے عیسائی یہان آئے تو انہون نے
ان دیسی عیسائیون کو جو رومن کیتہولک تہے پروٹسٹنٹ بنایا ڈچ کے مشنریون نے بڑی
کوشش اور جستجو سے الفر کی قوم مین پروٹسٹنٹ مذہب پہیلایا اور بہت کامیابی حاصل
کی۔ لیکن اب الفر کے لوگون مین خواہ وہ ڈچ کی عملداری مین رہتے ہون خواہ دیسی
سردارون کی حکومت مین آباد ہون اسلام آہستہ آہستہ ترقی کر رہا ہے[۱]۔

سنہ ۱۵۴۰ع مین جسوقت پرتگیز جزیرہ سلیبیز مین اول ہی دفعہ پہونچے تو گوواکے شہر
مین جو ریاست مکاسر کا دار الحکومت تہا چند مسلمان ہی نظر آئے جو غیر ملکون کے رہنے
والے تہے۔ مکاسر کے باشندون نے ابہی تک اسلام قبول نہین کیا تہا بلکہ سترہوین
صدی عیسوی کے شروع ہونے سے پہلے وہان کے باشندون مین اسلام کی بخوبی اشاعت

[۱] نیدی لنگن۔ بتیسوین جلد صفحہ ۱۷۷۔ جونتیسوین جلد صفحہ ۱۷۔

نہین ہو سکی۔ اسکے بعد البتہ بہت لوگون نے اسلام قبول کیا۔ اس تحریک کی اشاعت
کا حال بہت دلچسپ ہے کیونکہ ایسے واقعات شاذ و نادر دیکہنے مین آتے ہین جہان
اسلام اور عیسائی مذہب دونون بت پرستون کو اپنا پیرو بنانے کے لیئے مقابلہ پہ
ہون۔ قدیم زمانہ کے ایک عیسائی مؤرخ نے اس باہمی مقابلہ کا ایک واقعہ اسطرح
لکہا ہے کہ پرتگیزون نے ملک مکاسر کے تحقیق ہونے کو ایک بڑا نتیجہ خیز واقعہ سمجہا۔
اور ایسی تدبیرین سوچین کہ وہان کے باشندون کے ساتہہ کسی طرح آشتی پیدا ہو جائے۔
کیونکہ ان باشندون کو زیر کرنا آسان نہ تہا البتہ اون مین اس بات کی قابلیت موجود
تھی کہ مہربانی سے دوست بن جاوین او محسن کا احسان مانین۔ یہہ لوگ بہت دلیر تہے
او جزائر ہند کے اور لوگون کے مقابلہ مین عقلمند بہی زیادہ تہے۔ اسلیے یورپ والون
سے کسی قدر آشنا ہونے کے بعد مکاسر مین سے اکثر لوگون کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ اونکا
اپنا مذہب مہمل ہے اور اسمین کوئی بات عقل کی نہین ہے۔ دون انتونیو گلواینو گورنر
ملاکا کی کوشش سے مکاسر کے جو چند لوگ عیسائی ہو گئے تہے اون مین اتنی قابلیت
نہین پیدا ہوی تہی کہ اپنی قوم کے اور لوگون کو عیسائی کر لیتے۔ غرض نتیجہ یہہ ہوا کہ مکا
کی قوم نے اپنا قدیم مذہب چہوڑ کر لامذہبی اختیار کی۔ لیکن اس حالت مین بہی اونکو اطمینان نہوا
اور اونہون نے ملاکا اور آچین[1] کو اس غرض سے آدمی روانہ کیے کہ ایک جگہہ سے پادری
اور دوسری جگہہ سے واعظ اور مولوی اونکے پاس بہیجے جاوین اور ارادہ کر لیا کہ ان دونون
مین سے جو کوئی انکے پاس پہلے پہونچیگا اوسی کا دین اختیار کر لین گے اس سے پہلے
سمجہا جاتا تہا کہ اہل پرتگال اپنے مذہب کے بہت حامی ہین لیکن معلوم ہوتا ہے کہ
دون روس پریرا جو اوسوقت شہر ملاکا کا گورنر تہا مذہب کی طرف سے کسی قدر بے پروا
تہا کیونکہ اوسنے پادریون کی روانگی مین بلا ضرورت التوا کیا۔

[1] یعنی اچیہ۔

بادشاہ نے جسکا دارالحکومت گوواکا شہر تہا بوگی قوم کے بادشاہ کو جو بونی مین سلطنت
کرتا تہا پیغام بہیجا کہ اگر وہ خدای احد پر ایمان لے آئے تو مین اوسکو اپنے برابر کا بادشاہ
سمجہون۔ بونی کے بادشاہ نے پیغام سنکر اپنی رعایا سے مشورہ کیا لیکن رعایا نے یہہ عذر
پیش کیا کہ "نہ تو ہم ابہی تک کسی سے لڑے ہین اور نہ کسی نے ہمکو فتح کیا ہے" غرض بونی
کے لوگون نے لڑائی سے فیصلہ کرنا چاہا جسمین اونکو شکست ہوئی۔ لڑائی ہارتے ہی
بونی کا بادشاہ مسلمان ہوگیا اور اوسنے اپنی رعایا کو اور قریب کی چہوٹی ریاستون کو زبردستی
مسلمان کرنا چاہا رعایا اس بات سے ناراض ہوی اور تعجب ہے کہ اوسنے مکاسر کے
مسلمان بادشاہ سے مدد چاہی۔ سلطان مکاسر نے ایلچی روانہ کیے تاکہ بونی کے بادشاہ سے
وہ ان سوالون کا جواب لائین کہ کیا رعایا پر جبر کرنے کے لیے اوسکو پیغمبر خدا صلعم کی طرف
سے الہام ہوا ہے؟ یا اس بات مین کسی قدیم رسم کی اوسنے پابندی کی ہے؟ یا صرف
اپنی رائے اور خوشی سے یہہ ظلم کیا ہے؟ اگر پہلی بات ہے تو مین اوسکی اطلاع چاہتا ہون
اگر دوسری بات ہے تو اوس سے مجہہ کو اتفاق ہے اگر تیسری بات ہے تو اوسکو ظلم بند کرنا
چاہیے کیونکہ جن لوگون پر وہ ظلم کرتا ہے یعنی بوگی قوم میری دوست ہے۔ بونی کے
بادشاہ نے ان سوالون کا کچہہ جواب نہ دیا اور مکاسر کے لوگ بڑا لشکر جمع کر کے
بونی کی سلطنت مین داخل ہوے اور بادشاہ کو تین لڑائیون مین سخت شکست دی۔ بادشاہ
مجبور ہوکر بہاگا اور بونی کی ریاست مکاسر کا صوبہ بنا دی گئی تیس برس تک محکوم رہنے کے بعد
بونی کے لوگون یعنی بوگی قوم نے [illegible] کی مدد سے مکاسر کے خلاف بغاوت کی اور مکاسر
کی حکومت سے آزاد ہوکر سلیبیز کی قومونکی سرداری اختیار کی۔ یہہ امر یقینی ہے کہ بوگی قوم مین اسلام
کی اشاعت بتدریج اور دیر مین ہوی[1] لیکن جسوقت یہہ لوگ مسلمان ہوگئے تو اون مین [illegible]

---

[1] کرافورڈ دوسری جلد صفحہ ۳۸۰-۳۸۹ [2] اسلام کی اشاعت کے لیئے بوگی قوم مین [illegible] تک کوئی غیر معمولی کوشش نہین
کی گئی۔ مشرقی جزائر ہند کے لوگون مین نئی چیزون سے نفرت اور قدیم رسوم کی پابندی بہت ہے لیکن ایسی [illegible]

عربون کی شل ہستی وچالاکی اور جوش وخروش پیدا ہوگیا جسکو عربون یا بوگیون نے اسلام کی اشاعت مین نہین بلکہ اور کامون مین صرف کیا۔ بوگی کی قوم مجمع الجزائر ملایا کے تمام باشندون مین سب سے زیادہ دلیر اور بہادر قوم بن گئی اور اوسکے لوگ سب سے بڑھکر ہوشیار تاجر اور جہازران ہوگئے[۱] اور ابتک ہین۔ یہ لوگ جہازون پر سوار ہوکر مجمع الجزائر کے ہرایک حصہ مین ساحل نیوگنی سے لیکر سنگاپور تک تجارت کرتے ہین مختلف جزیرون مین اونکی بستیان موجود ہین جنکی مدد سے بت پرستون کے اکثر ملکون مین اسلام شائع ہوگیا۔ ان مسلمانون کی ایک نہایت وسیع آبادی جزیرۂ فلوریز کے جنوبی ساحل پر آباد ہے اور اسکے مسلمانون نے فلوریز کے اصلی باشندون سے جن مین کچھ لوگ رومن کیتھولک عیسائی بھی تھے ربط واتحاد پیدا کرکے سب کو مسلمان کرلیا۔[۲]

بوگی قوم نے مسلمان ہوکر اپنے وطن سلیبیز مین پیشۂ تجارت کے ساتھہ اسلام کی اشاعت مین بھی کوشش کی اور بولانگ مانگندو کی ریاست مین جو سلیبیز کے شمالی جزیرہ نما مین ہے[۳] بوگی قوم کے مسلمانون نے اسی صدی مین اُن ایسی عیسائیون کو مسلمان کرلیا ہے جنہون نے سترہوین صدی عیسوی کے اخیر مین عیسائی مذہب قبول کیا تھا۔ بولانگ مانگندو کی ریاست کا پہلا عیسائی بادشاہ جیکب منوپو (۱۶۸۹-۱۷۰۹ء) تھا اور اوسکے عہد مین ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی اور ڈچ کے پادریون کی وجہ سے عیسائی مذہب کی بہت جلد ترقی ہوئی تھی[۴] ۱۸۴۴ء تک جیکب منوپو کے سب جانشین عیسائی رہے لیکن اسکے بعد والی ریاست اجہ جیکب مانول منوپو نے عیسائی مذہب چھوڑکر اسلام

بقیہ صفحہ (۴۱۹) جیسا کہ [illegible] رہ ین ہے اوران دونون بالغون نے اول ہی سے اسلام کی اشاعت کو [illegible] نقصان پہونچایا اور یہی وجہ تھی کہ ایک مدت تک سلیبیز کے باشندے مسلمان نہوے بلکہ جسوقت تک کہ مسلمانونکو یہان آباد ہوے [illegible] گذری وہان کے اصلی باشندون نے اسلام قبول نہین کیا۔ کرافورڈ (۲) دوسری جلد صفحہ ۳۸۷ - [illegible] کرافورڈ (۱) [illegible] صفحہ ۲۷ وسے ہولاندرہ دوسری جلد صفحہ ۲۱۲ [illegible] وسے ہولاندرہ دوسری جلد صفحہ ۲۲۴ ریڈیل (۲) صفحہ ۲۶ [illegible] بولانگ مانگندو کی ریاست مینا ہاسا کے مشرق مین ۲۳ درجہ ۴۵ دقیقہ طول بلد اور ۱۲۱ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض بلد کے درمیان واقع ہے اوسکی مردم شماری ۷۰۰۰۵ اور ۹۰۰۰ کے درمیان تخمینہ کیجاتی ہے۔ (۳) وسے ہولاندرہ دوسری جلد صفحہ ۲۴۴ [illegible] ولکین (۱) صفحہ

قبول کیا۔ اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے سے موجودہ صدی مین مسلمانون نے
دعوت مذہب کی متعلق جسقدر کوششین کین اونمین بہت کامیابی ہوی اور چند مسلمان
تاجرون نے جنمین بوگی قوم کے مسلمان ہی تھے ریاست کے جنوبی ساحل پر مانگندو
کے شہر مین کچھہ لوگون کو مسلمان کرلیا۔ اور اسی شہر سے دو مسلمان سوداگر یعنی حکیم پاس
اور امام تووںکیو اس ارادہ سے روانہ ہوے کہ ریاست مانگندو کے باقی حصون مین اسلام
کی اشاعت کرین۔ چنانچہ ان دونون مسلمان تاجرون نے تبلیغ کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا
کہ اول چند عورتون اور غلامون کو مسلمان کیا اور ان عورتون سے نکاح کرلیا۔ ان
بیویون نے مسلمان ہوکر اپنے عزیزون کو مسلمان ہونے کی ترغیب دی۔ غرض مانگندو
کی ریاست سے بولانگ کی شمالی ریاست مین اسلام کی اشاعت ہوی سنہ ۱۸۳۱ء مین
بولانگ مین سوای چند نو آباد مسلمانون کے سب لوگ یا تو عیسائی تھے یا بت پرست
لیکن دو اعظلین اسلام کو جن مین بوگی قوم کے مسلمان تھے اور اہل عرب اونکو مدد پہونچاتے
تھے اشاعت مین بہت کامیابی ہوی۔ دیسی عیسائی جنکو مذہب کا بہت کم علم تھا اور
جنکا ایمان ضعیف تھا اس قابل نہ تھے کہ مسلمانون کے مذہبی مباحثون کا اچھی طرح
مقابلہ کرسکتے۔ ڈچ گورنمنٹ ان دیسی عیسائیون کو ذلیل سمجھتی تھی اور کلیسا کے
افسرون نے اونکی طرف سے اسقدر غفلت کی تھی کہ گویا اون سے کسی قسم کا واسطہ
ہی نہ تھا۔ اس لیے ان عیسائیون نے ان غیر ملک کے مسلمانون پر بھروسا کیا اور
بعض مسلمان شادیان کرکے ان عیسائیون مین دوستون کی طرح آباد ہوگئے۔ اسلام
کی اشاعت کو جسقدر ترقی ہوتی گئی بوگی قوم کے مسلمان اور عرب جو سلیبیز کے جزیرے
مین کبھی کبھی آتے تھے اب زیادہ آمد و رفت رکھنے لگے۔ اور ملک مین اونکی تعلیم و تلقین
کے اثر نے ترقی پائی یہانتک کہ سنہ ۱۸۳۲ء مین ایک عرب نے کوتیلین ہنو یو والی ریاست
بولانگ کی بیٹی سے نکاح کیا اس بادشاہ کے امیرون نے بھی جن مین سے اکثر کو بہت عزت

اور اختیار حاصل تھا عیسائی مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا۔ غرض ۱۸۴۴ء سے
پہلے جبکہ راجہ بانیول منوپو اسلام لایا مانگندو کی ریاست مین اسلام کو بخوبی استحکام حاصل
ہوگیا۔ راجہ بانیول منوپو نے اس سے پہلے حکام فتح سے جنکا صدر مقام مناڈو مین
تھا بار بار درخواست کی تھی کہ پادری یعقوب باسیتان کی جگہ جسکی موت سے عیسائیون
کو بہت نقصان پہونچا تھا کوئی دوسرا عیسائی معلم مقرر کیا جاوے لیکن انہون نے
کچھ توجہ نہ کی اور راجہ بانیول نے مناڈو کے ایک شخص سے گورنمنٹ کا یہ خیال سنا کہ
جسوقت تک رعایا گورنمنٹ کی خیرخواہ ہے اوسوقت تک گورنمنٹ کو اس بات کی پروا
نہین کہ وہ عیسائی مذہب رکھتی ہے یا مسلمان ہوگئی ہے۔ راجہ بانیول نے یہ سنتے
ہی اپنے مسلمان ہونیکا اعلان کردیا اور اپنی رعایا کو بھی مسلمان کرنے مین ہر طرح کی
کوشش کی۔ اس عیسائی راجہ کے مسلمان ہونے کے دو برس بعد بولانگ
مانگندو مین سخت زلزلہ آیا۔ عرب کے ایک داعی اسلام نے پہلے ہی سے اس زلزلہ کی
پیشین گوئی کی تھی اور کہا تھا کہ اگر لوگ اسلام نہ لائین گے تو بڑی مصیبت مین گرفتار
ہونگے۔ بہت لوگ اس خوف سے مسلمان ہوگئے۔ راجہ اور اوسکے درباریون نے عرب
کے تاجرون اور واعظون کی مدد کی جو سست اور کاہل لوگون کے ساتھ ہمیشہ سہولت
اور نرمی کا برتاو کرتے تھے۔ بہرکیف بولانگ مانگندو کی نصف رعایا ابھی تک بت پرست
ہے۔ اسلام کی ترقی اگرچہ فی الحال سست ہے لیکن مسلسل اور یقینی ضرور ہے[۱]۔

**جزیرۂ سمباوا** جزیرۂ سلیبیز سے جزیرۂ سمباوا مین جاوا کے قریب واقع ہے مکاسر
کے واعظون کی تعلیم و تلقین سے جنہون نے سنہ ۱۵۴۰ء سے سنہ ۱۵۵۰ء تک اس جزیرہ
مین دعوت و وعظ جاری رکھا اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور اب اس جزیرہ کے جسقدر
مہذب باشندے ہین اونکا مذہب اسلام ہے۔ یہ لوگ بمقابلہ اور مسلمانون کے زیادہ

[۱] ولکن (۲) صفحہ ۲۷۶ - ۲۰۹ -

باہمت جزیرہ نوکے لوگون کو عیسائی بنانے کے لیئے یا اون کے ملک کو فتح کرنے
کے واسطے عیسائیون نے جسقدر کوششین کین وہ ناکام رہین - اور اسپین کے
[illegible]لون کو توقع نہین ہے کہ ذرا لوقوم کبھی عیسائی ہو[۵] عیسائی مذہب کے مقابلہ مین
اسلام کی ترقی کا سبب اسطرح معلوم ہوسکتا ہے کہ یہہ دونون مذہب اہل جزائر کے سامنے
کس شکل اور صورت مین ظاہر ہوے - جزیرے والون کے حق مین عیسائی مذہب قبول
کرنے کے یہہ معنی تھے کہ ملکی اور قومی آزادی سے محروم ہوجاؤ اسلیے عیسائی مذہب قبول
کرنا غلامی کا تمغہ سمجھا جاتا تہا - علاوہ اسکے اسپین کے عیسائیون نے اپنے مذہب کی
اشاعت کے لیے جو طریقے اختیار کیئے وہ اول ہی سے ایسے تھے کہ اس مذہب
سے لوگون کو ناراضی پیدا ہوجاوے - ان عیسائیون کا ظلم وستم مسلمانون کی مراعات
پسندی اور صلح کل کے اصولون کا مقابلہ کرتا تھا - مسلمانون کا یہ قاعدہ تہا ملک والون
کی زبان سیکھتے تھے اور اونکی باتین اختیار کرتے تھے اور ملک کی عورتون سے شادیان
کرکے اہل جزائر سے اونہون نے ایسا اتحاد پیدا کرلیا تہا کہ دونون مین کچھ فرق نہ رہا
تہا ان مسلمانون نے اسپین کے عیسائیون کی طرح اپنے تئین کسی سربرآوردہ قوم کا آدمی
ظاہر کرکے بڑے بڑے حقوق کا دعوی نہین کیا اور نہ ملک کے لوگون کو ادنی قوم کا آدمی سمجھکر
ذلیل اور خوار سمجھا - اسپین کے عیسائی جزیرہ والون کی زبان اور عادات اور رسم و رواج
سے بالکل ناآشنا ہوتے تھے - اور اونکی [illegible] لالچ اور ظلم نے عیسائی مذہب کو بدنام
کردیا تہا اور صرف اپنی ملکی قوت کو بڑہانے کے لیے یہہ لوگ عیسائی مذہب کی اشاعت
کرتے تھے[۶] - پس اب یہہ بات سمجھنی مشکل نہین ہے کہ باشندگان جزائر نے کس وجہہ سے

۵ لاموسو توم ۱ صفحہ ۱۵۳ - ۶ یہ لوگ ایسی حرکتون کے ایسے خلاف ہین اور اپنے عقائد مین ایسے سخت ہین کہ اونکا
عیسائی مذہب قبول کرنا امکان سے خارج ہے جزائر فلیپائن کی جیسوئٹ مشنریون کی رپورٹ ۱۸۷۹ء منقول از منیٹر و
ویال - توم ۱ صفحہ ۱۰ - ۷ کرافورڈ - (۲) دوسری جلد صفحہ ۲۷۸ سے ۲۸۰ -

عیسوی مذہب کی مخالفت کی اور اوسکی اشاعت نہونے دی عیسائی مذہب صرف اون
لوگون مین پہیل سکا جو خود کمزور تہے یا اونکا جزیرہ ایسا چہوٹا تہا کہ اہل اسپین اوسپر بالکل مسلط
ہوگئے اور یہہ لوگ بہی عیسائی ہونے کے بعد محض سزا کے خوف سے مذہب کی پابندی
کرتے تہے بلکہ مکتب کے بچون کی طرح اونسے برتاؤ کیا جاتا تہا[۵۱]۔ منڈانو کی خود مختار اسلامی
سلطنت اس وقت تک ایسے لوگون کے حق مین دار الامن سمجہی جاتی ہے جو عیسائی گورنمنٹ
سے بیزار ہوکر بہاگتے ہین[۵۲]۔ اسیطرح زولو کا جزیرہ جو سنہ ۱۸۷۶ء سے برائے نام اسپین والون کے
قبضہ مین ہے دوسرا مقام ہے جہان سے اہل اسلام عیسوی دین کی مخالفت کرتے ہین۔
زولو مین ایسے نو مسلم اب بہی موجود ہین جو اسپین کی زبان بولتے ہین[۵۳]۔

جزائر زولو | کوئی تاریخی شہادت اس امر کی تحقیق کے لیئے موجود نہین ہے کہ اہل اسپین
کے پہونچنے سے کسقدر پہلے جزائر زولو کے باشندے مسلمان ہوچکے تہے۔ زولو کے
باشندون مین یہہ روایت مشہور ہے کہ ایک تاجر سید علی نامی کہ معظمہ سے زولو کے جزیرون
مین آیا اور یہان کی نصف آبادی کو اوسنے مسلمان کرلیا۔ اور جو لوگ مسلمان نہوے
وہ بت پرست رہے۔ اہل جزائر نے سید علی کو سلطان منتخب کیا اور سات برس تک سلطان
سید علی نے زولو مین حکومت کی۔ اس بادشاہ کو ایسی نیکنامی حاصل ہوی کہ اوسکے مزار
کی ابتک زیارت کیجاتی ہے۔ سید علی کا پوتا جسوقت تخت نشین ہوا تو ایک اور داعی اسلام

[۵۱] عیسوی مذہب جسکی انکو تعلیم ملی ہے اوسکے فرائض اور احکام کی وہ اچہی طرح پابندی نہین کرتے اور اس پابندی
کے لیئے اونکو سزا کا خوف دلایا جاتا ہے اور مکتب کے بچونکی طرح اونکی نگرانی کیجاتی ہے (جزائر فلیپائن کے حالات جنکا ایک
عیسائی راہب نے لکہا [illegible] صفحہ۔ تیونو سیلی جلد [illegible] صفحہ۔) [۵۲] جزیرہ منڈانو کی ٹگال قوم رومن کیتہولک عیسائیون
کے ظلم سے عاجز ہوکر اپنی قوم کے سردارون کے پاس جمع ہوتی جاتی ہے۔ تین لاکہ ساٹہہ ہزار سے زیادہ مسلمان
ایسے ہین جنکا سلطان علاحدہ ہے اور جسکی اطاعت انہون نے قبول کی ہے۔ جسوقت جیسوٹ عیسائی
اور رومن کیتہولک عیسائی اس جزیرہ سے نکالے گئے تہے اونکی جگہہ چین اور ہندوستان سے واعظ اور
فقیہہ یہان کے باشندون کو مسلمان کرنیکے لیئے آئے اور اہل عرب کی لشکرکشی کے وقت اشاعت اسلام کا جو تحریک
شروع ہوی تہی اوسکو از سرنو زندہ کیا گیا (لاشا تیلیئے (۲م) صفحہ ۹۷۴۔ [۵۳] منتیرو [illegible] جلد دوم صفحہ [illegible]

پہنچے یہان آیا اور جو لوگ بت پرست رہ گئے تھے اون سب کو اوسنے مسلمان کرلیا
ترنیٹ ٹولو کے باشندون کو مسلمان ہوے بہت زمانہ گذر گیا ہے لیکن وہ متقی و پرہیزگار مسلمان
نہین ہین - یہہ لوگ فلپاین کے جزیرون سے عیسائی غلامون کو چرا لیجاتے تھے - اون
عیسائی غلامون کا مسلمانون پر جو کچھہ اثر ہوتا تھا اوسکی نسبت مور نے لکھا ہے کہ
بہت سے لوگ کبھی کے عیسائی ہوگئے ہوتے لیکن محض اس خیال سے تبدیل مذہب
سے ان کو باز رکھا کہ عیسائی مذہب قبول کرنے سے پادریون کو اونپر بہت اختیارات
حاصل ہوجائینگے جس سے خود اونکی قوت کو نقصان پہونچیگا - اور پہر اسپین کے عیسائی
حکومت پر قبضہ کرلینگے یہہ آخیر بات ایسی تہی جس نے سب قومون کو ہوشیار
کردیا تہا - کیونکہ جن قومون نے نادانی سے عیسائی مذہب قبول کیا تہا اونکو اسپین والونکا
بخوبی تجربہ ہوچکا تہا۔ علاوہ اسکے جب اسپین کے پادریون نے ان جزیرون مین اپنا
مشن قائم کیا تو جزیرہ کے لوگ عیسائی مذہب کے سخت دشمن ہوگئے [۱]

مجمع الجزائر کی مہذب قومون مین جیسا کہ ہمنے اوپر لکہا ہے اسلام شائع ہوا لیکن ادنی
قسم کے لوگون مین اوسکو استحکام نہ ہوا - ان ادنی قومون مین جزائر نیوگنی کی پاپوان قوم ہے
اور جزائر واگیو - مسول - واگیما اور سلاوتی کی قومین ہین - یہہ سب جزیرہ نیوگنی سے شمال
مغرب کی سمت مین واقع ہین - سولہوین صدی عیسوی مین یہہ سب جزیرے سلطان باتچان
کی حکومت مین تہے اور اس حکومت مین نیوگنی کا شمال مغربی جزیرہ نما بہی شامل
تہا [۲] ملوکا کے جزیرون مین جو بادشاہ حکومت کرتے تہے اون ہی مین سے باتچان کا
سلطان بہی تہا - جزائر ملوکا مین باتچان کا مسلمان بادشاہون کی ترغیب سے قوم
پاپوان کے امیرون اور رئیسون نے بہی جو واگیو - مسول واگیما اور سلاوتی کے جزیرون

---

[۱] مور (ضمیمہ صفحہ ۳۲ - ۳۳ - ۳۴) [۲] مور صفحہ ۳۰ - [۳] ول رپل صفحہ ۱۴۵ [۴] باتچان کا سب سے پہلا مسلمان
بادشاہ سلطان زین العابدین تہا ۔ ۱۵۲۱ء مین جسوقت جزائر ملوکا مین پرتگیز داخل ہوے تو یہی بادشاہ باتچان مین حکومت کرتا تہا!

مین سردار سمجھے جاتے تھے اسلام قبول کیا[۱]۔ ان جزیرون کے وسط مین جا بجا اب تک بت پرست ہے لیکن ساحلون کے باشندے ملوکا کے نوآباد مسلمانون کی ترغیب سے اکثر مسلمان ہوگئے[۲]۔ جزیرہ نیوگنی مین پاپون قوم کے لوگ بہت کم مسلمان ہوئے۔ غالباً ۱۶۰۶ء مین نیوگنی کے مغربی ساحل یعنی جزیرہ نامی اونن مین مسلمان تاجرون نے اپنا مذہب شائع کیا[۳]۔ لیکن ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۶۰۶ء سے اب تک یعنی تین سو برس کے زمانہ مین بھی نیوگنی مین اسلام کو زیادہ ترقی نہین ہوئی[۴]۔ اور پاپون کے لوگون نے اسلام قبول کرنے مین ایسا ہی شش و پنج کیا جیسا کہ عیسائی پادریون کی تعلیم کو مانتے وقت انکو تذبذب ہوتا ہے جو ۱۸۵۵ء سے یہان عیسوی مذہب کی اشاعت مین کوشش کر رہے ہین اور انکو کامیابی نہین ہوتی۔ نیوگنی کے قریب جو جزیرے ہین وہان کے مسلمانون پر یہ الزام[۵] لگایا جاتا ہے کہ پاپون کی قوم کے لوگون کو وہ ایسا ذلیل سمجھتے ہین کہ انکو مسلمان کرنا بھی نہین چاہتے[۶]۔ صرف ایک شخص امام ذاکر کا حال لکھا گیا ہے جسنے ان لوگونکو مسلمان کرنے کی کوشش کی اور وہ یہہ ہے کہ جزیرہ سیرام کے جنوب مشرق مین کوئی جزیرہ تھا جہان

---

[۱] روبیدے فاندیرا صفحہ ۲۵ و ۲۵۲-۲۵۳-[۲] روبیدے فاندیرا صفحہ ۱۴ (جزیرہ سول) ساحل کے باشندے سب مسلمان ہین...... پہاڑون کے رہنیوالے بت پرست ہین"۔ روبیدے فاندیرا صفحہ ۵۳ (جزیرہ سلاوتی) "اس جزیرہ کی آبادی کا ایک حصہ محمدی دین کا پیرو ہے لیکن اس آبادی مین بت پرست زیادہ ہین بت پرستون مین زیادہ تر پاپون قوم کے لوگ ہین۔ پاپون مین سے کچھ لوگ مسلمان ہوے ہین لیکن وہ صرف ظاہر مین مسلمان ہین" روبیدے فاندیرا صفحہ ۹۹ (جزیرہ وگیو) - جزیرہ گیبی جو وگیو اور ہلماہیرا کے درمیان ہے وہان کی پاپون قوم کو مسلمانون نے جو ملوکا سے آکر گیبی مین آباد ہوے مسلمان کر لیا ہے کرافورڈ (۱) صفحہ ۳۴۹ [۳] روبیدے فاندیرا صفحہ ۲۵۳ [۴] لیکن ۱۸۵۸ء مین کپتان فورسیٹ نے لکھا کہ "پاپون قوم کے بہت لوگ مسلمان ہوجاتے ہین" "جزیرہ نیوگنی کا سفر" صفحہ ۶۸ [۵] روبیدے فاندیرا صفحہ ۱۱۵ "نیا مذہب قبول کرنے مین جیسے پاپون قوم کے لوگ نا اہل ہین ایسا دنیا مین کوئی آدمی نہین عیسائی مذہب کی اشاعت انمین نہین ہوسکی اسی طرح جب کبھی مسلمانون نے اسلام کو ان مین رواج دینا چاہا تو وہ عیسائیون سے بھی زیادہ ناکام رہے۔ مین نے جزائر نیوگنی کا پانچ دفعہ سفر کیا لیکن مجھکو جہانتک تحقیق ہوا یہی تھا کہ نہ تو تیدور اور سیرام کے مسلمانون نے اور نہ اور جزیرون کے اہل اسلام نے پاپون قوم کے مسلمان کرنے مین دل سے کوشش کی...... چند سردار البتہ ایسے تھے جنکی نسبت لوگون نے مجھے کہا کہ یہہ مسلمان ہین۔ عام لوگون مین اسلام کو پھیلانے کی شاید اس وجہ سے کوشش نہین کی گئی کہ مذہب اسلام پاپون قوم کی سمجھ سے بہت اعلی ہے۔

۱۸۱۸ء مین امام ذاکر جزیرہ اودی مین آیا جو جزیرہ ثمالے اون کے مغرب مین ہے - امام ذاکر نے جزیرہ اودی مین اسلام کو رواج دیا جزیرہ والون نے چاہا کہ امام ذاکر اودی مین آباد ہوجائے لیکن اوسنے نہ مانا اور کچہہ دنون بعد اپنے وطن کو چلا گیا[۵۱]

جزیرہ اودی کے قریب کائی کے جزیرے ہین - یہان کی پاپوان قوم مین بہی جزیرہ اودی کیطرح تبلیغ اسلام مین کوشش کیجاتی ہے - تیس برس ہوے کہ جزائر باندا کے مسلمانون کے سوا کائی کے جزیرون مین کوئی مسلمان موجود نہ تہا - اس زمانہ کے کچہہ پہلے سیرام کے مسلمانون نے کائی کے کچہہ لوگون کو مسلمان کرلیا تہا لیکن اونہون نے مذہب کی مطلق پابندی نہین کی - حرام جانورون کا گوشت کہاتے رہے اور نشہ کی چیزین پیتے رہے - عورتین البتہ مذہب کی سخت پابند تہین - اور جب اونکے خاوند سور کا گوشت کہانا چاہتے تہے تو بیویان ایسی ناپاک چیز کو گہر مین نہین آنے دیتی تہین اور مردون کو چہپکر یہہ چیزین کہانی پڑتی تہین[۵۲] - لیکن تہوڑا زمانہ ہوا کہ جزائر کائی مین اسلام کی از سر نو تحریک ہوئی اور وہان کے مسلمان پابند مذہب ہوگئے اور اب مسلمانون کی تعداد روز افزون ترقی پر ہے - مدورا جاوا اور بالی کے عرب تاجرون نے بہی یہان اسلام کی اشاعت کی اور لوگون کو مسلمان کرنے مین کوئی طریقہ بغیر آزمائے نہین چہوڑا کبہی مار کے ڈر سے اور کبہی روپیہ دیکر لوگون کو مسلمان کیا - چنانچہ مشہور ہے کہ جو شخص اسلام لاتا ہے اوسکو دو سو فلورن کی قیمت کے تحفے دیے جاتے ہین - اور جب کوئی سردار مسلمان ہوتا ہے تو اوسکو ایک ہزار فلورن ملتے ہین[۵۳]

دعوت اسلام کا یہہ مختصر حال جو اوپر بیان ہوا تمام مجمع الجزائر ملایا کا حال ہے یعنی مشرق سے لیکر مغرب تک ملایا کے جسقدر جزیرے ہین اونکا حال لکہا گیا ہے - لیکن یہہ حالات

---

[۵۱] ربیبے فانڈیرآ صفحہ ۱۹ - ۳۱۹ - [۵۲] جرنل انڈین ارکیپلیگو - دوسری جلد صفحہ ۷۴ - ۱۷۲ مطبوعہ سنگاپور ۱۸۴۸ء [۵۳] بارن فون ہویول صفحہ ۱۲ -

دعوت اسلام کی تاریخ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہین کیونکہ اس تاریخ کے اکثر واقعات ایسے
ہین جو کبھی قلمبند نہین ہوے اور مقامی تاریخون یا یورپ کے سیاحون اور پادریون اور
حاکمونکی تحریرون سے جو کچھہ حالات اخذ کر کے یہان لکھے گئے وہ کسی طرح مکمل تصور نہین
ہوسکتے - بہرحال گذشتہ چھہ سو برس کے عرصہ مین داعیان اسلام کے کامون کے
متعلق کافی شہادت ملتی ہے کہ امن کے طریقون سے اسلام شائع ہوا - بعض وقت
البتہ مذہب کو پہیلانے کے لیے تلوار اوٹھائی گئی - لیکن جبر و اکراہ کی جگہہ وعظ و نصیحت
ان اسلامی تحریکون کا اکثر موضوع رہا - دعوت اسلام مین یہہ حیرت انگیز کامیابی زیادہ تر مسلمان
تاجرون کی محنت کا ثمرہ تھی ان لوگون نے اہل ملک کی زبان سیکھکر اور ملک والون کی
باتین اختیار کر کے اونکے دلون کو تسخیر کیا اور اون مین اپنا مذہب اسطرح بتدریج پہیلایا
کہ جن عورتون سے نکاح کیا یا جو لوگ تجارت کے کاروبار مین اونکے ساجھی یا نوکر ہوے
سب سے پہلے اونکو مسلمان کیا اور بجاے اسکے کہ غرور و تبختر ظاہر کر کے ملک کے لوگون سے
علٰحدگی اختیار کیجاتی وہ دیس کے لوگون مین مل جُل گئے اور اپنی اعلٰی ذہانت اور تہذیب
کی مدد سے اشاعت کا کام کیا اور مذہب کے عقائد اور اعمال مین حسب ضرورت ایسی
باتین پیدا کین کہ جس قوم کو مسلمان کرنا چاہین وہ قوم مذہب اسلام کو پسند کرنے لگے[۱]
بکل نے سچ کہا ہے کہ "داعیان اسلام بہت مدبر ہوتے ہین"[۲]

مذہب کی اشاعت کرنیوالون مین تاجرون کے علاوہ مولوی - معلم - واعظ - فقیہہ
حاجی اور ایسے مسلمان بھی ہوتے تھے جنکا پیشہ مذہب کی اشاعت تھا - زمانۂ حال مین
حاجیون نے تبلیغ اسلام مین بہت کوشش کی ہے - اپنے وطن کے مسلمانون کو پابند
مذہب بنادیا ہے اور جو کچھہ بت پرستی کی رسمین یا عقائد مسلمانون مین ابھی تک چلے
آتے تھے انکو رفع کیا - مسلمانان ملایا کی تعداد جو مجمع الجزائر کے ہر ایک حصہ سے حج کے

---

۱ کرافورڈ (۲) صفحہ ۲۶۵ - ۲۷۰ - ۲ بکل پہلی جلد - صفحہ ۵۹۹ - (مطبوعہ لندن ۱۸۶۸ء)

[illegible] کے مسلمان جاتے ہین ہر سال بڑہتی جاتی ہے - اور اوسکے ساتہہ ہی اسلامی اثر
اور اسلامی خیالات بھی لوگون مین ترقی کرتے ہین - موجودہ صدی کے وسط تک ڈچ
گورنمنٹ نے طرح طرح کی دقتین پیدا کین کہ مسلمان حج کو نہ جا سکین اور اخیر مین قانون
پاس کر دیا کہ بغیر پروانہ راہداری کے جسکے لیے فی شخص ۱۱۰ فلورن ادا کرنے ہونگے
کوئی مسلمان حج کو نہین جا سکتا - اور جو کوئی بغیر پروانہ کے جائیگا اوسکو اس قدر رقم دگنی
جرمانہ کے طور پر دینی ہوگی [۱] - اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ۱۸۵۲ء مین حاجیون کی تعداد کم ہوتے
ہوتے صرف ستر رہ گئی - لیکن اوسی سال یعنی ۱۸۵۲ء مین پروانہ راہداری کا قانون منسوخ ہوا
اور اسوقت سے حاجیونکی سالانہ تعداد مین ایسی مسلسل ترقی ہوی ہے جسکا پہلے گمان
تک نہین ہو سکتا تہا چنانچہ ۱۸۷۴ء مین صرف جاوا کے حاجیونکی تعداد اُن حاجیون
کے شمار سے زیادہ تہی جو بعد منسوخی حکم ۱۸۵۲ء سے ۱۸۵۹ء تک چہہ برس کے زمانہ مین ڈچ کی کل
عملداریون سے حج کے لیئے روانہ ہوئے [۲] - اس حساب سے توقع نہین ہو سکتی کہ حاجیون
کی تعداد مین کمی پیدا ہوگی - ۱۸۷۴ء مین جزیرہ جاوا کے حاجیونکی تعداد ۲۰۸۰۲ تہی اور
۱۸۸۶ء مین یہ تعداد ۴۲۳۷۶ تک پہونچی یعنی بارہ برس مین چالیس فی صدی کا اضافہ
ہوا - اور جزیرون مین اس اوسط سے بھی زیادہ ترقی ہوی - چنانچہ بارہ برس مین جزیرہ بورنیو
اور سلیبیز مین ۴۶ فی صدی اور سماٹرہ مین ۸۳ فی صدی کا اضافہ ہوا - اسمین شبہہ نہین کہ
اس ترقی کا بڑا سبب یہہ ہے کہ اب مجمع الجزائر سے مکہ تک سفر مین بہت آسانی ہو گئی ہے -
لیکن ایک عیسائی مشنری نے لکھا ہے کہ "ذرائع سفر کی آسانی سے یہہ لازم نہین آتا کہ
حج کی وقعت کم ہو گئی ہو - حاجیونکی ترقی تعداد نے اُن خوبیون مین کمی نہین پیدا کی جو حج
سے پیدا ہوتی ہین بلکہ آج کل کے حاجیون مین ایسے لوگ بہت ہوتے ہین جو مذہب کا علم

---

[۱] نیمان صفحہ ۴۰۶ - ۴۰۷ - [۲] ۱۸۷۴ء مین جزیرہ جاوا سے ۲۰۸۰۲ مسلمان حج کے لیئے روانہ ہوئے اور ۱۸۵۲ء سے ۱۸۵۹ء تک ڈچ کے کل جزیرون سے صرف ۱۲۹۸۵ مسلمان حج کو گئے -

پرانے حاجیون سے زیادہ رکھتے ہین اور کافرون کی طرف سے عداوت و تعصب اونکو پیدا ہوتا ہے"[۵۱]- ڈچ کی گورنمنٹ اور عیسائی مشنری اپنی رپورٹون مین اس بات پر متفق الرای ہین کہ یہہ حاجی جب اپنے وطن کو واپس آتے ہین تو مصلح قوم اور داعی ملت بنکر مسلمانون کی اصلاح اور غیرونکی دعوت مین بہت کوشش کرتے ہین[۵۲]- جاوا کے کچہہ مسلمان تو حج و زیارت سے فارغ ہوکر وطن کو چلے آتے ہین بعض تحصیل علم کے لئے مکہ مین ٹھہر جاتے ہین اور بعض مستقل طور پر مکہ مین رہتے ہین چنانچہ مسلمانان ملایا کی ایک مستقل آبادی مکہ مین موجود ہے- یہہ مسلمان اپنے وطن کے لوگون سے خط و کتابت رکھتے ہین اور یہان ہی لوگون کی کوشش تہی کہ مجمع الجزائر کے مسلمانون مین جو بت پرستی کے خیالات اور رسوم زمانہ قدیم سے چلے آتے تہے وہ سب دور ہوگئے- مذہبی کتابین بھی ملایا کی مختلف بانون مین چہپکر مکہ معظمہ سے مجمع الجزائر مین شائع ہوئین- فی الواقع ایک مصنف نے سچ کہا ہے کہ "ٹرکی اور ہندوستان اور بخارا کے لوگونکی بہ نسبت جزائر ملایا کے باشندون پر مکہ معظمہ کا اثر زیادہ ہے"[۵۳]-

زمانہ حال کی ترقی مذہب کے ساتھہ ہی اسلامی مدارس کی تعداد مین افزایش ہوئی- یہہ اسلامی مدارس دعوت اسلام مین مسلمانون کے بڑے مددگار ہوتے ہین ۱۸۸۲ع مین جزیرہ جاوا مین ۱۰۹۱۳ مدرسے تھے جن مین ۱۶۴۶۶۷ طالب علم دینیات پڑہتے تھے لیکن ۱۸۸۲ع سے تین سال کے عرصے مین مدارس اسلامیہ کی تعداد مین ۵۴ فی صدی کا اضافہ ہوگیا یعنی ۱۸۸۵ع مین ۱۶۷۶۰ مدرسے ہوگئے جن مین ۲۵۵۱۴۸ طلبا پڑہتے تہے بعض دفعہ کسی خاص مدرسہ کی ایسی شہرت ہوتی ہے کہ وہان طالب علم کثرت سے جمع ہوجاتے ہین- مثلاً ایک مدرسہ کا حال لکہا گیا ہے جہان عرب کا کوئی بڑا عالم لکچر دیتا تہا اور ایک ہی

[۵۱] کانفرنس میدہال کی رپورٹ متعلق مشنہای پروٹسٹنٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲- بیان صفحہ ۴۴ [۵۲] زندیہ لنگن جلد ۲۳ جلد ۳۴ صفحہ نمبر (۳) دوسری جلد صفحہ ۵ا و ۹۳۳ - ۳۹۴ [۵۳] کانفرنس میدہال کی رپورٹ متعلق مشنہای پروٹسٹنٹ پہلی جلد صفحہ ۱۲-

وقت مین وہ پڑہہ سوطا لبعلم اوسکا لکچر سنتے تہے[1]

مذکورہ بالا حالات سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ کچہ زمانہ سے مجمع الجزائر ملایا مین اشاعت اسلام کے واسطے بڑی کوشش اور جستجو ہو رہی ہے ۔ اور حج کر کے جو مسلمان جزیرون کو واپس آتے ہین خواہ مولوی اور معلم ہون خواہ ناجی اور واعظ ہون جب غیر مذہب کے لوگون مین پہونچتے ہین تو اسلام کا وعظ کہتے ہین ۔ علاوہ ان کے صوفیہ کے خاندانون کا سلسلہ بہی ان جزیرون مین قائم ہے[2] یہانتک کہ سنوسیہ کا سلسلہ صوفیہ جو سب کے بعد پیدا ہوا اوسکے معتقدین بہی دور دور کے جزیرون[3] مین موجود ہین اور ملایا کے اکثر مسلمان جب کہ مین اپنا اصلی نام بدلکر عربی نام رکہتے ہین تو سنوسی کا لفظ نام کے ساتہ ضرور شامل کرتے ہین[4]

عیسائی مشنریون نے ڈچ کی گورنمنٹ پر یہ الزام لگایا ہے کہ اوسنے اسلام کی اشاعت مین مدد پہونچائی ۔ یہ الزام صحیح ہو یا غلط لیکن اسمین شبہہ نہین کہ داعیان اسلام کے کام مین اوس سے ضرور سہولت پیدا ہو گئی کہ ملایا کی زبان جسکو سوائے مسلمانون کے اور لوگ بہت کم جانتے ہین ڈچ کی سرکار سے قانونی زبان قرار پائی ہے ڈچ کے سویلین حکام کے ساتہ مسلمان اہل کارون کا ایک ہجوم ہوتا ہے جسمین پولیٹکل ایجینٹ ۔ محرر ۔ ترجمان اور تاجر شامل ہوتے ہین یہ مسلمان اہلکار جہان کہین پہونچتے ہین اسلام اونکے ساتہ ساتہ چلتا ہے جن لوگون کو ڈچ کی گورنمنٹ سے واسطہ پڑتا ہے اونکے لیے ملایا کی زبان سیکہنی لازم ہوتی ہے اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ بغیر مسلمان ہوے یہ لوگ اس زبان کو سیکہ سکین غرض اس طریقے سے بڑے بڑے آدمی مسلمان ہو جاتے ہین اور عام لوگ اونکی پیروی کرتے ہین[5] ۔ پس آج کل مذہب اسلام مجمع الجزائر ملایا سے بت پرستی اور کفر کو بہت جلد دور کر رہا ہے ۔

[1] فان دنبرگ صفحہ ۲۲۷ ۔ [2] مجمع الجزائر مین صوفیہ کے یہ خاندان موجود ہین قادریہ ۔ نقشبندیہ ۔ سامانیہ (احمر غرنئے ۔ (۲) صفحہ ۱۸۶) احمر غرنئے دوسری جلد صفحہ ۳۰۷ وغیرہ [3] ریل (۱) صفحہ ۹۵ و ۱۶۲ ، [4] احمر غرنئے (۲) دوسری جلد صفحہ ۳۲۳ ۔

[5] ہورنی صفحہ ۳۱۳ ۔

غرض مسلمانون مین اشاعت دین کا کوئی مستقل محکمہ یا مقررہ انتظام نہین ہے
اگر کوئی بات اس حالت سے مستثنیٰ ہے تو وہ صوفیہ کے خاندان مین جنکا سلسلہ
عیسائیون کے خانقاہی فرقون سے بہت مشابہ ہے۔ لیکن صوفیہ مین بھی واعیان
مذہب کے متعلق ایسا کوئی خیال موجود نہین ہے جیسا کہ عیسائیون مین اونکے پادریون
وقسیس کی بنسبت ہے۔ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح قاعدہ نہین ہے کہ معلمان
یا واعیان مذہب کو عام لوگون سے علیحدہ سمجھا جاوے اور مذہبی سومیا ارکان کے
ادا کرنے کے لئے خاص طور پر اونکو اختیارات دیے جاوین اور اسی حیثیت سے اونکا
تقرر باضابطہ طریقے سے ہو۔ یہہ ہی وہ باتین ہین جن سے اسلام اور عیسوی مذہب کے
طریقہ اشاعت مین فرق پیدا ہوتا ہے۔

غرض جو کچھ نقصان اس بات سے ہوتا ہے کہ مسلمانون مین عیسائیونکی طرح معلمان
یا واعیان مذہب کی کوئی ایسی مقررہ جماعت نہین ہے جو صرف مذہب کی اشاعت اور
تعلیم کے لئے مخصوص ہو اوسکی تلافی اسطرح ہوجاتی ہے کہ ہر ایک مسلمان مذہب کی
اشاعت کا خود اپنے تئین ذمہ دار سمجھتا ہے مسلمان اور اوس کے خدا مین کوئی ثالث
نہین ہے اور اوسکی نجات صرف اوسکے اعمال نیک پر منحصر ہے۔ یہہ ہی وجہ ہے کہ
اہل اسلام مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین عموماً بہت پابند اور محتاط ہوتے ہین۔ علم دین
کی تحصیل مین وہ خود بہت محنت اوٹھاتے ہین اور آخر کار دین کی عظمت اونکے دل مین
ایسی پیدا ہوجاتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے وہ اپنے مذہب کی خوبی بیان کر کے
اون مین اسلام کی اشاعت کر سکتے ہین۔ اگر کوئی داعی اسلام کسی غیر مذہب کے آدمی
کو مسلمان کرنا چاہتا ہے تو اوسکو اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ اس غیر مذہب
کے آدمی کو کسی معتبر اور مستند عالم کی طرف رجوع کرے تا کہ کسی ضابطہ یا آئین کے بموجب
اوسے حلقہ اسلام مین شامل کیا جاوے اور اس صورت مین یہ داعی اسلام جو غیر [illegible]

[illegible] مسلمان کا مذہب تبلیغی ہے [illegible] یہ قول کہ ہر شخص [illegible]
[illegible] مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی اسلام ہے۔ اس قول میں شاید کسی قدر
مبالغہ ہو لیکن اس میں شبہ نہیں کہ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب کا مشنری یعنی داعی بن سکتا
ہے اور بہت کم متقی مسلمان ایسے نکلیں گے جو [illegible] رہتے ہوں اور جن کا دل
خدا کے اس کلام پر ہو اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ
جَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (سورۃ النحل - آیت ۱۲۶) پس اون مسلمان مذہب کے ساتھ
ساتھ جنہوں نے اپنی تمام کوششیں اور ہمتیں احکام اسلام کی تبلیغ میں صرف کردیں اور محض
دین کی اشاعت کو اپنی زندگی کا موضوع قرار دیا دعوت اسلام کی تاریخ میں بادشاہ سے
لیکر کسان تک ہر طبقہ اور درجہ کے مرد اور عورتوں کا حال اور ہر پیشہ اور حرفہ کے مسلمانوں
کا ذکر موجود ہے جنہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت میں محنت اور دقت اوٹھائی۔ خاصکر
مسلمان تاجروں نے برخلاف اپنے ہم پیشہ عیسائی بھائیوں کے اس کام میں بہت زیادہ
شوق اور سرگرمی ظاہر کی۔ انجمن حمایت اسلام لاہور[۱] کے ماہواری رسالہ میں ہندوستان
کے داعیان اسلام کی ایک فہرست چھپی تھی جسمیں کچھ لوگ تو سرکاری محکمہ نہر و ریلوے کے
ملازم تھے۔ ایک صاحب اونٹ گاڑی کا کارخانہ کرتے تھے ایک اخبار کے ایڈیٹر تھے
ایک جلد ساز تھے اور ایک چھاپہ خانہ میں کام کرتے تھے۔ یہہ لوگ دن بھر تو اپنے
کاروبار میں رہتے ہیں اور شام کو فرصت کے وقت ہندوستان کے کوچوں اور بازاروں
میں نہایت جوش سے اپنے مذہب کا وعظ کرتے ہیں کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے مذہبی عقاید
پر جرح قدح کرکے اون میں سے کسی نہ کسی کو مسلمان کرلیں۔

---

[illegible] ابن اصہار بنی اسرائیل میں کا ایک نامی شخص تھا جو موسی علیہ السلام کی مخالفت پر آمادہ ہوا اور حضرت موسی کی
[illegible] لوگوں کو موسی کے دین میں شامل کرنیکے لیے مذہبی رسوم ادا کرونگا اس گناہ کی سزا میں [illegible] ابن اصہار کو زمین نگل
گئی [illegible] (۱) صفحہ [illegible] (۲) صفحہ [illegible] انجمن حمایت اسلام
[illegible] رسالہ (لاہور) [illegible] صفحہ [illegible]

یہ بات بیان کرنی بہی دلچسپی سے خالی نہین کہ تبلیغ اسلام مین مسلمان مردون ہی نے
کوشش نہین کی بلکہ عورتون نے بہی اس نیک کام مین حصہ لیا۔ نسل چنگیز خان سے کئی
مغل فرمانروا ایسے گذرے جنہون نے اپنی مسلمان بیویون کے سمجہانے سے اسلام قبول
کیا اور غالباً ایسی صورت بعض ترکون کے ساتہہ اوس وقت پیش آئی جبکہ وہ بت پرستی
اور مسلمانون کے ملکون پر یورشین کیا کرتے تہے فرقہ سنوسیہ کے داعیان اسلام جو اونہید
مین جبل جاد کے شمالی اطراف مین تبو کی قومون کو مسلمان کرنے کی کوشش کر رہے
ہین اُنہون نے لڑکیون کے لئے اسلامی مدارس جاری کئے ہین۔ ان قومون
مین عورتون کو مردون پر بہت اختیار حاصل ہے۔ اسلئے جب اونکی تعلیم و تربیت اسلامی
طریقہ سے ہوتی ہے تو سنوسیہ کو تبلیغ اسلام مین بہت مدد مل جاتی ہے[۵۱]۔ یہہ ہی حال
افریقہ مین بربر کی قومون کا ہے۔ موجودہ صدی کے شروع مین پچاس برس تک ملک حبش
مین اسلام کی جسقدر ترقی ہوی اوسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورتون کی وجہ سے
یہ ترقی ظہور مین آئی۔ خاصکر اون مسلمان عورتون کی وجہ سے جنہون نے عارضی طور پر اپنے
تئین عیسائی ظاہر کرکے حبش کے عیسائی سردارون سے شادیان کرلین اور جب اونکے
ہان اولاد ہوی تو اوسکو مسلمانون کی مذہب پر اوٹہایا اور اپنے مذہب کی ترقی کے لیئے
جہانتک ممکن ہوا کوشش کی[۵۲]۔ حال کے زمانہ مین کاشغر کی ایک عورت نے جو قید ہوکر
شہنشاہ چین کی حرمسرا مین داخل کی گئی تہی بادشاہ کو مسلمان کرلیا ہوتا۔ لیکن جب
وزیرون نے سلطنت کے نشیب و فراز سمجہائے تو شہنشاہ نے علانیہ مذہب اسلام
قبول نہ کیا۔ لیکن مسلمان رعایا پر بہت لطف ظاہر کیا اور مسلمانون کو مصاحب بناکر ہمیشہ
اپنے ساتہہ رکہا اور اون کے لیئے خاص اپنے محل مین ایک مسجد بنوا دی[۵۳]۔

---

[۵۱] دوویریے صفحہ ۱۷۔ [۵۲] ماسایا۔ جلد ۹ صفحہ ۱۲۴-۱۲۵ [۵۳] سید سلیمان نے اس بادشاہ کا نام چین لنگ بتایا ہو اور کہا ہے
کہ وہ موجودہ شہنشاہ چین کا دادا تہا۔ غالباً شہنشاہ ہینگ سو مراد ہے جس نے ۱۸۲۰ء سے ۱۸۵۰ء تک سلطنت کی [illegible]

[illegible] اسلام کے ہان کیسی کیسی زاہدہ و عابدہ گذرے ہین یعنی اس وجہ سے کہ وہ عورت ہے کوئی مرتبہ
[illegible] مشائخ و اولیائے عظام مین اوسکا شمار نہو۔ اگر ان باخدا عورتون کا اثر نہ ہوتا تو
کبھی ایسے قصے مشہور نہ ہوتے کہ بی بی حاج اور بی بی تاج اور اونکی بہنین جو عقیل ابن علی
علیہ السلام کی بیٹیان تہین میدان کربلا سے لاہور تک حالت طیر مین آئین اور اپنے انفاس
مقدس کی برکت سے سب سے پہلے ہندوؤن کو مسلمان کیا۔ دار الحکومت مصر یعنی قاہرہ
مین سب سے مشہور و معروف روضہ بی بی نفیسہ رحمتہ اللہ علیہا کا ہے جو حسن بن زید کی
بیٹی تہین۔ اونکو علم حدیث وغیرہ مین ایسا کمال حاصل تہا کہ امام شافعی نے بھی جو اونکے
ہمعصر تھے اونکے علم و فضل کی تعریف کی۔ بی بی نفیسہ ایسی زاہدہ اور عابدہ تہین کہ وہ اہل
ولایت و کرامت سمجھی گئین۔ اونکی نسبت مشہور ہے کہ جب مصر مین اونہون نے سکونت اختیار کی
تو اونکے گہر کے پاس ایک ذمی رہتا تہا جسکی بیٹی ایسی بیمار تہی کہ اوسکے ہاتھ پاؤن نہین
ہل سکتے تھے اور وہ سارے دن بستر پر پڑی رہتی تہی۔ ایک دن اس لڑکی کے
ماں باپ کو بازار جانا تہا انہون نے بی بی نفیسہ سے عرض کیا کہ ہمارے جانے کے بعد
اس لڑکی کی خبرگیر رہین۔ بی بی نفیسہ نے جنکے دل مین محبت اور خدا ترسی بہت تہی لڑکی
کی تیمارداری کا ذمہ لیا اور جب لڑکی کے ماں باپ چلے گئے تو اونہون نے اس مریضہ
کے لیئے جناب باری مین دعا کی۔ دعا ختم نہ ہونے پائی تہی کہ لڑکی کے ہاتھ پاؤن کہل
گئے اور جب اوسکے ماں باپ واپس آئے تو اپنے پیرون سے چلکر وہ اون سے ملی والدین
یہ دیکھتے ہی ایسے مشکور اور ممنون ہوئے کہ انہون نے فوراً اپنی محسنہ کا دین قبول کیا۔[۱]
بعض اوقات مسلمان قیدیون نے بھی اپنے ساتھ کے قیدیون اور قید کرنیوالون کو
[illegible] ان کر لیا۔ چنانچہ گیارہوین صدی عیسوی کے شروع مین مشرقی یورپ مین اول ہی
اول اسلام کی اشاعت اس طرح ہوئی کہ جسوقت مسلمانون اور روم کے عیسائیون مین لڑائیان

[۱] مفتی غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیا۔ دوسری جلد صفحہ ۴۰۴ [illegible] گلزار ابرار۔ دوسری جلد صفحہ [illegible]

ہو رہی تہین تو تشنگ کی قوم[۵۱] نے ایک مسلمان مفتی کو قید کر لیا اور اوسکو اپنے ملک مین
لے آئے۔ زمانۂ قید مین اس مفتی نے بہت لوگون کو اسلام کی تلقین کی۔ [illegible] مین
مین اس قوم کے چند لوگون نے دل سے اسلام قبول کیا اور پھر اسلام کی اشاعت [illegible]
عام ہوگئی۔ لیکن اس قوم تشنگ کے کچھ لوگ ایسے تھے جو اپنی قوم والون کے مسلمان
ہونے پر بگڑ بیٹھے اور آپس مین لڑائی شروع ہوئی تو مسلمون نے جنکی تعداد بارہ ہزار تھی [illegible]
تعداد سے دوگنی بلکہ دوگنی سے بھی زیادہ دشمنون کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کیا۔ [illegible]
کو شکست ہوئی اور جو لوگ لڑائی سے بچے انہون نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ غرض
گیارہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے یہ تمام قوم مسلمان ہوگئی اور اوسکے اکثر لوگ
علم حدیث اور فقہ کے عالم ہوئے[۵۲]۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد مین (سنہ ۱۶۰۵-۱۶۲۸ء) اہل سنت جماعت
کے مشہور عالم شیخ احمد مجدد گذرے جنہون نے اہل تشیع کے عقائد کا رد لکھا۔ اس زمانہ
مین بادشاہ کے دربار مین شیعون کو بہت دخل تھا اس لیے انہون نے شیخ پر کوئی غلط الزام
لگا کر قید کروا دیا۔ دو برس تک شیخ احمد قید مین رہے اور اس عرصہ مین انہون نے کئی
ہزار کافرون کو جو اونکے ساتھ قید تھے مسلمان کر لیا[۵۳]۔ زمانہ حال مین یعنی سنہ ۱۸۶۳ء کی

---

۵۱ اس زمانہ مین یعنی گیارہوین صدی عیسوی مین تشنگ کی قوم دریائے انیوب اور دریائے ڈون کے دوآبہ مین آباد تھی۔ اور نوین صدی عیسوی کے ختم ہونیکے قریب دریائے یورال کے کنارون سے وتشکراس دوآبہ مین یہ قوم آباد ہوئی تھی (کارامسین پہلی جلد صفحہ ۱۸۰)۔ ۵۲ ابو عبید البکری (سال وفات سنہ ۱۰۹۴ء) صفحہ ۴۶۳-۴۶۸ یورپ کے عہد وسطی مین یورپ کی ایک اور قوم یعنی ملک ہنگری کی باشکرد قوم محض وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے مسلمان ہوگئی بلغاریا کے سات مسلمانون نے جو غالباً سنہ ۹۰۵ء مین بلغاریہ سے ہنگری کے ملک مین آئے اس قوم مین اسلام کی اشاعت شروع کی اور تعلیم و تلقین سے باشکرد کی کل قوم کو مسلمان کر لیا سنہ ۱۲۲۰ء مین عرب کے ایک جغرافیہ دان نے حلب کے شہر مین باشکرد قوم کے چند مسلمانون سے ملاقات کی جو علم دین کی تحصیل کے لیے حلب مین آئے ہوئے تھے اس عرب نے باشکرد قوم کے لوگونکی زبانی اونکے اسلام لانے کے حالات سنے اور اپنی تصنیف مین یورپ کی اس مسلمان قوم کے متعلق جو کفار کے ملک مین رہتی تھی چند عجیب واقعات لکھے سنہ ۱۳۴۰ء تک ہنگری کی باشکرد قوم مین مذہب اسلام قائم رہا۔ لیکن اسکے بعد جب ہنگری کے ملک مین بادشاہ چارلس رابرٹ کا عہد آیا تو اوسنے اپنے ملک کی ایسی رعایا کو جو عیسائی نہ تھی مجبور کیا کہ یا تو وہ عیسائی مذہب قبول کرے یا ملک چھوڑ کر چلی جاوے (جغرافیہ ابو الفدا۔ رینادو۔ ترجمہ ۲۔ صفحہ ۲۹۴-۲۹۵) ۵۳ مفتی غلام سرور۔ خزینۃ الاصفیا۔ پہلی جلد صفحہ ...

[illegible] سازش مین ہندوستان کے ایک مولوی کو برٹش گورنمنٹ کے خلاف عملی کاروائی
کرنے کی وجہ سے حبس دوام بعبور دریای شور کی سزا ملی اور جزیرۂ انڈمان کو وہ روانہ کیے
گئے۔ زمانۂ قید مین انتقال سے پہلے ان مولوی نے انڈمان کے اکثر قیدیون کو
مسلمان کیا۔

غرض جس صورت مین کہ مسلمانون کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا یہ جوش اور شوق ہو کہ
موقع اور بے موقع وہ اسلام کی اشاعت کے لیئے تیار ہوجاتے ہون تو مناسب ہے
کہ اس مضمون کے متعلق اونکی کامیابی کے اسباب بہی تحقیق کیے جاوین۔

اشاعت اسلام کی ترقی کے اسباب مین سب سے بڑی وجہ کلمۂ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی سادگی ہے۔ صرف یہہ ہی دو باتین ہین جنکا نومسلم کو اقرار کرنا
ضروری ہے۔ اور اسلامی دینیات کی تمام تاریخ مین کہین پتہ نہین چلتا کہ علماۓ اسلام
نے کبھی اس صاف کلمہ کو چھوڑ اوسکی جگہہ کوئی مشکل اور پیچیدہ عبارت عوام الناس کی
ہدایت اور تلقین کے لیئے تجویز کی ہو۔ یہہ کلمہ ایسا صاف ہے کہ انسان کی قوت ایقان کو
اس کلمہ کے قبول کرنے مین زیادہ زحمت نہین اوٹھانی پڑتی [جیسیکہ مسئلہ تثلیث یا اور بعید
از عقل مذہبون مین وقت پیش آتی ہے (مترجم)] اور اوسکے سمجھنے مین کسی طرحکی عقلی
مشکلات پیدا نہین ہوتین بلکہ اوسکا سمجھنا ایسے لوگون کی بہی قدرت مین ہے جو نہایت
ادنی درجہ کی عقل رکھتے ہین۔ چونکہ اس کلمہ کے ساتھہ دینیات کے پیچیدہ اور دقیق مسائل
شامل نہین ہین اسلیئے وہ لوگ بہی جنکو دینیات کی مصطلحات اور باریکیون کا علم نہو دوسرون
کو یہ کلمہ سکہا سکتے ہین۔ کلمہ اسلام کے پہلے حصہ مین وہ عقیدہ بیان ہے جسکو تقریبًا کل بنی
نوع انسان بدیہات سے سمجھتے ہین۔ دوسرے حصہ کی بنیاد اوس رشتہ اور تعلق پر رکھی
گئی ہے جو انسان کو خدا کے ساتھہ ہے اس حصہ کا مضمون بہی عام ہے یعنی دنیا کی تاریخ
مین ایسے موقع [illegible] کہ خدا نے اپنے انبیا علیہم پر وحی نازل کرکے انسان کو اپنا علم بخشا

مذہب اسلام کی خصوصیت کہ عقل پر اسکا دارومدار ہے اوسپر [illegible] اسلام [illegible]
خصوصیت کی وجہ سے کیا نفع پہونچتا ہے کسی ایسی خوبی سے بیان نہین [illegible]
مورخون نے اوسکو بیان کیا ہے۔ یہہ پروفیسر لکھتا ہے کہ

"مذہب اسلام فی الواقع ریشنل اسٹک (یعنی عقلی) مذہب ہے خواہ [illegible]
فلسفہ یورپ کی اصلاح ہے) اندرونی لغت خیال کیا جاوے اور خواہ اوسکے تاریخی [illegible]
پر نظر کیجاوے کہ مختلف وقتون مین اوسکے کیا معنی رہے ہین۔ ریشنلزم کی تعریف
کہ وہ ایک علم ہے جسمین مذہبی عقائد کا انحصار عقلی دلائل اور براہین پر ہو اسلام پر
بالکل صادق آتا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پرجوش شخص تھے اور ان مین
ایمان اور یقین کی حرارت بھی موجود تھی بلکہ یہ آخر قابل تعریف خوبی اونکی امت مین بھی
پیدا ہے۔ اور یہہ سچ ہے کہ انہون نے جسقدر اصلاح کی اوسکو وحی کی صورت مین ظاہر
کیا۔ لیکن یہ وحی صرف بیان کا ایک طریقہ تھا اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے
مذہب مین ایک ایسے مجموعہ عقائد کا پتہ چلتا ہے جسکی بنیاد عقلی معلومات پر رکھی گئی
ہے مسلمانون کے نزدیک اسلام سے عبارت ہے کہ خدا کو ایک مانا جاوے اور پیغمبر
کی رسالت کا اقرار ہو۔ لیکن ہمارے (یعنی عیسائیون) کے نزدیک جو بہت [illegible]
ول سے مسلمانون کے مذہبی عقائد کی تحلیل و تجزی کرتے ہین اسلام سے مراد خدا اور
آیندہ زندگی کا یقین ہے۔ یہہ دو اصول (یعنی توحید اور رسالت کا یقین) جو [illegible]
عقائد کا بحد غایت اختصار ہین اور ہر مذہبی آدمی کے لیے جنکا انحصار عقل کی [illegible]
بنیاد پر ہے تعلیم قرآن کا لب لباب ہین۔ اس تعلیم کی سادگی اور صفائی فی الواقع
وہ زبردست قوتین ہین جو مذہب اور مذہب کی ترقی اشاعت مین باعمل کر رہی ہین
اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ بہت سے مسئلے اور اکثر توہمات [illegible]
تعویذ گنڈون کے استعمال تک اسلام مین اسطرح پیدا ہوگئے ہین [illegible]

سے بہت سے مٹنے مین پیوند لگا دیا جاوے - اگرچہ پیغمبر خدا نے جن باتون کی خود تعلیم [illegible] دی اونکو ہر اعتبار سے ترقی ہوئی لیکن قرآن پاک مسلمانون کا ہمیشہ ملجا و ماوا رہا ہے - اور یہہ وہ کتاب ہے جسمین مسئلہ توحید ایسی نفاست اور پاکیزگی اور ایسے جلال اور [illegible] و رکمال تیقن کے ساتھہ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا کسی مذہب مین [illegible] اس سے بہتر طریقہ پر بیان نہین ہے - غرض اس حقیقی اصول توحید پر مسلمانون کی گرویدگی اور کلمہ توحید کی سادگی اور دعیان اسلام کا اوسپر دل و جان سے یقین کرنا وہ باتین ہین جن سے اشاعت مذہب مین مسلمانون کی کامیابی کا حال کھلتا ہے - غرض جو مذہب ایسا ٹہیک اور استوار ہو اور جس سے دینیات کے دقیق اور مشکل مسائل اسطرح چھانٹ دیئے گئے ہون کہ معمولی عقل رکھنے والے بھی اوسکو سمجھہ سکین تو ضرور ہے کہ انسان کے ایمان پر اثر کرنے کی اوسمین وہ زبردست قوت ہو جسکو ہم جانتے ہین کہ یہہ قوت اسلام مین موجود ہے"[۵۱]

جسوقت نومسلم یہہ سیدھا سادا مذہب قبول کرلیتا ہے تو پہر ارکان اسلام اوسکو سکہائے جاتے ہین - یعنی اول کلمۂ شہادت کا اقرار دوسرے پانچ وقت کی نماز پڑہنا تیسرے زکوٰۃ دینا چوتھے رمضان کے روزے رکھنے اور پانچوین حج کرنا -

حج کو رکن اسلام قرار دینے پر اکثر یہ اعتراض ہوا ہے کہ پیغمبر خدا کی تعلیم توحید مین یہ رسم زمانہ بت پرستی کی ایک عجیب یادگار ہے - لیکن اس اعتراض کے وقت یہ بات یاد رکہنا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے حج کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت تہی جنکے مذہب حنیف کو آپ از سر نو جاری کرنے کے لیئے مبعوث ہوئے تہے[۵۲] - لیکن حج مین سب سے بڑھ کر بات یہہ ہے اور یہین سے دعوت اسلام کی تاریخ مین اوسکی قدر بہت

---

[۵۱] ایڈوارڈ مونتے "عیسائی مذہب کی اشاعت اور اوسکے مخالف مسلمان" صفحہ ۷۱-۸۱ (ایبرڈین ۱۸۹۰ء)

[۵۲] قرآن سورہ (۲) آیت ۱۱۸-۱۲۹ -

زیادہ ہوجاتی ہے کہ اوسکی وجہ سے ہرسال تمام قومون کے مسلمان دنیا کے ہر ایک حصہ
سے چلکر ایک جگہ یعنی کعبہ معظمہ مین جمع ہوتے ہین اور یہہ وہ مقدس مقام ہے کہ جسوقت
یہ مسلمان اپنے اپنے وطن مین نماز کے لیئے کہڑے ہوتے تہے تو یہہ ہی متبرک جگہ تہی
جسکی طرف اونکے مُنہہ ہوتے تہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ مذہبی فیاضت کی قدرت سے یا یہہ بتانا
کہ مسلمانون مین اخوت کا خیال پیدا کرنے کے لیئے اور یہ بتانے کے لیے کہ سب مسلمان
بہائیون کا شعار یکسان رہنا چاہیئے حج سے بہتر کوئی طریقہ ایجاد ہوسکتا۔ کعبہ وہ جگہ
ہے کہ جہان زمانہ حج مین مغربی ساحل افریقہ کا نیگرو مسلمان ملک چین کے مسلمان سے
ملتا ہے اور یورپ کا مہذب اور خلیق ترک اوس مسلمان بہائی کو پہچانتا ہے جو بحر ملایا کی
حد مشرق مین کسی جزیرہ کا وحشی باشندہ ہے۔ علاوہ اسکے عید الضحی کے دن (جسکو
ترکی اور مصر مین بیرام کہتے ہین) تمام دنیا مین جہان جہان مسلمان ہین اونکے دل اون خوش
قسمت مسلمان بہائیون کے خیال سے خوش اور شادان ہوتے ہین جو آج حج سے فارغ ہو
مکہ معظمہ مین جمع ہونگے۔ حج کے بعد اکثر مسلمانون نے "راہ خدا مین کوشش کی" اور ہم لکھہ
چکے ہین کہ حاجیون نے دعوت اسلام کی ترقی مین کیا حصہ لیا۔

علاوہ حج کے زکوۃ کا دینا دوسرا رکن اسلام ہے جو مسلمانون کو ہمیشہ یاد دلاتا ہے کہ
[1]انما المومنون اخوۃ یہہ ایک ایسا مذہبی اصول ہے جسکی پابندی مسلمانون مین حد درجہ
کیجاتی ہے۔ اور جسکی وجہ سے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ نومسلم کے ساتھہ مہربانی اور سلوک
کا برتاؤ نہ کیا جاوے [2] کوئی شخص کسی قوم اور رنگ کا ہو اور مسلمان ہونے سے پہلے
اوسکے حالات کچہہ ہی ہون اسلام قبول کرتے ہی وہ مسلمانون کی اخوت مین شامل کرلیا
جاتا ہے اور اوسکو برابر والون مین برابر والے کا سا درجہ ملتا ہے۔

[1] قرآن شریف سورۃ (۴۹) آیت: ۱۰ [2] لیکن اگر کوئی کافر کسی مسلمان کا غلام ہے تو کیا فر اسلام قبول کرنیکا مجرد غلامی سے آزاد نہین ہوسکتا جیسا کہ بعض یورپ کے مصنفون نے لکھا ہے کیونکہ شریعت اسلام مین کسی غلام کا مسلمان ہوجانا اوسکی حالت غلامی پر کوئی اثر نہین پیدا کرتا۔ (دیکھو میکناٹن) اصول و رنقائے محمدن لا صفحہ ۲۱۲ (مدراس ۱۸۶۲ء)

اسی طرح مسلمان کرنے اور مسلمان رکھنے کے لیے نہایت موثر طریقہ پانچ وقت
کی نماز کا حکم ہے - موسیٰ تسک[ٹلہ] نے خوب کہا ہے کہ "جس دین مین بہت سے ارکان
کی پابندی کا حکم ہوا وسکو ایسے مذہب کے مقابلہ مین لوگ زیادہ عزیز رکھتے ہین جس مین
یہ بات نہو - انسان جن باتون مین ہمیشہ مشغول رہتا ہے اونپر ہمیشہ ثابت قدم رہتا
ہے" مسلمان کا مذہب ہر وقت اوسکے ساتھ ہے اور پنجوقتہ نماز کی صورت مین وہ ایسے موثر
اور پر عبرت طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے کہ نمازی اور تماشائی دونون کے دل پر بغیر اثر پیدا کیے
نہین رہتا فرانس کے پروفیسر رینان نے لکھا ہے کہ "بغیر ایک عالی جوش اور کیفیت
محسوس کیے مین کسی مسجد مین نہین گیا بلکہ اجازت ہو تو یہہ کہون کہ مین جب کبھی کسی
مسجد مین گیا تو اپنے مسلمان نہونے پر مجھکو ایک خاص افسوس ضرور ہوا[ٹلہ] - اگر رینان
(جو پیرس کی یونیورسٹی کا مشہور و معروف پروفیسر ہوا ہے) یہ الفاظ کہہ سکا تو پھر اس بات کا
سمجھنا مشکل نہین کہ افریقہ کے کافر جنکو اور ادنی درجہ کی مہذب قومونکی طرح ہر چیز مین
کوئی نہ کوئی اسرار پنہان معلوم ہوتا ہے جسوقت افریقہ مین کسی مسلمان تاجر کو ایک بن
دیکھے خدا کی عبادت مین رکوع و سجود کے ساتھہ مصروف پاتے ہونگے تو اونکے دلپر
کیا اثر ہوتا ہوگا - تعجب و حیرت کے بعد تحقیق کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اسلام کا وہ
علم جو تحقیق کے بعد پیدا ہوتا ہے بعض صورتون مین ایسے لوگون کو مسلمان کر لیتا
ہے جنکو اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے اسلام سکہانا چاہتا تو وہ مسلمان نہوتے
رمضان کے روزون کی نسبت صرف یہ کہنا کافی ہے کہ وہ (عیسائیون کے) اس
اعتراض کا پورا جواب ہین کہ اسلام ایسا مذہب ہے جو نفس پرستی اور عشرت کے
سامان دکہاکر لوگون کو اپنی طرف کہینچتا ہے - کارلائل کا قول ہے کہ "پیغمبر خدا
(صلعم) کا مذہب آسان مذہب نہین ہے - اوسمین سخت روزے - نجاست اور پاکیزگی
کے قواعد دشوار پیچیدہ مسائل - پانچ وقت کی نماز - شراب سے پرہیز موجود ہے

ٹلہ "ویسپرٹ دے لوے دمسرلوب" ٹلہ امپرسٹ رینان "اسلام اور سائنس" صفحہ ۱۱ [illegible]

اسلام کو اس وجہ سے ترقی نہین ہوی کہ وہ آسان مذہب تہا۔"

غرض ان احکام اور ارکان کا پابند ہوکر مگر نہ اسقدر کہ وہ گران گذرین یا مذہب کی
وجہ سے تاریکی مین پڑجاوے مذہب اسلام کا اصول مسلمانون کی زندگی اور شعار کو
اپنا مظہر خارجی بناتا ہے اور اونکی روزانہ زندگی کا ایسا جزو ہوجاتا ہے کہ ہر ایک مسلمان
دوسرون کے حق مین اپنے دین کا معلم بن جاتا ہے۔ اور یہہ بات ایسی ہے جو اکثر
مذہبون کے معتقدون کو حاصل نہین۔ مسلمانون کا اصول مذہب ایسی مختصر عبارت
اور سادی زبان مین بیان ہے کہ اوسکے سمجھنے کے لیے عقل پر بہت کم زور پڑتا ہے
اور مذہب کے احکام ایسے ٹہیک ٹہیک اور صاف طور پر مقرر ہین کہ کسی کو تعمیل
احکام مین شبہہ نہین پڑتا کہ اوسکو کیا کرنا چاہیئے۔ اور جب مذہب کے یہہ فرائض ادا
ہوجاتے ہین تو ہر مسلمان کے دل کو اطمینان ہوجاتا ہے کہ جو کچہہ خدا کے احکام تہے
اونسے وہ ادا ہوگیا۔ غرض مذہب کا عقل پر انحصار اور ارکان مذہب کا ٹہیک ٹہیک
مقرر ہونا وہ چیزین ہین جن سے اسلام کی اوس قوت کا بہید کہلتا ہے جو عوام الناس کے
دل پر اپنا اثر پہونچاتی ہے۔ کوئے تن نے لکہا ہے کہ اگر تم لوگون کو بکثرت اپنے دین
پر لانا چاہو تو حق بات کو پاک اور ستہری عبارت مین جو صاف نظر آوے اور جلد سمجہہ
مین آوے بیان کرو[۵۱]۔"

علاوہ ان امور کے اور بہت سے حالات ہین جو خاص خاص قومون اور ملکون
مین ایسے پیش آئے کہ وہ دعوت اسلام کی کامیابی اور ترقی کا باعث ہوے۔ ان
اسباب ترقی مین سے ایک سبب یہ ہے کہ ملک افریقہ اور دیگر غیر مہذب ملکون مین مسلمان
تاجرون کے ذریعہ سے اسلام کی اشاعت ہوی۔ یہہ ملک ایسے ہین جہان کے باشندے
غیر ملکون کے لوگون سے بدظن رہتے ہین۔ لیکن تاجرون کو یہ مشکل نہین اوٹہانی

---

۵۱ کوئے تن۔ "قومی مذہب اور تمام عالم کے مذاہب" صفحہ ۳۵۔ (لندن ۱۸۸۲ء)

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورہ یونس - آیت ۹۹ - ۱۱ پارہ)

مسلمانوں کی سلطنتوں میں عیسائی قوموں اور فرقوں کا صدہا برس سے آباد رہنا بہ
اس بات کا صاف ثبوت ہے کہ اونکو مذہبی آزادی اور سلامتی حاصل رہی ہے اور ظاہر ہوتا ہے
کہ وقتاً فوقتاً متعصب مسلمانوں کی طرف سے جو ظلم عیسائیوں کو اوٹھانے پڑے اونکا
باعث خاص خاص مقامی حالات ہوتے تھے نہ کہ مذہبی آزادی کے خلاف کوئی مقررہ اصول
مسلمانوں میں ایسا تھا جنکی وجہ سے یہ ظلم ہوتے۔[۱]

ایسے دشوار وقتوں میں البتہ مقامی حالات کی وجہ سے مجبور ہوکر غیر مذہب کے بہت
لوگ مسلمان ہوے اور ایسے خاص خاص لوگونکی نظیرین پیش ہوسکتی ہین جنہوں نے

---

[۱] مثلاً متوکل یا شکر کے زمانہ سے پہلے جو بہت سے فرقے مسلمانوں کے پیدا ہو گئے تھے اونکے خلاف متوکل یا اوسکے عہد میں جو جوش تعصب کا
پیدا ہوا اور سوائے حنبیوں کے تمام فرقوں پر ظلم ہوے - یا مثلاً تیرہوین صدی عیسوی کے قریب اقصاے ایران اور ایشیا کے اور ملکوں میں
مسلمانوں نے عیسائیوں سے ان مظالم کا انتقام لیا کہ قدیم مغل بادشاہوں کے زمانہ میں جب عیسائیوں کو عروج ہوا تھا تو انہوں نے مسلمانوں کی
ہمیشہ توہین و تحقیر کی تھی (استقرینی - ا - م - توم ا - پہلا حصہ صفحہ ۹۸-۱۰۶) مصنف اسمانی نے جہان (توم ۲) مسلمانوں کی
سلطنت میں عیسائیوں پر سختیاں ہونیکا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ "اکثر ظلم کے طوفان خود عیسائیوں کی باہمی رقابت یا دیوان
کی بدکاری اور عیسائی حاکموں کی غرور اور خاصکر عیسائی طبیبوں اور معتمدان کی منافشات سے برپا ہوے جو سلطنت کے محکمہ دیم
عیسائیوں پر اختیارات حاصل کرنا چاہتے تھے" صلیبی لڑائیوں کے زمانہ میں ملک شام کے عیسائیوں پر مسلمانوں کو اکثر اسبات
کا شبہ ہوا کہ یورپ کی عیسائیوں کی فوجکشی میں وہ مددگار ہوتے ہیں اور زمانہ حال میں سلطنت ٹرکی سے یونان کو آزاد کرنیکی جو تحریک
پیدا ہوئی اور اوسکی وجہ سے یورپ کی عیسائیوں میں مذہبی ہمدردی کا جوش پیدا ہوا تو اس تحریک نے مسلمانوں کی محکوم عیسائی رعایا
کی حالت بہت دشوار کردی - اگران عیسائیوں پر اپنے مسلمان بادشاہوں سے باغی اور سرکش ہونیکا شبہ نہوتا تو اونکی حالت کبھی
ایسی سخت نہوتی - وہ کہتے ہیں کہ مذہبی آزادی دینے کے اصول کے متعلق جو مسلمانوں میں موجود ہے بہت ضبطی کے ساتھ
اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں اور لکھا ہے کہ "اگرچہ ہم اصول مذہب سے پولیٹکل ضروریات کو دور کرین جنہوں نے مذہب کا بھیس لیکر
اکثر زبان چلائی اور ہاتھ اوٹھایا ہے تو اسلام کی مثل کوئی دوسرا مذہب نہیں جو ایسا صلح کل ہو اور جو غیر مذہب والوں کو اسقدر مذہبی آزادی کا
دینیوالا ہو اور اونکے ایمان سے متعلق بحث نہ رکھنیوالا ہو - سواے ایسی صورتوں کے کہ کسی سلطنت نے ملکی مصلحت سمجھکر اپنی رعایا
ہر طریقہ سے اسلام پھیلانا چاہا ہو غیر مذہب کے لوگوں سے بحث نہ کرنا مسلمانوں کی طبیعت کا ایسا خاصہ ہے کہ اسلام نے بعد کمال مذہبی
آزادی کے اصول کو ہمیشہ اپنا دستورالعمل رکھا ہمکو نہیں چاہیے کہ محض اون ظلموں اور سختیوں پر اپنی توجہ کو محدود کریں جو چین میں
پیش آئیں کیونکہ اگر ہم غور اور تجسس کی نظر سے دیکھینگے تو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ صرف پولیٹکل ضروریات یا محض کسی بادشاہ یا قوم کی خاص
طبیعت و مزاج کی وجہ سے سختیاں ہوئیں - مذہب کو ایسے موقعوں پر صرف حیلہ بنایا گیا مذہب اسلام [illegible] بالکل خارج ہے گو [illegible]

خاص موقعون پر مجبوری اسلام قبول کرنا گوارا کیا لیکن جبر و اکراہ سے غیر مذہب کے لوگون کو مسلمان کرنے کا حکم قرآن یا شریعت مین کہین موجود نہین ہے۔ قرآن شریف کی وہ آیات جنمین جبراً مسلمان کرنیکی ممانعت ہے اور جنمین صرف وعظ و نصیحت کو اشاعت دین کا ذریعہ قرار دیا ہے اس کتاب کے پہلے باب مین نقل کی گئی ہین اور علمائے فقہ کے فیصلون مین بھی اسی اصول کی پابندی ہوئی ہے۔ چنانچہ جسوقت موسی میمونائیڈ یہودی نے سلاطین اہل الموحدین کے متعصبانہ عہد مین بظاہر اسلام قبول کر لیا۔ اور پھر مصر کو بھاگ کر وہان اپنے تئین یہودی بتایا تو اسپین کے ایک مفتی نے موسی پر فتوائے کفر جاری کیا اور چاہا کہ اوسکو شرع کے مطابق سخت سے سخت سزا ملے۔ لیکن جسوقت یہ مقدمہ قاضی الفاضل[۵۱] کے اجلاس مین پیش ہوا تو اوسنے فیصلہ کیا کہ جو شخص بجبر مسلمان کیا گیا ہو اوسکو مسلمان نہین کہہ سکتے[۵۲]۔ اسی اصول کی تائید مین ایران کے بادشاہ غازان (۱۲۹۵–۱۳۰۴ء) کو جسوقت معلوم ہوا کہ اوسکے آغاز عہد مین بدھ مذہب کے جو عالم بظاہر مسلمان ہو گئے تھے اور اونکے مندر مسمار کر دئے گئے تھے وہ ایران سے تبت کو واپس جانا چاہتے ہین تو سلطان غازان نے اونکو تبت جانیکی اجازت دے دی تاکہ بدھ مذہب کے لوگون مین پہونچکر وہ آزادی کے ساتھ پھر اپنے قدیم مذہب کے پابند ہو جاوین[۵۳]۔ تاورنیر نے اسی قسم کا ایک واقعہ اصفہان کے چند یہودیون کا بیان کیا ہے جن پر حاکم اصفہان نے ایسے ظلم کئے کہ "یا تو بجبر یا چاہا کی سے ان یہودیون کو اوسنے مسلمان کر لیا۔ لیکن بادشاہ یعنی شاہ عباس ثانی نے (۱۶۴۲–۱۶۶۷ء) یہ دیکھکر کہ ان یہودیون نے خوف یا زبردستی سے اپنا مذہب ترک کیا ہے اونکو اجازت دے دی کہ وہ موسوی دین پھر اختیار کرین اور امن و امان کے ساتھ ملک مین آباد رہین[۵۴]۔ تاورنیر سے پہلے کا ایک شخص شاج جسنے ۱۴۷۸ء

---

۵۱ قاضی الفاضل ابو علی عبد الرحمن (۱۱۳۵–۱۲۰۰ء) تصنیفات مین سب سے بڑا مشہور شخص ہوا ہے۔ سلطان صلاح الدین کا وزیر تھا۔ دیکھو ابن خلکان دوسری جلد صفحہ ۱۱۱–۱۱۵ ۵۲ ابو الفرج (۲) صفحہ ۴۵۵ ۵۳ دہوسن چوتھی جلد صفحہ ۲۸۱ ۵۴ تاورنیر (۱) صفحہ ۱۰۶ ۵۵ رامو سنو دوسری جلد صفحہ ۱۱۱۔

مین فارس کا سفر کیا لکہتا ہے کہ باوجود ایسے مانہ کی ملک مین ہر طرف شورش تہی تبریز کے
ایک مسلمان گورنر نے اسی قسم کے ایک ہنگامہ کو فرو کیا۔ واقعہ یہ تہا کہ ایک دن شہر
تبریز کا ایک ارمنی سوداگر اپنی دوکان مین بیٹہا تہا کہ ایک حاجی[۵۱] اوسکے پاس آیا اور کہا کہ وہ
عیسائی مذہب چہوڑکر اسلام قبول کرے۔ سوداگر نے اپنے مذہب پر ثابت قدم رہنے کا
قصد ظاہر کیا اور پیچیا چہوڑانے کیلیے اوسکو کچہہ خیرات دینے لگا۔ حاجی نے کہا کہ مین
خیرات نہین مانگتا بلکہ اوسکو مسلمان کرنے آیا ہون۔ سوداگر مسلمان ہونے سے انکار
کرتا رہا یہانتک کہ حاجی کو سخت غصہ آیا اور قریب ایک شخص کہڑا تہا اوسکے ہاتہہ سے تلوار
چہین کر اوسنے سوداگر کے سر پر کاری زخم پہونچایا اور بہاگ گیا۔ اور حاکم شہر کو جب اس
واقعہ کی خبر لگی تو اوسکو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ قاتل کو تلاش کرکے گرفتار کرین۔ غرض
قاتل گرفتار ہوکر حاضر کیا گیا اور شہر کے حاکم نے اپنے ہاتہہ سے خنجر مارکر اوسکو ہلاک کیا
اور یہہ کہکر کہ "کیا محمد کے دین کی اشاعت اسی طریقہ سے ہوتی ہے" حکم دیا کہ قاتل کی
نعش کو شہر کے باہر پہینک دیا جاوے تاکہ اوسکو کتے کہائین۔ جب رات ہوئی تو شہر
والون نے جاکر نعش کو دفن کردیا۔ اس توہین حکم پر حاکم تبریز کا غصہ اور بڑہا اور اوس نے
شہر کو تین یا چار گہنٹہ تک سپاہ کے حوالے کردیا۔ اسکے بعد لوگون پر جرمانہ کیے اور مقتول
عیسائی سوداگر کے بیٹے کو بلاکر نہایت مہربانی اور شفقت کے الفاظ سے اوسکو تشفی اور تسلی دی۔
حاکم بامر (سنہ ۹۹۶–۱۰۲۰ع) جیسے خبطی خلیفہ نے بہی جسکے ظلمون سے اکثر یہودی اور عیسائی
اپنا مذہب چہوڑکر مسلمان ہوگئے تہے انکو پہر اپنا مذہب اختیار کرنے اور برباد عبادتخانون کو
از سر نو تعمیر کرنیکی اجازت دیدی[۵۲] چونکہ مشرقی ملکون کے عیسائیون کی طرف سے یورپ کے

[۵۱] اس قدیم سیاح نے آدمی کا لفظ لکہا ہے جس سے غالبا حاجی مراد ہوگی۔ [۵۲] الکین صفحہ ۱۳۶۔ اس واقعہ سے ایک صدی پیشتر خلیفہ قادر بامر
(سنہ ۹۰۳–۹۳۲) نے حکم دیا کہ فلسطین مین مسلمانون کے ہنگامون سے جو گرجا برباد ہوگئے تہے وہ پہر تعمیر کرا دیے جاوین۔ ان ہنگامون کا
کوئی سبب نہین بتایا گیا۔ اوتیکیوس نمبر ۲ صفحہ ۵۱۳–۵۱۴) ابو صالح نے لکہا ہے کہ مصر مین عیسائیونکی اکثر خانقاہین اور انکی اکثر جا
جنکو کُردی کے زمانہ مین سنہ ۱۱۶۴ع مین گرا ور کردون کی نوجکشی کے وقت مسلمانون (صفحہ ۹۱ و ۹۶ و ۱۱۲ و ۱۲۰) کی یا متعصب لوگون

[illegible] ہین تھے اور مشرق کے عیسائیون کے پاس اپنی حفاظت اور بچاؤ کا کوئی
[illegible] مسلمان بادشاہون مین سے کوئی بڑا بادشاہ اگر چاہتا تو بہت آسانی
[illegible] عیسائی رعایا کو نیست و نابود کر دیتا یا اپنی سلطنت سے اونکو اس طرح نکال دیتا جس
طرح [illegible] عیسائیون نے مسلمانون کو اسپین سے نکال دیا یا جس طرح انگریزون نے
[illegible] اپنے ملک سے یہودیون کو جلاوطن کیا چنانچہ ۱۵۱۴ء مین سلطان سلیم اول
اور ۱۵۴۶ء مین سلطان ابراہیم اپنے اون منصوبون کو عمل مین لا سکتے تھے جو اون
لوگ عیسائی رعایا کو غارت کرنے کے لیے سوچتے تھے۔ بلکہ سلطان سلیم نے تو اس غرض
سے کہ سلطنت مین کل رعایا ایک ہی مذہب کی پابند ہو چالیس ہزار شیعون کو قتل کروا ڈالا تھا لیکن
مفتیون نے عیسائیون کے متعلق ان بادشاہون کو اس ظالمانہ قصد سے باز رکھا اور یہی
مفتی اسلامی شریعت اور اسلامی طریق صلح کل کے بتانے اور سکھانے والے تھے۔ [۵۲]

سترہوین صدی عیسوی کے شروع مین جرمنی مین اس اصول کو بہت پسند کیا جاتا تھا
کہ جسکا ملک ہو اوسی کا دین ہو (یعنی رعایا کا مذہب بادشاہ کی مرضی پر موقوف ہونا چاہیے)
لیکن مسلمان بادشاہون مین سے کسی نے اس اصول کو اپنا دستور العمل نہین بنایا۔ گو ظاہر
ہے کہ جس وقت کسی ملک مین مذہب اسلام کسی فرمانروا قوم کا مذہب ہوا تو اس بات نے
نومسلمون کی تعداد مین ضرور ترقی پیدا کی۔ اور جن لوگون پر مذہب کو پوری قدرت حاصل
نہ تھی شاید اونکو دنیا کا لالچ ہوا ہو اور بجای نیک نیتی کے خودغرضی اور حب جاہ اونکے
تبدیل مذہب کا موجب ہوا ہو چنانچہ پانچوین صدی عیسوی مین سینٹ آگستین نے خود
عیسائیون کی نسبت یہ شکایت لکھی کہ لوگ اس خیال سے اکثر عیسائی ہو جاتے ہین کہ
عیسائی ہونے سے اونکو دنیا کا فائدہ ہوگا۔ سینٹ آگستین نے لکھا ہے کہ کسقدر لوگ
ہین جو صرف دنیا کے لیے مسیح علیہ السلام کو تلاش کرتے ہین۔ ایک ہے کہ اوسکا کوئی

[illegible] صفحہ ۲۰۳ و ۲۱۲ و ۲۱۳ [illegible] ۵۲ [illegible] جنگ سی سالہ کی تاریخ اقوام (۱۱) صفحہ ۶۱۵ - ۶۲۵

کام انکا ہوا ہے اور وہ پادریون کی مدد چاہتا ہے — دوسرا ہے جسکو کسی زبردست
ستایا ہے اور وہ کلیسا مین پناہ لیتا ہے کوئی شخص اس لیئے آیا ہے کہ اوسکے معاملہ
کسی بڑے آدمی سے جس تک اوسکی رسائی نہین ہے سفارش کردی جاوے — غرض
ایسے ہی لوگ ہین جنکا کلیسا مین ہجوم رہتا ہے[۵۱]۔

اسکے علاوہ عروج کے زمانہ مین سلطنت عرب کے جاہ و حشم نے وحشی اور غیر مہذب
قومون پر جو اس شان و سطوت کو دیکھتے ہی تہین ایسا ہی سحر اور افسون کیا ہوگا جیسا کہ عیسائی
مذہب نے شمالی یورپ کی وحشی قومون پر اثر کیا تھا جبکہ "عیسوی مذہب ان وحشیون کو
ہر جگہ نظر آتا تھا اور وہ بہت ترقی یافتہ اور دقیق مذہب معلوم ہوتا تھا شاہانہ تحکم اور دبدبہ اوسمین
پیدا تھا بادشاہون کے پہلو مین وہ تخت نشین تھا بلکہ بعض دفعہ ان بادشاہون کے تخت
حکومت سے بھی اوسکا سر سلطنت بلند ہوتا تھا[۵۲]"

لیکن جن لوگون نے ایک مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کیا ہو خواہ اوسمین اسلام
ہو یا کوئی اور دین اون سب لوگون کی نسبت یہہ کہنا کہ بری نیت اور بری غرض
سے اونہون نے تبدیل مذہب کیا درست نہین ہے اور نہ یہہ مناسب ہے کہ داعیان
اسلام کی نیک زندگی اور عمدہ شعار اور مسلمانونکی نیکیون سے غیر مذہب کے لوگون پر جو
سچا مذہبی اثر پہونچا اوسکو نظر انداز کیا جاوے — اگرچہ یورپ کی موجودہ عیسائی نسلون
کو جنکے نزدیک اسلام ہر قسم کی (نعوذ باللہ) برائیون اور خباثتون کا برقع ہے یہہ بات عجیب
معلوم ہوگی لیکن حقیقت یہہ ہے کہ قدیم زمانہ مین جن عیسائیون کو مسلمانون کی سوسائٹی
مین رہنے کا اتفاق ہوا اونکے دل پر مسلمانون کی خوبیان نقش ہوگئین — اگر یورپ کے عیسائی
سیاح اور اجنبی لوگ مسلمانون کی نیکیون اور خوبیون سے متاثر ہوے تو بلا شبہہ اُن غیر مذاہب

---

[۵۱] یوحنا کی انجیل پر رسالہ — صفحہ ۲ فقرہ ۱۰ — [۵۲] میرول "شمالی اقوام یورپ کا عیسائی مذہب قبول
کرنا" صفحہ ۱۰۲ (لندن سنہ ۱۸۶۶ء)

کے لوگون مین بہی جو رات دن مسلمانون مین رہتے تہے اسلام قبول کرنے کا کچہہ کچہہ شوق
پیدا ہوا ہوگا - تیرہوین صدی عیسوی کے قریب ختم فرقہ عیسائی دومانگن کے
ایک مشنری ریکولدوس نامی نے شام اور فلسطین کا سفر کرکے وہان اپنے مذہب
کی اشاعت چاہی تو ذیل کی عبارت مین اوسنے مسلمانون کی تعریف لکہی "ہم دیکہکر
حیران رہ گئے کہ مسلمانون کے مذہب کفر (نعوذ باللہ) مین کس کمال درجہ کی نیکیان
موجود ہین اب ہم مسلمانون کی نیک باتون اور کامون کو مختصر طور پر بیان کرتے ہین.....
کون شخص ایسا ہوگا جو غور سے دیکہے اور اوسکو تعجب نہو کہ مسلمانون کو تحصیل علم کا کس درجہ
شوق ہے کس دل و جان سے وہ خدا کی عبادت کرتے ہین - محتاجون کے ساتہہ کیسے
فیاض ہین - خدا اور انبیا کے نام کی کیسی عظمت کرتے ہین - آثار مقدسہ کا اون مین
کس قدر ادب کیا جاتا ہے - انکی باتون مین کس قدر متانت اور سنجیدگی ہے - اجنبی لوگونکے
ساتہہ وہ کسقدر سلوک کرتے ہین اور مسلمان مسلمان کی ساتہہ کیسی الفت اور محبت رکہتا ہے"[1]
اسی قسم کی تعریفین عیسائی سیاحون کی کتابون مین بہی بار بار بیان ہوئی ہین - مشہور سیاح
سر جان ماندویل نے لکہا ہے کہ "مسلمان نیک اور ایماندار ہین - وہ اپنے صحیفہ پاک
یعنی قرآن کے نہایت پابند ہین جسکو خدا نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اوتارا اور حضرت
جبرئیل خدا کا حکم اکثر اون پر ظاہر کرتے تہے"[2] صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین عیسائیون
نے جو کتابین لکہین وہ بہی اسلامی خوبیون اور نیکیون کی تعریف سے مالا مال ہین - اور
یورپ مین جسوقت ترکون کی سلطنت قائم ہوئی تو شروع شروع مین اکثر عیسائیون نے ترکون
کی تعریف و توصیف کا فرض ادا کیا جسکا حال ہمنے اس کتاب کے باب ششم مین لکہا ہے
جن اسباب سے اسلام کی اشاعت مین ترقی ہوئی وہ اوپر بیان کردیے گئے ہین -
ان مین بعض سبب ایسے ہین جو ابہی تک اسلام کی ترقی کا موجب ہین لیکن ان اسباب کے

[1] لورن صفحہ ۱۳۱ - [2] ماندویل صفحہ ۱۰۹ -

...ین کو تقویت بخشتا ہے اور اونکو ہمت ہوتی ہے کہ منکرین اسلام کے سامنے اپنے مذہب کے فضائل بیان کرین۔

اب ہی یہ بات کہ ان دونون اسلامی تحریکون کی وجہ سے اسلام کی اشاعت پر کیا اثر ہوگا تو اسکا حال صرف آیندہ زمانہ مین کہل سکتا ہے لیکن آج کل دعوت اسلام مین جو سرگرمی ان دو تحریکون سے ظاہر ہو رہی ہے وہ اسبات کا ثبوت ہے کہ اسلام (خدانخواستہ) مردہ نہین ہے — اسلام کی روحانی قوت ملک اور سلطنت پر منحصر نہین ہے جیسا کہ اکثر لکہا گیا ہے[۱] ۔ بلکہ ملکی قوت اور دنیوی ثروت کے نقصان نے اسلام کی وہ خوبیان زیادہ نمایان کردی ہین جو کسی مذہب کی اشاعت مین ترقی کا سب سے بہتر ذریعہ ہوسکتی ہین مسلمانون نے بداقبالی سے عقل اور بینائی کے گن سیکہ لیے ہین اور بجاے اسکے کہ دنیوی جاہ و ثروت کا نہ ہونا مذہب اسلام کے زوال کی دلیل ہو یہ امر غور کے قابل ہے کہ اُن ملکون مین جو عرصہ دراز سے عیسائیون کے تسلط مین ہین دعوت اسلام مین نہایت کوشش اور جستجو کی جاتی ہے — ہندوستان اور جزائر ملایا کے مسلمانون مین دعوت اسلام کا وہ جوش و خروش ہے کہ ٹرکی اور مورا کو مین اوسکو تلاش کرنا فضول ہے۔

[۱] فریڈرک ڈینیسن موریس نے کسی موقع پر یہہ فقرہ کہا تہا کہ "ثابت ہوگیا ہے کہ اسلام صرف اُسی وقت ترقی کرسکتا ہے جبکہ وہ ملک گیری کے درپے ہو" یہہ فقرہ ایک نہایت عامیانہ خیال کو ظاہر کرتا ہے جو اسلام کی نسبت عیسائیون مین بہت رائج ہے (دنیا کے مذاہب صفحہ ۲۸ مطبوعہ کیمبرج سنہ ۱۸۵۲ء)

تمت بالخیر

# ضمیمۂ اول

# جہاد

قطع نظر اور اعتراضون کے اگر صرف اس اعتراض پر نظر کیجاوے جو اسلام کی نسبت عموماً کیاجاتا ہی کہ یہ مذہب تلوار کے زور سے پہیلایا گیا اور سچا داعی اسلام وہی ہی جسکے ایک ہاتہہ مین تلوار ہو اور دوسرے مین قرآن اور وہ ان دونون مین سے ایک کی اطاعت قبول کرائے تو ظاہر ہے کہ دعوتِ اسلام کی کوئی تاریخ اوس وقت تک مکمل نہین تصور ہوسکتی جبتک کہ اوسکے ساتہہ جہاد کا ذکر نہ ہو جسکا ترجمہ بالعموم مذہبی لڑائی سے کیاگیا ہے۔ اسلام کی اشاعت کی نسبت اس قسم کے بیانات کا ناقص ہونا اون حالات سے جو اسوقت تک اس کتاب مین لکہے گئے ہین ثابت ہوگیا ہوگا۔ اب ہمکو دیکہنا باقی ہی کہ کیا قرآن سے کسی مذہب کو جبراً تبدیل کرنے کا حکم ملا ہے۔ کیا قرآن کی تعلیم مسلمانون کو حکم دیتی ہے کہ وہ مسلح ہوکر اور لڑکر اپنا دین پہیلائین۔ یعنی مختصر یہ کہ مذہب اسلام مشنری (تبلیغی) مذہب ہے یا نہین۔

قرآن مین کہین کوئی عبارت ایسی نہین ہے جو کسی طرح جبراً تبدیل مذہب کا حکم دیتی ہو برخلاف اسکے بہت سی آیتین ایسی موجود ہین جن سے اعیانِ مذہب کی کوششین وعظ ونصیحت کی حد تک محدود کردی گئی ہین۔ علاوہ اسکے یہہ بہی دعویٰ کیا گیا ہی کہ قرآن کی کسی آیت سے نہین نکلتا کہ کافرون پر بغیر اسکے کہ خود کافر مسلمانون کو حملہ کرنے پر مجبور کرین حملہ کیا جاوے۔ پس اس وجہ سے آنحضرت کی جسقدر لڑائیان تہین وہ اقدامی نہ تہین بلکہ دفاعی تہین۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ لفظ جہاد کے جو معنی غیر مومنین کے ساتھ لڑائی کے
عام طور پر لیے جاتے ہین اور رواج پا گئے ہین یہ قرآن شریف کے نازل ہونیکے بعد
تراشے گئے ہین - اور یہہ کہ جن آیتون مین یہ لفظ یا اوسکے مشتقات آئی ہین انکے وہی
معنی لینے چاہئین جو قرآن شریف کے نازل ہونے سے پہلے لئے جاتے تھے
فعل ہے . جہد کے معنی ہین کوشش کرنا - محنت کرنا - مشقت کرنا - زور لگانا - توجہ کے
ساتھ کام کرنا - یا زیادہ مطالعہ کرنا - محنت کے ساتھ کام کرنا - غرض کسی قسم کے کام مین
کوشش کرنیکو ظاہر کرتا ہے یہان تک کہ دودھ بلونے اور کھانا کھانے کے لیے بھی استعمال
کیا جاتا ہے - باب افعال مین (اجہد) سخت قسم کھانے کے معنی مین بھی آتا ہے اور اگر
کسی چیز کی نسبت بولا جائے تو اوسکے معنی بڑھنے اور پھیلنے کے ہوجاتے ہین - باب
افتعال (اجتہد) کی صورت مین آکر اوسکے معنی ہوجاتے ہین "صحیح رای قائم کرنیکے لیے
کوشش کرنا" - چنانچہ اوسکے مصدر اجتہاد کے معنی ہین "کسی فن یا فقیہ کا قانون
یا فقہ کے کسی مسئلہ کی نسبت رای قائم کرنیکے لئے دماغی قوتون کو بدرجہ غایت کام مین
لانا" اور لفظ جہاد کے معنی ہین "غیر مطبوع چیز کا مقابلہ کرنیکے لئے قوت کوشش
سعی - یا لیاقت کو بدرجہ غایت کام مین لانا" پس جو حال جہاد کے مصدر اور مشتقات
کا اوپر بیان کیا گیا اوس سے صاف ظاہر ہے کہ بذاتہ اوسمین کوئی بات ایسی نہین ہے
جس سے لڑائی اور جنگ کے معنی لیے جاوین - بلکہ خاص خاص معنی جو وہ اختیار کرتا
ہے وہ صرف مضمون اور فحوای کلام سے ظاہر ہوسکتے ہین -

ہم ذیل مین وہ تمام آیات نقل کرتے ہین جسمین لفظ جہاد یا اوسکے مشتقات آئے ہین
اور آیات کو اوقات نزول کی ترتیب سے نقل کرتے ہین -

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم
بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝ (الفرقان - آیت ۵۲-۵۴)

مال سے جہاد (کوشش) کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہہ دی اور اونکی مدد کی یہی لوگ ایک کے وارث ایک۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ

(الانفال آیت ۷۵-۷۶) (ترجمہ) اور جو لوگ ایمان لائے اور اونھون نے ہجرت کی اور اللہ کے رستے مین جہاد (کوشش) بہی کئے اور جن لوگون نے مہاجرین کو جگہ دی اور مدد کی یہہ ہی سچے مسلمان ہین اور اونکے لئے معافی ہے اور عزت کی روزی۔ اور جو لوگ بعد کو ایمان لائے اور اونھون نے ہجرت کی اور تمہارے ساتھہ ہوکر جہاد کئے تو وہ تم ہی مین داخل ہین۔

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ (محمد آیت ۲۷) (ترجمہ) بیشک جن لوگون کو راہ راست صاف طور پر معلوم ہوی اور پہر بہی وہ اپنے الٹی پاؤن پہر گئے شیطان نے اونکو سبتے دیا اور انکی رسیان دراز کردین۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝

(محمد آیت ۳۱) (ترجمہ) کیا وہ لوگ جنکے دلون مین (نفاق کا) روگ ہے اس خیال مین ہین کہ خدا اونکی دلی عداوتون کو کبھی ظاہر نہ کریگا۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ۝

(محمد آیت ۳۳) (ترجمہ) اور تمکو ہم ضرور آزما کر رہینگے تاکہ تم مین جو جہاد کرنیوالے اور صبر کرنیوالے ہین انکو ہم معلوم کرلین اور تاکہ تمہارے اصلی حالات کو جانچ لین۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ

مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْئًا وَسَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ○ (محمد آیت ۳۲)
(ترجمہ) بیشک جن لوگون پر دین کا رستہ صاف ظاہر ہو گیا اور ظاہر ہوے پیچھے
اُنھون نے انکار کیا اور اللہ کے رستے سے لوگون کو روکا اور رسول کی مخالفت کی
خدا کو یہ لوگ کسی طرح کا نقصان پہونچا سکین گے نہین بلکہ ان ہی کے عملونکا اکارت کر دیگا
اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ
وَیَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ○ آل عمران - آیت ۱۳۶) (ترجمہ) کیا تم اس خیال مین ہو
کہ تم جنت مین جا داخل ہوگے حالانکہ ابھی تک اللہ نے نہ تو یہ جانچا ہے کہ تم مین سے
کون جہاد (کوشش) کرنے والے ہین اور نہ جانچا کہ کون ثابت قدم ہین -
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ
وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (الصف - آیت ۱۱) (ترجمہ) خدا اور
اوسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مال اور اپنی جانین لڑا دو (کوشش
کرو) بشرطیکہ تمکو سمجھ ہو -
لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِیْنَ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَى الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ○ (النساء - آیت ۹۷) (ترجمہ)
مسلمانون مین سے بیٹھ رہنے والے سوای ناکارون کے اور اللہ کی راہ مین اپنے
مال اور اپنی جان سے جہاد (کوشش) کرنے والے برابر نہین ہین بزرگی دی ہے اللہ نے
اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے والون پر مرتبہ مین اور سب ایک
سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے اور بزرگی دی ہے اللہ نے جہاد کرنیوالون کو بیٹھ رہنے
والون پر اجر عظیم دینے سے -

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (النور - آیت ۵۲)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ۭ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۭ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ (الحج - آیت ۷۷-۷۸)

(ترجمہ) مسلمانوں رکوع کرو اور سجدے کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نیکی کرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہونچو۔ اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کہ اوسمیں کوشش کرنے کا حق ہے۔ اوسنے تمکو انتخاب فرمایا اور دین میں تمپر کسی طرح کی سختی نہیں کی دین تمہارے باپ ابرہیم کا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (التوبہ آیت ۷۳)

(ترجمہ) اے پیغمبر کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور اونپر سختی کرو۔

(چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین سے کبھی لڑے نہیں اسلیئے جہاد کے معنی جنگ کرنیکے نہیں لیے جاسکتے۔ آنحضرت نے جس حکم پر اپنا عمل کیا وہ اس آیت سے نکلتا ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۞ (الاحزاب آیت ۴۸) (ترجمہ) اور اے پیغمبر کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مانو اور اونکی ایذا دہی کی (کچھ) پروا نہ کرو اور خدا پر بھروسا رکھو اور خدا کارساز بس ہے"

پس مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافروں اور منافقوں کے ساتھہ وعظ ونصیحت سے کوشش کرو اور اونکے ساتھہ سختی کرو یعنی اون سے نرم نہ ہوجاؤ اور اون کے دھوکے مین نہ آجاؤ۔[1]

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاۗءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ

[1] مولوی چراغ علی صفحہ ۱۸۶۔

تُؤمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِيْ
تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَا اَخْفَيْتُمْ وَمَا اَعْلَنْتُمْ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيْلِ ۝ (الممتحنہ۔ آیت ۱) (ترجمہ) مسلمانو
اگر تم ہماری راہ مین جہاد (کوشش) کرنے اور ہماری رضامندی ڈھونڈنے کی
غرض سے اپنے وطن چھوڑ کر نکلے ہو تو ہمارے اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ
کہ لگو اونکی طرف دوستی (کے نامہ وپیام) دوڑانے حالانکہ تمہارے پاس جو (خدا کی طرف
سے دین) حق آیا ہے وہ اوس سے انکار کر ہی چکے ہین۔ وہ تو صرف اتنی بات پر
کہ تم اپنے پروردگار اللہ ہی کو مانتے ہو رسول کو اور تمکو (گھرون سے) نکال رہے
ہین اور تم چپکے چپکے اونکی طرف دوستی کے پیغام دوڑا رہے ہو اور جو کچھ تم چھپا کرتے ہو
ہم خوب جانتے ہین اور جو تم مین سے ایسا کریگا تو وہ سیدھے رستے سے بہک گیا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحجرات
آیت ۹) (ترجمہ) بس سچے مسلمان تو وہ ہین جو اللہ اور اوسکے رسول پر ایمان لائے
پھر کسی طرح کا شک (وشبہہ) نہ کیا اور اللہ کے رستے مین اپنے مال اور اپنی جان سے
کوشش کی حقیقت مین یہی سچے مسلمان ہین۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝
(التوبہ آیت ۱۶) (ترجمہ) کیا تمنے ایسا سمجھ رکھا ہے کہ چھوٹ جاؤگے اور ابھی اللہ نے
اُن لوگون کو اچھی طرح دیکھا تک نہین جو تم مین سے جہاد (کوشش) کرتے ہین اور اللہ
اوسکے رسول اور مسلمانون کو چھوڑ کر کسی کو اپنا دوست نہین بناتے اور جو کچھ بھی تم لوگ
کر رہے ہو اللہ کو اوسکی سب خبر ہے۔

ان لوگون کو جو اوسکے حکم سے سرتابی کرین ہدایت نہین دیا کرتا۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (التوبہ آیت ۴۱) (ترجمہ) ہلکے اور بوجھل نکل کھڑے ہوا کرو اور اپنی جان اور مال سے خدا کی راہ مین جہاد (کوشش) کرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ (التوبہ آیت ۴۴) (ترجمہ) جو لوگ خدا کا اور آخرت کا یقین رکھتے ہین وہ تمسے اسبات کی رخصت مانگتے نہین کر اپنی جان و مال سے شریک جہاد نہون اور اللہ پرہیزگارون کو خوب جانتا ہے۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ۭ (التوبہ آیت) (ترجمہ) جو پیچھے چھوڑدیے گئے وہ رسول خدا کے خلاف (راہے) اپنے گھرون مین بیٹھ رہنے سے بہت خوش ہوے اور راہ خدا مین اپنی جان و مال سے جہاد (کوشش) کرنا انکو ناگوار ہوا اور لوگون کو بھی سمجھانے لگے کہ ایسی گرمی مین (گھر سے) نہ نکلنا۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ) (ترجمہ) اور جب کہ اُتاری جاتی ہے کوئی سورت کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد (کوشش) کرو اوسکے رسول کے ساتھ تو اجازت مانگتے ہین تجھسے وسعت والے اُن مین سے اور کہتے ہین کہ چھوڑ دے ہمکو تاکہ ہم رہین بیٹھ بیٹھ رہنے والون کے ساتھ۔

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (التوبہ۔ آیت ۸۹) (ترجمہ) لیکن رسول

سے اور اون لوگون نے جو ایمان لائے ہین اوسکے ساتہہ جہاد (کوشش) کی اپنے
مالون اور اپنی جانون سے اور یہہ لوگ ہین کہ اونہین کے لیئے ہین نیکیان اور یہ لوگ
وہی ہین فلاح پانے والے۔

دو اوپر کی دو آیتین جو سورۃ التوبہ سے نقل کی گئین ہین ہجرت کے نوین سال کے
بعد نازل ہوئی تہین جبکہ اہل مکہ نے صلحنامہ حدیبیہ کے خلاف عمل کیا تہا اور بنو خزاعہ
پر جو آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے حملہ کیا تہا۔ اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی تہی۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ
اَوَّلَ مَرَّةٍ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (التوبہ-
آیت [illegible]) (ترجمہ) کیا تم نہ لڑوگے ایسی قوم سے کہ انہون نے ابتدا کی تم سے (عہد
توڑنے کی) پہلے پہل۔ کیا تم اونسے ڈرتے ہو پہر اللہ زیادہ احق ہے کہ اوس سے
ڈرو اگر تم ایمان والے ہو" لیکن اہل مکہ نے جلدی مصالحت کرلی اور اس لڑائی کی حکم
کی تعمیل غیر ضروری ہوگئی جو چار ماہ حرام کے گذرنے کے بعد ہوسکتی تہی۔ غرض اس صحبت
مین جہاد سے مطلب یہہ ہوسکتا تہا (اگرچہ اوسکے اصلی معنون سے اسبات کو کچہہ تعلق
نہین) کہ جو لوگ آنحضرت سے مصالحت رکہتے تہے جب اونکو گزند پہونچا تو دوستون کے
ساتہہ ہوکر لڑنا چاہیے تہا۔ پس اس بات سے ہم سمجہہ سکتے ہین کہ زمانہ مابعد مین جہاد کے
معنی کافرون سے جنگ کرنے کے کیونکر ہو گئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا
فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (مائدہ - آیت [illegible]) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان
لائے ہو ڈرو اللہ سے اور ڈہونڈو اوس تک [illegible] اور کوشش کرو اوسکی راہ مین
تاکہ تم فلاح پاؤ۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ○ (مائدہ۔ آیت ۵۳)
(ترجمہ) اور کہین گے وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کیا یہ وہی ہین جنہون نے قسم کہائی
تہی اللہ کی اپنی سخت قسمین کہ بیشک وہ تمہارے ساتہہ ہین نابود ہوگئے اونکے عمل پس ہوگئے
نقصان اوٹہانے والون مین۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ
بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ
يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○ (مائدہ۔ آیت ۵۹) (ترجمہ) اے لوگو جو ایمان
لائے ہو جو کوئی تم مین سے پہر جاوے اپنے دین سے تو جلد بلاویگا اللہ ایک قوم کو
کہ دوست رکہتا ہے اونکو اور وہ دوست رکہتے ہین اوسکو متواضع ہین ایمان والون کے
ساتہہ اور سخت گیر ہین کافرون کے ساتہہ کوشش کرینگے اللہ کی راہ مین اور نہ خوف
کرینگے ملامت کرنیوالون کی ملامت سے یہہ ہے فضل اللہ کا دیتا ہے جسکو چاہتا
ہے اور اللہ وسیع نعمت والا ہے جاننے والا۔

یہہ مسلمان شارع اور مفسرین کا طفیل ہے کہ جہاد کے معنی مذہبی جنگ کے
ہوگئے جو کفار سے لڑی جاوے اور بغیر اوسکے وہ کچہہ ستائین اونپر حملہ کرنا جائز ہو۔
لیکن یہ اصول ایسا ہے جسکو قرآن نے ہرگز جائز نہین کہا ہے۔ اگر قرآن سے یہہ
اصول کسی طرح نکل بہی سکتا ہے تو صرف اسطرح کہ مختلف آیتون کے ٹکڑے علحدہ
لے لئے جاوین اور بغیر فحوای کلام پر نظر کئے اور خاص حالات کو سمجہے کہ جن مین وہ
آیتین نازل ہوئین اور جن سے اونکو تعلق تہا معنی کئے جاوین۔ لیکن پہر بہی اون سے
یہ مراد نہین ہے کہ جنگ کرنے کے لیئے آنے والی نسلون کے حق مین بطور مذہبی
نصیحتون کے ناطق حکم تصور ہون۔ لیکن گو کافرون کے ساتہہ بغیر اشتعال کے

لڑائی کرنے کو بعض شارع نے جائز سمجھا ہو لیکن زبردستی مسلمان کرنے کے متعلق
جہاں تک مجھکو تحقیق ہوا ہے کسی شارع نے اوسکو جائز نہیں سمجھا بلکہ ہمیشہ مفتوحین
کے اس حق پر زور دیا ہے کہ جزیہ ادا کرنے کے بعد وہ اپنے مذہب پر قائم رہ سکیں

# ضمیمہ دوم

## عبداللہ بن اسمعیل ہاشمی کا خط عبد المسیح بن اسحق کی نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی حمد اور رسول خدا کی نعت کے بعد مین اپنے خط کو جو تمہارے نام بھیجتا ہون
تمہاری سلامتی اور تمپر رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون اور مین اس طرح
[illegible] آیا اور [illegible] محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible]
کیونکہ وہ لوگ جنکی شہادت ہمارے نزدیک مقبول ہے اور سچ بولنے والے اور حق
بات کہنے والے اور ہمارے نبی علیہ السلام کی حدیثون کو ہم سے روایت کرنیوالے
ہین انہون نے ہم سے ہمارے نبی علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے کہ یہ انکی عادت
تھی اور وہ (خدا اونپر رحمت نازل کرے) جب لوگون سے باتین کرتے تو انکو خطاب
کرا [illegible] اونکے لیے سلامتی اور انپر رحمت نازل ہونے کی دعا کرتے تھے۔ اور
اس دعا کے وقت اپنی امت کے لوگون اور ذمیون مین اور مسلمانون اور مشرکون مین
کوئی فرق نہین کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ مین تمام آدمیون کی ہدایت کے لیے
عمدہ اخلاق کے ساتھہ بھیجا گیا ہون۔ مین سنگدل اور بیرحم پیدا نہین ہوا اور وہ اس
بات پر خدا کو گواہ کرتے تھے جو کہتا تھا کہ خدا ایمان والون پر مہربان اور رحیم ہے۔
اسطرح مجکو یاد ہے کہ ہمارے پیشوا خلفای راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی فضیلت
اور شرافت اور عالی ہمتی اور خوش خلقی کے ساتھہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ
کی پیروی کرتے تھے اور اوسمین کسی کے ساتھہ ذرا فرق نہین کرتے تھے نا ایک کو
دوسرے پر ترجیح دیتے تھے۔ مین نے وہی بات اختیار کی اور اوسی طریقہ پر چلا

اور اوسی نیک عادت کو پسند کیا۔ اسی لیئے مین اپنے خط کو تمہاری سلامتی اور تمپر
رحمت نازل ہونے کی دعا سے شروع کرتا ہون تاکہ جسکے پاس میرا خط ہو تمہے اوسکی
کوئی بات ناگوار نہو۔

اور جس نے مجھے خط لکھنے پر مجبور کیا اور اس بات پر آمادہ کیا وہ تمہاری محبت اور دوستی
ہے کیونکہ ہمارے آقا اور پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قریب کے
لوگون کی محبت دین و ایمان ہے۔ اسکے سوا اس خط لکھنے کا باعث یہ ہے کہ مین پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتا ہون اور تمہاری خدمت اور خیرخواہی کا جو حق میرے
ذمہ واجب ہے اوسکو ادا کرنا چاہتا ہون اور مین جانتا ہون کہ تم ہمارے ساتھ محبت اور
دوستی اور مہربانی کا اظہار کرتے رہتے ہو اور مین دیکھتا ہون کہ میرے آقا اور میرے چچا
کے بیٹے امیر المومنین (خدا اونکی مدد کرے) تمہاری تعظیم کرتے ہین اور تمکو اپنا مقرب
اور معتبر سمجھتے ہین اور تمہاری نسبت عمدہ رای رکھتے ہین۔ اس لئے مین نے مناسب
سمجھا کہ مین تمہارے لیے وہی بات پسند کرون جو مین اپنے لیئے اور اپنے گھر والون اور
بال بچون کے لئے پسند کرتا ہون اور تمہارے ساتھ خالص خیرخواہی سے پیش آون
اور اس مذہب کو تمہارے سامنے پیش کرون جسپر ہم چلتے ہین اور جسکو خدا نے ہمارے
لئے اور اپنی تمام مخلوق کے لیے پسند کیا ہے اور اسپر آخرت مین ثواب دینے اور
عذاب سے بچانے کا وعدہ کیا ہے۔ ...... اس لیئے مین نے تمہارے لیے
وہی چاہا جو اپنے لیے چاہتا ہون اور تمہارے اخلاق اور علمی لیاقت اور شایستگی
اور شرافت اور اپنے ہم مذہبون مین ممتاز ہونے کو دیکھکر مجھے ترس آیا کہ تم اپنے اس
مذہب عیسوی پر قائم رہو مین نے دل مین کہا کہ مین اپنے دوست کے سامنے
نرم گوئی اور خوشگوئی کے ساتھ اوس چیز کو پیش کرون جو خدا نے مہربانی سے ہمکو عنایت
کی ہے اور خدا کے اس حکم کی پیروی کرون کہ وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا

بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ (سورہ عنکبوت ۴۵) یعنی اے مسلمانو اہل کتاب کے ساتھ مباحثہ نکیا کرو مگر اسی طرح پر کہ وہ نہایت ہی عمدہ اور شایستہ ہو۔ پس مین تم سے عمدہ کلام اور نرم الفاظ مین مباحثہ کرتا ہون شاید کہ تم ہوشیار ہو اور حق کی طرف مائل ہو اور خدا تعالی کے اوس کلام کی طرف رجوع کرو جسکو مین تمہارے سامنے پڑھتا ہون اور جسکو خدا نے ہمارے پیغمبر خاتم الانبیا اور سردار بنی آدم محمد علیہ الصلوۃ والسلام پر نازل کیا ہے۔ مین اس بات مین ناامید نہین ہون بلکہ تمہاری نسبت خدا سے امید کرتا ہون جو اپنی مرضی سے جسکو چاہتا ہی ہدایت کرتا ہے اور مین دعا کرتا ہون کہ خدا تمکو اس کام کا سبب اور وسیلہ بنا دے اور مین دیکھتا ہون کہ خدا تعالی اپنے مقدس کلام مین فرماتا ہے إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (سورہ آل عمران ۔ ۱۷) یعنی دین تو خدا کے نزدیک بہی اسلام ہی ہے۔ پہر اپنے قول کی تاکید مین فرماتا ہے۔

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (سورۃ آل عمران ۔ ۷۹) یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش مین ہو تو اوسکا وہ دین ہرگز مقبول نہوگا اور آخرت مین وہ زیانکارون مین ہوگا۔ پہر خدا نے بطور امر قاطع کے تاکید کے ساتھ فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ (سورۃ آل عمران ۔ آیت ۹۷) (ترجمہ) یعنی اے مسلمانون اللہ سے ڈرو جیسا اوس سے ڈرنیکا حق ہے اور مرتے دم تک اسی دین اسلام پر ثابت قدم رہنا۔

اور تم (خدا تمکو کفر کی جہالت سے بچائے اور تمہارے دل کو نور ایمان سے منور کرے) جانتے ہو کہ مین عمر کی بہت سی منزلین طی کر چکا ہون اور مین نے تمام مذہبون پر عبور کیا ہے اور اونکو آزمایا ہے اور ان تمام مذہب والون مین خاصکر تم عیسائیون کی بہت سی کتابین مطالعہ کی ہین ۔ مین نے عہد عتیق اور عہد جدید کے

پڑھتے ہین جنکو خدا نے موسے او عیسے اور دیگر انبیاے علیہم السلام پر نازل کیا تھا
اُٹھائی ہے — اسکے بعد ہاشمی عہد عتیق اور عہد جدید کی خاص خاص کتابون کے نام
لکھتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ مختلف عیسوی فرقون کے عقائد مذہبی اوسنے کس
طرح معلوم کیے — مین بہت سے راہبون سے ملا ہون جو شدت زہد اور کثرت علم مین مشہور ہین
اور بہت سی خانقاہون اور گرجاؤن اور معبدون مین گیا ہون اور ان سات طبی نمازون
مین شریک ہوا ہون جنکو صلوٰۃ الاوقات کہتے ہین — ........ اور مین نے
اوس عجیب محنت کو اور رکوع کرنے اور زمین پر چہرہ اور پیشانی رکھکر سجدہ کرنے کو اور
نماز ختم ہونے تک سینہ پر ہاتھ باندھنے کو خاص کر تو ارون اور جمعون اور تہوارون
کی راتون کو دیکھا ہے جن مین وہ تمام رات جاگتے اور کھڑے ہو کر تسبیح اور تقدیس اور
تہلیل مین مشغول رہتے ہین اور اسیطرح تمام دن کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہین اور نمازون
مین باپ اور بیٹے اور روح القدس کا بار بار ذکر کرتے ہین اور اعتکاف کے دنون مین
جنکو وہ ایام البواعیث کہتے ہین ننگے سر بالون کے بچھونے اور راکھ کے ڈھیر پر کھڑے
ہوتے اور زار زار روتے اور آنکھون سے پے در پے آنسو بہاتے اور نہایت درد
کے ساتھ چلاتے ہین — مین نے اونکی قربانی کو بھی دیکھا ہے کہ وہ اوسکو کس احتیاط
سے ادا کرتے ہین اور قربانی کی روٹیان کتنی صاف ہوتی ہین اور جب قربانی کو اوس مقام
مین جو بیت المقدس کے نام سے مشہور ہے شراب کے بھرے ہوے پیالون کے ساتھ
قربان گاہ پر چڑھاتے ہین تو کسقدر روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہین اور کیسی لمبی لمبی
دعائین پڑھتے ہین — راہب جو اپنے جبہ سوزون کے دنون مین جن مین چار بڑے
اور دو چھوٹے روزے ہین جو عبادت اور تفکر اپنے حجرون مین کرتے ہین اوسکو بھی
دیکھ چکا ہون — مین ان تمام فرقون پر موجود رہا ہون اور جو عیسائی ان فرقون پر تھے اونکو دیکھ چکا ہون
اور ان سب باتونکو خوب جانتا اور پہچانتا ہون مین نے ملکانیون اور نسطوریون کو بھی دیکھ چکا ہون جو سب

بڑے عالم اور عارف مشہور ہیں۔ اور مذہب عیسوی میں ہوتا یا غرق ہیں اور دنیا سے
نہایت بے تعلقی اور نفرت ظاہر کرتے ہیں۔ میں نے اونکے ساتھ انصاف پسند اور
طالب حق ہو کر مناظرہ کیا ہی اور اپنے اور اونکے درمیان جھگڑے اور دشمنی اور زیادتی
اور خود پسندی اور تکبر کے ساتھ مکابرہ کرنے کو دخل نہیں دیا۔ میں نے [illegible]
طرح آزادی دی کہ وہ اپنی دلیلیں بیان کریں اور جو چاہیں کہیں نہ میں اونپر مواخذہ کرونگا۔
نہ کسی بات میں اونپر طعن اور ملامت کرونگا جیسا کہ ہمارے اہل مذہب کرتے ہیں
جو عام بازاری اور نادان اور احمق اور ساقط الاعتبار ہیں۔ نہ اونکا کوئی اصلی مقصد ہے
جسپر چلکر وہ قائم رہیں اور نہ اونکو سمجھ ہے جسپر وہ بھروسا کریں۔ نہ دین اور اخلاق ہے
جو اونکو بے ادبی سے روکے۔ اونکا کام سرسر زبان درازی اور مکابرہ اور حکومت کی
قوت پر شیخی کرنا ہے۔ اور نہ اونکے پاس علم ہے اور نہ کوئی حجت۔ جب میں اون
عیسائیوں سے مناظرہ کرتا تھا اور اونکی عقل اور اعتقاد اور علم کے ٹٹولنے کو اونسے کوئی
مسئلہ دریافت کرتا تھا تو وہ اوس مسئلہ کو سچ سچ بیان کرتے تھے اور کسی بات میں جسمیں
اونسے مباحثہ کرتا یا سوال کرتا تھا جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ میں نے اونکے دل کا
حال بھی ویسا ہی پایا جیسا کہ اونکا ظاہری حال تھا۔ اب میں تمکو (خدا تمکو نیک ہدایت
دے) یہ حال لکھتا ہوں اور اون باتونکی تفصیل کر رہا ہوں جنکو میں نے مدت کے
مباحثون اور امتحانون کے بعد اچھی طرح معلوم کیا ہے تاکہ میرا مکتوب الیہ یہ گمان نکرے
کہ میں اون باتون سے ناواقف ہوں اور جان جاوے کہ میں نصاریٰ کے تمام حالات
سے کماحقہ آگاہ ہوں۔

اب میں بسبب اوس واقفیت کے جو مجھکو تمہارے مذہب کی نسبت حاصل ہے
اور بسبب زمانہ دراز کی محبت کے تمکو اوس مذہب کی طرف بلاتا ہوں جسکو خدا نے [illegible]
لیے پسند کیا اور میں نے خود اوسکو اپنے لیے اختیار کیا اور میں تمہارے [illegible]

پہونچنے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہنے کا پورے طور پر ضامن ہوتا ہون
وہ مذہب یہ ہے کہ تم ایک یکتا اور بے نیاز خدا کی عبادت کرو نہ اوس سے
کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اوسکی کوئی بیوی ہے نہ اولاد ہے نہ اوسکا کوئی
[illegible] وہ صفت ہے جو خدا تعالے نے اپنی نسبت بیان کی ہے کیونکہ دنیا اِن
لوگ اوسکو اوس سے زیادہ نہین جانتا۔ مین ایسے ایک خدا کی طرف تمکو بلاتا ہون
کی یہ صفت ہے اور مین اپنے خطاب مین خدا کی تعریف اس سے زیادہ نہین کر سکتا جو
خود اوسنے اپنی [illegible] بیان کی ہے اوس کا نام اور ذکر اس سے بہت زیادہ بلند ہے
کہ [illegible] بیان کرتے ہین۔ یہ یہی طریقہ تمہارے باپ اور ہمارے باپ ابراہیم کا
تھا (اونپر خدا کی رحمت ہو) اور وہ خالص مسلمان تھے۔
پھر مین تمکو (خدا تمکو ہر بلا سے محفوظ رکھے) اپنے آقا کی نبوت کے اقرار اور شہادت
کی طرف بلاتا ہون جو بنی آدم کے سردار اور خدا کے برگزیدہ اور خاتم الانبیا محمد بن عبداللہ
ہین . . . . . جنکو خدا نے تمام دنیا کے لیے بشیر یعنی خوشخبری دینے والا اور نذیر
یعنی ڈرانیوالا پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۝
(سورۂ توبہ ۳۳) یعنی وہ ہے جسنے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا
تاکہ اوسکو تمام دینون پر غالب کرے گو مشرکون کو بُرا ہی کیون نہ لگے۔ انہون نے
مشرق اور مغرب اور خشکی اور تری اور پہاڑون اور میدانون کے سب آدمیون کو رحمت
اور مہربانی اور اخلاق اور شیرین کلامی سے دعوت کی۔ اور تمام مخلوق نے اونکی دعوت
قبول کی اور اس بات پر گواہی دی کہ وہ خدا کے رسول ہین اُنکے لیے جو نصیحت ماننے
کے لیے تیار ہین۔ اور تمام دنیا نے دل سے اونکی اطاعت اقرار کیا کیونکہ سب لوگ
اونکے قول کے سچا ہونے اور اونکی دلیل کے صحیح اور واضح ہونے کو جان چکے

تھے - وہ دلیل ہین اور حجت قاطع یہ کتاب ہے جو خدا کی طرف سے اونپر نازل ہوی
اور جسکی مثل کوئی جن اور کوئی انسان نہین لاسکتا خدا فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ
الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ
كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (سورۃ بنی اسرائیل - ۹۰) یعنی اسے پیغمبر لوگون سے
کہدو کہ اگر آدمی و جنات جمع ہوکر اس بات پر آمادہ ہون کہ اس قرآن کی طرح کا اور کلام بنالائین
تا ہم اس جیسا نہین لاسکتے اگرچہ ان مین سے ایک کی پشتی پر ایک کیون نہو - یہی
دلیل آنحضرت کے دعوے پر کافی ہے انہون نے ایک یکتا اور بے نیاز خدا کی عبادت
پر لوگون کو دعوت کی - لوگون نے اونکے دین مین داخل ہوکر بلا جبر و اکراہ کے نہایت
خوشی سے اونکی طاعت قبول کی اور اُن لوگون پر جو اونکی نبوت اور رسالت سے انکار کرتے
اور اُنکے ساتھہ مقابلہ اور مکابرہ کو تیار تھے اونکے نام کی برکت سے غالب آئے اور خدا نے اونکو
ملکون پر مسلط کیا اور قومونکی گردنین اونکے سامنے جھکادین مگر جن لوگون نے اونکی
بات کو سنا اور اونکے مذہب کو مانا اور اونکے دین پر گواہی دی تو اونکے جان و مال اور عزت
محفوظ کی گئی اور وہ عاجز ہوکر جزیہ دینے سے بری ہوے " (بیان الہاشمی اسلام
کے ارکان و فرائض بیان کرتا ہے مثلاً پانچ وقت کی روزانہ نماز - رمضان کے روزے
جہاد - قیامت کے دن مردون کا زندہ ہونا اور اونکا انصاف ہونا - بہشت کی نعمتیں
اور دوزخ کی تکلیفین -) " اب ہم تمکو سمجھا چکے - اگر تم ایمان لاۓ اور خدا کی نازل کی
ہوی کتاب کی جو آیتین تمکو سنائی گئی ہین اونکو تمنے قبول کرلیا تو ہماری نصیحت اور جو کچھہ
تمکو تحریر کیا ہے اوس سے فائدہ اوٹھاؤ گے اور اگر تمنے نہین مانا اور کفر اور گمراہی اور
حق باتون کی مخالفت پر تم برابر قائم رہے تو ہم تو ضرور اپنے کیے کی جزا پاینگے کیونکہ ہم کو
جو حکم دیا گیا تھا ہمنے اوسپر عمل کیا اور خدا نے چاہا تو وہی تمہارا انصاف کریگا - (اسکے
بعد الہاشمی متعدد مذہبی فرائض اور مسلمانون کے طریقون کو بیان کرتا ہے اور نتیجہ

نکالتا ہے کہ) بس مین نے خدا کا کلام تمکو سنا دیا اور کلام سچا ہے - اوسکا کوئی وعدہ کبھی
خلاف نہین ہوسکتا نہ اوسکا کوئی قول جھوٹا ہوسکتا ہے جسکو مین اپنے خط مین اوپر لکھ آیا
ہون امید ہے کہ باوجود کم ہونیکے کافی ہے - اب تم کفر اور گمراہی اور بدبختی اور مصیبت
کی باتون کو ترک کرو اور تحریف کی باتون کو چھوڑو جن کو تم جانتے ہو اور جنکا تم انکار نہین
کرسکتے - اور وہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کا قائل ہونا اور صلیب کی پرستش کرنا ہے
جو نقصان ضرور دیگا اور فائدہ دیگا نہین - مین تمہاری اس حالت کو دیکھ کر شکر کرتا ہون
تمہاری علم اور فضیلت کی شان کو اس مذہب کی لغویت سے بالا سمجھتا ہون مین
دیکھتا ہون کہ خدا اپنے پاک کلام مین فرماتا ہے - اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ
وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۤءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا
عَظِيْمًا ○ (نساء - ۵۱) یعنی اللہ اس (جرم) کو معاف کرنے والا نہین کہ اوسکے ساتھ
کسی کو شریک گردانا جائے - ہان اسکے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کردے اور جس نے
کسی کو خدا کا شریک گردانا اوس نے (خدا پر) طوفان باندھا جو بہت بڑا گناہ (ہے)۔
اسیطرح ایک جگہ خدا فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ
مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْۤ اِسْرَاۤءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ
يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ ○ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○
مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ
كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ
(مائدہ - ۷۶ - ۷۹) یعنی جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو یہی مریم کے بیٹے مسیح ہین اور بس

یہہ لوگ بے شک کافر ہو گئے اور مسیح (تو یون) سمجھایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل
اللہ (ہی) کی عبادت کرو کہ وہ میرا اور تمہارا سب کا پروردگار ہے - اسمین شک نہین کہ
جو اللہ کے ساتہہ کسی کو بھی شریک گردانے اللہ کی طرف سے بہشت اوسپر حرام ہو چکی اور
اوسکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ایسے ظالمون کا کوئی بہی مددگار نہین جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تو
یہہ ہی تین مین کا تیسرا ہے - یہہ لوگ بھی بے شک کافر ہو گئے حالانکہ خدای واحد کے سوا
کوئی معبود نہین اور جیسی جیسی باتین یہہ لوگ کہتے ہین اگر اونسے باز نہین آئینگے تو جو لوگ اونمین
سے کفر کرتے رہین گے اون پر عذاب دردناک نازل ہو کر رہیگا - کیا یہہ خدا کے آگے توبہ
اور استغفار نہین کرتے اور اللہ تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے - مریم کے بیٹے مسیح تو صرف
ایک رسول ہین اور بس - اُن سے پہلے بھی بہتیرے رسول ہو گذرے ہین اور اونکی والدہ
(خدا کی ایک) سچی (بندی) تہین - یہہ دونون (مان بیٹے) کہانا کہاتے تھے دیکھو تو
سہی ہم کس طرح کہول کہول کر ان لوگون سے دلائل بیان کرتے ہین پہر دیکھو یہہ لوگ کدہر
اولٹے بہٹکے چلے جارہے ہین" اب تم اس گمراہی کو اور اوس سخت تعصب کو جو تکلیف
مین ڈالنے والا ہے اور روزون کی سخت محنت کو اور دائمی شقاوت اور تکلیف سخت
کو جس مین تم ڈوبے ہوئے ہو اور جس سے سوای جسمانی اور روحانی تکلیف کے کوئی
فائدہ نہین ہے' چہوڑ دو اور اس مضبوط دین مین داخل ہو جسکا رستہ آسان ہے جسکے عقیدے
سچے ہین - جسکے قانون عمدہ ہین اور جسکا رستہ کشادہ ہے اور جسکو خدا نے اپنے بندون
مین سے اپنے دوستون کے لیے پسند کیا اور تمام مذہبون کو چھوڑ کر مہربانی اور احسان
سے اسی مذہب کی طرف تمام مخلوق کو دعوت کی ہے تا کہ اونکو ہدایت ہو اور خدا کی نعمت
اون پر پوری ہو -

مین تمکو نصیحت کر چکا اور دوستی اور سچی محبت کا حق ادا کر چکا - کیونکہ مین چاہتا ہون
کہ تمکو اپنے ساتہہ شامل کرون اور مین اور تم دونون ایک خیال اور ایک مذہب پر ہون

مین دیکھتا ہون کہ خدا اپنے کلام محکم مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ
اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ
الْبَرِیَّةِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ؕ جَزَآؤُھُمْ
عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ
رَضِیَ اللّٰهُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ (بینہ - ۵ - ۹)
یعنی بیشک اہل کتاب اور مشرکین مین سے جو لوگ انکار کرتے رہے وہ (آخرکار) دوزخ
کی آگ مین ہونگے اور اوسمین ہمیشہ رہین گے یہہ لوگ بدترین خلائق ہین - بیشک جو لوگ
ایمان لائے اور انہون نے نیک عمل بھی کئے یہی لوگ بہترین خلائق ہین انکا بدلا انکے
پروردگار کے ہان رہنے کے باغ (بہشت) ہین جنکے تلے نہرین بہہ رہین ہونگی
اور وہ اُن مین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے - اللہ اونسے خوش اور وہ اوس سے خوش - یہہ اوسکے
لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے - دوسری جگہہ خدا فرماتا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ
اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ
وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ؕ مِنْھُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ (آل عمران - ۱۰۶) یعنی لوگون کے
(فائدہ) کے لیے جسقدر امتین پیدا ہوئین اُن مین تم مسلمان سب سے بہتر ہو کہ
اچھے کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کامون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو
اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو اونکے حق مین بہتر تھا (مگر) اون مین سے تھوڑے
ایمان لائے اور اکثر نافرمان ہین " خدا تمکو زندہ اور سلامت رکھے مین اس بات سے
ڈرتا ہون کہ تم دوزخیون مین شامل ہو جو بدترین خلائق ہین اور امید رکھتا ہون کہ تم خدا
کی ہدایت سے ایمان والون مین شامل ہو گے جن سے خدا خوش ہے اور وہ خدا سے
خوش ہین اور وہی بہترین خلائق ہین - اور مین امید کرتا ہون کہ تم اوس امت مین شامل

ہو گئے جو اُن تمام امتون سے بہتر ہے جو کہ لوگون کے فائدہ کے لیے پیدا ہوئی ہین
لیکن اگر تم انکار کرو اور جھگڑو اور تکرار اور نادانی اور کفر اور سرکشی مین مبتلا ہو جیسے مین کہ تم
ابھی تک مبتلا ہو اور ہماری بات کو نہ مانو اور ہماری نصیحت کو نہ سنو حالانکہ نہ تم سے ہم
اسکا انعام طلب کرتے ہین نہ شکریہ کے خواستگار ہین تو نہایت اطمینان سے اپنے مذہب
کی کیفیت لکھیے جو تمہارے نزدیک صحیح ہو اور جسپر تمہارے نزدیک دلیل قائم ہو چکی ہو۔
دلیل لانے مین ذرا کمی نہ کرنا اور نہ اپنے اعتقاد کو چھپانا اور کچھ خوف اور باک نہ کرنا مین صبر
کے ساتھ تمہاری دلیل کو سنونگا اور جو حجت مجھپر قائم ہو اوسکو مانونگا۔ اور دل سے مانون گا اور
نہ انکار کرونگا۔ نہ ہٹ دھرمی اور نہ کچھ خوف کرونگا۔ یہ اسلیے کہا کہ جو کچھ تم ہماری سامنے پیش کروگے اور ہمکو
سناؤ گے اوسکا ہم اندازہ کرین اور جو معلومات ہمکو حاصل ہین اونمین شامل کرین پھر اسکے بعد ہمکو اجازت
دین کہ تم دل کھولکر بیان کرو اور ہمپر یہ دلیل نہ لاؤ کہ ہم خوف کی سبب سے رک گئے اور کافی طور پر حجت لا سکے اور اس
بات کی ضرورت ہوی کہ ہم اپنی زبان کو بند کرلین اور دل کھولکر اپنی دلائل بیان کرین
اس لیے ہمنے تمکو دلائل بیان کرنے کے لیے پوری آزادی دی تاکہ تم ہماری طرف اس
بات کو منسوب نہ کر سکو کہ ہم مغرور ہین اور ہمپر حجت نہ لا سکو کہ ہم نے ہٹ دھرمی اور زیادتی
کی کیونکہ یہ بات ہماری شان کے خلاف ہے۔

خدا تمکو تمام آفات سے محفوظ رکھے اب تم جو چاہو دلیل لاؤ اور جس طرح چاہو بیان کرو
اور جو تمہارا جی چاہے کہو اور تم اپنے خیال مین جس بات کو سمجھو کہ اس سے مضبوط دلیل پیدا
ہوگی اوسکو بھی کھولکر بیان کرو۔ اب تم وسیع طور پر امن و امان مین ہو اور خدا تمکو نیکی دے
جبکہ ہم نے اس قدر آزادی تمکو دی۔ اور تمہاری زبان اسقدر کھلوائی تو ہمارا یہ حق بھی
تمپر لازم ہے کہ تم اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسے منصف حکم کو مقرر کرو جو فیصلہ مین
ناانصافی نہ کرے اور ہوای نفسانی کے غلبہ سے دور رہ کر ناحق کی طرف نہ جھکے۔ اور
وہ حکم عقل ہے جسپر خدا لیتا اور دیتا ہے۔ ہم نے تمسے کلام کرنے مین انصاف کا خیال

سکھا ہے اور تمکو نہایت وسیع طور پر آزادی دی ہے اب ہم عقل کے فیصلہ پر راضی ہین خواہ وہ فیصلہ ہماری رای کے موافق ہو یا مخالف - کیونکہ مذہب مین کوئی جبر نہین ہے اور ہمنے تمکو اپنے مذہب کی دعوت جبر سے نہین کی ہے بلکہ خوشی اور رغبت دلانے کے طریق پر کی ہے اور جس مذہب پر تم ہو اوسکی خرابی جتادی ہے - اب تم پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اوسکی برکتین تم پر نازل ہون [1] (تمام شد)

اسمین شک نہین کہ یہ خط غیر مکمل حالت مین ہم تک پہونچا اور عیسائی نقل نویسون نے اوس مین بہت کچھہ ردوبدل کردیا - بعض مسائل مذہبی کا ذکر جو عیسوی مذہب کے ساتھہ خصوصیت رکھتے ہین مثلاً مسئلہ تثلیث کا رد اس خط مین بیان نہین ہے - لیکن عبد المسیح الکندی کے جواب مین تثلیث کے خلاف جو عبارتین دیکھنے مین آتی ہین اونسے صاف ظاہر ہے کہ ہاشمی کے خط سے وہ مضامین جو عیسائیون کو ناراض کرتے تھے اڑا دیے گئے [2]

[1] مولوی سید وحید الدین صاحب سلیم نے نہایت مہربانی فرماکر براہ راست عربی زبان سے اس خط کا ترجمہ کردیا جسکو مین نے بجنسہ یہان نقل کیا ہے - مولویصاحب موصوف کا مین نہایت مشکور ہون انگریزی ترجمہ سے جو اصل کتاب مین ہے یہ اردو کا ترجمہ بالکل مطابق ہے - (مترجم) [2] اسیطرح مشہور عیسائی الوار اور ایک یہودی کے درمیان جو عیسائی مذہب چھوڑکر یہودی ہوا تھا سخت مذہبی مناظرہ ہوا اس مناظرہ مین جو خط و کتابت ہوئی اوسکے ایڈیٹر نے پندرہوین خط مین لکھا ہے کہ "اس صفحہ پر چودہ سطرین اسطرح مٹائی گئی ہین کہ ایک سطر بھی نہین پڑھی جاتی - مالک کتاب نے آگے کا صفحہ بالکل اڑادیا ہے تاکہ یہودی سے جو دیوالنون کی طرح بڑبڑاتی ہے اسکو کوئی شخص نہ پڑھ سکے" ([illegible] صفحہ ۳۰۸)

# ضمیمہ سوم

## مسلمانوں اور غیر مذہب کے لوگوں کے درمیان مناظرانہ تحریریں

اگرچہ مسلمانوں کے ہاں تبلیغ مذہب کیلیے کوئی مستقل انتظام یا سررشتہ نہیں ہے اور نہ ایسی انجمنیں موجود ہیں جو مذہبی کتابیں اور رسالے اشاعتِ دین کی غرض سے تقسیم کریں یا ایسے ہی اور طریقوں سے اسلام کو پھیلائیں لیکن مسلمانوں کے ہاں ایسی کتابوں کی کمی نہیں ہے جن میں غیر مذہب والوں کے خلاف خاص کر یہودیوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں مذہب اسلام کی فضیلت کو دلیل اور حجت سے ثابت کیا ہو۔ ان کتابوں کا مفصل حال لکھنا ہمارا مقصود نہیں ہے بلکہ اونکی طرف صرف متوجہ کرنا ضروری ہے تاکہ دعوت اسلام کے متعلق لوگوں کا یہ عام خیال رفع ہوجاوے کہ جب کبھی اسلام کی اشاعت ہوئی تو ہزاروں آدمیوں نے یک سخت مجبور ہوکر اسلام قبول کیا اور وہ دلی اعتقاد سے مسلمان نہیں ہوئے بلکہ غیر مذہب والوں کو اعتقاد پیدا کر کے مسلمان کرنا داعیانِ اسلام کا مقصد ہی تھا اگرچہ کفار کے خلاف اسلامی مباحثوں کی ابتدا قرآن شریف سے ہوتی ہے لیکن در اصل نویں صدی عیسوی سے مسلمانوں کی مناظرانہ تحریروں کا ایک زبردست سلسلہ شروع ہوا جو ابتک جاری ہے۔ یہ تحریریں اور کتابیں عیسوی مذہب کے رد میں اسقدر لکھی گئی ہیں کہ عیسائی مذہب کی طرف سے اسلام کے رد میں اتنی کتابیں تحریر نہیں ہوئیں۔ اور بعض زبردست علمای اسلام نے مثلاً ابویوسف ابن اسحاق الکندی (سنہ ۸۱۳–۸۷۳ء) مسعودی (سنہ وفات ۹۵۸ء) – ابن حزم (سنہ ۹۹۴–۱۰۶۴ء) – امام غزالی سنہ وفات ۱۱۱۱ء نے ان کتابوں کی تحریر کے لیے قلم اٹھایا۔ بعض عیسائیوں نے بھی مسلمان ہو کر اسلام کی

حمایت اور اپنے مسلمان ہونے کے حالات اور وجوہات مین کتابین لکھین۔ چنانچہ گیارہوین
صدی عیسوی مین ابن حزم نے اور تیرہوین صدی عیسوی مین یوسف اللبنانی اور شیخ زیاد ابن
یحییٰ نے اور پندرہوین صدی عیسوی مین عبد اللہ ابن عبد اللہ نے (جسکا حال ضمیمہ چہارم مین
لکھا گیا ہے) اور سولہوین صدی عیسوی مین احمد ابن عبد اللہ نے جو انگریز تہا اور انگلستان
کے شہر کیمبرج مین پیدا ہوا تہا اسلام کی حمایت اور اپنے اسلام لانے کے حال مین کتابین
لکھین۔ یہہ سب لوگ مسلمان ہونے سے پہلے عیسائی مذہب رکہتے تہے۔ چند یہودیون
نے بہی اسلام قبول کرکے اسی قسم کی تحریرین لکھین لیکن اُنکی تعداد اُن مسلمانون کی کتابون
سے کم ہے جو عیسائی مذہب چہوڑکر مسلمان ہوے تہے۔ ہندوستان مین بہی علاوہ اُن
متعدد کتابون کے جو عیسوی مذہب کی ردّ مین لکہی گئین ہندوؤن کے مذہب کے خلاف
مسلمانون نے بکثرت کتابین لکہی ہین۔ لیکن یہہ بات مجہکو تحقیق نہین ہے کہ اور ملکون
مین بہی جہان بُت پرست رہتے ہین مسلمانون نے اس قسم کی کتابین تحریر کین۔
مفصلۂ ذیل کتابون سے مسلمانون کی مناظرانہ تحریرون کے متعلق بخوبی معلومات حاصل
ہوسکتی ہے۔

(۱) موریطستین شنیدر کی کتاب "پولیمشے اند اپولوگیتشے لیترا تو ران عرابیشر سپراخے
زولشن مسلمین۔ کرستین اند جودین" (مطبوعہ لائپزگ ۱۸۷۷ء)۔

(۲) اگناتوس گولدزیہر کی کتاب "اوبر محمدانشے پولیمیک گیگن اہل الکتاب (ز۔ د
م۔ گ۔ جلد ۳۲ صفحہ ۳۴۱ سنہ ۱۸۷۸ء)

(۳) مارتین شرائنر کی کتاب "زور گیشختے دیر پولیمیک وشن جودین اند محمدانیرن"
(ز۔ د۔ م۔ گ۔ جلد ۴۲ صفحہ ۵۹۱ سنہ ۱۸۸۸ء)

# ضمیمہ چہارم

## وہ لوگ جنہون نے بغیر داعیان اسلام کی ہدایت کے اسلام قبول کیا

اشاعت اسلام کے حالات اُسوقت تک مکمل تصور نہین ہوسکتے جبتک کہ ایسے لوگون کا ذکر نہ کیا جاوے جنہون نے بغیر واعظین اسلام سے واسطہ پڑے بلکہ بغیر کسی مسلمان کو دیکھے صرف اسلامی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا۔ ایسے لوگون کی تعداد کچہ کم نہین ہے لیکن اونکے مسلمان ہونے کے متعلق جو حالات تحقیق ہوتے ہین وہ کم ہین۔ اسطرح کی چند لوگون کا حال کسی قدر تفصیل سے یہان لکہا جاتا ہے۔ اگرچہ دعوت اسلام کی تاریخ سے اوسکو واسطہ نہین ہے مگر فی نفسہ وہ دلچسپ ہے۔

غالباً سب سے پہلا شخص جو اسطرح مسلمان ہوا وہ ایک یونانی تہا جسکا نام تہیوڈس کلوس تہا اور وہ سینٹ آئسوڈور کی موت پر (سنہ ۶۳۶ء) سیوایل کا آرچ بشپ مقرر ہوا تہا عیسائیون نے تہیوڈس کلوس کو اس وجہ سے ملحد قرار دیا کہ وہ مسیح (علیہ السلام) کو باپ اور روح القدس کے ساتہہ وحدت مین ایک خدا نہ مانتا تہا بلکہ اُنکو خدا کا متبنٰی تسلیم کرتا تہا۔ چنانچہ کلیسا کی ایک مجلس نے تہیوڈس کلوس کو ملحد قرار دیا اور آرچ بشپ کے عہدے سے اوسکو برخاست کیا بلکہ تسیس کی سند بہی اوس سے چہین لی۔ یس وہ عربون کے پاس چلا گیا اور وہان مسلمان ہوگیا[1] اور یہ تحقیق نہین ہوسکا کہ مذہب اسلام کی نسبت جو واقفیت اول یورپ مین ملک اسپین سے پہیلی یا اسکے بعد صلیبی لڑائیون کے زمانہ مین یورپ کے تعلقات بلاد اسلامیہ سے پیدا ہوے تو ان قرنون مین یورپ کے عیسائیون کو اسلام قبول کرنے کی طرف رغبت

[1] لوکاس پادری کی تاریخ دنیا۔ جلد ۴۔ صفحہ ۳۰۵ (مطبوعہ فرانکفرٹ سنہ [illegible])

ہوی یا یہہ کہ زمانہ متوسطہ کے اکثر عیسائی فرقے جو ملحد سمجھے جاتے تھے انہون نے
مذہبی خیالات کی آزادی کے لیے احاطۂ اسلام مین شامل ہونا چاہا سلطنت روم کی
عیسائی رعایا یا صلیبیون کے ذکر کی جو مسلمان ہوے بیان ضرورت نہین کیونکہ انکا
ذکر ہم اس کتاب مین لکہہ چکے ہین۔

جن لوگون نے بغیر واعظون کی کوشش کے خود اسلام قبول کیا اونمین سب سے
زیادہ عجیب اور مفصل حال ایک پادری کا ہے جو کتاب تحفۃ الاریب فی الرد علی اہل الصلیب
مین بیان ہے۔ اس کتاب کو اسی پادری نے مسلمان ہونے کے بعد عبداللہ ابن
عبداللہ اپنا نام رکہکر سنہ ۱۴۲۰ع مین عیسوی مذہب کے رد مین لکہا۔ کتاب کے دیباچہ
مین اوسنے اپنی سوانح عمری لکہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جزیرۂ میورقہ (مجورکا)
مین دولتمند ماباپ کے گہر مین پیدا ہوا۔ بچپن سے اوسکی تعلیم پادری بننے کے لیے ہوئی
چہہ برس کی عمر سے اوسکو انجیل پڑہنے بٹہایا گیا اور اوسنے انجیل کے بہت سے حصے حفظ
یاد کر لیے۔ لغت اور منطق پڑہنے کے بعد وہ لاردہ (لیریڈا) کی یونیورسٹی کو جو ملک قطلونیہ
(کیٹلونیا) مین تہی روانہ کیا گیا۔ یہان چار برس تک اوسنے عیسوی دینیات کی تحصیل
مین کوشش کی۔ پہر لاردہ سے وہ بلونیہ (بلونا) کی یونیورسٹی مین گیا جو اوسوقت شہرۂ
آفاق تہی۔ یہہ پادری لکہتا ہے کہ یہان مین ایک پادری کے گہر مین جا کر رہا جسکی لوگ بہت عزت
کرتے تہے اور اوسکا نام نکولس مارتیل تہا بلونیہ مین اس پادری کو اپنے علم و فضل و پارسائی
کی وجہ سے جن مین وہ یگانۂ روزگار تہا بڑا رتبہ حاصل تہا۔ مذہب کے نہایت مشکل مسائل
اطراف ملک سے حل ہونے کے لیئے ملکون کے بادشاہ اور امرا اور لوگ مع بیش قیمت
تحائف کے اوسکے پاس بہیجتے تہے۔ . . . . . . اس پادری سے مین نے عیسائی
مذہب کا علم اصول پڑہا اور مدت تک اوسکی خدمت کی یہانتک کہ وہ مجہکو اپنے خاصان
خاص مین سے سمجہنے لگا۔ چونکہ مین نے نہایت دل سے اوسکی خدمتگزاری کی اس لیے

اوسنے اپنے تمام گہربار اور مال ومتاع کی کنجیان میرے حوالے کردین اور اس طرح دس برس مین نے اس پادری کی ملازمت اور تحصیل علم مین صرف کیئے اتفاقاً ایک روز وہ بیمار ہوگیا اور درسگاہ مین پڑہانے کے لیے نہ آیا سب طالبعلم جو اوس سے سبق لیا کرتے تہے اوسکے انتظار مین بیٹھے بیٹھے مختلف مسائل علمی پر بحث مباحثہ کرنے لگے یہانتک کہ ان مباحثون مین خدا کے اوس کلام کا ذکر آیا جسکو خدا نے اپنے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی القا فرمایا تہا کہ "میرے بعد ایک نبی آئیگا جسکا نام فارقلیط ہوگا"۔ اس کلام پر دیر تک قیل وقال ہوتی رہی لیکن بغیر اسکے کہ کوئی بات فیصل ہوتی اور کوئی یا معنی توجیہ لفظ فارقلیط کی ہوتی سب طالبعلم اپنے اپنے گہر چلے گیے۔

جب مین اپنے اوستاد کے گہر واپس آیا تو اوسنے مجہسے پوچہا کہ آج میری غیبت مین تمنے کس مضمون پر بحث کی؟" مین نے عرض کیا کہ لفظ فارقلیط پر بحث ہوئی لیکن ہم سب کسی ایک بات پر متفق نہ ہوسکے کسی نے کچہہ رای لگائی اور کسی نے کچہہ"۔ اسکے بعد مین نے وہ تمام رائین بیان کین جو مختلف طلبا نے فارقلیط کے نام کی نسبت ظاہر کی تہین۔ پادری نے پوچہا کہ "خاص تمنے اس مسئلہ کو کیونکر حل کیا؟ مین نے عرض کیا کہ "فلان فلان مفسر نے انجیل کی تفسیر مین جو کچہہ لکہا ہے وہی مین نے بیان کیا تہا"۔ مارتیل یہہ سنکر بولا "حق بات کے قریب تم پہونچ گئے تہے لیکن پہر بہی بہت دور تہے۔ فلان طالبعلم نے یہہ یہہ غلطی کی اور فلان طالبعلم سچی بات کے لگ بہگ پہونچ گیا تہا لیکن جو حقیقی معنی ہین اوس تک کوئی نہ پہنچا۔ کیونکہ اس مقدس نام کے معنی اون علماء کے سوا کوئی شخص نہین جان سکتا جنکا علم راسخ ہے اور درجہ کمال کو پہونچ گیا ہے معلوم ہوا کہ تمہارا پایہ علمی ابہی بہت کم ہے"۔

یہہ باتین سنکر مین پادری کے قدمون پر گر پڑا اور اوسکے پاؤن کو بوسہ دے کر مین نے التجا کی کہ "اے میرے آقا مین ایک دور دراز ملک سے آپ کے پاس آیا ہون۔ دس

برس سے آپ کی خدمت مین حاضر ہون اور مین نے وہ علمی فوائد آپکی ذات سے حاصل کیے
ہین جو بیان سے باہر ہین - اب آپ اس اسم مبارک (فارقلیط) کے معنی بتا کر مجہہ پر اپنے
احسانات کا خاتمہ کر دیجیے " بوڑہا پادری یہ سنکر رونے لگا اور کہا کہ " بیشک تو نے میری
بہت خدمت کی ہے اسلیے تیری خاطر مجھکو عزیز ہے - فی الواقع اس اسم شریف کے معنی
پر علم حاصل کرنے مین بڑا فائدہ ہے - لیکن مجھکو خوف ہے کہ اگر اوسکے معنی مین نے تجہپر
ظاہر کیے تو عیسائی مجہے مار ڈالین گے "

یہہ سنکر مین نے کہا " قسم ہے مجھکو خدا کی اور قسم ہے انجیل اور [illegible] لانیوالے
کی کہ بلا آپکی اجازت مین اس راز کو کسی پر فاش نہ کرونگا - پادری نے کہا " اے فرزند جب تو
پہلے پہل میرے پاس آیا تہا تو مین نے تجہہ سے پوچہا تہا کہ تیرا وطن کہان ہے - کیونکہ
مین جاننا چاہتا تہا کہ وہ مسلمانون کے ملک کے پاس ہے یا دور - اور یہ کہ تیرے ملک
کے لوگ مسلمانون سے لڑنے جاتے ہین یا مسلمان اونسے لڑنے آتے ہین - غرض
مین نے یہ تحقیق کرنا چاہا تہا کہ اسلام کے ساتہہ تجہہ کو کس درجہ کی نفرت ہے - پس اب
اے عزیز معلوم کر کہ فارقلیط پیغمبر اسلام کے اسمای مبارک مین سے ایک نام ہے اور
یہہ وہی پیغمبر ہین جن پر وہ چوتہی کتاب نازل ہوی جسکا وعدہ دانیال نبی کی زبان خدا نے
کیا تہا - یقینی پیغمبر اسلام کا دین سچا دین ہے اور اوسکا مذہب روشنیون سے بہرا ہوا ہے جسکا
ذکر انجیل مین ہے -

یہہ سنکر مین نے پوچہا کہ " اگر ایسا ہے تو پہر عیسائی مذہب کی نسبت آپکی کیا رای ہے؟"
پادری نے جواب دیا " اے عزیز - اگر عیسائی مسیح علیہ السلام کے دین پر قائم رہتے
تو خدا کا دین اون پاس ہتا کیونکہ مسیح علیہ السلام کا دین مثل دیگر انبیاء کے دین کے منجانب
اللہ ہے "

مین نے پوچہا " تو آپ اسکا کیا علاج ہے؟"

پادری نے کہا "اے عزیز اسلام قبول کرلے"۔

مین نے دریافت کیا "تو کیا جو شخص اسلام قبول کرتا ہے وہ مستحق نجات ہے"
پادری نے جواب دیا "ہان اوسکو دنیا اور آخرت مین نجات ملتی ہے"۔
پھر مین نے عرض کیا کہ "اے آقا- ہر عاقل اپنے لیے وہی چیز پسند کرتا ہے جسکو وہ سب سے بہتر سمجھتا ہے- جب اسلام کی فضیلت کو آپ تسلیم کرتے ہین تو خود کیون مسلمان نہین ہو جاتے؟"

پادری نے کہا کہ "اے عزیز- مذہب اسلام کی فضیلت اور خوبیان اور پیغمبر اسلام کے درجات خدا نے مجہپر عالم ضعیفی مین ظاہر کیے- اب مین ایک پیر نحیف ہون لیکن کہنے سے میری یہ مراد نہین ہے کہ یہہ عذر قابل پذیرائی ہے بلکہ برخلاف اسکے خدا کی حجت مجہپر قائم ہے- اگر تمہاری سی عمر مین خدا کی طرف سے مجہہ کو یہہ علم حاصل ہوتا تو مین سب چیزون کو چھوڑ کر اسلام کے سچے دین کو قبول کرتا لیکن دنیا کی محبت تمام گناہون کی جڑ ہے- تمکو معلوم ہے کہ عیسائیون مین مجہہ کو کیا درجہ حاصل ہے اور وہ میری کیسی عزت اور توقیر کرتے ہین- اب انکو اگر ذرا بھی معلوم ہو کہ میرا میلان خاطر اسلام کی طرف ہے تو وہ سب ملکر مجہہ کو فوراً قتل کر ڈالین گے- اگر فرض کرو کہ مین انکی دارو گیر سے کسی طرح بچکر مسلمانون کے ملک مین بخیریت پہونچ بھی گیا تو پھر کیا نتیجہ ہے- اگر مین نے مسلمانون سے کہا کہ مین مسلمان ہو کر تم مین آباد ہونا چاہتا ہون تو وہ مجہہ سے کہین گے کہ سچے دین کو قبول کرکے تم اپنے اوپر احسان کروگے کیونکہ پھر خدا کے مواخذہ سے بچ جاؤ گے لیکن تمہارے مسلمان ہونے سے ہمکو کیا نفع ہے- جب یہ جواب ملیگا تو سوائی اسکے کیا ہوگا کہ مین ستر برس کا بڈہا مفلس مسلمانون کی زبان سے ناواقف فاقہ کشی سے مرنے کے لیے اون مین پڑا رہون اور اونکو خبر تک نہ ہو کہ اس حال سے پہلے مجہہ کو کیا درجہ و مرتبہ حاصل تہا پس مین خدا کا شکر کرتا ہون اور خدا کو گواہ کرتا ہون کہ مین حضرت عیسی علیہ السلام کے

[illegible] ہمی پر جو اونپر نازل ہوی ثابت قدم ہون"

مین نے کہا "[illegible] اب آپ کی نصیحت یہ ہے کہ مین مسلمانون کے
ملک مین جاؤن اور اونکا مذہب اختیار کرون۔؟"

پادری نے کہا۔" ہان۔ اگر تم عقلمند ہو اور نجات کی خواہش رکھتے [illegible]
اور مسلمان ہوکر دنیا اور آخرت کی نعمتین حاصل کرو۔ لیکن یاد رہے کہ اسوقت تک ہمارے
ان باتون کی کسی کو اطلاع نہین ہے اور آیندہ بطور راز کے نہایت احتیاط سے
دل مین پوشیدہ رکھو۔ کیونکہ اگر ان باتون کا ایک شمہ بھی کسی پر ظاہر ہوگیا تو تم فوراً
مار ڈالے جاؤگے اور مین تمہارے لیئے کچھہ نہین کرسکونگا۔ اگر یہ راز تمسے کسی پر ظاہر ہوگیا تو
پھر مجھہ پر الزام لگانے سے تمکو کچھہ نفع نہ ہوگا۔ کیونکہ جو کچھہ مین تمہارے خلاف کہونگا اوسکو
عیسائی سچ سمجھینگے اور جو کچھہ تم میرے خلاف کہوگے اوسکا کوئی یقین نہین کریگا۔"

مین نے کہا "خدا مجھکو اس خیال تک سے محفوظ رکھے کہ مین اس راز کو فاش کرون۔"
غرض اپنے اوستاد کے حسب منشا مین نے وعدہ و اقرار کیا اور سامان سفر مہیا کرکے
اوستاد سے رخصت ہوا۔ چلتے وقت اوسنے میرے حق مین دعا کی اور زاد راہ کے لیے
مجھہ کو پچاس دینار دیے۔

اول مین نے شہر میورقہ کا جو میرا وطن تھا رخ کیا اور وہان چھہ مہینے تک قیام کیا۔
پھر میورقہ سے سوار ہوکر جزیرہ سسلی کو گیا۔ یہان پانچ مہینے تک مین اس انتظار مین ٹھہرا
رہا کہ کوئی جہاز بلاد اسلامیہ کو جاتا ہو اسے ملے۔ اتفاقاً ایک جہاز جو تونس کو جاتا تھا
سسلی کے بندرگاہ مین آیا اور مین اوسپر سوار ہوا۔ جزیرہ سسلی سے شام کے دھندلکے
مین جہاز نے لنگر اٹھایا اور دوسرے دن بندرگاہ تونس مین دوپہر کے وقت پہونچ گیا۔
جب مین جہاز سے اترکر تونس کے محصول خانہ مین آیا تو چند عیسائی سپاہی میرا حال سنکر
میرے پاس آئے اور مجھہ کو اپنے گھر لے گیے۔ بعض عیسائی سوداگر بھی جو تونس [illegible]

رہتے تھے اونکے ہمراہ تھے ۔ چار مہینے تک مین ان عیسائیون مین خوش وخرم رہا اور انہون
نے اس زمانہ مین میری بہت خاطر ومدارات کی ۔

جب چار مہینے اس طرح گذر گئے تو مین نے ان عیسائیون سے پوچھنا شروع کیا
کہ سلطان تونس کے دربار مین کوئی شخص ایسا بھی ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہو
اسوقت یہان کا سلطان سلطان ابو العباس احمد تھا ۔ غرض لوگون نے مجھے بتایا کہ
ہان مین یوسف طبیب ایسا شخص ہے جو عیسائیون کی زبان جانتا ہے ۔ اور
وہ سلطان کا طبیب اور مقرب اور ملازمین خاص مین سے ہے ۔

یہ سنکر مین بہت خوش ہوا اور پتہ پوچھکر یوسف طبیب کے مکان پر پہونچا ۔
جب اوس سے میری ملاقات ہوئی تو مین نے اپنے حالات بیان کیے اور کہا کہ اسلام
قبول کرنے کی تمنا میرے یہان آنے کا باعث ہوئی ہے ۔ یوسف یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا
خاصکر اسوجہ سے کہ یہ امر خیر اوسکے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا ۔ یوسف فوراً گھوڑے
پر سوار ہوا اور مجھے ساتھ لیکر سلطان کے محل مین آیا اور بادشاہ سے میرا حال کہہ کر
اجازت چاہی کہ مجھکو حضوری کی عزت ملے ۔ سلطان نے یہ درخواست
منظور کی اور مین سلطان کے حضور مین پیش ہوا ۔

سلطان نے اول میری عمر پوچھی ۔ مین نے عرض کیا کہ میری عمر پینتیس برس
کی ہے اسکے بعد پڑھنے پڑھانے کا حال پوچھا اور مین نے جو کچھ حال تھا عرض کیا ۔
سلطان نے سب حال سنکر کہا کہ "تم نے بہت اچھا کیا کہ یہان چلے آئے ۔ اب
مسلمان ہوجاؤ اور خدا کی تم پر رحمت ہو"

مین نے یوسف طبیب سے جو اس وقت میرا ترجمان تھا کہا کہ سلطان کی خدمت
مین میری طرف سے عرض کیا جاوے کہ جو شخص اپنا مذہب چھوڑتا ہے اوسکو اکثر لوگ سخت
سست ضرور کہتے ہین اور اوسکی نسبت بری باتین مشہور کرتے ہین ۔ اس لیے مین

سلطان سے اجازت چاہتا ہون کہ عیسائی سوداگرون اور سپاہیون کو دربار مین بلاکر میری نسبت اون سے پوچھا جاوے تاکہ سلطان کو معلوم ہو کہ میرے ہم مذہبون کا میری نسبت کیا خیال ہے۔ اسکے بعد مین مسلمان ہو جاؤنگا۔

سلطان نے ترجمان کے ذریعہ سے جواب دیا کہ "تمہاری یہ درخواست بالکل ایسی ہے جیسے کہ عبداللہ ابن اسلام نے مسلمان ہونے کے وقت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تہی۔" اسکے بعد سلطان نے عیسائی سپاہیون کو اور بعض عیسائی سوداگرون کو بلایا اور اپنی نشستگاہ کے قریب ہی ایک کمرہ مین مجہہ کو بٹہایا۔ پہر سلطان نے عیسائیون سے پوچھا کہ فلان فلان جہاز سے جو پادری ہمارے ملک مین اترا تہا اور ابتک مقیم ہے اسکی نسبت تمہاری کیا رای ہے۔ عیسائیون نے کہا کہ ہمارے علم دین کا وہ بہت بڑا عالم ہے اور ہمارے علما کہتے ہین کہ علمی فضائل اور پارسائی مین اس وقت اوسکا کوئی ہمسر نہین۔

سلطان نے پہر عیسائیون سے پوچھا کہ "اگر یہ پادری مسلمان ہو جاوے تو تم اوسکی نسبت کیا خیال کروگے؟"

اُنہون نے جواب دیا "معاذ اللہ وہ کبہی ایسا نہین کر سکتا۔"

جب سلطان نے اسطرح میری نسبت عیسائیون سے رای پوچہہ لی تو مجہکو بلایا اور سب عیسائیون کے سامنے مین نے کلمۂ شہادت پڑہا۔ عیسائیون نے یہ ماجرا دیکہتے ہی ہاتہہ اوٹہا کر اپنے چہرون پر صلیب کا نشان بنایا اور کہا کہ اوسنے شادی کرنے کے شوق مین یہ حرکت کی ہے کیونکہ ہمارے ہان پادری شادی نہین کر سکتے پہر سب عیسائی بہت رنجیدہ خاطر ہو کر دربار سے چلے گیے[۱]

مسلمان ہونے کے بعد سلطان ابوالعباس احمد (۱۳۷۰ء–۱۳۹۴ء) کی طرف سے چار دینار روزانہ اس شخص کے لیے مقرر ہوے اور کچہہ عرصہ کے بعد محصول خانہ اوسکے

شمالی ساحل افریقہ پرآکر آباد ہوتے رہے اور کسی کے لیے کچھ دل آویزی رکہتی
تہی۔ اٹھارہوین صدی عیسوی کے خاتمہ کے قریب جبکہ آزاد خیال لوگونکی تصانیف
نے خاص کر فرانس کے ملک سے شروع ہوکر عیسائی مذہب کے قدیم عقائد کو ضعیف
کر دیا اور آزاد خیال گروہ مین بعض مصنفین کے قلم سے ایسی کتابین شائع ہوئین جن مین
عیسائی مذہب کی تحقیر و تذلیل کے لیے مسلمانون کے دین کی تعریف کی گئی تو بہت
سے یورپین جن مین فرانس کے بعض ادیبہی بہی شامل تہے اپنا وطن چہوڑ کر مسلمان ہونے
کے لئے ترکی مین آن بسے۔

ان عیسائیون کے مسلمان ہونے کی خبر یورپ مین مشکل سے پہونچی ہوگی اور اس سے
بہی کم اطلاع اسبات کی ہوئی ہوگی کہ ان نومسلمون مین سے کسی نے اپنے مسلمان ہونے
کی سرگذشت بہی لکہی ہے۔ جیساکہ موجودہ صدی کے شروع مین فرانس کے ایک فوجی
افسر نے جسکا عیسائی نام اسمٰعیل تہا اور اسلامی نام ابراہیم منصور ہوا اپنے اسلام لانے کا حال
لکہا ہے۔ زمانہ طالبعلمی مین جسوقت اسمٰعیل پیرس کے شہر مین تہا تو اوسنے ترکی زبان کو
پڑہنا لکہنا اور بولنا سیکہا تہا۔ اسلیے وطن چہوڑنے سے پہلے ہی مسلمان کے مذہب کا
کسی قدر علم اوسکو حاصل ہوگیا تہا۔

زمانہ حال مین یورپ کے کئی عیسائی اسی طریقہ سے مسلمان ہوے جنکے حالات
کسی قدر تحقیق ہوے ہین۔ مثلاً ان مین ایک صاحب مسٹر شومان ہنوور کے باشندے
ہین جنہون نے ۱۸۸۸ء مین شیخ الاسلام قسطنطنیہ سے خط و کتابت کرنے کے بعد
اسلام قبول کیا۔ شیخ الاسلام نے جو خط قسطنطنیہ سے مسٹر شومان کے نام لکہا وہ اول قسطنطنیہ کے
اخبارون مین چہپا اور پہر اوسکا فرانسیسی اور انگریزی زبان مین ترجمہ ہوا۔ ہم بہی اوسکا یہان
ترجمہ لکہتے ہین۔ چونکہ آجکل یہ کوشش کیجاتی ہے کہ عیسوی دنیا کے سامنے اسلام کو جس قدر
دلکش پیرایہ مین بیان کرنا ممکن ہو بیان کیا جاوے اور انگلستان اور امریکہ کے ملکون کو

ایک دن مسلمان کرلینا اکثر مسلمانون کی دعا کا مضمون رہنے لگا ہے اسلیے شیخ الاسلام
قسطنطنیہ کا خط اس لحاظ سے بہت قابل وقعت ہے کہ اوسمین اسلام کے بہت بڑے پیشوائے
مذہب کے قلم سے اسلام کے اصول اطرح بیان ہوے ہین کہ عیسائیون کے دلون پر نہایت
عمدہ اثر پہونچا ئین - اسلیئے یہ خط دعوت اسلام کی تاریخ مین بڑی قدر رکھتا ہے اور ہم
اوسکا ترجمہ یہان لکھتے ہین -

جناب من - آپ کا خط جسمین آپ نے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی ہے
پہونچا اور ہمکو بہت مسرت ہوی - جو خیالات آپنے اس خط مین ظاہر کیئے ہین وہ ہماری
رائے مین بہت تعریف کے قابل ہین لیکن اسکے ساتھہ ہی ہم آپ کو اس بات کی طرف
توجہ دلاتے ہین کہ آپ کا مسلمان ہونا ہماری مرضی پر موقوف نہین ہے - کیونکہ اسلام
مین خدا اور خدا کے بندون کے درمیان مثل پادریون کے کوئی ثالث نہین
ہے - ہمارا فرض فقط یہہ ہے کہ مذہب کے حقائق لوگون کو سکھائین پس اسلام
قبول کرنے کے لیے اسلام مین کسی باضابطہ مذہبی کارروائی کی ضرورت نہین ہے
اور نہ کسی کی منظوری کی ضرورت ہے کہ بغیر اوسکے کوئی شخص مسلمان نہ ہو سکے - فقط
یہہ بات کافی ہے کہ انسان اسلام کا یقین کرے اور اپنے یقین کا اعلان کرے -
فی الحقیقت اسلام کی بنیاد یہہ ہے کہ خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
رسالت کا یقین کرے - یعنی دل سے اسپر ایمان رکھے اور الفاظ مین اسکا اقرار کرے
جیسے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے الفاظ ہین - جو شخص اس کلمہ کا
اقرار کرتا ہے وہ مسلمان ہو جاتا ہے بغیر اسکے کہ وہ کسی کی منظوری حاصل کرے - اگر
آپ جیسا کہ آپ نے اپنے خط مین لکھا ہے اس کلمہ کا اقرار کرتے ہین یعنی آپ اقرار کرتے
ہین کہ صرف ایک خدا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین تو آپ مسلمان ہین
اور ہماری منظوری کی آپکو کچھہ ضرورت نہین - ہم آپ کو اپنی طرف سے نہایت خوشی

بلاشبہ یہ سب باتین ان لوگون کو عجیب معلوم ہونگی جنکو پادریون کی مذہبی حکومت کا پابند ہوکر رہنا پڑا ہے۔ عیسائیون کا یہ حال ہے کہ جب انکے ہان بچہ پیدا ہوتا ہے تو اوسکو [illegible] مین شامل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پادری اوسکو اصطباغ دے۔ جب وہ بڑا ہوکر جوان ہوتا ہے تو اوسکی شادی کے لیے بھی پادری درکار ہے۔ اگر وہ عبادت کرنی چاہتا ہے تو گرجا مین جانے اور پادری کو تلاش کرنے کی اوسکو ضرورت پڑتی ہے۔ اگر اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہتا ہے تو بھی کسی پادری کے سامنے اوسکو اپنے گناہون کا اقرار کرکے معافی مانگنی ہوتی ہے۔ اور آخر مین جب وہ مرتا ہے تو بھی پادری ہی کی ضرورت پڑتی ہے کہ اوسکے مردہ کو وہ دفن کرے۔ مسلمانون کے ہان عیسائیون کی طرح پادری نہین ہین اور ان مجبوریون کو ہمارے مذہب مین جگہ نہین ملی ہے۔ بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ اوسکا باپ یا گھر مین جو بوڑھا اور بڑا ہو اوسکا نام رکھتا ہے۔ جب نکاح کی ضرورت ہوتی ہے تو مرد اور عورت یا اونکے وکیل دو گواہون کے سامنے معاہدہ کرتے ہین۔ جن فریقین نے معاہدہ کیا ہے اونہی کو اس معاہدہ سے تعلق ہوتا ہے دوسرے اوسمین نہ دخل دے سکتے ہین نہ شریک ہوسکتے ہین۔

مسلمان تنہا جسجگہ چاہے عبادت کرسکتا ہے اور گناہون کی معافی کے لیے وہ براہ راست خدا کے سامنے توبہ کرتا ہے۔ وہ اپنے گناہون کا اقرار دوسرون کے سامنے نہین کرتا اور نہ اوسکو ایسا کرنا چاہیے۔ مرنے کے بعد شہر کے مسلمانون کا فرض ہے کہ اوسکو تابوت مین رکھکر دفن کردین۔ ہر ایک مسلمان یہ کام کرسکتا ہے اور کسی مذہبی پیشوا کے موجود ہونے کی اوسکو ضرورت نہین۔

مختصر یہ کہ تمام دینی کامون مین خدا اور اوسکے بندون مین کسی ثالث کی ضرورت نہین۔ یہ ضروری ہے کہ خدا کے احکام کو جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کے ذریعہ

سے نازل ہوے اونکو ہر مسلمان جانے اور اونپر عمل کرے۔
صرف بعض مذہبی رسوم جیسے کہ جمعہ کی نماز اور بقرعید (عید الضحی) ہین اونکا انتظام
خلیفہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کیونکہ مذہبی رسوم کا انتظام خلیفہ کے مقدس فرائض
مین سے ہے۔ خلیفہ کے احکام کی تعمیل نہایت بڑا مذہبی فرض ہے۔ ہمارا کام
صرف یہہ ہے کہ خلیفہ کی طرف سے جن مذہبی معاملات کو اونسے ہمارے سپرد
کیا ہے اُن کا انتظام کرین۔

ایک چیز جسپر ہر مسلمان کو سب سے زیادہ خیال کرنا چاہیئے وہ خصائل نیک کا
پیدا کرنا ہے۔ بُرائیان جیسے غرور تکبر۔ انانیت۔ اور سختی ہین وہ مسلمان کو شایان
نہین۔ بڑونکی تعظیم کرنی اور ضعیفون پر رحم کرنا ہمارے مذہب کے احکام مین ہے[۱]

اس خط کی تاریخ یعنی ۱۸۸۸ء سے چند سال پہلے ایک انگریز سالیسٹر نے جسکا نام
مسٹر ولیم ہنری کیولیم ہے قرآن پڑھکر اور اسلامی دینیات کی کتابین مطالعہ کرکے اسلام قبول کیا
مسٹر کیولیم کو اول دفعہ اسلام قبول کرنے کی طرف ۱۸۸۴ء مین خیال ہوا جبکہ وہ مراکو مین سفر
کرتے تھے جہان انکو مسلمانون کا ظاہری اخلاص اور ہمدردی دیکھکر اور شرابخواری و اوباشی مین
سے جو انگلستان کے بڑے شہرون مین بُری طرح دکھائی دیتی ہین مسلمانونکو پاک دیکھکر حیرت
ہوی۔ انہون نے لیورپول کے شہر مین اسلامی مشن جاری کیا اور پانچ برسکی محنت کے بعد
(۳۰) انگریزون کو مسلمان کرلیا۔ اسکے بعد مشن کے لیئے زیادہ کوشش کی گئی لکچر دیے گیے
کتابین شائع ہوئین ایک رسالہ جاری کیا گیا اور واعظ مقرر کیے گیے جنہون نے بازارون
مین اسلام پر وعظ کہا۔ مسٹر کیولیم کے مسلمان ہونے کے دس برس بعد انگریزی نومسلمون
کی تعداد ۱۴۰ ہو گئی۔ انگلستان کے اس اسلامی مشن نے مسلمانون کے ملکون مین خاصکر ہندوستان
مین بڑا جوش پیدا کر دیا جہان انگریز مسلمانون کی نسبت ہر بات فوراً اخبارون مین چھاپی گئی

(۱) اخبار انڈیپنڈنٹ۔ مورخہ ۹ فروری ۱۸۸۸ء۔ نیویارک۔

| صدی | مغربی ایشیا |
| --- | --- |
| ساتوین صدی | ۶۱۰ء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت شروع فرمائی۔<br>۶۲۲ء مکہ سے مدینہ کو ہجرت<br>وسط عرب میں اسلام کی ترقی۔<br>۶۲۹ء قیصر روم۔ حاکم یمن<br>عرب کے جنوبی اور مشرقی قبائل میں اسلام کی اشاعت شروع ہوئی۔<br>۶۳۳-۶۳۸ء عراق اور ملک شام کے شمال میں لوگوں کا اسلام قبول کرنا۔ |
| آٹھوین صدی | ۷۱۷-۷۲۰ء۔ دعوت اسلام میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کی کوشش<br>مسلمانوں کا مناظرانہ جوش جسکی شہادت سینٹ یوحنا دمشقی اور تھیوڈور ابوقارہ سے ملتی ہے<br>دعوت اسلام میں محمد ابن الہذیل کی کوشش (۷۲۹ء - ۸۴۹ء) |
| نوین صدی | ۸۱۳-۸۳۳ء۔ تبلیغ اسلام میں خلیفہ مامون الرشید کی کوشش۔<br>۸۵۵ء۔ امام ابن حنبل کا انتقال۔ |
| دسوین صدی | تقریباً ۹۰۰-۹۰۵ء۔ نسطوری بشپ تھیودور کا مسلمان ہونا۔ |
| گیارہوین صدی | ۱۰۱۶ء۔ شہر تکریت کے مطران مارک برقیقی کا مسلمان ہونا جو یعقوبی عیسائیوں کا<br>عیسائیوں کا مسلمان ہونا جسکا حال ابو العلاء نے لکھا ہے۔ |
| بارہوین صدی | ۱۱۱۵-۱۲۰۱ء۔ ابو الفرج ابن الجوزی نے اسلام کی اشاعت کی۔<br>صلیبی مجاہدوں کا مسلمان ہونا شروع ہوا۔<br>۱۱۷۴-۱۱۹۳ء۔ ملک شام و فلسطین میں سلطان صلاح الدین۔ |
| تیرہوین صدی | صلیبی مجاہدین برابر اسلام قبول کرتے رہے<br>ملک جرجان میں اسلام شروع ہوا۔ |
| چودہوین صدی | [illegible] الدین عبدالصمد تورے (متوفی ۱۲۹۲ء) |

چھاپی جاتی ہے - سنہ ۱۸۹۱ء مین مسٹر ولیم کو سلطان روم نے ملاقات کیلیے قسطنطنیہ مین بلایا
ن سے تمغہ بھی دیا [illegible] ایک مسلمان سوداگر کو اپنی طرف سے خطاب دینے کیلیے
[illegible] لورپول مین ایک مسجد تعمیر کی تہی - مسٹر کیو ولیم کو لاگوس روانہ کیا -
امریکہ مین ایک [illegible] محمد رسل ویب مسلمان ہوے جنہون نے اسلامی کتابین پڑہکر
اسلام قبول کیا اور سنہ ۱۸۹۳ء مین ایک اسلامی مشن امریکہ مین قائم کیا۔ محمد رسل ویب کی
تعلیم مسیحی [illegible] تہیوسوفیسٹ کے عقائد کے مطابق ہوی تہی - لیکن انہون نے جلد عیسائی
مذہب چھوڑ دیا اور [illegible] مٹیریلیسٹ (مادی المذہب) ہو گئے اسکے بعد انکو مشرقی [illegible]
[illegible] شوق ہوا اور اسلام کی طرف خاص طور پر میلان خاطر ہوا بمبی کے ایک صاحب
ن عبد اللہ فور سے انہون نے خط و کتابت شروع کی - اس زمانہ مین مسٹر ویب جزیرہ
منیلا کی طرف سے کونسل تھے - یہان دو برس کی خط و کتابت کے بعد جدہ
کے ایک دولتمند سوداگر حاجی عبد اللہ عرب سے انکی ملاقات ہوی جنہون نے امریکہ
ن قائم کرنے کے لیے ایک کثیر رقم دینے کا وعدہ مسٹر ویب سے کیا - اسکے بعد
ویب ہندوستان مین آے اور یہان کے بعض بڑے بڑے شہرون مین جہان
ن کثرت سے رہتے ہین لکچر دیکر نیویارک کو روانہ ہوے جہان انہون نے
مشن جاری کیا اور ایک اخبار "مسلم ورلڈ" جاری کرکے اسلام کی تلقین شروع کی۔
انگلستان اور امریکہ کی یہہ دو اسلامی تحریکین زمانہ حال کی کوششین ہین جو اشاعت
اسلام مین کی گئین - یہہ تحریکین اس باعث سے زیادہ قابل توجہ ہین کہ موجودہ مہذب دنیا
کے لیے بہی قابل قبول بننے کا اسلام مین کیسا مادہ موجود ہے - انگلستان اور امریکہ مین جو اسلامی

[illegible] پہلا ہی موقع نہ تہا کہ امریکہ مین اسلامی مشن قائم ہوا ہو کیونکہ سنہ ۱۸۷۵ء مین فرقہ تہوسوفسٹ کا ایک عیسائی [illegible]
[illegible] مین تہا عیسائی مشنری کی حیثیت سے قسطنطنیہ گیا تہا - لیکن وہان پہونچکر وہ مسلمان ہو گیا اور [illegible]
[illegible] نے اسلام پر خطبہ دینا شروع کیا [illegible] سے تاسی - ہندوستان کی زبان و علم ادب صفحہ ۹
[illegible] سنہ ۱۸۷۶ء [illegible] لکچر مصنفہ مسٹر ویب مطبوعہ [illegible] عبد اللہ فور - (بمبی سنہ ۱۸۹۲ء)

شن جاری ہوے ہین اونکے چلانے والے علمای اسلام کے ذخیرے تصانیف
سے نہایت درجہ ناواقف ہین اور اونکو اسلام کا جسقدر علم ہے وہ آجکل کے مصنفون کی کتابون
سے ہے جو اسلام کو عقل کے مطابق دکہاتے ہین اور دیگر مذاہب کے مقابلہ مین
مذہب کی حمایت کرتے ہین - ان انگریز مسلمانون نے عبادات مین اکثر طریقے پروٹسٹنٹ
مذہب عیسوی کے اختیار کر لیے ہین جیسے مناجات کو گانا - انگریزی زبان مین نماز پڑہنا
وغیرہ وغیرہ - غرض اسطرح ان دو اسلامی مشنون مین اسلام پر ایسے طریقے سے عمل ہوتا ہے
جو سب سے نرالا ہے - مگر یہ بات بہی اس مذہب کی ایک خاص زبردست قوت کا ثبوت
ہے یعنی وہ قوت جس سے اسلام اپنے تئین مختلف حالتون اور خصلتون کے لوگون
کی قبول کے لیے مناسب مزاج بنا لیتا ہے -